بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سید التفاسیر

المعروف بہ

تفسیر اشرفی

شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی

https://t.me/nabwilibrary

Marfat.com

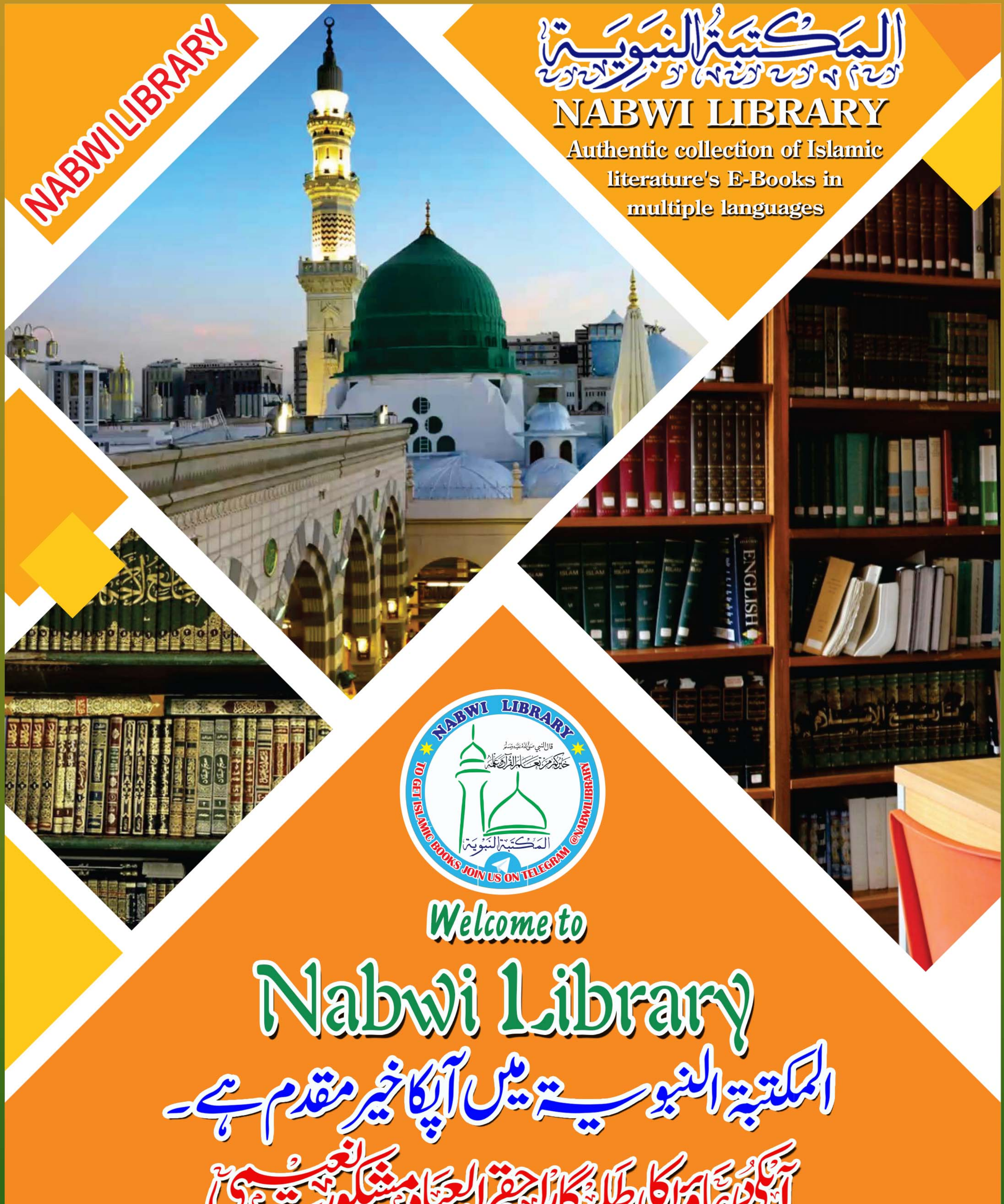
NABWI LIBRARY
المكتبة النبوية
NABWI LIBRARY
Authentic collection of Islamic literature's E-Books in multiple languages
Welcome to
Nabwi Library
المکتبۃ النبویۃ میں آپکا خیر مقدم ہے۔
آپکی دعاؤں کا طلبگار احقر العباد مشکور نعیمی
+91-9761897028--+966-537628162
مفت کتابیں حاصل کرنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں
https://t.me/nabwilibrary

المعروف بہ

جلد سوئم

واذاسمعوا ۷ — ولواننا ۸ — قال الملا ۹

شیخ الاسلام والمسلمین

لاهور۔ کراچی ○ پاکستان

https://t.me/nabwilibrary
Marfat.com

جملہ حقوق بحق شیخ الاسلام ٹرسٹ (احمد آباد، انڈیا) محفوظ
اشاعت ھٰذا بہ اجازت شیخ الاسلام ٹرسٹ

نام کتاب: 'سید التفاسیر المعروف بہ تفسیر اشرفی' جلد سوم

مفسر: شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی

کورڈیزائن و کمپیوٹرائزڈ کتابت: منصور احمد اشرفی (نیویارک، یو ایس اے)

اشاعت اول: پاکستان، ذوالحجہ ۱۴۳۳ھ بمطابق اکتوبر ۲۰۱۲ء

ناشر: محمد حفیظ البرکات شاہ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، کراچی

ملنے کے پتے
ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا گنج بخش روڈ، لاہور فون: 37221953 فیکس:۔ 042-37238010
9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون: 37247350 فیکس: 042-37225085
14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی فون: 021-32212011 فیکس: 021-32210212

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

اجازت نامہ طباعت و اشاعت برائے اردو تفسیر قرآن، بنام سید التفاسیر المعروف بہ تفسیر اشرفی (کامل)

میں کہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی ولد مخدوم اہلسنت حضرت مولانا سید محمد المعروف بہ محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ، ساکن اشرف پور، کچھوچھا، پرگنہ برہ، تحصیل ٹانڈہ، ضلع امبیڈکر نگر، یو پی کا ہوں۔ اردو تفسیر قرآن مسمیٰ سید التفاسیر المعروف بہ تفسیر اشرفی کا مصنف ہوں۔ اس تفسیر کے جملہ حقوق انڈیا کے کاپی رائٹ قوانین کے تحت بحق مصنف محفوظ ہیں اور مصنف کی مرضی کے بغیر کوئی بھی اس تفسیر کو شائع کرنے کا مجاز نہیں ہے۔ میں بطور مصنف محترمی و مکرمی جناب حفیظ البرکات شاہ صاحب ولد حضرت علامہ پیر کرم شاہ صاحب الازہری علیہ الرحمہ، مینیجنگ ڈائرکٹر ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، پاکستان کو اپنی تصنیف 'سید التفاسیر المعروف بہ تفسیر اشرفی' کی مندرجہ ذیل تحفظات کے ساتھ پاکستان میں شائع کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

(۱)۔ محترمی حفیظ البرکات شاہ صاحب مینیجنگ ڈائرکٹر ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، پاکستان کے علاوہ کوئی اور فرد یا ادارہ اس تفسیر کو شائع کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔

(۲)۔ محترمی حفیظ البرکات شاہ صاحب ضیاء القرآن پبلی کیشنز کے تحت صرف پاکستان میں اور پاکستان کی ضرورت کے لیے ہی اس تفسیر قرآن کو شائع کرنے کے مجاز ہوں گے، باہر کسی اور ملک میں ایکسپورٹ کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ وہ خود بھی کسی اور فرد یا ادارے کو تفسیر اشرفی شائع کرنے کی اجازت دینے کے مجاز نہ ہوں گے۔

(۳)۔ اس تفسیر قرآن کو جو کہ اردو زبان میں تصنیف کی گئی ہے کسی اور زبان میں ترجمہ کرنے، کرانے اور اسے شائع کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔

(۴)۔ سید التفاسیر المعروف بہ تفسیر اشرفی کے شروع میں جو مضامین بنام مقدمہ، مصنفین کے احوال کے تعلق سے، اور مقدمہ بہ گزارش احوال واقعی کے عنوان سے شامل کتاب ہیں ان میں حذف نہیں کیا جائے گا، اور ہمیشہ شامل اشاعت رکھا جائے گا۔ غرض ناشر وغیرہ میں تفسیر اشرفی کے محرکات و محرکین کا ذکر بھی باقی رکھا جائے گا۔

(۵)۔ ملک پاکستان میں قارئین کی ایما پر جب تک جاری رہے گی اس کی طباعت و اشاعت کروائی جاتی رہے گی۔ یعنی سید التفاسیر المعروف بہ تفسیر اشرفی قارئین کے حصول کے لیے ہمیشہ میسر رہے گی، اگر کسی وجہ سے اس کی طباعت و اشاعت روک دی گئی تو مصنف کسی اور فرد یا ادارے کو اشاعت کی اجازت دینے کا مجاز ہوگا۔

(۶)۔ محمد مسعود احمد سہروردی اشرفی (ڈائرکٹر گلوبل اسلامک مشن نیویارک، امریکہ) امریکہ اور کینیڈا کے قارئین کی ضرورت کے لیے تفسیر اشرفی کا اپنا ایڈیشن اپنی طرف سے چھپوانے اور شائع کرنے کے مجاز رہیں گے۔

(۷)۔ اس اجازت طباعت و اشاعت کے سلسلے میں مصنف یا ان کے بدلے میں کسی اور کی طرف سے کسی قسم کی رائلٹی یا معاوضہ وغیرہ کی ادائیگی نہیں کی جا رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو دین اسلام کی بیش از بیش خدمت کرنے کی توفیق رفیق مرحمت فرماتا رہے۔

فقط

آمین بجاہ حبیبہ [illegible]

سجادہ نشین و متولی درگاہ مخدوم اہلسنت حضور محدث اعظم ہند قدس سرہ
کچھوچھا شریف، ضلع امبیڈکر نگر، یو پی، انڈیا

Marfat.com
https://t.me/nabwilibrary

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	عرض ناشر	۹
۲	پارہ واذا سمعوا ۷	۱۲
۳	کلام الٰہی کو سن کر حق کو پہچاننے والوں کے آنسو بہانے کا ذکر	۱۳
۴	ایمان والوں کو حکم، کہ اللہ کے حلال کیے ہوئے کو، حرام قرار نہ دیں	۱۵
۵	بے خبری کی قسموں پر اللہ تعالیٰ گرفت نہیں فرماتا	۱۷
۶	قسموں کو مضبوط کر کے توڑ ڈالنے والوں کے کفارے کا بیان	۱۸
۷	شراب حرام کرنے کے احکام بتدریج اور مرحلہ وار نازل فرمانے کا ذکر	۲۰
۸	شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں	۲۲
۹	شیطان جن ذریعوں سے مومنوں میں دشمنی ڈالنا چاہتا ہے، انکا ذکر	۲۲
۱۰	مومنوں کو اللہ اور اسکے رسول ﷺ کا کہا ماننے کا حکم دیا جارہا ہے	۲۴
۱۱	تحریم سے پہلے شراب نوشی وغیرہ کرنے والے ایمان والوں پر کوئی گناہ نہیں	۲۵
۱۲	مومنوں کو شکار کے ذریعے جانچے جانے کا ذکر	۲۶
۱۳	احرام کی حالت میں شکار نہ مارنے کا حکم	۲۸
۱۴	احرام کی حالت میں شکار کر لینے والوں کے کفارے کا تعین	۲۸
۱۵	احرام کی حالت میں دریائی شکار حلال اور خشکی کا شکار حرام کرنے کا ذکر	۳۰
۱۶	بنا دیا اللہ نے کعبہ حرمت والے گھر کو لوگوں کے قیام کا سبب	۳۱
۱۷	رسول پر صرف تبلیغ ہے۔ انھوں نے پہنچا دیا، وہ اپنے فریضہ سے سبکدوش ہو گئے	۳۳
۱۸	مومنوں کو وہ نہ پوچھنے کا حکم، جو اگر بتا دیا جائے، تو برا لگے انکو	۳۵
۱۹	مشرکوں کا بعض جانوروں کو خود حرام کر لینے اور اللہ پر جھوٹ بہتان گڑھ لینے کا ذکر	۳۷
۲۰	مومنوں کیلئے وصیت کے تعلق سے گواہوں اور انکی گواہی کے احکامات کا ذکر	۴۱
۲۱	روز قیامت اللہ تعالیٰ رسولوں سے فرمائیگا، کہ کیا جواب دیئے گئے تم؟	۴۴
۲۲	روزِ قیامت اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام سے جو ارشاد فرمائیگا، اسکا تفصیلی ذکر ﴿جس میں انکو تمام معجزات دیئے گئے انکا ذکر، اور انکے حواریوں اور ان پر خوان اتارے جانے اور اس سلسلے میں انکی دعا کا ذکر شامل ہے﴾	۴۶
۲۳	حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال، کہ کیا تم نے کہا تھا، کہ مجھ کو اور میری ماں کو معبود بنا لو اللہ کو چھوڑ کر؟'	۵۲
۲۴	روزِ قیامت کے تعلق سے اللہ کا فرمان، کہ 'یہ دن ہے کہ فائدہ دے سچوں کو انکی سچائی'	۵۳

https://t.me/nabwilibrary
Marfat.com

﴿۲۵﴾ ـــــ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواباً فرمایا، میں نے انکو وہی کہا جسکا حکم تو نے مجھے دیا ـــــ ۵۴
﴿۲۶﴾ ـــــ سُورَۃُ الْاَنْعَامِ ۶ ـــــ ۵۶
﴿۲۷﴾ ـــــ ساری خوبیاں اللہ کیلئے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں کو اور زمین کو ـــــ ۵۷
﴿۲۸﴾ ـــــ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تم کو مٹی سے، پھر فیصلہ کیا ایک میعادِ مقرر کا ـــــ ۵۸
﴿۲۹﴾ ـــــ زمین میں مضبوط کئے جانے والوں کو، انکی نافرمانی کی وجہ سے، ہلاک کئے جانے کا ذکر ـــــ ۶۲
﴿۳۰﴾ ـــــ کافروں کی بولی کا ذکر، کہ 'کیوں نہیں اتارا گیا اس نبی پر کوئی فرشتہ' جو انھیں نبی باور کراتا ـــــ ۶۳
﴿۳۱﴾ ـــــ کافروں اور مشرکوں کو مشورہ، کہ 'زمین میں گھومو، پھر دیکھو کہ کیا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا' ـــــ ۶۵
﴿۳۲﴾ ـــــ اگر اللہ تمہیں نقصان پہنچادے، تو کوئی اسکا ہٹانے والا نہیں، بجز اسکے ـــــ ۶۸
﴿۳۳﴾ ـــــ اللہ تعالیٰ کے، سب سے بڑا، گواہ ہونے کا بیان ـــــ ۷۰
﴿۳۴﴾ ـــــ حضور ﷺ قرآن کے ذریعے ڈراتے ہیں تمام انسانوں کو، جس جس کو پہنچے ـــــ ۷۰
﴿۳۵﴾ ـــــ اہل کتاب پہچانتے ہیں اس نبی کو، جیسا کہ لوگ اپنے بیٹوں کو پہچانیں ـــــ ۷۱
﴿۳۶﴾ ـــــ اس سے زیادہ ظالم کون، جس نے بہتان باندھا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا ـــــ ۷۲
﴿۳۷﴾ ـــــ قرآن میں جھگڑا اڈالنے والے اور اسکو پہلوں کے قصے کہنے والوں کا ذکر ـــــ ۷۴
﴿۳۸﴾ ـــــ بیشک گھاٹے میں رہے اللہ سے ملنے کو جھٹلانے والے، اور روزِ قیامت وہ برا بوجھ لادے ہیں ـــــ ۷۸
﴿۳۹﴾ ـــــ اور نہیں ہے دنیاوی زندگی مگر کھیل کود۔ اور بیشک آخرت کا گھر بہتر ہے انکے لئے، جو ڈریں ـــــ ۷۹
﴿۴۰﴾ ـــــ حضور ﷺ کو جھٹلائے جانے پر جو رنج ہوتا ہے، اسکا ذکر اور اسپر اطمینان دلایا جارہا ہے ـــــ ۸۰
﴿۴۱﴾ ـــــ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا، تو سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا ـــــ ۸۲
﴿۴۲﴾ ـــــ اللہ کا فرمان، کہ ہم نے نہیں چھوڑا کتاب میں کچھ ـــــ ۸۵
﴿۴۳﴾ ـــــ شیطان نے کافروں کے عیبوں کو انکی نظر میں ہنر بنا کر دکھایا ـــــ ۸۹
﴿۴۴﴾ ـــــ اللہ تعالیٰ کا فرمان، کہ 'دیکھو کہ کس طرح سے ہم آیتیں پیش کرتے ہیں' ـــــ ۹۱
﴿۴۵﴾ ـــــ حضور ﷺ کو فرمادینے کا حکم، کہ 'نہیں ہے میرا کوئی فعل و قول مگر جو وحی بھیجی گئی مجھ تک' ـــــ ۹۴
﴿۴۶﴾ ـــــ سردارانِ قریش کی حضور ﷺ کی بارگاہ میں آنے کیلئے، وہاں سے غریب صحابہ کو اٹھادینے کی، شرط کا ذکر ـــــ ۹۷
﴿۴۷﴾ ـــــ ایمان والوں کی حاضری پر، رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا فرمان، کہ 'کہو کہ تم پر سلام ہو' ـــــ ۱۰۰
﴿۴۸﴾ ـــــ کافروں کے حضور ﷺ سے عذابِ الٰہی مانگے جانے کا ذکر اور اسپر اللہ تعالیٰ کا فرمان ـــــ ۱۰۲
﴿۴۹﴾ ـــــ اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں۔ نہیں بتاتا، مگر وہی ـــــ ۱۰۳
﴿۵۰﴾ ـــــ اللہ ہی ہے جو سب کو خشکی اور تری کے اندھیروں اور دوسری بلاؤں سے نجات دیتا ہے ـــــ ۱۰۷
﴿۵۱﴾ ـــــ مومنوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں نکتہ چینی کرنے والوں سے، منہ پھیر لینے کا حکم ـــــ ۱۱۱
﴿۵۲﴾ ـــــ مومنوں کو ان سے علیحدگی اختیار کر لینے کا حکم، جنھوں نے دین کو کھیل کود بنا لیا ہے ـــــ ۱۱۲
﴿۵۳﴾ ـــــ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اپنے چچا سے سوال اور انکے شرک کے تعلق سے کلام کا ذکر ـــــ ۱۱۷

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

﴿۵۴﴾ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی، لوگوں کے بنائے ہوئے مختلف خداؤں سے، بیزاری کے اظہار کا ذکر ۔۔۔ ۱۱۹
﴿۵۵﴾ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے انکی قوم کی حجت اور آپکے جوابی کلمات کا ذکر ۔۔۔ ۱۲۰
﴿۵۶﴾ اللہ تعالیٰ نے اپنے عظیم المرتبت پیغمبروں کا ذکر فرمایا اور انکی تعریف فرمائی ۔۔۔ ۱۲۲
﴿۵۷﴾ ان بے قدروں کا ذکر، جنھوں نے نہیں کی قدر اللہ کی، جو قدر کرنے کا حق ہے ۔۔۔ ۱۲۶
﴿۵۸﴾ اللہ تعالیٰ ہی زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالنے والا ہے ۔۔۔ ۱۳۳
﴿۵۹﴾ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے پیدا فرمایا تم کو ایک جان سے ۔۔۔ ۱۳۴
﴿۶۰﴾ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے برسایا آسمان سے پانی اور نکالا پودے، سبزہ اور مختلف قسم کے پھل ۔۔۔ ۱۳۶
﴿۶۱﴾ اللہ تعالیٰ کے اولاد کہاں؟ جبکہ اسکی کوئی زوجہ نہیں ۔۔۔ ۱۳۸
﴿۶۲﴾ نہیں پاتیں اسکو آنکھیں۔ اور وہ خوب جانتا ہے ساری آنکھوں کو۔ اور وہ لطافت والا باخبر ہے ۔۔۔ ۱۳۹
﴿۶۳﴾ بیشک آگئیں تمہارے پاس آنکھ کھولنے والی باتیں ۔۔۔ ۱۴۰
﴿۶۴﴾ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مشرکوں پر نگرانی کا ذمہ دار نہیں کیا ۔۔۔ ۱۴۲
﴿۶۵﴾ دوسروں کے معبودوں کو ان سے برا نہ کہنے کا حکم، کہ کہیں وہ بھی اللہ کی بے ادبی کرنے نہ لگ جائیں ۔۔۔ ۱۴۳
﴿۶۶﴾ اللہ تعالیٰ جم کا کفر کمانے والوں کے دلوں اور آنکھوں کو پلٹ دیگا ۔۔۔ ۱۴۵
﴿۶۷﴾ پارہ ولواننا ۸ ۔۔۔ ۱۴۶
﴿۶۸﴾ نہ ماننے والے کچھ بھی دیکھ لیتے، پھر بھی نہ مانتے کیونکہ ان میں زیادہ تر جاہل ہیں ۔۔۔ ۱۴۷
﴿۶۹﴾ اہل کتاب جانتے ہیں کہ قرآن حق ہے، پھر بھی شک کرتے ہیں۔ تو شکیوں کے ساتھ تم نہ رہا کرو ۔۔۔ ۱۵۰
﴿۷۰﴾ اللہ تعالیٰ راہ پر چلنے والوں اور راہ سے بھٹکنے والوں دونوں کو خوب جانتا ہے ۔۔۔ ۱۵۲
﴿۷۱﴾ مسلمانو کو وہ ذبیحہ کھانے کا حکم جس پر ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا گیا ہو ۔۔۔ ۱۵۲
﴿۷۲﴾ حالت اضطرار میں جان بچانے کیلئے تھوڑی مقدار میں حرام کھانے کی اجازت ۔۔۔ ۱۵۳
﴿۷۳﴾ مسلمانو چھوڑ دو کھلا ڈھکا ہر طرح کا گناہ ۔۔۔ ۱۵۴
﴿۷۴﴾ کیا ایمان کی روشنی والے اور کفر کی اندھیریوں میں بھٹکنے والے برابر ہیں؟ ۔۔۔ ۱۵۵
﴿۷۵﴾ کافروں نے اللہ کی نشانیوں کو بلا واسطہ حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی ۔۔۔ ۱۵۶
﴿۷۶﴾ جسے اللہ چاہے کہ ہدایت دے، کھول دیتا ہے اسکے سینے کو اسلام کیلئے ۔۔۔ ۱۵۷
﴿۷۷﴾ اللہ تعالیٰ نے مفصل کر دیں اپنی آیتیں سبق لینے والی قوم کیلئے ۔۔۔ ۱۵۸
﴿۷۸﴾ اللہ تعالیٰ بعض ظالموں کو بعض ظالموں پر حاکم بنا دیتا ہے کہ ظالموں کو انکا بدلہ ملے ۔۔۔ ۱۶۰
﴿۷۹﴾ جن وانس سے سوال، کہ کیا نہیں آئے تمہارے پاس رسول تم میں سے؟ ۔۔۔ ۱۶۰
﴿۸۰﴾ اللہ تعالیٰ چاہے تو قوموں کو بدل دے یعنی ایک کو ہٹا کر دوسری لے آئے ۔۔۔ ۱۶۲
﴿۸۱﴾ کافروں نے اللہ ہی کی دی ہوئی کھیتی اور مویشیوں میں، اللہ کا اور اپنے بتوں کا حصہ کر دیا ۔۔۔ ۱۶۴
﴿۸۲﴾ کافروں نے کھیتی اور مویشیوں میں حرام وحلال کے تعلق سے اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھا ۔۔۔ ۱۶۶

https://t.me/nabwilibrary
Marfat.com

﴿۸۳﴾ ---------- اپنی اولاد کو مارڈالنے والے گھاٹے میں پڑ گئے -------------- ۱۶۷
﴿۸۴﴾ ------- اللہ ہی ہے جس نے ہماری روزی کیلئے پیدا فرمائے باغ، پھل اور مویشی وغیرہ ------ ۱۶۸
﴿۸۵﴾ --- کافروں سے انکی اپنی سچائی ثابت کرنے کیلئے سوال، کہ ثابت کرو کہ کون سے نر و مادہ حرام ہیں -- ۱۷۱
﴿۸۶﴾ -------- جس نے من گھڑت باندھا اللہ پر جھوٹ، تو اس سے زیادہ ظالم کون؟ -------- ۱۷۲
﴿۸۷﴾ ---------- کوئی غذا حرام نہیں بجز مردار، سور کا گوشت، نافرمانی کا جانور ------------ ۱۷۳
﴿۸۸﴾ ------ یہودیوں پر ناخن والے جانور اور چند قسم کی چربی سزا کے طور پر حرام کردی گئی تھی ------ ۱۷۴
﴿۸۹﴾ ---------- حرام پر کافروں کی گواہی کے ساتھ مسلمانوں کو گواہی نہ دینے کا حکم ---------- ۱۷۷
﴿۹۰﴾ ------- اہل کتاب پر جو پروردگار نے حرام فرمایا تھا، اسکی تفصیل بیان کی جارہی ہے ------ ۱۷۸
﴿۹۱﴾ -------- بہتری کی نیت کے علاوہ، یتیموں کے مال کے قریب بھی نہ پھٹکنے کا حکم ------ ۱۷۹
﴿۹۲﴾ -------- لین دین میں ناپ اور تول کو پورا رکھو انصاف سے اور بددیانتی نہ کرو ---------- ۱۸۰
﴿۹۳﴾ -------- ہمیشہ انصاف کی بات بولنے کا حکم چاہے بات اپنوں ہی پر کیوں نہ پڑے -------- ۱۸۰
﴿۹۴﴾ -------- اللہ کی راہ چلنے اور دوسری راہوں پر نہ چلنے کا حکم جو اللہ کی راہ سے دور کردیں -------- ۱۸۱
﴿۹۵﴾ ----- مشرکوں کے پاس قرآن آگیا کہ وہ قیامت میں نہ کہہ سکیں کہ ہمیں کتاب نہ ملی -------- ۱۸۳
﴿۹۶﴾ -------- جس نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور بے رخی برتی، انکو بہت جلد سزا ملے گی -------- ۱۸۳
﴿۹۷﴾ -------- اللہ کی نشانیاں دیکھ لینے کے بعد کسی کا ایمان لانا اسکے کچھ کام نہ آیگا -------- ۱۸۴
﴿۹۸﴾ --- پہلے سے ایمان نہ لانے والے یا اپنے ایمان میں نیکی نہ کمانے والے عذاب کا شکار ہونگے --- ۱۸۵
﴿۹۹﴾ -- اپنے دین کو ٹکڑے کرنے والوں اور اپنے کو ٹکڑیوں میں بانٹ لینے والوں کا معاملہ اللہ کی سپرد ہے -- ۱۸۶
﴿۱۰۰﴾ ------ ایک نیکی پر دس گنا ثواب، مگر ایک برائی پر اسی کے برابر عذاب ہوگا اور ظلم نہ ہوگا -------- ۱۸۶
﴿۱۰۱﴾ ---- اے محبوب آپ سنا دیں! میری نماز اور حج، زندگی اور موت سب اللہ تعالیٰ کیلئے ہے ----- ۱۸۷
﴿۱۰۲﴾ ----- اور نہیں کماتا کوئی، مگر اسکا ذمہ دار وہی ہے۔ اور کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا ----- ۱۸۸
﴿۱۰۳﴾ ---- اللہ ہی نے لوگوں کو زمین میں خلیفہ بنایا اور ایک کو دوسرے پر بلندی دیتا ہے آزمائش کیلئے --- ۱۸۹
﴿۱۰۴﴾ ---------------- سورۃ الاعراف ۷ ---------------- ۱۹۰
﴿۱۰۵﴾ ---------- قرآن کو چھوڑ کر جو حاکم ہیں انکی پیروی نہ کرنے کا حکم ---------- ۱۹۳
﴿۱۰۶﴾ ------- جن کی طرف رسول بھیجے گئے ان سے بھی اور رسولوں سے بھی سوال ہوگا قیامت میں -------- ۱۹۴
﴿۱۰۷﴾ -------- عمل کی تول اس دن ٹھیک ہے۔ تو جسکا وزن بھاری ہوا، وہی کامیاب ہیں -------- ۱۹۵
﴿۱۰۸﴾ -------- جسکا پلہ ہلکا پڑا، تو وہ خود اپنے کرتوتوں کی وجہ سے گھاٹا اٹھانے والے ہیں -------- ۱۹۵
﴿۱۰۹﴾ --- ہمیں پیدا کرنے، صورت بخشنے، اور فرشتوں کو آدم کا سجدہ کرنے کے حکم کا ذکر کیا جارہا ہے --- ۱۹۶
﴿۱۱۰﴾ -------- سب نے آدم کا سجدہ کیا سوا ابلیس کے، کہ وہ سجدہ کرنے والوں میں نہ ہوا -------- ۱۹۶
﴿۱۱۱﴾ ----- سجدہ نہ کرنے کی وجہ پوچھنے پر ابلیس نے جواب دیا 'میں بہتر ہوں اس سے۔۔۔' ----- ۱۹۷

https://t.me/nabwilibrary
Marfat.com

﴿۱۱۲﴾ ـــــ اللہ نے ابلیس کو حکم دیا،'تو یہاں سے اتر جا، تجھے حق نہ تھا کہ یہاں غرور کرے' ـــــ ۱۹۸

﴿۱۱۳﴾ ـــــ ابلیس نے قیامت تک کیلئے اپنی جان بخشی مانگی اور اللہ تعالیٰ نے مہلت عطا فرمادی ـــــ ۱۹۹

﴿۱۱۴﴾ ـــــ اولادِ آدم کو بہکانے کے تعلق سے شیطان کے پروگرام کو بیان کیا جارہا ہے ـــــ ۲۰۰

﴿۱۱۵﴾ ـــــ ابلیس کو مردود و ملعون کر کے اور جہنم کا مژدہ سنا کر وہاں سے نکال دیا گیا ـــــ ۲۰۱

﴿۱۱۶﴾ ـ حضرت آدم و حوا کو جنت میں رہنے، جہاں سے چاہے کھانے، مگر ایک خاص پیڑ کے پاس نہ جانیکا حکم ہوا ـ ۲۰۲

﴿۱۱۷﴾ ـــ شیطان نے دونوں میں وسوسہ ڈالا۔ انھوں نے اس پیڑ سے کھایا اور انکی شرمگاہیں برہنہ ہوگئیں ـــ ۲۰۲

﴿۱۱۸﴾ ـ دونوں کی لغزش پر جب باز پرس ہوئی تو شرمندگی سے فرمایا، اے ہمارے رب ہم نے اپنا بنا بگاڑ ڈالا ـ ۲۰۴

﴿۱۱۹﴾ ـــــ اولادِ آدم کیلئے لباس اتارے جانے کا ذکر اور ذکر کہ 'خوفِ خدا کا لباس سب سے بہتر ہے' ـــــ ۲۰۵

﴿۱۲۰﴾ ـــــ آدمیوں کو شیطان کے فتنے سے بچنے کیلئے کہا جارہا ہے ـــــ ۲۰۶

﴿۱۲۱﴾ ـــــ اولادِ آدم کو ہر بار مسجد آنے میں اپنی آراستگی اختیار کرنے کا حکم فرمایا جارہا ہے ـــــ ۲۱۰

﴿۱۲۲﴾ ـــــ کھلی اور ڈھکی بے شرمیوں کو اور گناہ اور ناحق ظلم کو حرام فرمادیئے جانے کا ذکر ـــــ ۲۱۳

﴿۱۲۳﴾ ـــــ ہر امت کا ایک وقت آخری ہے جس سے گھڑی بھر بھی وہ نہ آگے ہوئی، نہ پیچھے ـــــ ۲۱۴

﴿۱۲۴﴾ ـــ آگے پیچھے جہنم میں داخل ہونیوالی امتوں کے ایک دوسرے کے بارے میں مکالمات کا ذکر ـــ ۲۱۶

﴿۱۲۵﴾ ـــــ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلانے والے کبھی بھی جنت میں داخل نہ ہونگے ـــــ ۲۱۸

﴿۱۲۶﴾ ـــــ جنت میں داخل ہونے والوں کے سینوں میں سے کینہ کھینچ لیا جائیگا ـــــ ۲۲۰

﴿۱۲۷﴾ ـــــ جنت اور جہنم کے درمیان ایک پردہ ہے جسے اعراف کہتے ہیں ـــــ ۲۲۴

﴿۱۲۸﴾ ـــــ اعراف پر کچھ لوگ ہونگے جو سب جنتیوں اور جہنمیوں کو انکے حلیہ سے پہچان لینگے ـــــ ۲۲۴

﴿۱۲۹﴾ ـــــ جہنمیوں نے جنتیوں سے کچھ پانی اور اللہ کی دی ہوئی روزی سے کچھ مانگا ـــــ ۲۲۷

﴿۱۳۰﴾ ـــــ اللہ نے جنت کے کھانے اور پینے کو دوزخیوں پر حرام فرمادیا ہے ـــــ ۲۲۷

﴿۱۳۱﴾ ـــــ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا فرمایا، پھر برابر مکمل کردیا عرش پر ـــــ ۲۳۰

﴿۱۳۲﴾ ـــــ سورج، چاند، تارے اور رات و دن کا باہم لگے رہنا جلد جلد، سب مسخر اللہ کے حکم کے ـــــ ۲۳۰

﴿۱۳۳﴾ ـــــ بیشک اللہ کی رحمت نزدیک ہے مخلص بندوں کے ـــــ ۲۳۳

﴿۱۳۴﴾ ـــــ مردوں کو زمین سے نکالے جانے کو سمجھانے کیلئے چند مثالوں کا ذکر ہورہا ہے ـــــ ۲۳۴

﴿۱۳۵﴾ ـــــ حضرت نوح علیہ السلام کو انکی قوم کی طرف بھیجے جانے اور انکا اپنی قوم کو پیغام دینے کا ذکر ـــــ ۲۳۶

﴿۱۳۶﴾ ـــــ حضرت ہود علیہ السلام کو قومِ عاد کی طرف بھیجے جانے اور انکے پیغام کا ذکر ـــــ ۲۳۸

﴿۱۳۷﴾ ـــــ حضرت صالح علیہ السلام کو ثمود کی طرف بھیجے جانے اور اونٹنی کے معجزے کا ذکر ـــــ ۲۴۳

﴿۱۳۸﴾ ـــ قومِ ثمود نے اونٹنی کی کوچیں کاٹ لیں اور ہٹ دھرمی سے عذاب طلب کرنے پر عذاب آنے کا ذکر ـ ۲۴۶

﴿۱۳۹﴾ ـــــ حضرت لوط علیہ السلام کو اپنی قوم کی طرف بھیجے جانے اور قوم سے مکالمات کا ذکر ـــــ ۲۴۸

﴿۱۴۰﴾ ـــ حضرت شعیب علیہ السلام کو قوم مدین کی طرف بھیجے جانے اور انکی قوم کو ناپ تول ٹھیک رکھنے کا ذکر ـــ ۲۵۰

https://t.me/nabwilibrary
Marfat.com

﴿۱۴۱﴾ ـــــ پارہ قال الملا ۹ ـــــ ۲۵۴

﴿۱۴۲﴾ ـــــ انکی قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام اور انکے ماننے والوں کو شہر بدر کرنے کی دھمکی دی ـــــ ۲۵۵

﴿۱۴۳﴾ ـ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر عذاب نازل فرمایا اور شعیب علیہ السلام ان سے ہٹ گئے ـ ۲۵۹

﴿۱۴۴﴾ ـــــ اللہ کی ڈھیل سے مطمئن نہیں ہوتے، مگر تباہ ہو جانے والی قوم ـــــ ۲۶۲

﴿۱۴۵﴾ ـــــ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اسکے لوگوں کی طرف بھیجے جانے کا ذکر ـــــ ۲۶۴

﴿۱۴۶﴾ ـــــ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے ثبوت میں کوئی نشانی مانگی ـــــ ۲۶۷

﴿۱۴۷﴾ ـــــ معجزات دکھانے پر قوم فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر کہا ـــــ ۲۶۸

﴿۱۴۸﴾ ـــــ سب نے بڑے بڑے جادوگروں کو بلا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ کرانے کا فیصلہ کیا ـــــ ۲۶۸

﴿۱۴۹﴾ ـ جادوگروں نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھ کر جادو دکھایا اور موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے اپنا عصا ڈالا ـ ۲۷۰

﴿۱۵۰﴾ ـــــ حضرت موسیٰ علیہ السلام غالب آئے اور جادوگر ہار مان کر سجدہ میں گرے اور ایمان لائے ـــــ ۲۷۲

﴿۱۵۱﴾ ـــــ ایمان لانے پر فرعون نے جادوگروں کو سولی کی سزا سنائی، مگر وہ ایمان سے نہ ہٹے ـــــ ۲۷۳

﴿۱۵۲﴾ ـــــ فرعون نے بنی اسرائیل کے بیٹوں کو قتل اور لڑکیوں کو قید کر لینے کا فیصلہ کیا ـــــ ۲۷۵

﴿۱۵۳﴾ ـــــ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو صبر کی تلقین کی اور اللہ سے مدد مانگنے کو کہا ـــــ ۲۷۶

﴿۱۵۴﴾ ـــــ قوم فرعون پر یکے بعد دیگرے مختلف اقسام کے عذاب بھیجے جانے کا ذکر ـــــ ۲۷۸

﴿۱۵۵﴾ ـــــ ہر عذاب پر قوم فرعون معافی مانگتی، پھر نافرمان ہو جاتے، آخر ڈبو دیئے گئے ـــــ ۲۸۱

﴿۱۵۶﴾ ـــــ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو کامیاب کر دیا اور فرعون سے رہائی دلوادی ـــــ ۲۸۲

﴿۱۵۷﴾ ـــ رہائی کے بعد بنی اسرائیل نے بت پرستی کیلئے موسیٰ علیہ السلام سے ایک معبود بنا دینے کی خواہش کری ـــ ۲۸۳

﴿۱۵۸﴾ ـــ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے وعدے کے مطابق چالیس روز کیلئے قوم کو چھوڑ کر کوہِ طور پر چلے گئے ـــ ۲۸۵

﴿۱۵۹﴾ ـ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اسکا دیدار کرنے کی خواہش کی، اللہ نے فرمایا 'تم ہرگز دیکھ نہیں سکتے' ـ ۲۸۸

﴿۱۶۰﴾ ـــــ اور جب پروردگار نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بے خود ہو گئے ـــــ ۲۸۹

﴿۱۶۱﴾ ـــــ افاقہ ہونے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے معذرت چاہی ـــــ ۲۸۹

﴿۱۶۲﴾ ـــــ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کیلئے تختیوں میں ہر چیز کی نصیحت اور تفصیل لکھ دی ـــــ ۲۹۳

﴿۱۶۳﴾ ـــــ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غیر موجودگی میں انکی قوم نے بچھڑا بنا کر اسکی پوجا شروع کر دی ـــــ ۲۹۵

﴿۱۶۴﴾ ـــ موسیٰ علیہ السلام واپسی پر قوم کی حالت دیکھ کر بہت رنجیدہ ہوئے اور ہارون علیہ السلام سے باز پرس کی ـــ ۲۹۷

﴿۱۶۵﴾ ـــــ آخر کار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اور اپنے بھائی کیلئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہی ـــــ ۳۰۰

﴿۱۶۶﴾ ـــــ غصے میں جو تختیاں ڈالدی تھیں حضرت موسیٰ نے غصہ تھمنے پر، وہ تختیاں اٹھالیں ـــــ ۳۰۱

﴿۱۶۷﴾ ـــــ اللہ سے توبہ و عذر خواہی کیلئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو ستر آدمی چنے، انکا واقعہ ـــــ ۳۰۲

﴿۱۶۸﴾ ـــ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے اپنی قوم کیلئے دنیا و آخرت کی بھلی تقدیر لکھنے کی درخواست کی ـــ ۳۰۵

﴿۱۶۹﴾ ـــ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے پیچھے چلنے والوں اور انکی تعظیم کرنے والوں کو کامیابی کا مژدہ سنایا ـــ ۳۰۷

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

﴿۱۷۰﴾ — اللہ نے حضور ﷺ سے فرمایا کہ پکار دو 'اے انسان بیشک! میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف' — ۳۰۹
﴿۱۷۱﴾ — قوم کے پانی مانگنے پر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ اپنا عصا مارو پتھر پر، تو پانی نکل آیا — ۳۱۲
﴿۱۷۲﴾ — بنی اسرائیل پر من وسلویٰ اتارے جانے کا ذکر، مگر انہوں نے اپنا بنا بگاڑ لیا — ۳۱۲
﴿۱۷۳﴾ — بنی اسرائیل کو ایک آبادی میں رہنے، استغفار کرنے، اور سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونے کا حکم — ۳۱۳
﴿۱۷۴﴾ — بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی بات کو بدل دیا اور اندھیر مچایا، تو عذاب آگیا — ۳۱۴
﴿۱۷۵﴾ — سنیچر کو مچھلیاں نہ پکڑنے کے قانون کی خلاف ورزی کرنے والی دریا کے کنارے کی آبادی کا ذکر — ۳۱۵
﴿۱۷۶﴾ — سرکشی کرنے والے جب کسی کی بھی نصیحت نہ مانے، تو انہیں بندر بنا دیا گیا — ۳۱۸
﴿۱۷۷﴾ — اللہ نے اعلانِ عام کر دیا، کہ 'ضرور ان پر بھیجتا رہیگا قیامت تک ایسے کو، جو انہیں برا عذاب دیا کریں' — ۳۱۹
﴿۱۷۸﴾ — کتاب کے وارث ہو کر اسکے بدلے دنیا کی پونجی لینے والوں کا ذکر — ۳۲۱
﴿۱۷۹﴾ — اللہ تعالیٰ کتاب کو تھامنے والوں اور نماز قائم رکھنے والے نیکوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا — ۳۲۲
﴿۱۸۰﴾ — تورات کی اطاعت کا اقرار نہ کرنے والوں کے سروں پر پہاڑ لٹکایا گیا، کہ گر پڑیگا — ۳۲۳
﴿۱۸۱﴾ — آدم علیہ السلام کی نسل کو خود انکے ہی اوپر گواہ بنایا گیا، کہ 'کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟' — ۳۲۴
﴿۱۸۲﴾ — اس شخص کا واقعہ جسے اللہ نے اپنی آیتیں دی تھیں مگر وہ ان سے پھر کر شیطان کے پیچھے لگ گیا — ۳۲۷
﴿۱۸۳﴾ — جہنم کیلئے پیدا فرمائے جانے والے بہتیرے جن وانسان کا تفصیلی ذکر — ۳۳۰
﴿۱۸۴﴾ — اللہ ہی کیلئے ہیں سارے اچھے نام، تو اسے پکارو ان ناموں سے — ۳۳۲
﴿۱۸۵﴾ — حضور ﷺ جو انکے ہر دم کے ساتھی مالک ہیں، ان میں کوئی جنون نہیں — ۳۳۵
﴿۱۸۶﴾ — جسکی گمراہی اللہ بتا دے، تو اسکا کوئی ہادی نہیں — ۳۳۶
﴿۱۸۷﴾ — حضور ﷺ سے جب قیامت کے بارے میں پوچھا گیا، تو اللہ تعالیٰ نے اسکے جواب کا ذکر فرمایا — ۳۳۸
﴿۱۸۸﴾ — حضور ﷺ کے غیب بتانے کے تعلق سے چند باتوں کا ذکر فرمایا جا رہا ہے — ۳۳۹
﴿۱۸۹﴾ — تمام انسانوں کو ایک جان سے پیدا کیے جانے کا ذکر کیا گیا — ۳۴۳
﴿۱۹۰﴾ — مشرکوں نے جن کو اپنا معبود بنا رکھا ہے، انکی اصلیت کا ذکر فرمایا جا رہا ہے — ۳۴۶
﴿۱۹۱﴾ — حضور ﷺ سے ارشاد ہوا 'معاف کر دیا کرو، اور نیکی کا حکم دیتے رہو، اور جاہلوں سے کنارے رہا کرو' — ۳۴۹
﴿۱۹۲﴾ — اگر شیطان کا کونچا تم میں سے کسی کو کونچے، تو اللہ سے پناہ مانگ لے — ۳۵۰
﴿۱۹۳﴾ — شیطان کے بھائیوں کو شیاطین کھینچے چلے جاتے ہیں گمراہی میں، پھر تھمتے نہیں — ۳۵۰
﴿۱۹۴﴾ — اور جب پڑھا جائے قرآن 'تو اسکو کان لگا کر سنو، اور چپ رہو، کہ رحم کیے جاؤ' — ۳۵۲
﴿۱۹۵﴾ — صبح وشام اپنے پروردگار کو ڈر کے ساتھ گڑگڑا کر اور دل میں یاد کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے — ۳۵۲
﴿۱۹۶﴾ — پہلا سجدۂ تلاوت اور سجدہ کرنے والوں کا ذکر — ۳۵۳
﴿۱۹۷﴾ — سورۃ الانفال ۸ — ۳۵۴
﴿۱۹۸﴾ — اموالِ غنیمت کے بارے میں پوچھنے والوں کو جواب کہ 'اموالِ غنیمت کے مالک اللہ ورسول ہیں' — ۳۵۵

https://t.me/nabwilibrary
Marfat.com

﴿۱۹۹﴾ ۔ ٹھیک ماننے والے وہی ہیں کہ اللہ کا ذکر سنکر جنکے دل ڈر جائیں اور آیتیں سنکر جنکا ایمان بڑھ جائے ۔ ۳۵۶
﴿۲۰۰﴾ ـــ اللہ کا ارادہ ہے کہ اپنے حق کلموں کو حق کر دکھائے، تا کہ حق کو حق اور ناحق کو ناحق فرمادے ـــ ۳۵۹
﴿۲۰۱﴾ ـــــ نبی کریم ﷺ کی دعا پر اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار فرشتوں سے لگا تار مدد فرمائی ـــــ ۳۶۰
﴿۲۰۲﴾ ـــــ غزوۂ بدر میں مومنین کے اطمینان کیلئے اللہ نے ان پر اونگھ طاری فرمائی اور بارش بھیجی ـــ ۳۶۲
﴿۲۰۳﴾ ـــــ اللہ تعالیٰ نے مومنین کو جنگ میں مضبوط کیا، یہ کہہ کر، کہ میں تمہارے ساتھ ہوں ـــــ ۳۶۳
﴿۲۰۴﴾ ـــ مومنین کو جنگ میں کافرین سے مڈبھیڑ کے دوران انکی طرف پیٹھ نہ کرنے کا حکم، یعنی نہ بھاگنے کا ـــ ۳۶۵
﴿۲۰۵﴾ ۔ جو خاک حضور ﷺ نے کافروں کی آنکھوں میں پھینکی، اللہ نے فرمایا وہ تم نے نہیں، لیکن اللہ نے پھینکی ۔ ۳۶۷
﴿۲۰۶﴾ ـــ مومنین سے ارشاد، کہ کہا مانو اللہ کا اور اسکے رسول کا، اور مت پھرو اس سے جبکہ تم سن چکے ـــ ۳۶۹
﴿۲۰۷﴾ ـــ رسول ﷺ کی پکار پر مومنین کو اپنی حاضری سے جواب دینے کا حکم ارشاد فرمایا جارہا ہے ـــ ۳۷۱
﴿۲۰۸﴾ ـــــ اللہ تعالیٰ مومنین پر اپنے احسانات یاد دلا رہا ہے تا کہ وہ شکر گزار رہوں ـــــ ۳۷۴
﴿۲۰۹﴾ ـــــ مومنین کو آپس میں اور اللہ و رسول سے خیانت نہ کرنے کا حکم دیا جارہا ہے ـــــ ۳۷۵
﴿۲۱۰﴾ ـــــ مومنین کو فرمایا جارہا ہے کہ 'جان رکھو تمہارا اموال، تمہاری اولاد فتنہ ہی ہے' ـــــ ۳۷۶
﴿۲۱۱﴾ ـــــ مومنین کو اللہ سے ڈرنے پر بخشش کا مژدہ سنایا جارہا ہے ـــــ ۳۷۶
﴿۲۱۲﴾ ـــــ کافرین نے حضور ﷺ کے ساتھ جو داؤں کھیلا، اللہ نے اس داؤں کو توڑ دیا ـــــ ۳۷۸
﴿۲۱۳﴾ ـــــ اللہ، اسکے ساتھ داؤں کھیلنے والوں کو داؤں کا بہتر جواب دینے والا ہے ـــــ ۳۷۸
﴿۲۱۴﴾ ـــــ کافرین نے اللہ کی آیتوں کو 'صرف اگلوں کے قصے' گردانا، کہ ایسا تو ہم بھی کہہ لیں ـــــ ۳۷۹
﴿۲۱۵﴾ ـــــ کافرین نے عذاب مانگا، مگر اللہ نے فرمایا، 'اے رسول آپ جب تک ان میں ہیں
اور استغفار کرنے والے استغفار کررہے ہیں، اللہ عذاب بھیجنے والا نہیں' ـــــ ۳۸۰
﴿۲۱۶﴾ ـــــ بیت اللہ کے پاس کافرین کی نماز جو کہ سیٹی اور تالی تھی، کا ذکر فرمایا جارہا ہے ـــــ ۳۸۱
﴿۲۱۷﴾ ـــــ کفر کرنے والے اپنے مال کو، لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنے کیلئے خرچ کرتے ہیں ـــــ ۳۸۲
﴿۲۱۸﴾ ـــ کافرین لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنے کیلئے خرچ کرلیں، پھر پچھتاوا کرلیں، پھر ہرادیئے جائینگے ـــ ۳۸۲
﴿۲۱۹﴾ ـــ اللہ تعالیٰ گندے کو ستھرے سے علیحدہ فرمادیگا، پھر تمام گندوں کے ڈھیر کو جہنم میں ڈال دیگا ـــ ۳۸۳
﴿۲۲۰﴾ ـــــ کافروں کو ایک موقع اور دیا جارہا ہے کہ اگر باز آگئے، تو انکا پچھلا کیا ہوا بخش دیا جائیگا ـــ ۳۸۳
﴿۲۲۱﴾ ـــ اگر وہ باز نہ آئیں، تو قتل کردو انکو، یہاں تک کہ نہ رہ جائے کوئی شورش اور ہو جائے دین سارا اللہ کا ـــ ۳۸۴
﴿۲۲۲﴾ ـــــ اگر کافروں نے بے رخی برتی، تو جان لو کہ بیشک تمہارا مولیٰ اللہ ہے ـــــ ۳۸۴
﴿۲۲۳﴾ ـــــ کیسا اچھا مولیٰ اور کیسا اچھا مددگار ـــــ ۳۸۴
﴿۲۲۴﴾ ـــــ تشریح لغات ـــــ ۳۸۵
﴿۲۲۵﴾ ـــــ ہماری دوسری مطبوعات ـــــ ۳۹۰

https://t.me/nabwilibrary
Marfat.com

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ۔۔۔۔اَمَّا بَعْدُ

عرض ناشر

پروردگارِ عالم کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ اسکے احسانات اور کرم نوازیاں بہت اور ہماری حیثیت بہت ہی کم، مگر غلامیٔ رسول ﷺ پر ناز ہے، کہ آپ ہی کے وسیلے سے اللہ رب العزت نے اس تفسیری خدمت کی توفیق بخشی اور اسی کے کرم سے ہم اس کام کو بڑی ہی خوش اسلوبی سے لیکر آگے بڑھ رہے ہیں۔

ایک طرف مفسرِ محترم، حضور شیخ الاسلام والمسلمین اپنی جگہ اپنے قلم مبارک سے تفسیری گوہر بیش بہا حوالۂ قرطاس فرمارہے ہیں، جبکہ پر اخلاص محنت کرنے والے حضور قبلہ گاہی کے مسودے کو ایک خوبصورت کتاب میں ڈھال کر قارئین کی خدمت میں پیش کرنے میں مصروف ہیں اور دوسری طرف 'سید التفاسیر المعروف بہ تفسیر اشرفی'، علماءِ کرام، طلباءِ اسلام اور دیگر قارئین کی مرکزِ نگاہ بنی ہوئی ہے۔ دعاؤں، تجزیوں اور مشوروں کا ایک دفتر جمع ہوتا جارہا ہے، اور یوں تفسیر اشرفی مقبولیت کا سفر بھی تیزی سے طے کررہی ہے۔

جوں جوں تفسیر ھذا کی جلدیں قارئین تک پہنچ رہی ہیں، حضور محدث اعظم ہند قدس سرہ کے اردو ترجمۂ قرآن، بنام 'معارف القرآن' کی ڈیمانڈ بھی بڑھ رہی ہے۔۔ لہٰذا۔۔ ادارے نے ۲۰۰۱ء میں اپنی معارف القرآن کی پہلی اشاعت کے بعد، اب اسے مزید خوبصورت انداز میں شائع کرنے کا کام بھی مکمل کرلیا ہے۔ اس اشاعت میں نہایت ہی عرق ریزی سے 'رموزِ اوقافِ ترجمہ' کا ایک منفرد اضافہ کیا ہے، جس سے محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے ہی سے آسان اردو ترجمۂ قرآن کو پڑھنے اور سمجھنے کیلئے مزید آسان اور دلچسپ بنانے کا اہتمام بھی ہوگیا ہے۔ انشاء اللہ جلد ہی قارئین کی خدمت میں پیش کردیا جائیگا۔ تفسیر اشرفی کو انگریزی زبان میں منتقل کرنے کیلئے بھی انتظامات مکمل کرلئے گئے ہیں، بلکہ ایک پارے کا کام پایۂ تکمیل تک بھی پہنچ گیا ہے۔

گلوبل اسلامک مشن ﴿نیویارک، یو ایس اے﴾ کے علاوہ انڈیا میں شیخ الاسلام ٹرسٹ بھی 'معارف القرآن' اور 'تفسیر اشرفی' کی نہایت شاندار اشاعت و ترسیل میں کوشاں ہیں۔ ساتھ ہی شیخ

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

الاسلام کے مریدین، معتقدین ودیگر محبان اہلسنّت انگلینڈ میں بھی انکی ترسیل میں دن ورات ایک کئے ہوئے ہیں۔

یہ تمام کام توفیق الٰہی کے بغیر ممکن نہ تھا۔ شیخ الاسلام کی برکت، علمائے اہلسنّت کی دعائیں، مخلصین کی انتھک محنت، اس ادارے کا یہی کچھ سرمایہ ہے، جو دین متین کی خدمت میں معاون ثابت ہورہا ہے جسکے نتیجے میں اب ہم 'سید التفاسیر المعروف بہ تفسیر اشرفی ﴿جلد سوئم﴾' یعنی ساتویں، آٹھویں اور نویں پارے کی تفسیر کے ساتھ حاضر خدمت ہیں، جبکہ مفسر محترم کی جانب سے ۲۱ ویں پارے تک تفسیری کام مکمل ہوچکا ہے جو انشاءاللہ جلد ہی قارئین کی خدمت میں پیش کردیا جائے گا۔

ادارہ حضور شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی دامت برکاتہم العالیہ کا تہہ دل سے مشکور وممنون ہے، کہ آپ اپنے معمولات میں سے اس اہم کام کیلئے وقت نکالے ہوئے ہیں۔ اسی کے ساتھ ہم اللہ رب العزت سے دعا گو ہیں، کہ وہ حضور مفسر محترم کی صحت وعمر میں برکت عطا فرمائے اور اس تفسیری کام کو اپنی توفیق رفیق سے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے ساتھ ساتھ حضور مفسر محترم کا سایہ تادیر ہم پر قائم ودائم رکھے۔

ہم ہندوستان اور پاکستان کے مقتدر علماء کرام کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے اس کوشش کو تحریری اور زبانی طور پر سراہا اور دعاؤں سے نوازا۔۔۔ خاص طور سے شکریہ اور دعاؤں کے مستحق ہیں گلوبل اسلامک مشن (نیویارک، امریکہ) کے منصور احمد اشرفی جو اس کتاب کو خوبصورت شکل میں ڈھالتے ہیں، جناب علامہ مفتی محمد ایوب صاحب اشرفی (بولٹن، انگلینڈ)، جناب علامہ سراج صاحب (جامعہ غوثیہ، شاہ فیصل کالونی، کراچی، پاکستان)، جناب علامہ مفتی محمد الیاس رضوی صاحب مدظلہ العالی (جامعہ نصرۃ العلوم، کراچی، پاکستان) جو اپنی مصروفیات سے قیمتی وقت نکال کر نہایت ہی عرق ریزی سے کمپیوٹرائزڈ متنِ تفسیر کی پروف ریڈنگ فرماتے ہیں۔۔۔ جناب علامہ مفتی محمد فخر الدین علوی اشرفی (نیوجرسی، امریکہ) جو کتاب کی تیاری میں اہم معاملات میں مشن کی معاونت فرماتے ہیں۔

۔۔مزید براں۔۔ ہم نہایت مشکور وممنون ہیں، شیخ الحدیث حضرت علامہ غلام جیلانی خان اشرفی صاحب، جناب حاجی حنیف طیب صاحب اور دیگر مقتدر علماءِ اہلسنّت وجماعت کے، جنھوں نے ہماری کوششوں کو سراہتے ہوئے، اس کتاب کا تعارف کرانے اور ڈسٹری بیوشن میں ہماری مدد فرمائی۔۔۔ جن اصحاب وافراد کے بغیر گلوبل اسلامک مشن کے کاموں کا خاصہ حصہ کراچی، پاکستان میں تکمیل کے مراحل

Marfat.com
https://t.me/nabwilibrary

طے نہیں کرسکتا، انکے ذکر کے بغیر ہماری بات مکمل نہیں ہوسکتی۔ ہم جناب سید ریاض علی اشرفی صاحب، جناب عبدالقادر صاحب بمعہ اہل خانہ، جناب مسرور علی قریشی صاحب اور جناب عزیز علی خان صاحب کے بھی بے حد شکر گزار ہیں۔ ساتھ ہی ضیاء القرآن پبلی کیشنز کے جناب حاجی حفیظ البرکات شاہ صاحب کے بھی ہم ممنون ہیں کہ یہ کتاب اُن کے مطبع خانے میں چھپ کر اُن کے ادارے سے بھی دستیاب ہوگی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ تمام اصحاب جنکا ذکر اوپر کیا گیا اور جنکا ذکر باعث طوالت زیر تحریر نہ آسکا، ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ حضور مفسر محترم اور اہلسنّت و جماعت کی تمام مقتدر ہستیوں اور علماءِ کرام کی عمر اور صحت میں برکت عطا فرمائے، اور ان سب کا سایہ تادیر دنیائے سنیت پر قائم و دائم رکھے۔ اسکے ساتھ ہی حضور ﷺ کے سچے ماننے والوں کی زمانے کی گردشوں سے حفاظت فرمائے۔۔ نیز۔۔ گلوبل اسلامک مشن ﴿نیویارک، امریکہ﴾ کو دین کی بیش از بیش خدمت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

﴿ اٰمین! بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ﴾

ناچیز
محمد مسعود احمد
سہروردی، اشرفی

چیئرمین
گلوبل اسلامک مشن، انک
نیویارک، یوایس اے

۱۲ر ربیع اوّل ۱۴۳۳ھ ۔۔ بمطابق ۔۔ ۵ر فروری، ۲۰۱۲ء

حسبِ سابق:

متن تفسیر کے چند مشکل الفاظ کے معانی کو قارئین کی آسانی کیلئے کتاب کے آخیر میں 'تشریح لغات' کے عنوان سے درج کردیا گیا ہے۔ ﴿ادارہ﴾

حسبِ معمول ایک دلچسپ نوٹ:

تفسیر اشرفی کی اس جلد سوئم کے متن تفسیر میں ۱۰،۸۸،۳۷۰ (دس لاکھ، اٹھاسی ہزار، تین سو ستر) حروف ۔۔۔ ۱،۱۷،۷۴۵ (ایک لاکھ، سترہ ہزار، سات سو پینتالیس) الفاظ ۔۔۔ ۸،۷۷۹ (آٹھ ہزار، سات سو اناسی) سطریں ۔۔۔ اور ۳،۵۰۵ (تین ہزار، پانچ سو پانچ) پیراگراف شامل ہیں ۔۔۔ کئی مرتبہ پروف ریڈنگ کی جاچکی ہے، پھر بھی اگر کوئی غلطی سامنے آئے، تو ہمیں اطلاع دیکر قارئین شکریہ کے مستحق ہوں ۔۔۔ ﴿ادارہ﴾

https://t.me/nabwilibrary
Marfat.com

۷

وَاِذَا سَمِعُوا

بحمدہٖ تعالیٰ آج بتاریخ

۲۲ رجب ۱۴۳۰ھ -- مطابق -- ۱۶ جولائی ۲۰۰۹ء

بروز پنج شنبہ ساتویں پارہ کی تفسیر شروع کردی۔

مولیٰ تعالیٰ اس کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

﴿ آمین ﴾

https://t.me/nabwilibrary
Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جن عالموں اور عابدوں کا سابقہ آیت میں ذکر کیا گیا ہے، وہ کچھ ایسی روحِ سعادت رکھنے والے رقیق القلب ہیں، کہ جب حضرت نجاشی کے دربار میں انکے سامنے حضرت جعفر طیار نے سورۂ مریم اور سورۂ طٰہٰ کی بعض آیتیں سنائیں۔۔ یونہی۔۔ جب شاہ حبشہ موصوف کے فرستادہ ستر علماء بارگاہِ رسولِ کریم میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ نے انکے سامنے سورۂ یٰسین شریف کی تلاوت فرمائی، تو سب کے سب کی آنکھیں بے تحاشہ چھلک پڑیں۔ سبھی نے برملا اعتراف کیا کہ آپ پر نازل شدہ کتاب میں جو باتیں ہیں، وہ سب ہماری کتاب انجیل کے فرمودات کے بالکل مطابق ہیں۔۔ الحتصر۔۔ شاہِ حبشہ حضرت نجاشی اور انکے سارے اصحاب اور درباری مشرف باسلام ہوگئے۔۔ چنانچہ۔۔ انہوں نے اپنے کو غرور وتکبر سے بچایا۔

وَاِذَا سَمِعُوۡا مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَى الرَّسُوۡلِ تَرٰۤى اَعۡيُنَهُمۡ تَفِيۡضُ مِنَ الدَّمۡعِ

اور جہاں سن پایا وہ، جو نازل کیا گیا ہے رسولِ اسلام کی طرف، تو دیکھ لو ان کی آنکھیں، کہ آنسو بہا رہی ہیں،

مِمَّا عَرَفُوۡا مِنَ الۡحَـقِّ‌ ۚ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاكۡتُبۡنَا مَعَ الشّٰهِدِيۡنَ ﴿۸۳﴾

کیونکہ انھوں نے حق پہچان لیا۔ وہ کہتے ہیں! اے ہمارے پروردگار ہم نے مان لیا، تو ہم کو لکھ لے گواہوں میں ●

(اور جہاں سن پایا) خواہ حضرت جعفر طیار کی زبان سے۔۔ یا۔۔ سید مختار ﷺ کے لب ہائے پاک سے **(وہ، جو نازل کیا گیا رسولِ اسلام کی طرف، تو دیکھ لو)** اپنی نگاہِ علم وادراک سے ان حبشہ والوں کی۔۔ نیز۔۔ اپنے سر کی آنکھوں سے اپنے دربار میں **(ان)** حاضر ہونے والوں **(کی آنکھیں)** جو **(کہ آنسو بہا رہی ہیں)**۔ ان سے اس رقتِ قلبی اور اشکباری کا ظہور ہونا ہی تھا، **(کیونکہ انہوں نے حق پہچان لیا)**۔ انکا یہ رونا حق وصداقت کی معرفت ہی کا نتیجہ ہے۔

اس مقام پر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جب 'بعض حق' کی معرفت نے انھوں رُلا دیا، تو پھر انکی کیا حالت ہوتی اگر وہ 'کل حق' کی معرفت والے ہوجاتے اور پورے قرآن کریم کی سماعت فرمالیتے۔۔ نیز۔۔ رسولِ کریم کی سنت کا مکمل احاطہ کر لیتے جبکہ انکی مختصر سی معرفت نے انھیں مجبور کردیا کہ ایمان لائیں اور اسلام میں داخل ہوجائیں۔۔ چنانچہ۔۔

(وہ کہتے ہیں) کہ **(اے ہمارے پروردگار! ہم نے)** اس رسولِ اسلام اور اس پر نازل شدہ کلام کو **(مان لیا، تو ہم کو لکھ لے)** اُن **(گواہوں میں)** جنھوں نے رسولِ کریم اور قرآنِ حکیم کی صداقت

Marfat.com
https://t.me/nabwilibrary

وحقانیت کی گواہی دی ہے۔۔یا۔۔ہمیں امتِ محمدی میں شامل فرمادے، جن کی شان انجیل میں یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ قیامت کے دن ساری امتوں پر گواہ ہوں گے۔۔۔

جب حضرت جعفر کے رفقاء مدینے پہنچے، تو وہاں کے یہودیوں نے انکی ملامت کی کہ تم لوگ کیا جھٹ پٹ ایمان لائے، ہمیں دیکھو کہ مدت گزری ہمیں دعوتِ اسلام کرتے ہیں اور ہم نہیں مانتے۔۔یونہی۔۔اہلِ حبشہ نے نجاشی سے کہا کہ حیرت ہے، کہ تو اس شخص پر ایمان لایا جسے تو نے دیکھا تک نہیں۔تو ان ملامت کرنے والوں کو ان سب نے یہی جواب دیا، کہ ہم دینِ اسلام کے حضور سرِ تسلیم خم کیوں نہ کریں۔۔۔

وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا

اور اللہ کو، اور جو ہمارے پاس حق آیا۔ کیوں نہ مانیں جب کہ ہم اسکے لالچی ہیں کہ داخل کردے

رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

ہم کو ہمارا پروردگار نیکوں کے ساتھ ● تو اللہ نے ان کو ثواب بخشا جوانھوں نے کہا اس کا، جنتیں، کہ بہتی ہیں جن کے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾

نیچے نہریں، ہمیشہ اس میں رہنے والے۔ اور یہ مخلصوں کی جزا ہے ●

(اور اللہ) تعالیٰ (کو اور جو ہمارے پاس) رسول کریم اور قرآن حکیم کی صورت میں (حق آیا، کیوں نہ مانیں، جبکہ ہم اسکے لالچی) اور حریص (ہیں) اور اس بات کی آرزو رکھتے ہیں (کہ داخل کردے ہم کو ہمارا پروردگار) رسول واصحابِ رسول، بالخصوص مہاجرینِ اولین اور امتِ محمدی کے (نیکوں کے ساتھ)۔

(تو اللہ) تعالیٰ (نے ان کو ثواب بخشا) اور بہ سبب اس قول کے (جوانھوں نے) اخلاص و اعتقاد کی راہ سے (کہا اسکا) اجر عطا فرمایا اور وہ بھی معمولی نہیں بلکہ (جنتیں، کہ بہتی ہیں جن کے) مکانوں اور درختوں کے (نیچے نہریں) اور حال یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے (ہمیشہ اس میں رہنے والے) ہیں۔(اور یہ) کیا ہی اچھی (مخلصوں کی جزاء ہے) جو سراپا اخلاص ہو کر نیک کام انجام دیتے رہتے ہیں۔

خدائے کریم کے اس فضل و کرم کو سننے کے ساتھ اس قادرِ مطلق کے عدل کو بھی دیکھتے چلو۔۔۔

https://t.me/nabwilibrary
Marfat.com

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿٨٦﴾

اور جنھوں نے انکار کیا اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو، تو وہ جہنم والے ہیں●

(اور) اچھی طرح سے سن لو، کہ (جنھوں نے انکار کیا اور) اسکی یہ شکل اختیار کری کہ (جھٹلایا ہماری آیتوں کو) اور اسی پر انھیں موت آ گئی، (تو وہ جہنم والے ہیں) جس میں ہمیشہ رہنا ہے۔

۔۔الحاصل۔۔جن عیسائیوں نے دینِ حق کو پہچان لیا، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے انکو انکے ایمان اور اعمالِ صالحہ کے صلے میں جنتیں عطا فرمائیں اور جن عیسائیوں، یہودیوں اور مشرکین نے واضح دلائل اور معجزات دیکھنے کے باوجود تکبر اور ہٹ دھرمی سے اللہ تعالیٰ کے وجود، اسکی وحدانیت اور اسکے انبیاء کے صدق کا انکار کیا، اللہ تعالیٰ انکو اپنے عدل کے تقاضے سے دوزخ میں ڈال دیگا۔۔المختصر۔۔ثواب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور عذاب اللہ تعالیٰ کا عدل ہے۔اس مقام پر یہ ذہن نشین رہے کہ دینِ حق پر ایمان لانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ماننے والا افراط وتفریط کا شکار ہو جائے۔۔تو۔۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ

اے وہ جو ایمان لاچکے! نہ حرام قرار دو پاکیزہ چیزوں کو، جو اللہ نے حلال کر دیا تمہارے لئے، اور قانون نہ توڑو۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿٨٧﴾

بیشک اللہ نہیں پسند فرماتا قانون شکنوں کو●

(اے وہ جو ایمان لاچکے!) نبی کریم کی زبانِ فیض ترجمان سے قیامت اور اس دن کی سختیوں کو سن کر بالکلیہ ترک دنیا کے رہبانیت زدہ غیر فطری اعمال کا اپنے کو پابند بنانے کے عزم وارادہ نے بعض آ و۔

اسلام نے اسطرح کے غیر فطری ضابطوں کی حوصلہ افزائی کبھی نہیں کی۔۔چنانچہ۔۔عہد رسالت میں جب حضرت عثمان ابن مظعون کے مکان پر حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی مرتضٰی، حضرت عبداللہ ابن مسعود، حضرت مقداد اور حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اکٹھا ہو کر اس بات پر متفق ہو گئے کہ جتنی عمر باقی ہے، اس میں دن کو روزہ رکھیں اور رات عبادت میں بسر کریں اور بچھونے پر نہ سوئیں اور گوشت اور چربی نہ کھائیں، اور عورتوں کے پاس نہ جائیں اور دنیا کو چھوڑ کر کملی اوڑھ کر سیاحی کریں اور اِدھر اُدھر گھومتے رہیں۔

https://t.me/nabwilibrary
Marfat.com

انکے ارادے کی خبر جیسے ہی رسولِ کریم کو ہوئی، تو آپ نے ان صحابہ سے فرمایا کہ تم لوگوں نے جو فکر کی ہے، میں اس بات پر مامور نہیں ہوں۔ بیشک تم پر تمہارے نفس کا حق ہے، تم روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو، رات کو عبادت بھی کرو اور آرام بھی کرو۔ مجھے دیکھو، میں عبادت کے واسطے اٹھتا بھی ہوں اور سوتا بھی ہوں، روزہ رکھتا بھی ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، گوشت و چربی بھی کھاتا ہوں اور عورتوں کے پاس بھی جاتا ہوں، تو سن لو! جو کوئی میری سنت سے باز رہیگا اور اس سے اعراض کریگا، وہ مجھ سے نہیں ہے اور میرے پیش کردہ دین فطرت سے دور ہے۔

تو اے ایمان والو! (نہ حرام قرار دو پاکیزہ چیزوں کو جو اللہ) تعالیٰ (نے حلال کردیا تمہارے لئے)۔

یعنی وہ چیزیں جو اچھی ہیں اور ان سے تمہارے نفوس لذت پاتے ہیں حرام اشیاء سے رک جانے کی طرح حرام نہ کرو، کہ جس طرح حرام اشیاء سے مکمل اجتناب لازم ہے، اسی طرح کا اجتناب تم ان حلال اشیاء سے بھی کرنے لگو۔۔۔یا۔۔۔بطورِ تقشف و تزہد دنیاوی حلال لذتوں کے ترک کے عزم و ارادہ کو مبالغۃً اسطرح ظاہر کرو کہ 'ہم نے ان لذتوں کو اپنے اوپر حرام کرلیا ہے'۔

۔۔الختصر۔۔اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جن جن چیزوں کو حلال فرمادیا ہے، انکے ترک و اجتناب کو اپنے اوپر لازم نہ کرو **(اور) خدا کے بنائے ہوئے (قانون نہ توڑو)**۔ حلال کردہ اشیاء کی حدود سے متجاوز ہوکر ان اشیاء کی طرف نہ جاؤ جن کو تم پر حرام کیا گیا ہے۔۔الغرض۔۔نہ تو خدا کے حلال کردہ کو حرام قرار دو، اور نہ ہی اسکے حرام کردہ کو حلال سمجھو۔۔بلکہ۔۔طیبات کو کھاتے وقت بھی اسراف سے کام نہ لو، اسلئے کہ اسراف بھی حرام کھانے کی طرح حرام کی طرف متجاوز کرتا ہے اور اچھی طرح سے ذہن نشین کرلو کہ **(بیشک اللہ) تعالیٰ (نہیں پسند فرماتا قانون شکنوں کو)**، جو اپنی خواہش کے مطابق خدا کے حرام کردہ کو حلال اور اسکے حلال کردہ کو حرام قرار دیکر خدائی قانون کو توڑنے کی جسارت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسطرح کے حدود سے تجاوز کرنے والوں کے عمل سے خوش نہیں ہوتا۔۔الختصر۔۔قانون شکنی سے اپنے کو باز رکھو۔

وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنتُم بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿٨٨﴾

اور کھاؤ جو روزی فرمادیا تم کو اللہ نے حلال پاکیزہ۔ اور ڈرو اللہ کو جس کو تم لوگ مانتے ہو●

(اور کھاؤ جو روزی فرمادیا تم کو اللہ) تعالیٰ (نے حلال) یعنی جو جائز طریقے سے حاصل ہو کر

https://t.me/nabwilibrary
Marfat.com

(پاکیزہ) یعنی جو غذا کے طور پر مستعمل ہو اور اس سے نشو و نما حاصل ہو۔۔الغرض۔۔حلال و پاکیزہ چیزیں کھاؤ (اور) اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام کر لینے میں (ڈرو) اس (اللہ) تعالیٰ (کو، جس کو تم لوگ مانتے ہو)۔اس نے جس جس کو حلال فرمادیا وہ حلال ہی ہے، خواہ وہ کھائی جاتی ہو۔۔یا۔۔نہ کھائی جاتی ہو۔لہٰذا صرف کھانے کی اشیاء کو حلال نہ سمجھے، اسلیئے کہ اسکے سوا اور دوسری اشیاء بھی حلال ہیں، اگرچہ وہ کھائی نہیں جاتیں۔

۔۔الحاصل۔۔ایمان کا تقاضہ یہی ہے کہ انسان تقویٰ پیدا کرے، یعنی ان امور سے کنارہ کشی اختیار کرلے جن سے اسے روکا گیا ہے اور مقرر کردہ حد سے متجاوز نہ ہو۔۔۔اس آیت کے نازل ہونے کے بعد صحابہء کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ہم نے جو قسم کھائی ہے، اسے کیا کریں؟ تو ارشاد ہوا کہ۔۔۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ

نہیں گرفت کرتا تمہاری اللہ تمہاری بے خبری کی قسموں میں، لیکن پکڑے گا تم کو جو تم نے مضبوط عہد

الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ

بنادیا قسموں کو، تو اس کا کفارہ ہے کھانا کھلانا دس مسکینوں کو، درمیانی درجہ کا، جو اپنے گھر والوں کو

اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۖ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ

کھلاتے رہتے ہو، یا ان کو کپڑا پہنانا، یا ایک بردہ کو آزاد کرنا۔ تو جس نے نہ پایا، تو تین دن کا روزہ۔

ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ

یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جب قسم کھا کر رہ جاؤ۔ اور اپنی قسموں کا خیال رکھو۔اس طرح بیان کرتا ہے اللہ

لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۸۹﴾

تمہارے لئے اپنی آیتوں کو، کہ کہیں تم شکر گزار ہو جاؤ●

(نہیں گرفت کرتا تمہاری اللہ) تعالیٰ (تمہاری بے خبری کی قسموں میں)۔

۔۔مثلاً: دور سے کسی شے کو دیکھ کر کہے کہ یہ فلاں شے ہے اور پھر قسم کھا کے کہے کہ واقعی یہ وہی شے ہے حالانکہ وہ شے اسطرح نہ ہو جیسے وہ کہتا ہے، تو یہ قسم 'یمین لغو' ہے۔اس قسم پر اس شخص پر کوئی مواخذہ نہیں، نہ گناہ، نہ کفارہ۔اور اگر کوئی زمانہء ماضی یا حال کے متعلق جھوٹی

https://t.me/nabwilibrary
Marfat.com

قسم کھائے۔۔مثلاً: قسم کھا کر کہے کہ میں نے یہ کام کیا ہے، حالانکہ وہ کام نہ کیا ہو۔۔یا۔۔مثلاً: قسم کھا کر کہے کہ وہ مقروض ہے، حالانکہ اس پر کسی قسم کا قرض نہیں۔ اس قسم کو 'یمین غموس' کہتے ہیں۔ اسکا حکم یہ ہے کہ اس شخص پر گناہ ہے، کفارہ نہیں۔ اور گناہ بھی کبیرہ، جس سے توبہ کرنا اسپر لازم ہے۔

۔۔الغرض۔۔یمین لغو پر اللہ تعالیٰ تمہاری گرفت نہیں فرمائیگا (لیکن پکڑیگا تم کو جو تم نے مضبوط عہد بنادیا قسموں کو) یعنی نیت اور ارادے سے تم نے ان قسموں کو زیادہ مضبوط اور پختہ کیا ہے۔ اب اگر تم نے انکو توڑا، تو انکا مواخذہ ہوگا، اسلئے کہ تم نے جسکا معاہدہ کر کے اسے توڑا، تو اسکی سزا مقرر ہوئی۔

ذہن نشین رہے کہ زمانہ مستقبل میں کسی کام کو کرنے۔۔یا۔۔نہ کرنے سے متعلق قسم کو 'یمین منعقدہ' کہتے ہیں۔

تو اگر اُس قسم کو توڑ دیا گیا (تو اسکا کفارہ ہے) جس سے اسکی غلطی اور گناہ کا ازالہ ہوسکے (کھانا کھلانا دس مسکینوں کو)، خواہ دس مسکینوں کو ایک ساتھ بٹھا کے کھلائے۔۔یا۔۔کسی مسکین کو دس دن کھلائے ۔۔یا۔۔کسی مسکین کو دس دن کا کھانا یکدم دیدے۔ ان تمام صورتوں میں کفارہ ادا ہو جائیگا۔ خیال رہے کہ کھانا (درمیانی درجہ کا) ہونا چاہئے (جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے رہتے ہو) یعنی نہ بہت اعلیٰ درجہ کا اور نہ ہی بہت ادنیٰ درجہ کا۔ نوع میں بھی درمیانی ہے اور مقدار میں بھی۔ مقدار میں درمیانی کی شکل یہ ہے کہ ایک صدقہ ءفطر کے مطابق ہو۔

کفارہ ادا کرنے کیلئے مذکورہ بالا ہدایت کے مطابق کھانا کھلانا ہے (یا ان) دس مسکینوں (کو کپڑا پہنانا) ہے۔

وہ لباس پہنائے جو انکے عام بدن کو ڈھانپتا ہو۔ تو اگر کسی کو صرف شلوار دیدے، تو یہ پوشاک کے حکم میں نہ ہوگا۔ کم از کم اتنا تو دے جس سے سترِ عورت ہو جائے اور اسکو پہن کر وہ نماز پڑھ سکیں۔

(یا ایک بردہ) یعنی شرعی غلام (کو آزاد کرنا) ہے۔

خواہ وہ غلام مومن ہو یا کافر، مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا، لیکن سالم اور بے عیب ہو، نابینا اور بہرا نہ ہو۔ ایسا بھی نہ ہو جس سے کسی قسم کا نفع نہ اٹھایا جا سکے۔۔چنانچہ۔۔وہ دائمی پاگل نہ ہو، کیونکہ نفع یابی عقل سے ہوتی ہے اور اسکی عقل مفقود ہے۔ اور جس کے دونوں

https://t.me/nabwilibrary
Marfat.com

ہاتھ یا دونوں انگوٹھے کٹے ہوئے ہوں یا دونوں پاؤں نہ ہوں ۔۔یا۔۔ایک ہی جانب سے ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کٹ گیا ہو، تو ان سب کو بھی کفارہ میں دینا جائز نہیں۔

اسی غلام کو کفارہ میں دیا جاسکتا ہے جس میں مملوکیت کامل ہو، ناقص نہ ہو، اسی لئے 'مدبر' اور 'ام ولد' کو کفارہ میں نہیں دیا جاسکتا، اسلئے کہ یہ ایک جہت سے آزادی کے مستحق ہیں۔۔بنا بریں۔۔ان میں مملوکیت ناقص ہے۔اسی طرح وہ 'مکاتب' کہ جس نے کچھ حصہ رقم کا ادا کردیا اسے بھی کفارہ میں دینا ناجائز ہے، اسلئے کہ اسے عوض کے بدلے آزاد کیا جارہا ہے اور عوض کے بدلے آزادی ایک تجارت ہے اور کفارہ ایک عبادت ہے، اور عبادت میں تجارت کیسی؟ عبادت میں تو صرف رضائے الٰہی مطلوب ہوتی ہے، اور وہ اس میں مفقود ہے۔

۔۔الحاصل۔۔کفارہ ادا کرنے کیلئے ان تینوں میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے اور یہ کفارہ دینے والے کی مرضی پر ہے، نہ تو اسپر یہ تینوں واجب ہیں اور نہ ہی بالکل ترک۔جب ان میں سے کسی ایک کو ادا کریگا، تو اپنی ذمہ داری سے بری ہوجائیگا۔اب اگر کوئی ان مذکورہ بالا تینوں کی ادائیگی کی طاقت رکھتا ہو، تو اسے اختیار ہے کہ ان میں کوئی ایک ادا کردے۔

(تو جس نے نہ پایا) ان تینوں کفارہ میں سے ایک بھی، یعنی وہ شخص ان تینوں مذکورہ بالا میں سے کسی ایک کی ادائیگی کی طاقت نہیں رکھتا، (تو) اسکا کفارہ، (تین دن کا روزہ) ہے، جو تین دن مسلسل طور پر رکھے جائیں۔(یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جب قسم کھا کر رہ جاؤ) اور پھر اسکو توڑ ڈالو۔۔۔

اے ایمان والو! اپنی فراست ایمانی سے کام لو (اور اپنی قسموں کا خیال رکھو) ہر ہر بات میں قسم نہ کھاؤ بلکہ جہاں تک ہوسکے اس سے بچتے رہو، بشرطیکہ اس میں تمہارا نقصان نہ ہو۔اگر نقصان ہوتا دیکھو۔۔یا۔۔قسم کھا کر پھر پچھتاتے ہو کہ قسم نہ کھانے میں بھلائی تھی، تو اب 'حانث' ہوکر کفارہ ادا کردو، جیسے 'یمین منعقدہ' کا کفارہ ہوتا ہے۔

۔۔مثلاً: کسی نے ترک فرائض کی قسم کھائی۔۔یا۔۔کسی گناہ کے ارتکاب کی قسم کھائی، تو اس میں لازم ہے کہ ایسے امور کیلئے 'حانث' ہوکر کفارہ ادا کرے، یعنی گناہ نہ کرے اور کفارہ ادا کردے وغیرہ وغیرہ۔ذہن نشین رہے کہ بعض صورتیں ایسی ہیں ان میں 'حانث' ہونا ہی افضل ہے۔۔مثلاً: کسی مسلمان سے گفتگو ترک کرنے کی قسم کھائے، تو اسے چاہئے کہ اس سے گفتگو کر کے کفارہ ادا کردے۔ان کے علاوہ باقی صورتوں یعنی 'مباحات' میں قسم کھالے، تو 'حانث' نہ ہو اور اپنی قسم کو محفوظ رکھے۔

https://t.me/nabwilibrary
Marfat.com

ایمان والو! رب کریم کی کرم فرمائی تو دیکھو کہ جس طرح اس نے قسم کا کفارہ عجیب و دل نشین انداز میں صاف صاف بیان فرما دیا (اسطرح) یعنی بالکل اسی طرح (بیان کرتا ہے اللہ) تعالیٰ (تمہارے لئے اپنی آیتوں) یعنی اپنے دین کی نشانیوں اور اسکے احکام و مسائل (کو)، تا (کہ) اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ احکام کو آسان کرنے پر (کہیں تم شکر گزار ہو جاؤ) اور اسکی نعمت کا شکر کرو۔

اے ایمان والو! نبی کریم کی زبان مبارک سے قیامت کے دن کی سختیوں اور اس روز کی قہر سامانیوں کا حال سن کر اخروی عذاب و عتاب سے محفوظ رہنے کے خیال سے از خود اپنے اوپر غیر فطری پابندیاں نہ عائد کر لو، یہاں تک کہ اسکے لئے ان چیزوں کو اپنے اوپر حرام قرار دے لو جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال فرما دیا ہے۔ غور کرو کہ اللہ تعالیٰ خود تم پر بے حد رحیم و کریم ہے، اسی لئے اخروی نجات اور دارین کی صلاح و فلاح کیلئے جن جن باتوں کی انجام دہی ضروری ہے۔۔یوں۔۔ ہر جن جن باتوں سے اپنے کو بچانا لازمی ہے اس رحیم و کریم نے خود ہی اپنے رسول کریم کے ذریعے ان تمام امور کو ظاہر فرما دیا ہے، بندوں پر نہیں چھوڑا کہ وہ اپنی مرضی سے جسکو چاہیں حرام گمان کر کے اس سے بالکلیہ کنارہ کشی اختیار کر لیں، اور جسے چاہیں حلال سمجھ کر اسکو اپناتے رہیں۔

۔۔المختصر۔۔ اللہ تعالیٰ کے حلال فرمودہ کو حرام سمجھنا۔۔یا۔۔ حرام کردہ کو حلال قرار دینا، بندوں کو ان باتوں کا اختیار نہیں۔ اللہ، قادر مطلق، مختارِ حقیقی، عالم الغیب والشہادہ، اپنے بندوں کی مصلحتوں کو خوب جانتا ہے اور وہ اپنے بندوں کو کسی دشواری میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا بلکہ بندوں کیلئے آسانی پسند فرماتا ہے، اسی لئے بہت سارے ایسے امور جن کو وہ حرام فرمانا چاہتا ہے یکبارگی حرام نہیں فرماتا، بلکہ بتدریج مرحلہ وار بندوں کی ذہن سازی فرماتے ہوئے ایسے وقت میں اسکی حرمت کا اعلان فرماتا ہے جو اس اعلان کا مناسب ترین وقت ہوتا ہے ایسا کہ اس پر عمل کرنا بندوں کیلئے دشوار نہیں رہ جاتا۔۔ چنانچہ۔۔ اعلان سنتے ہی بندے بلا کسی دشواری و دقت کے اس پر عمل کرنے کیلئے مستعد اور تیار ہو جاتے ہیں۔

شراب ہی کے تعلق سے جو احکام نازل فرمائے گئے ہیں، وہ بھی تدریجی اور مرحلہ وار ہی ہیں۔۔ چنانچہ۔۔ حق تعالیٰ نے شراب کے بارے میں چار آیتیں نازل فرمائیں:

☆۔۔پہلی تو مکہ معظمہ میں:

Marfat.com
https://t.me/nabwilibrary

وَمِنۡ ثَمَرٰتِ النَّخِيۡلِ وَالۡاَعۡنَابِ تَتَّخِذُوۡنَ مِنۡهُ سَكَرًا وَّرِزۡقًا حَسَنًا ؕ

اور میوہ سے کھجوروں کے اورانگوروں کے لیتے ہوتم اس سے نشہ کرنے والی چیزیں اوراچھارزق۔

۔۔۔اوراس زمانے میں شراب حلال تھی۔

☆۔۔دوسری اس وقت جب حضرت فاروقِ اعظم اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم نے شراب اور جوا کے باب میں رسول مقبول ﷺ سے پوچھا، تو جواب نازل ہوا:

قُلۡ فِيۡهِمَاۤ اِثۡمٌ كَبِيۡرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ؗ

اے محبوب! فرمادو کہ شراب وجوۓ میں گناہ بڑا ہے اور کچھ منفعتیں ہیں لوگوں کے واسطے۔

۔۔۔یہ سن کر کچھ لوگوں نے بڑا گناہ ہونے کے خیال سے شراب خوری ترک کردی اور بعضے منفعت کے لحاظ سے شراب پینے میں مشغول رہے۔

☆۔۔تیسری اس وقت جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے یہاں ضیافت ہوئی اور بعض مسلمانوں نے شراب پی کر مغرب کی نماز شروع کی، تو امام نے نشے کی حالت میں قُلۡ يٰۤاَيُّهَا الۡكٰفِرُوۡنَ پڑھی اور تمام سورت میں لفظ لا نہ پڑھا، تو یہ آیت نازل ہوئی کہ:

لَا تَقۡرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنۡتُمۡ سُكٰرٰى

نہ قریب جاؤ نماز کے اس حال میں کہ تم نشے میں ہو۔

۔۔۔اکثر صحابہ بولے، کہ جس چیز کا پینا نماز اور ہمارے درمیان میں حائل ہو، اُسے پینا مناسب نہیں اور دفعۃً بالکل ترک کردی۔

☆۔۔چوتھی اس زمانے میں جب عتبان بن مالک نے ضیافت کی اور بعضے مسلمانوں کو، کہ سعد ابن وقاص رضی اللہ عنہ بھی ان میں تھے مہمان بلایا، کھانے کے بعد شراب کا دور ہوا اور مستی کی حالت میں سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے ایک شعر جس میں انصار کی ہجو تھی پڑھا، اہل مجلس میں سے ایک نے حضرت سعد کو اونٹ کی ہڈی مار کر زخمی کردیا۔ حضرت سعد کی اس بات کی شکایت رسول مقبول ﷺ کی مجلس عالی میں بیان کی، اس پر حضرت فاروق اعظم نے دعا کی:

اَللّٰهُمَّ بَيِّنۡ لَنَا فِي الۡخَمۡرِ بَيَانًا شَافِيًا

'اے اللہ بیان فرمادے ہمارے واسطے شراب کے باب میں بیان شافی'

۔۔۔تو یہ آیت تحریم نازل ہوئی۔

https://t.me/nabwilibrary
Marfat.com

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ

اے وہ جو ایمان لاچکے! شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں،

عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾

شیطان کے کام، تو ان سے بچو کہ فلاح پاؤ●

(اے وہ جو ایمان لاچکے) یہی حقیقت ہے اور اسکے سوا نہیں، کہ (شراب) یعنی انگور کا وہ کچا شیرہ جو پڑے پڑے سڑ کر جھاگ چھوڑ دے۔۔ نیز۔ اسکے علاوہ ہر نشہ آور مشروب (اور جوا)، یعنی وہ سارے کھیل اور اعمال جن میں ہار جیت ہو (اور بت) جو عبادت کیلئے نصب کئے جاتے ہوں (اور پانسے) جسکے ذریعہ خیر وشر کیلئے قسمت آزمائی کی جاتی ہو۔۔ الغرض۔۔ یہ سب (ناپاک ہی ہیں)۔ اور دراصل یہ سب کے سب (شیطان کے کام) ہیں۔

یعنی یہ جملہ امور ان گندگیوں میں سے ہیں شیطان جنہیں سنوار کر ظاہر کرتا ہے۔ چونکہ شیطان انہی امور کا داعی، رغبت دہندہ، اور انکے ارتکاب کنندگان کے دلوں کے آگے مزین کر کے دکھانے والا ہے، تو بنیادی طور پر یہ اسی کا عمل قرار پایا۔۔۔

(تو ان سے بچو) یعنی ان پلید چیزوں سے لازمی طور پر پرہیز کرو اور اس رجس سے بالکلیہ کنارہ کشی اختیار کرلو (تا) کہ اس پرہیز کے سبب دنیا وآخرت میں (فلاح پا) جا (ؤ)، اور جان لو کہ۔۔۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَ

شیطان تو بس یہی چاہتا ہے کہ ڈال دے تمہارے آپس میں دشمنی اور کینہ کو، شراب پینے و

الْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾

جوا کھیلنے میں، اور روک دے تم کو ذکر الٰہی سے، اور نماز سے۔ تو اب کیا تم باز آئے؟●

(شیطان تو بس یہی چاہتا ہے کہ ڈال دے) شراب و جوا کا مرتکب بنا کر (تمہارے آپس میں دشمنی اور کینہ کو شراب پینے و جوا کھیلنے میں)۔

شراب پینے سے عداوت یوں اٹھتی ہے کہ شرابی لوگ جب شراب پی کر مخمور ہوتے ہیں تو آپس میں خوب جھگڑتے اور پھر لڑ مرتے ہیں، جیسے ایک انصاری نے شراب کے نشے میں حضرت سعد بن وقاص کو اونٹ کی ہڈی ماری تو وہ زخمی ہوگئے تھے۔۔ یونہی۔۔ قمار بازی میں

Marfat.com
https://t.me/nabwilibrary

عداوت یوں پیدا ہوتی ہے، کہ ایسے مال، اہل وعیال کی بھی شرط لگا دیتے ہیں اور جب ان میں ایک کامیاب ہو گیا، تو دوسرا اسپر کڑھتا رہا اور اپنے حریف کا ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دشمن بن گیا۔

چونکہ شراب نوشی عرب کی فطرت ثانیہ بن چکی تھی۔۔۔تو رب کریم نے کرم فرمایا اور یکبارگی شراب کی حرمت کا حکم نازل نہیں فرمادیا، بلکہ پہلے پہل مختلف انداز سے شراب نوشی کی قباحت وشناعت انکے دل ودماغ میں راسخ فرمادی۔۔۔کہیں شراب کا ذکر جوئے کے ساتھ ملا کر کیا۔۔۔کہیں اسے بت پرستی کے ساتھ بیان فرمایا۔۔۔کہیں اسے پلید قرار دیا۔۔۔کہیں اسے شیطان کے کاموں سے قرار دیا۔۔۔کہیں اس سے کنارہ کشی کو بہتر فرمایا۔۔۔کہیں مفاسد ومصائب سے چھٹکارے کو اس سے پرہیز پر موقوف ومتعلق رکھا۔۔۔کہیں اسے دشمنی وخصومت کا سبب قرار دیا۔۔۔کہیں اسے یادِالٰہی سے باز رکھنے والی چیز بتایا۔۔۔کہیں اسے نماز سے مانع فرمایا۔

نبی کریم کی حکیمانہ دعوت اور آپ کی بابرکت صحبت کا اثر یہ ہوا کہ فاروقِ اعظم نے اپنی اس خواہش کا اظہار فرمادیا، کہ کاش کہ مولیٰ تعالیٰ اسکی حرمت کا حکم فرمادے، پھر کہیں جا کر رب کریم نے صاف صاف لفظوں میں شراب نوشی سے اجتناب کو فرض قرار دیکر اسکی حرمت کا اعلان فرمادیا۔ نبی کریم نے تو یہاں تک ارشاد فرمادیا کہ: مُدْمِنُ الْخَمْرِ كَعَابِدِ الْوَثَنِ۔ ہمیشہ شراب پینے والا بت پرست کے مانند ہے۔

۔۔الختصر۔۔شراب وقمار کے استعمال سے دنیا کے بڑے بڑے فسادات برپا ہوئے ہیں۔

مذکورہ بالا ارشاد میں صرف شراب وقمار سے 'نہی' مقصود ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ 'ازلام و انصاب'، جس سے اہل ایمان پہلے ہی سے دور تھے، کا ذکر صرف یہ ظاہر کرنے کیلئے کر دیا گیا، کہ شراب وجوا بھی خرابیوں کے لحاظ سے 'ازلام وانصاب' سے کچھ کم نہیں۔ پس اے ایمان والو، جیسے تم 'ازلام وانصاب' کو برا سمجھتے ہو، ایسے ہی یہ شراب وقمار بھی ہیں۔ یہ شراب و قمار دینی امور میں بھی بہت خلل ڈالتے ہیں، اسلئے کہ شراب سے طرب ومستی پیدا ہوتی ہے اور لذت جسمانیہ اور شہوت نفسانیہ شراب سے نشو ونما پاتی ہے اور یہ تمام امور اللہ تعالیٰ کے ذکر، یہاں تک کہ افضل الذکر نماز سے روکتے ہیں۔

اسی طرح قمار بھی، کہ اسکا انہماک بھی عبادت سے غفلت کا سبب بنتا ہے، جبکہ اپنے حریف پر غلبہ پاجائے تو بھی اسے حرص ہوتی ہے کہ کام بن رہا ہے، اسے مکمل کرنا ضروری

https://t.me/nabwilibrary
Marfat.com

ہے۔اس طرح سے غفلت چھاجائیگی، تو عبادت و ذکر وفکر اور نماز چلی جائیگی۔اور اگر مغلوب ہورہا ہے، تو بھی چاہے گا کہ نماز وعبادت وغیرہ جاتی ہے تو جانے دو، میں اپنے حریف سے بدلہ لونگا۔اسطرح سے نماز اور ذکر الٰہی سے محروم ہوجائیگا۔

(اور) شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ (روک دے تم کو ذکر الٰہی سے، اور) خصوصیت کے ساتھ سب سے زیادہ عظیم ذکر (نماز سے)۔(تو) ایمان والو! ان بری باتوں کے عیبوں سے مطلع ہوچکنے، بلکہ اسکے مفاسد کو بچشم خود دیکھ لینے کے بعد، (اب کیا تم باز آئے)؟

حاصل ارشاد یہ ہے کہ جب شراب وقمار کے جملہ عیوب تم پر ظاہر ہو چکے، تو تم انکے قریب نہ ہوجاؤ اور انکو انجام دینے سے مکمل طور پر اپنے کو روک لو۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا

اور کہا مانو اللہ کا اور کہا مانو رسول کا، اور ڈرا کرو۔ تو اگر تم نے منھ پھیرا، تو جان رکھو

اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۹۲﴾

کہ ہمارے رسول پر صرف صاف صاف تبلیغ ہے●

(اور) شراب وقمار سے پرہیز کرنے میں اور اُن جملہ امور میں جن کے تم مامور ہو (کہا مانو اللہ) تعالیٰ (کا، اور کہا مانو رسول کا، اور) خدا اور سول کے حکم کی مخالفت کرنے میں (ڈرا کرو)۔یعنی ہر حال میں خدا ورسول کے احکام کی خلاف ورزی سے اپنے کو بچاتے رہو۔۔المختصر۔۔خدا ورسول کے 'اوامر ونواہی' کا ہر حال میں پاس ولحاظ رکھو۔۔۔

(تو) اچھی طرح سے سن لو کہ اب (اگر تم نے منھ پھیرا) اور خدا ورسول کی فرمانبرداری واطاعت سے اعراض کیا، (تو جان رکھو) اسکا ضرر تمہیں کو پہنچنے والا ہے، اس سے خود ہمارے رسول کا نقصان ہونے والا نہیں ہے۔اسلئے کہ کبھی حکم کو [illegible] کیوں (کہ ہمارے رسول پر صرف صاف صاف تبلیغ ہے) اور وہ اُسے سرانجام دے چکے۔اب وہ اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہیں اور تمہارے اوپر حجت قائم ہوگئی اور تمہاری عذر داریاں بیکار ہوگئیں، اب تمہارے لئے عذاب کے سوا اور کچھ نہیں۔۔۔اے محبوب! تم اپنے ان صحابہ کو باخبر فرمادو، جو اپنے ان ایمان والے بھائیوں کا حال جاننا چاہتے ہیں، جو شراب پیتے تھے اور اسی حال میں فوت ہوگئے، کہ۔۔۔

https://t.me/nabwilibrary
Marfat.com

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا

نہیں ہے ان پر جو ایمان لائے اور نیک کام کیے کوئی گناہ، جو انھوں نے چکھ لیا تھا جب کہ وہ

اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا

ڈرے، اور ایمان لائے اور نیک کام کیے، پھر کانپے، اور خوب مان گئے، پھر تھرائے

ع ۱۲ / ۷ / ۲ وَّاَحْسَنُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۳﴾

اور نیک کردار ہو گئے۔ اور اللہ محبوب رکھتا ہے مخلص نیکوکاروں کو●

(**نہیں ہے ان پر جو ایمان لائے اور نیک کام کیے کوئی گناہ جو انھوں نے چکھ لیا تھا**)۔ یعنی اس چکھنے کی وجہ سے ان سے کوئی باز پرس نہیں ہوگی۔۔۔ (**جبکہ وہ ڈرے**) یعنی کفر و شرک سے پرہیز کرتے رہے (**اور ایمان لائے**) اور اسپر ثابت قدم رہے (**اور نیک کام کیے**)، اچھے اعمال انجام دیتے رہے (**پھر**) خوف خدا سے (**کانپے**) اور تمام محرمات شرعیہ سے خود کو بچاتے رہے، (**اور خوب مان گئے**) یعنی ان حرام کردہ امور کے حرام ہونے پر ایمان لائے (**پھر تھرائے**) شریعت کی خلاف ورزی کرنے سے، اور ثابت رہے ہمیشہ اپنی پرہیز گاری پر (**اور نیک کردار ہو گئے**)۔ یہاں تک کہ دوسروں پر بھی احسان کرنے لگے۔۔۔ ایسے صالحین و مخلصین سے کسی عمل کی تحریم سے پہلے اسکو انجام دے لینے پر کسی باز پرس کا سوال ہی کیا ہے؟ (**اور**) ایسے لوگ مذکورہ باز پرس سے محفوظ کیوں نہ رہیں، اسلئے کہ (**اللہ**) تعالیٰ (**محبوب رکھتا ہے مخلص نیکوکاروں کو**)۔

۔۔الختصر۔۔شراب و قمار کی تحریم کی آیت نازل ہونے سے پہلے جن لوگوں نے شراب نوشی اور قمار بازی کی اور پھر وفات پا گئے، یہ لوگ بھی باز پرس نہ ہونے میں بالکل انھیں لوگوں کی طرح ہیں، جنہوں نے آیت تحریم نازل ہونے کے بعد ان سے بالکلیہ کنارہ کشی اختیار کر لی۔

سابقہ آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ جن پاکیزہ اور پسندیدہ چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے انکو حرام نہ قرار دو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے شراب اور جوئے کو مستثنیٰ فرمایا اور فرمایا کہ یہ حرام اور نجس ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے وحشی جانوروں کے شکار کو 'محرم' یعنی احرام والوں پر حرام فرمایا، اور شکار کرنے پر اسکی تلافی اور تدارک کیلئے تاوان بیان فرمایا۔۔۔

یہ بھی [illegible] آزمائش فرماتا ہے تا کہ ان

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

بندوں کیلئے انکا مقام و مرتبہ خود انکا اپنا چشم دید ہو جائے اور دوسروں کو بھی انکے جذبات و احساسات کا علم ہو جائے۔۔تو۔۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللَّهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهُ أَيْدِيكُمْ

اے وہ جو ایمان لا چکے! ضرور جانچے گا تمہیں اللہ کچھ شکار سے، کہ پہنچ جائیں تمہارے ہاتھ

وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللَّهُ مَن يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدَىٰ

اور نیزے ان تک، تاکہ معلوم کرا دے اللہ، کہ کون ڈرتا ہے اس کو بے دیکھے۔ تو جو حد سے آگے ہوا

بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٩٤﴾

اس کے بعد، تو اس کے لئے عذاب ہے دکھ دینے والا●

(اے وہ جو ایمان لا چکے، ضرور جانچے گا تمہیں اللہ) تعالیٰ اور تمہارے ساتھ آزمائش کرنے والوں کا معاملہ فرمائیگا اور وہ بھی اس وقت کہ تم حالت احرام میں ہو (کچھ شکار سے)۔اور وہ بھی ایسے (کہ) بآسانی (پہنچ جائیں تمہارے ہاتھ) جبکہ وہ شکار چھوٹے ہوں اور ہاتھ سے پکڑے جا سکتے ہوں (اور نیزے ان تک) جبکہ وہ شکار بڑے ہوں اور ہاتھ سے نہ پکڑے جا سکتے ہوں۔

اگرچہ یہ آزمائش اتنی سنگین نہیں جسے سن کر تم گھبرا جاؤ۔۔یا۔۔اسکی تعمیل میں کوئی تکلیف ہو، جیسے بنی اسرائیل کی قتل نفس اور اتلاف مال سے آزمائش ہوئی، وہ بڑی آزمائش تھی۔اور تمہاری آزمائش تو 'اہل ایلہ' کی آزمائش کی طرح ہلکی ہے، جنھیں سنیچر کے دن مچھلی کے شکار سے روکا گیا تھا۔۔۔اس میں اشارہ ہے کہ اگر تم اس چھوٹی سی آزمائش میں کامیاب نہیں ہو سکتے، تو پھر تم اس سے سخت تر آزمائش میں کس طرح کامیاب ہو سکو گے۔

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مکہ معظمہ کی زیارت کا ارادہ فرمایا اور صحابہء کرام کو لیکر مدینہ طیبہ سے چل پڑے، اس وقت صحابہ کی جماعت ایک ہزار پانچ سو پینتالیس ۱۵۴۵ افراد پر مشتمل تھی، جب مکہ شریف کے قریب ایک جگہ حدیبیہ میں اترے، تو انہیں اللہ تعالیٰ نے شکار سے آزمایا، اسلئے کہ وہ اس وقت احرام باندھے ہوئے تھے۔وحشی جانوروں کی حالت یہ تھی، کہ وہ انکے سامان کے قریب آکر کھڑے ہو جاتے۔ان جانوروں کا ان سے اس قدر مانوس ہو جانا اسلئے تھا کہ انہیں آزمایا جائے۔۔چنانچہ۔صحابہء کرام کیلئے انکا پکڑنا آسان ہو گیا۔اگر انہیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔۔یا۔۔نیزہ مار کر شکار کر لیتے، تو انکے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

لئے مشکل نہ تھا۔۔چنانچہ۔۔بعض حضرات نے اسکا ارادہ بھی کرلیا،تو یہ آیت اتری۔

خیال رہے کہ اس مقام پر شکار سے جنگل کے شکار مراد ہیں،خواہ وہ ماکول ہوں۔۔یا۔۔غیر ماکول۔اُنکے ماسوا جنھیں شرعاً مستثنیٰ کیا گیا ہو جیسے:(۱)۔سانپ،(۲)۔بچھو،(۳)۔کوا،(۴)۔بھیڑیا،(۵)۔چوہا۔حدیث شریف میں ان پانچوں کو،حل وحرم،ہر جگہ مارنے کی اجازت ہے۔۔۔مومنین کی مذکورہ بالا آزمائش کس لئے؟

۔۔۔(تاکہ معلوم کرادے اللہ) تعالیٰ اپنے سارے احباب کو (کہ کون ڈرتا ہے اس) کے عذاب آخرت (کو بے دیکھے) غائبانہ۔

ظاہر ہے کہ یہ اسکی قوت ایمان کی دلیل ہے کہ باوجودیکہ وہ شکار کو آسانی سے پکڑ سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے خوف سے شکار نہیں کرتا۔بخلاف اسکے کہ اُسے خوف خداوندی نہیں ۔۔چنانچہ۔۔وہ شکار کو پکڑتا ہے یہ اسکے ضعف ایمانی کی دلیل ہے۔

(تو جو حد سے آگے ہوا اس) جانکاری (کے بعد)،کہ شکار کو آسانی اور سہل الحصول صرف اسکی آزمائش کیلئے کیا گیا ہے،ورنہ شکار عموماً ڈر سے بھاگ جاتے ہیں اور کسی کے قریب نہیں آتے۔۔۔تو پھر جب یہی بھاگ جانے کی عادت رکھنے والے وحشی ساتھ ساتھ پھرنے لگیں،تو سمجھ لینا چاہئے کہ اس میں کوئی حکمت ہے،اور وہ وہی کہ اس سے انکا امتحان لینا مطلوب ہے۔اسکے باوجود پھر بھی کوئی شکار کرلیتا ہے،تو سمجھو کہ حد سے تجاوز کررہا ہے۔۔۔(تو اس) حد سے بڑھنے والے (کیلئے عذاب ہے دکھ دینے والا)،اسلئے کہ یہ شخص عمداً بغاوت کررہا ہے۔اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے لاپرواہی کی اور اُسے معمولی شئی سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی طاعت سے نکل گیا۔

یہاں عذاب سے مراد عذابِ آخرت ہے۔ایک قول یہ بھی ہے کہ اسکو دنیا میں بھی سزا دی جائیگی اور وہ آخرت میں بھی عذاب کا مستحق ہوگا۔دنیا کی سزا میں اسکی پشت برہنہ کرکے اسپر کوڑے لگائے جائینگے۔۔تو۔۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ

اے وہ جو ایمان لاچکے! نہ مارو شکار جب کہ تم احرام باندھے ہو۔ اور جس نے مارا اس کو

مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ

تم میں سے عمداً، تو اس کی پاداش جو مارا ہے، اسکے برابر کا چوپایہ ہے، فیصلہ کریں اس کا دو منصف تم میں سے،

Marfat.com
https://t.me/nabwilibrary

هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ

قربانی کعبہ کو پہنچنے والی، یا کفارہ ہے مسکینوں کی غذا، یا اس کے برابر روزے، تاکہ چکھے

وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ

اپنے کئے کا مزہ۔ اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیا جو پہلے ہو چکا۔ اور جس نے اب کیا، تو بدلہ لے گا اللہ

مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾

اس سے۔ اور اللہ غلبہ والا انتقام والا ہے●

(اے وہ جو ایمان لاچکے، نہ مارو شکار) یعنی اس جانور کا شکار نہ کرو جو خلقی طور پر وحشی ہو، خواہ اسکا گوشت کھایا جاتا ہو۔۔یا۔۔نہ کھایا جاتا ہو، مذکورہ بالا ان جانوروں کے سوا جنکا استثناء کیا جا چکا ہے۔۔۔کب؟ (جبکہ تم احرام باندھے ہو) حج۔۔یا۔۔عمرہ کا۔ (اور) پوری توجہ کے ساتھ سن لو کہ (جس نے مارا اسکو تم میں سے عمداً)۔۔۔اصل حکم تو قتل عمد کیلئے ہے، لیکن اسی حکم میں قتل خطاء کو بھی زجراً اور توبیخاً شامل کر دیا گیا ہے، تاکہ آئندہ اس حکم کی اہمیت معلوم ہو جائے۔۔الختصر۔۔عمداً قتل کرے۔۔یا۔۔خطاءً۔۔۔(تو اسکی پاداش) یعنی جزاء وفدیہ کی پہلی شکل (جو مارا ہے اسکے برابر کا چوپایہ ہے)۔۔۔خلقت وجثہ کے اعتبار سے نہیں، بلکہ باعتبار قیمت کے۔۔۔

جس شکار کو قتل کیا گیا ہے اسکی قیمت کا اعتبار اُسی علاقے کے مطابق ہوگا جہاں وہ شکار قتل کیا گیا ہے کہ اس حیثیت کا جانور کتنے میں بیچتے اور خریدتے ہیں۔ اگر شکار کردہ مقتول جانور کی قیمت، مکمل قربانی کی قیمت کے برابر ہو جائے، تو اب شکار کے قتل کرنے والے کو اختیار ہے، چاہے تو قربانی کا جانور خرید کر کے اس جانور کو حرم میں ذبح کرے، چاہے تو اسکی گندم۔۔یا۔۔جو۔۔یا کھجوریں خرید کر کے ہر ایک مسکین کو فطرانہ کے مطابق نصف صاع۔۔یا۔۔صاع کے برابر دیدے، اور اگر چاہے تو ہر مسکین کے طعام کے بجائے ایک ایک روزہ رکھے، لیکن جو طعام مسکین کے نصاب کو پورا نہیں ہوتا، بلکہ تھوڑا ہے، تب بھی اسکے لئے کامل روزہ رکھنا ہوگا۔

یعنی مثال کے طور پر اگر قیمت میں اتنا گیہوں حاصل ہوا کہ پانچ مسکینوں کو تو بالکل فطرہ کے مقدار میں مل سکتا ہے، مگر ایک مسکین کو اس مقدار سے کم مل رہا ہو، ایسی صورت میں بطور کفارہ چھ مکمل روزے رکھنے ہونگے۔۔۔یہ خیال رہے کہ قربانی تو صرف حرم ہی میں

https://t.me/nabwilibrary
Marfat.com

کرنی ہوگی۔رہ گیا صدقہ،تو وہ کہیں بھی دیا جاسکتا ہے۔۔یونہی۔۔روزہ بھی کسی بھی مقام پر رکھا جاسکتا ہے۔

یہ بھی ضروری ہے کہ (فیصلہ کریں اسکا) کہ جو شکار مارا گیا ہے چوپایوں میں کون اسکے مثل ہوسکتا ہے (دو منصف تم میں سے)۔یعنی تمہارے صاحب فہم وفراست، ارباب عدل وانصاف دینی بھائی ہوں۔۔چنانچہ۔۔یہ منصفین اس تعلق سے جو فیصلہ کردینگے تو تسلیم کیا جائیگا۔منصفین کے فیصلے کے بعد جو قیمت بنتی ہو اس سے قربانی کا جانور لے سکنے کی صورت میں شکار کرنے والے کو اختیار ہے کہ وہ اس سے جانور خرید کر اسے (قربانی) قرار دے جو (کعبہ) کے آس پاس حرم (کو پہنچنے والی) اور وہیں ذبح ہونے والی ہو۔(یا) اس شکار کرنے والے پر (کفارہ ہے) اس قتل کا (مسکینوں کی غذا،یا) اسکا کفارہ ہے (اس) کھانے (کے برابر) جو دینا ہے (روزے) رکھنا۔

مذکورہ بالا وضاحت کے مطابق اسپر جزاء اسلئے ہے (تا کہ) قاتل (چکھے اپنے کیئے کا مزہ) اور اسے وہ تکلیف وضرر پہنچے جو اپنے نفس کی شامت اعمال کی وجہ سے پہنچتی ہے۔ہاں یہ ضرور ہے کہ اپنے فضل وکرم سے (اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیا جو) 'نہی' کے نزول سے (پہلے ہوچکا)،خواہ زمانہء جاہلیت میں حالت احرام میں کسی نے شکار کرلیا ہو۔۔یا۔۔شکار حرام ہونے کے قبل کسی 'محرم' نے شکار کیا ہو (اور جس نے) حالت احرام میں شکار کی ممانعت آجانے کے بعد (اب) اس حالت میں شکار (کیا،تو بدلہ لے گا اللہ) تعالیٰ (اس سے) یعنی اُسے آخرت کے عذاب میں مبتلا فرمائیگا اور دنیا میں رسوا فرمادیگا۔

اس آیت میں گناہ کبیرہ پر اصرار کرنے والے کیلئے بہت سخت وعید ہے،کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس گناہ کو دوبارہ کرنے پر انتقام لینے کی وعید سنائی ہے۔بندہ کو چاہیئے کہ ہر آن اور ہر لحظہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے،اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتا رہے،اور کسی بھی گناہ کو دوبارہ کرنے سے اجتناب کرے،مبادا وہ اللہ تعالیٰ کے انتقام کا شکار ہوجائے۔

ایک قول کے مطابق اگر محرم نے دوبارہ شکار کو قتل کیا،تو اسکو کفارہ ادا کرنے کا حکم نہیں دیا جائیگا۔۔مگر بعض کے نزدیک اس فعل میں اعادہ سے کفارہ واجب ہے۔۔۔آیت کریمہ ایسوں کیلئے صرف انتقام خداوندی کے تعلق سے زیادہ صاف اور واضح ہے۔

۔۔الختصر۔۔ایسوں کو اچھی طرح سے جان لینا چاہیئے (اور) یاد رکھنا چاہیئے کہ (اللہ) تعالیٰ اپنے حکم میں (غلبہ والا) ہے۔اسکے حکم اور فیصلے کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔۔نیز۔۔وہ گناہ پر اصرار کرنے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

والوں سے (انتقام) لینے (والا ہے)۔۔۔اور سن لو کہ۔۔۔

اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ

حلال کردیا گیاتم کو دریائی شکار اوراس کوغذا بنانا، تمہارے فائدہ کے لئے اور مسافروں کیلیے۔ اور حرام کیا گیا تم پر

صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾

خشکی کا شکار جب تک کہ تم احرام میں ہو۔ اور ڈرو اللہ سے جس کی طرف حشر کیے جاؤ گے●

(حلال کردیا گیا تم کو دریائی شکار) وہ دریا میں ہو۔۔یا۔۔نہر۔۔یا۔۔چشمہ۔۔یا۔۔کنویں میں ہو۔ ہر وہ شے جو صرف پانی ہی میں رہ سکتی ہو، وہ ماکول ہو۔۔یا۔۔غیر ماکول۔۔الختصر۔۔دریا کا شکار تمہارے لئے حلال ہے، خواہ تم حالت احرام میں ہو۔۔یا۔۔نہ ہو۔ (اور) ایسے ہی وہ چیزیں جنھیں دریا کی موجیں باہر پھینک دیں۔۔یا۔۔دریا کے خشک ہوجانے کے بعد جو چیزیں حاصل ہوتی ہیں، وہ سب تمہارے لئے حلال ہیں۔۔چنانچہ۔۔دریا وغیرہ سے حاصل شدہ (اس) چیز (کو) اپنی (غذا بنانا) تمہارے لئے حلال کردیا گیا ہے۔

جسکی قدرے تفصیل یہ ہے، کہ پانی کے جملہ حیوانات کی دوقسم ہیں، ا۔مچھلی، ۲۔اسکے ماسوا۔مچھلی مختلف اقسام کے باوجود حلال ہے، خواہ مری ہوئی ہو۔مگر۔۔یہ اس وقت جبکہ بلا سبب مری ہو۔اگر کسی سبب سے مرے، جیسے پتھر پر گر کر مرے۔۔یا۔۔پانی بند ہوجانے سے مرجائے وغیرہ، وغیرہ، تو ایسی صورت میں حرام ہے۔مچھلی کے علاوہ باقی چیزیں دوقسم کی ہیں۔ ا۔جو جنگل میں گزارتی ہیں جیسے مینڈک اور سرطان۔انکے جمیع اقسام حرام ہیں۔۲۔وہ جو صرف پانی میں گزارتی ہیں جنگل میں نہیں جاتیں، ان میں مچھلی کے سوا سب حرام ہیں۔

دریائی شکار کو حلال فرمادینا، رب کریم کا کرم ہے جو (تمہارے فائدے کیلیے) ہے (اور مسافروں) کی منفعت (کیلیے) ہے، تاکہ اسے شکار کرکے جہاں چاہیں لیجائیں۔اے حالت احرام میں رہنے والو! سنو (اور) یاد رکھو، کہ (حرام کیا گیا ہے تم پر خشکی کا شکار) یعنی ان پرندوں کا شکار جو انڈے دیتے ہیں، اگرچہ بعض اوقات وہ پانی میں بھی بسر کرتے ہیں، جیسے دریائی پرندے۔۔یونہی۔۔ جنگل کا ہر شکار (جب تک کہ تم احرام میں ہو)۔

اور جب یہ خطاب احرام والوں سے ہوگیا، تو اس حکم سے 'غیر محرم' کا شکار وغیرہ خارج ہے۔اب اگر کوئی 'غیر محرم' شکار کرے، جسکا محرم نے اشارۃً اور کنایۃً بھی حکم نہ دیا ہو اور نہ

https://t.me/nabwilibrary
Marfat.com

اسکی رہبری کی ہو، نہ ہی اسکی طرف اشارہ کیا ہو، ایسا شکار 'محرم' کو بھی کھانا حلال ہے۔۔
یونہی۔۔احرام باندھنے سے پہلے جس شکار کو ذبح کیا ہو، بعد احرام اُسے کھانا جائز ہے۔۔
الختصر۔۔حالت احرام میں شکار کرنے سے بچو۔

(اور ڈرو اللہ) تعالیٰ کے عذاب وعتاب (سے) اور اللہ تعالیٰ کے تمام منع کردہ حرام ومعاصی سے بچو، من جملہ انکے احرام کی حالت میں شکار کرنا ہے۔ وہ رب ذوالجلال (جسکی طرف حشر کیئے جاؤگے) یعنی جسکی طرف تم جمع کیئے جاؤگے، اسکے غیر کی طرف نہیں کہ جس سے تمہیں پناہ مل سکے۔ تمہارا مرجع اور منتہی اسی کی طرف ہے، کہ جہاں اسکا حکم ہوگا فرشتے تمہیں ہانک کر لیجائینگے۔ اگر بہشت کی طرف فرمان ہوگا، تو بہشت کی طرف، ورنہ جہنم کی طرف۔

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ

بنادیا اللہ نے کعبہ حرمت والے گھر کو لوگوں کے قیام کا سبب، اور حرمت والے مہینہ کو

وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ۭ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

اور حرم جانے والی قربانی اور پٹے والے جانوروں کو، یہ اسلیئے کہ تم لوگ یاد کرلو، کہ بیشک اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے،

وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۹۷

اور جو کچھ زمین میں ہے، اور بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے●

سابقہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے محرم پر شکار کرنے کو حرام فرمایا تھا، اب اس آیت میں بیان فرما رہا ہے کہ جس طرح حرم وحشی جانوروں اور پرندوں کیلئے باعثِ امن ہے، اسی طرح وہ انسانوں کیلئے بھی باعث امن ہے، اور دنیا اور آخرت کی بھلائیوں اور سعادتوں کے حصول کا سبب ہے۔ عرب میں کوئی امیر اور رئیس نہیں تھا جو ضعیف ومظلوم کا حق، قوی اور ظالم سے دلا سکے اور جو کوئی کسی بدکار کو سزا اور نکوکار کو جزاء دے سکے، تو اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو لوگوں کی معاملات کی درستگی اور اصلاح کا سبب بنا دیا۔

چونکہ بیت اللہ کی تعظیم انکے دل ودماغ میں مستحکم ہوچکی تھی اور انکے رگ وپے میں سرایت کرچکی تھی۔۔چنانچہ۔۔وہ اس شہر میں جنگ وجدال سے اجتناب کرتے تھے۔ سال کے چار حرمت والے مہینوں، یعنی ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب میں بھی لڑائی جھگڑے

https://t.me/nabwilibrary
Marfat.com

سے پرہیز کرتے تھے اور زائرین بیت کو بیت اللہ کی تعظیم کی وجہ سے مامون اور محفوظ رکھتے تھے۔ اسی طرح قربانی کے جو جانور حرم میں لے جائے جاتے تھے، جن کو **الھدی** اور **القلائد** کہا جاتا تھا، انکی بھی بیت اللہ کی وجہ سے تعظیم کرتے تھے۔

مناسک حج کی ادائیگی کی وجہ سے اس بے آب وگیاہ اور بنجر زمین میں تمام دنیا کے مسلمان ٹوٹ کر آتے ہیں اور ہر جگہ سے یہاں تجارتی سامان، پھل اور غلہ پہنچتا ہے اور اس بیت کی وجہ سے ساکنانِ حرم کیلئے اسباب زیست فراہم ہوتے ہیں۔ دور دور سے لوگ حرم میں آکر عبادت کرتے ہیں، دنیا کی زیب وزینت سے اجتناب کرتے ہیں۔ حرم میں قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ حرم میں نمازیں پڑھتے ہیں اور طواف کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ حج کا اجتماع دیکھ کر محشر کو یاد کرتے ہیں۔ انکے دلوں میں خدا کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف زیادہ ہوتا ہے اور وہ برے کاموں سے باز رہنے اور بقیہ عمر میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنے کا عہد کرتے ہیں۔ زائرین یہاں آتے ہیں اور واپس جاتے ہوئے اپنا دل یہیں چھوڑ جاتے ہیں اور ساری عمر یہیں آنے کی پیاس رہتی ہے۔

۔۔المختصر۔۔ (**بنادیا اللہ**) تعالیٰ (**نے**) اس چوکور مخصوص بلند گھر، جسکو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے مکہ میں بنایا، یعنی (**کعبہ حرمت والے گھر کو لوگوں کے قیام کا سبب**)، جس چیز کے سبب سے لوگوں کے معاملات قائم اور درست ہوں۔

کعبہ کی زیارت کرکے اور اسکا طواف کرکے لوگ حج وعمرہ کی عبادات کو انجام دیتے ہیں، جس سے انکی آخرت درست ہوتی ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے اسکو امن کی جگہ بنادیا ہے اور تمام دنیا سے تجارتی سامان کھنچ کر کعبہ کی سرزمین پر چلا آتا ہے، اس سے انکی دنیا درست ہوتی ہے۔

(**اور**) کیا (**حرمت والے مہینہ کو**) بھی لوگوں کے امور قائم رہنے کا سبب۔۔۔ یعنی اس مہینے فریضۂ حج کی ادائیگی کریں۔۔یا۔۔ سب ماہِ حرام مراد ہیں، کہ لوگ اس میں لوٹ مار سے بے خوف رہتے ہیں۔۔۔ (**اور حرم جانے والی قربانی اور پٹے والے جانوروں کو**) بھی کاموں کے قیام کا سبب کیا ہے۔۔۔ یعنی انکے سبب سے چور وغیرہ کے تعرض سے لوگ محفوظ ومامون ہیں۔۔۔ اور (**یہ**) یعنی جو کیا گیا، وہ (**اسلئے**) ہے (**کہ تم باور کرلو کہ بیشک اللہ**) تعالیٰ (**جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے**) کہ مذکورہ بالا تمام امور مشروعہ دینی ودنیوی ضرروں کے دفیعہ اور انکے منافع

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

کے حصول کا بہترین ذریعہ ہیں، ان باتوں کو اللہ تعالیٰ ان امور مذکورہ کے وقوع سے پہلے ہی جانتا ہے ---اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسکا شارع کتنی بڑی حکمتوں کا مالک ہے اور یہ اشیاء اسکے علم سے باہر نہیں ---الغرض---اسکا علم جمیع اشیاء کو محیط ہے۔یعنی صرف آسمان وزمین (اور) اس میں موجود اشیاء ہی نہیں، بلکہ کوئی معلوم ہو،یعنی جس میں کسی کے علم سے وابستہ ہونے کی صلاحیت ہو۔

(بیشک اللہ) تعالیٰ (سب کچھ جانتا ہے)۔۔تخصیص کے بعد، تعیم محض تاکید کیلئے ہے--- اس مقام پر اچھی طرح سے---

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۸﴾

یقین مانو کہ بے شک اللہ عذاب دینے میں بڑا سخت ہے،اور بے شک اللہ غفور رحیم ہے●

(یقین مانو، کہ بیشک اللہ) تعالیٰ 'محارمِ ربانیہ' کی ہتک اور پھر اسپر اصرار کرنے والے کو (عذاب دینے میں بڑا سخت ہے) اسکے برعکس جو محارم کی محافظت کرتا ہے--یا--اسکے محارم کی ہتک کر کے پھر تائب ہو جاتا ہے، تو وہ مغفرت ورحمت کے سائے میں آجاتا ہے (اور بیشک) اسکے لئے (اللہ) تعالیٰ (غفور رحیم ہے) اور یہی اللہ تعالیٰ کا وعدہ کریمانہ ہے۔اچھی طرح سے جان لو کہ---

مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾

رسول پر صرف تبلیغ ہے۔اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرو اور جو تم چھپاؤ●

(رسول پر صرف تبلیغ ہے) کہ وہ بتادیں،کہ ان امور کو بجالانے میں ثواب ہے اور ان امور کے ارتکاب پر عذاب۔ان پر جو واجب تھا، انہوں نے پہنچادیا۔وہ اپنے فریضہ سے سبکدوش ہو گئے۔ اب تمہارے اوپر حجت قائم ہوگئی کہ اگر کوئی سرمو انحراف کریگا، سزا پائیگا۔اور پھر کوئی عذر مسموع نہ ہوگا۔ (اور) یادرکھو کہ (اللہ) تعالیٰ (جانتا ہے جو تم ظاہر کرو اور جو تم چھپاؤ)۔

--الحاصل--اللہ تعالیٰ تمہارے ہر ظاہر اور پوشیدہ امور کو جانتا ہے۔یعنی جو قول وفعل ظاہر کرو اسے بھی جانتا ہے اور جو چھپا کر کرتے ہو، اسکو بھی جانتا ہے،جس پر تمہارا مواخذہ ہوگا، خواہ وہ تمہارا عمل تھوڑا اور نہایت قلیل ہی کیوں نہ ہو۔یہ تو ظاہر ہے کہ تمہارے اقوال و افعال میں بعض طیب ہیں اور بعض خبیث--یونہی--تمہارے افراد اور اموال وغیرہ میں بھی بعض طیب ہیں اور بعض خبیث، تو کہیں قول طیب کو قول خبیث کی طرح، فعل طیب کو

https://t.me/nabwilibrary

فعل خبیث کی طرح، مال طیب کو مالِ خبیث کی طرح اور فرد طیب کو فرد خبیث کی طرح نہ سمجھ لیا جائے۔۔اسلئے۔۔

قُلْ لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِیْثِ ۚ

کہہ دو کہ برابر نہیں ہے گندہ اور پاکیزہ، گو تمہیں اچھی لگے گندے کا دَل۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ یٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع ۱۳ / ۴

تو اللہ سے ڈرو اے عقل مندو، کہ فلاح تو پاؤ●

اے محبوب! واضح لفظوں میں (کہہ دو کہ برابر نہیں ہے گندہ اور پاکیزہ، گو تمہیں اچھی لگے گندے کا دَل) خبیث خبیث ہی ہے، خواہ کم ہو یا زیادہ اور طیب طیب ہی ہے، خواہ قلیل ہو یا کثیر۔۔ الختصر۔۔گندگی کی کمیت وکیفیت کچھ بھی ہو، وہ گندگی ہی ہے۔۔یوں۔۔ پاکیزگی کی مقدار اور اسکی شکل و ہیئت کیسی بھی ہو وہ پاکیزگی ہی ہے۔طیب وخبیث کے پہچاننے کی آسان شکل یہ ہے۔

﴿۱﴾۔۔شریعت جسے مامور فرمائے وہ طیب، اور جسکو حرام قرار دے وہ خبیث۔

﴿۲﴾۔۔ہر مومن طیب۔۔۔ہر کافر خبیث۔

﴿۳﴾۔۔ہر متقی طیب۔۔۔ہر فاسق خبیث۔

﴿۴﴾۔۔ہر رزقِ حلال طیب۔۔۔ہر رزق حرام خبیث۔

﴿۵﴾۔۔جملہ صفات حمیدہ اور اوصاف جمیلہ طیب، اسکے مقابلے میں جملہ اعمال رذیلہ اور افعال قبیحہ خبیث، وغیرہ وغیرہ۔۔الختصر۔۔اچھائی اور برائی معتبر ہے، کمی اور زیادتی نہیں۔

(تو) حرام چیزوں کو حلال کر لینے میں (اللہ) تعالیٰ (سے ڈرو اے عقل مندو)! کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں خبیث وطیب سمجھ لینے کی عقل عطا فرمائی ہے، تو اس عقل سے کام لو۔نہ خود خبیث بنو اور نہ ہی کسی خبیث کو اپنے قریب آنے دو، تم خود بھی طیب بنے رہو اور اپنے اعمال واقوال واحوال کو بھی طیب بنا کے رکھو، تا (کہ) دنیا میں تکلیف ہی سہی، آخرت کی (فلاح تو پاؤ) اور وہاں کی رسوائی سے اپنے کو بچا لو۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْــٴَـلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْــٴَـلُوْا

اے وہ جو ایمان لاچکے! نہ پوچھا کرو ایسی چیزیں، کہ اگر صاف بتادی جائیں تم سے، تو بُرا لگے تم کو، اور اگر پوچھ پڑے تم

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾

ایسی بات جس وقت قرآن اتارا جا رہا ہے، تو صاف ظاہر کر دیا جائیگا۔ اللہ اس سے معافی دے اور اللہ غفور حلیم ہے●

(اے وہ جو ایمان لاچکے) غیر ضروری سوالات کرنا بھی کوئی اچھی چیز نہیں، تو اللہ تعالیٰ کے رسول سے غیر ضروری سوالات کرنے سے اپنے کو بچاؤ اور اس واقعہ کو یاد کرو، کہ جب فریضہ ء حج کے تعلق سے آیت نازل ہوئی، تو رسولِ کریم نے خطبہ میں حج فرض ہونے کا بیان فرمایا، اسپر حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، کہ کیا ہر سال فرض ہے؟ حضور نے سکوت فرمایا۔ سائل نے سوال کی تکرار کی، تو ارشاد فرمایا کہ جو میں نہ بیان کروں اسکے در پے نہ ہو۔۔ اگر میں ہاں کہہ دیتا، تو ہر سال حج فرض ہو جاتا اور تم نہ کر سکتے۔ مجھے اس وقت تک کچھ نہ کہا کرو، جب تک میں تمہیں خود نہ کہوں۔ پہلے لوگ بھی اسلیئے ہلاک ہوئے، کہ وہ اپنے انبیاء علیہم السلام سے سوال کی کثرت اور ہر بات میں خواہ مخواہ کا اختلاف رکھتے۔ جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں، تو اسپر فوراً عمل کرو جس قدر تم میں استطاعت ہے، اور جن باتوں سے میں تمہیں روکوں اُن سے رک جاؤ۔

تو اے ایمان والو! (نہ پوچھا کرو ایسی چیزیں، کہ اگر) جواباً (صاف بتادی جائیں تم سے، تو برا لگے تم کو)، جن پر عمل کرنا تمہارے لئے گراں بار ہو (اور) یاد رکھو کہ جن چیزوں کا تمہیں حکم نہیں دیا گیا انکے تعلق سے (اگر پوچھ پڑے تم) مشقت و دشواری میں مبتلا کر دینے والی (ایسی بات) کے تعلق سے حکم خداوندی، اور وہ بھی کس وقت؟ (جس وقت قرآن اتارا جا رہا ہے) اور نزول قرآن کا سلسلہ جاری ہے، (تو) تمہارے پوچھنے کی وجہ سے صاف (صاف ظاہر کر دیا جائیگا) اور اسکے تعلق سے جو حکم خداوندی ہے، اسکا تمہیں مکلف بنا دیا جائیگا۔ اب خواہ اسپر عملدرآمد تمہارے لئے کتنا ہی گراں بار کیوں نہ ہو۔

غور کرو جس نے حج کے متعلق سوال کیا تھا، اس پر ہر سال اگر حج فرض ہو جاتا، تو وہ خود اپنے سوال سے کس قدر شرمسار ہوتا۔ اپنے فضل و کرم سے (اللہ) تعالیٰ (اس سے معافی دے) اور سوال کرنے والے سے کوئی مواخذہ نہ فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اُسے معاف کر بھی دیا اور اسپر ہر سال حج فرض نہیں کیا، ورنہ اسے ہر سال اپنے سوال کرنے کا خمیازہ بھگتنا پڑتا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ دنیوی معافی کے علاوہ آخرت کی سزا بھی اُسے معاف فرما دی، ورنہ اسکے عبث

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

سوالات کا تقاضا یہ تھا، کہ کم سے کم اُسے آخرت میں تو سزا ملتی، لیکن بفضلہٖ تعالیٰ وہ بھی معاف ہوئی۔ (اور) ایسا کیوں نہ ہو، اسلئے کہ (اللہ) تعالیٰ (غفور) ہے۔ یعنی بخشنے والا اور معاف فرمادینے والا ہے۔۔نیز۔۔وہ (حلیم ہے) تحمل والا ہے، عقوبت اور عذاب میں جلدی نہیں کرتا۔ ایمان والو! غیر ضروری اور عبث سوالات صرف تم میں سے بعض افراد نے نہیں کیئے۔۔بلکہ۔۔

قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

ایسے ہی سوالات کیے تھے تم سے پہلے لوگوں نے، پھر وہی اس کے منکر ہوگئے ●

(ایسے ہی) عبث اور لایعنی (سوالات کیے تھے تم سے پہلے لوگوں نے)۔ گوانھوں نے بعینہٖ یہی سوال نہیں کیا تھا، بلکہ اسکی مانند تھا جس سے وہ مستحق سزا ہوئے، اسلئے کہ انھیں ایسے سوالات سے ممانعت بھی تھی (پھر وہی اسکے منکر ہوگئے)۔

پہلی قوموں نے اپنے نبیوں سے چند فرمائشی معجزات کا سوال کیا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے انکے سوالات کو پورا کر دیا اور ان نبیوں کو وہ معجزات عطا فرمادیئے، تو وہ ان نبیوں پر ایمان لانے کی بجائے اپنے انکار اور کفر میں پختہ ہوگئے، جیسے حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے اونٹنی کا سوال کیا تھا۔ اور جب وہ اونٹنی آگئی، تو انہوں نے اسکی کونچیں کاٹ دیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم نے یہ سوال کیا تھا، کہ ان پر آسمان سے دسترخوان نازل کیا جائے۔ اور جب ان پر دسترخوان نازل کر دیا گیا، تو وہ کفر میں مبتلا ہوگئے۔

تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو انکے نبی کی وساطت اور انکی زبان سے تنبیہ کی، کہ وہ سوالات کرنے کے معاملے میں پہلی امتوں کے راستے پر نہ چل پڑیں۔ اسلئے فرمایا کہ تم فرمائشی معجزات کا سوال نہ کرو، نہ کسی کا پوشیدہ راز معلوم کرو، اور جو چیز تم پر فرض۔۔یا۔۔حرام نہیں کی گئی، اسکا سوال نہ کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اسکا بیان کیا جائے، تو تم کو ناگوار ہو۔۔یا۔۔تم کسی دشواری میں پڑ جاؤ۔ ایسے ہی نبی کریم کا امتحان لینے۔۔یا۔۔آپ سے استہزاء کے طور پر سوال کرنے سے اپنے کو بچاؤ۔۔ہاں۔۔اثناءِ وحی میں جو حکم مجمل ہو اسکی وضاحت کیلئے سوال کرنا، جو چیز سمجھ میں نہ آئے اسکو پوچھنا، [illegible] جائز ہیں۔ اور اب بہرحال حصول علم کیلئے شرعی سوالات کرنا بالکل جائز ہے۔ اب یہ خوف نہیں، کہ کسی کے سوال کرنے کی وجہ سے کسی شے کی حرمت نازل ہوجائیگی۔

Marfat.com
https://t.me/nabwilibrary

حلال وحرام نازل ہونے کا معاملہ وحی پر موقوف ہے اور نبی کریم کے پردہ فرمانے کے بعد، سلسلہء وحی ختم ہو چکا ہے۔پس اگر کوئی شخص پیش آمدہ مسئلہ میں۔۔یا۔۔کسی نئے حادثہ میں۔۔یا۔۔کسی غیر منصوص صورت نازلہ میں، کسی مسئلہ کا حل دریافت کرنے کیلئے علماء سے سوال کرتا ہے، تو اسکا یہ سوال کرنا جائز ہے۔۔۔حکم قرآنی ہے:

فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۔۔'اگر تم کو علم نہیں تو علم والوں سے سوال کرو'۔۔یونہی۔۔فرمانِ نبوی ہے: فَاِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّوَالِ۔۔'جہالت کی شفاء سوال کرنا ہے'۔

۔۔۔اور جو شخص کسی پر اپنا علمی تفوق ظاہر کرنے کیلئے سوال کرے، تا کہ اسکا جواب نہ آئے اور وہ عاجز ہو جائے۔۔یا۔۔جو شخص محض ضد اور ہٹ دھرمی کیلئے سوال کرے۔۔یا۔۔جو شخص عناداً سوال کرے سو ایسے سوال ناجائز ہیں، خواہ کم ہوں۔۔یا۔۔زیادہ۔البتہ علماء کسی مسئلہ میں ایک دوسرے کی رائے معلوم کرنے کیلئے جو سوال کرتے ہیں اور مذاکرہ اور مباحثہ کرتے ہیں وہ جائز ہیں۔اسی طرح کسی دلیل پر نقض وارد کرنا اور 'مسلمات بین الفریقین' سے معارضہ کرنا بھی جائز ہے اور احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کیلئے مناظرہ کرنا بھی جائز ہے۔

اس سے پہلی آیتوں میں کثرتِ سوال سے منع فرمایا تھا، کہ مبادا کوئی چیز حرام نہ ہو اور تمہارے سوال کی وجہ سے حرام کردی جائے، اور اب اگلی آیت میں یہ فرمایا جارہا ہے کہ مشرکوں نے ازخود بعض جانوروں کو حرام کرلیا تھا۔اللہ تعالیٰ نے اُسے حرام نہیں کیا، وہ بدستور حلال ہیں۔سو جس چیز کو اللہ اور اسکے رسول نے نہ حرام کیا ہو، اسکو حرام قرار دے کر شریعت سازی نہ کرو۔اور ذہن نشین کرلو کہ۔۔۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ

اللہ نے نہیں ٹھہرایا کان چرے ہوئے جانور اور نہ سانڈ کو، اور نہ وصیلہ بکری کو، اور نہ حامی اونٹ کو، لیکن جنھوں نے

كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۗ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

کفر کیا وہ بہتان رکھتے ہیں اللہ پر جھوٹ کا۔اور ان کی اکثریت بے عقل ہے●

(اللہ) تعالیٰ (نے نہیں ٹھہرایا) اور مشروع نہیں فرمایا، اور نہ ہی اسکی اجازت دی، اور نہ یہ طریقہ بتایا کہ (کان چرے ہوئے جانور)۔۔مثلاً: وہ اونٹنی جو پانچ بچے جن چکی ہوتی اور اسکا آخری

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

بچہ نر ہوتا، تو اہل جاہلیت اسکے کان کو چیر کر چھوڑ دیتے۔ نہ اس پر سوار ہوتے، نہ اسکا دودھ دوہتے، نہ اسے پانی سے روکتے اور نہ ہی چراگاہ سے۔ اسکو **بَحِیْرَۃ** کہتے (اور نہ سانڈ کو) جسکے تعلق سے اہل جاہلیت منت مانتے، کہ اگر میں سفر سے بسلامت لوٹا۔۔یا۔۔اپنی بیماری سے چھٹکارا پاکر تندرست ہوگیا، تو یہ میری اونٹنی **سَآئِبَۃ** ہوگی، یعنی بتوں کیلئے مفت چھوڑ دی جائیگی، اور **بَحِیْرَۃ** کی طرح اس سے بھی کسی طرح کا فائدہ حاصل کرنا حرام ہوگا۔

(اور نہ وصیلہ بکری کو)، جسکے تعلق سے زمانہء جاہلیت کی رسم تھی، کہ اگر بکری سات بار جنتی اور ساتویں بار مادہ جنتی، تو اس سے خود نفع اٹھاتے اور اگر نر جنتی، تو وہ بتوں کیلئے ہوتا۔ اور اگر نر و مادہ ہر دونوں کو بیک وقت جنتی تو کہتے 'وَصَلَتْ اَخَاهَا' مادہ اپنے بھائی سے مل گئی۔ اسی وجہ سے اس نر کو بھی اس مادہ کی وجہ سے زندہ چھوڑ دیتے اور ذبح نہیں کرتے، اور اس مادہ کو **وَصِیْلَۃ** کہتے۔ (اور نہ حامی اونٹ کو)، جسکے تعلق سے زمانہء جاہلیت کی عادت تھی جب اونٹ، اونٹنی کو دس بار گابھن کر دیتا، تو کہتے:

قَدْ حَمِیَ ظَهْرَهٗ۔۔۔'اسکی پیٹھ محفوظ ہوگئی'

۔۔۔پھر اسپر سواری نہ کرتے اور نہ اسپر بوجھ لادتے اور نہ ہی اُسے پانی اور چارے سے روکتے اور اس اونٹ کو **حَام** کہتے۔

۔۔الختصر۔۔مذکورہ بالا تمام جانور دین الٰہی میں حلال تھے، اللہ تعالیٰ نے انھیں حرام نہیں قرار دیا۔ (لیکن جنہوں نے کفر کیا) اور عمرو بن الحی خزاعی کی پیروی کی، جو ان تمام باتوں کا سب سے بڑا مفتری تھا، اس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دین کو بگاڑا اور اُسی نے ہی بہت بت گڑھے اور اوثان کھڑے کئے۔ اسی نے ہی **بَحِیْرَۃ**، **سَآئِبَۃ**، **وَصِیْلَۃ** اور **حَام** کے رسوم جاری کئے، تو وہ اور اسکے سارے پیروکار (وہ) ہیں جو (بہتان رکھتے ہیں اللہ) تعالیٰ (پر جھوٹ کا)۔ اپنی خود ساختہ روش کو خدائی دین باور کرانا، یہ خدا کی ذات پر ایک کھلا ہوا افتراء ہے، جسکا سچ سے کوئی تعلق نہیں۔

سن لو (اور) اچھی طرح یاد رکھو کہ رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی پر اکسانے والے (ان) ذلیل ترین لوگوں (کی اکثریت بے عقل ہے)۔۔چنانچہ۔۔وہ نہیں سمجھتے کہ واقعی یہ فعل افتراء اور باطل ہے، اسی لئے وہ انکی مخالفت نہیں کرسکتے کہ اس باطل کو چھوڑ کر اپنے کو حق کی طرف لاسکیں، بلکہ مرتے دم تک وہ اس تقلید بد کی قید میں پھنسے رہتے ہیں۔ انکی بے عقلی کا عالم یہ ہے کہ از روئے ہدایت۔۔۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا

اور جب انھیں کہا گیا کہ آجاؤ اسکی طرف جو نازل فرمایا اللہ نے اور رسول کی طرف، تو جواب دیا، کہ "ہمیں کافی ہے

مَا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ شَیْـًٔا وَّ لَا یَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا" کیا گو ان کے باپ دادے نہ کچھ جانتے ہوں نہ راہ پائی ہو؟ ●

(اور) رہبری، (جب انھیں)، یعنی انکے اکثر کو (کہا گیا کہ) اے سرگشتہ لوگو! (آجاؤ اسکی طرف) حرام وحلال کے تعلق سے (جو نازل فرمایا اللہ) تعالیٰ (نے) کتاب مبین میں، (اور) آجاؤ اسکے (رسول کی طرف) جس پر یہ احکام نازل ہوئے، تاکہ تمہیں حقیقتِ حال معلوم ہو اور حلال وحرام کی تمیز کرسکو، (تو جواب دیا کہ ہمیں کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا، گو انکے باپ دادے نہ کچھ جانتے ہوں، نہ راہ پائی ہو)۔ یعنی وہ سب کے سب جہالت کے شکار اور راہِ صواب سے دور ہوں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اقتداء اسکی ہونی چاہئے جس کے متعلق معلوم ہو، کہ وہ اہل علم ہے اور ہدایت پر ہے اور یہ حجت اور دلیل کے بغیر معلوم نہیں کیا جاسکتا۔

صراط مستقیم و دین حق، بلفظ دیگر اللہ تعالیٰ و رسول کی اطاعت کی طرف دعوت دینے کے باوجود کافروں کا اس دعوت کو قبول نہ کرنا اور ایمان نہ لانا، اسکا مسلمانوں کو بڑا صدمہ تھا جو حسرت کرتے تھے کافروں پر اور انکے ایمان کی تمنا رکھتے تھے۔ ایسوں کی تسلی کیلئے ارشاد فرمایا گیا۔۔۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ ؕ

اے وہ جو ایمان لائے! اپنا اپنا خیال رکھو۔ نہ بگاڑے گا تمہارا وہ، جو گمراہ ہوگیا جب کہ تم نے ہدایت پالی۔

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

اللہ کی طرف تم سب کو لوٹنا ہے، تو وہ تمہیں بتادے گا جو کرتے تھے ●

(اے وہ جو ایمان لائے اپنا اپنا خیال رکھو)۔ تم پر اولاً اپنی اور ثانیاً اپنوں کی اصلاح لازم ہے۔۔ الختصر۔۔ اپنے اور اپنوں کی ہدایت کرتے رہو اور گمراہی سے بچانے کی کوشش کرتے رہو۔ دوسروں کی ہدایت کی نیک خواہش بری چیز نہیں، مگر اگر وہ ہدایت پر نہیں آتا، تو اس کیلئے بہت زیادہ فکرمند اور غمگین ہونے کی ضرورت نہیں، کیونکہ (نہ بگاڑیگا تمہارا وہ، جو گمراہ ہوگیا)۔ یعنی اسکی گمراہی تمہارے لئے نقصان

https://t.me/nabwilibrary
Marfat.com

وہ نہیں (جبکہ تم نے ہدایت پالی)۔اور ہدایت پالینے میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ بری بات سے آدمی دوسرے کو حتی المقدور منع کرے، اور یہ نہ کہے کہ دوسرے کی گمراہی سے میرا کچھ نقصان نہیں۔

۔۔الغرض۔۔ ہدایت پر رہنے والے کیلئے یہ بھی لازم ہے، کہ وہ دوسرے کی گمراہی سے راضی نہ ہو، تو اے ایمان والو! تم اپنی اصلاح کرو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو۔ اسکے باوجود اگر لوگ برے کاموں سے باز نہ آئیں، تو تم فکر نہ کرو۔ جب تم ہدایت پر ہو، نیکی کر رہے ہو اور نیکی کا حکم دے رہے ہو، تو کسی کی برائی سے تمہیں ضرر نہیں ہوگا۔

اس مقام پر وہ لوگ بھی سن لیں جو خداوندی عنایات بے پایاں سے راہِ حق پر ہیں اور وہ بھی سن لیں، جو مکر وفریب کی راہ پر قہر وعصیان کے سلاسل سے پابجولاں ہوکر گمراہی کے گڑھے میں پڑے ہوئے ہیں، کہ (اللہ) تعالیٰ (کی طرف تم سب کو لوٹنا ہے، تو وہ تمہیں بتادیگا جو کرتے تھے) یعنی تمہارے اعمال کی تمہیں خبر دیگا۔۔بایں طور۔۔اعمال کے ثواب کی لذتیں تمہیں چکھائے گا اور برے اعمال والوں کو دردناک عذاب میں مبتلا کریگا۔

اے ایمان والو! اس مقام پر یہ ذہن نشین کرلو کہ دنیا میں بھی اگر رب کریم کسی حقیقت کے چہرے سے پردہ اٹھانا چاہتا ہے اور سچائی کو ظاہر فرمادینا چاہتا ہے، تو اسکے اسباب فراہم فرمادیتا ہے، تاکہ کبھی جھوٹ کی حوصلہ افزائی نہ ہوسکے اور جھوٹے کے ہاتھ رسوائی کے سوا کچھ نہ لگ سکے۔ اس تعلق سے ایک واقعہ ذہن میں رکھتے ہوئے اسکے تعلق سے قرآنی ارشادات وہدایات کو غور سے سنو۔۔۔

عاص بن وائل سہمی کے قبیلے میں ایک شخص تمیم داری اور عدی بن بداء کے ساتھ سفر میں گیا۔ تمیم اور عدی یہ دونوں نصرانی تھے۔ اور سہمی مسلمان تھا، جو حضرت عمرو ابن العاص کا غلام تھا، اسکا نام بدیل تھا۔ جب یہ سب ملک شام میں پہنچے، تو بدیل بیمار ہوگیا۔ اس نے جو کچھ نقد وجنس اسکے پاس تھا، ایک کاغذ پر لکھ کر اسباب میں پوشیدہ رکھ دیا۔ جب اسکا مرض بڑھا اور موت کے آثار اسپر ظاہر ہوگئے، تو اس نے تمیم اور عدی کو وصیت کی، کہ اسکا ترکہ اسکے وارثوں تک پہنچادیں۔

ان دونوں نے اسکے مرنے کے بعد اسکے مال واسباب کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ اس میں ایک چاندی کا برتن تھا جس پر سونے کے نقش ونگار تھے اور جسکا وزن وہاں کے تول سے تین

Marfat.com
https://t.me/nabwilibrary

سومثقال چاندی کا تھا، تو مذکورہ دونوں افراد نے اس چاندی کے برتن کو اسکے مال میں سے نکال لیا اور باقی مال مدینے میں لائے اور اسکے وارثوں کے سپرد کردیا۔

وارثوں نے اس اسباب میں بُدیل کی لکھی ہوئی فہرست پائی، اسباب کو اُس سے مطابق کیا، تو چاندی کا وہ ایک برتن کم تھا۔ جب برتن اس اسباب میں نہیں پایا، تو تمیم اور عدی کے پاس آئے، تو ان دونوں نے انکار کیا، تو انکا مقدمہ بارگاہِ نبوی میں پیش کیا گیا، تو اس آیت کا نزول ہوا۔۔۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ

اے وہ جو ایمان لا چکے! تمہاری آپس کی پوری گواہی، جب آگئی تم میں سے کسی کی موت، وصیت کے وقت، دو

ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ

معتبر ہیں۔ تمہارے یا دوسروں سے دو ہیں۔ اگر تم نے سفر کر رکھا ہے،

فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ؕ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ

پھر پہنچی تمہیں موت کی مصیبت، کہ روکو دونوں کو نماز کے بعد، تو قسم کھائیں

بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ

اللہ کی۔ اگر تم کو شبہ ہوا، کہ ہم نہ لیں گے حلف کے بدلے کوئی دام، گو قرابت مند ہو۔

وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ۝۱۰۶

اور نہ ہم چھپائیں گے اللہ کی گواہی کو، کہ بیشک ہم ایسا کریں تو گناہ گاروں سے ہوں●

(اے وہ جو ایمان لا چکے! تمہاری آپس کی پوری گواہی، جب آگئی تم میں سے کسی کی موت وصیت کے وقت) یعنی جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجائے اور وہ وصیت کر رہا ہو، تو تمہاری شہادت کا نصاب **(دو معتبر ہیں تمہارے)** صاحب عدل و انصاف، تمہارے قرابت داروں میں سے ۔۔یا۔۔ مسلمانوں میں سے گواہ ہوں **(یا دوسروں سے دو ہیں، اگر تم نے سفر کر رکھا ہے، پھر)** اس حالت سفر میں **(پہنچی تمہیں موت کی مصیبت)**۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جب سفر میں تمہیں معلوم ہو، کہ تمہاری موت قریب ہے، تو اپنی وصیت پر دو آدمیوں کو گواہ کرلو مسلمانوں میں ۔۔یا۔۔ انکے سوا ذمیوں میں سے، اگر تم سفر میں

Marfat.com
https://t.me/nabwilibrary

ہواور گواہ کی ضرورت ہو۔اب یہ حکم منسوخ ہے اور مسلمانوں کے حق میں ذمی کی گواہی بالاجماع مسموع نہیں ہے۔ جب ذمیوں کی گواہی شرعاًلی جاسکتی تھی اس دور کے مسلمانوں کیلئے تھا اور انکو یہ ہدایت تھی کہ مسلمانو! گواہی کے تعلق سے انکوطلب کرو۔

تا (کہ روکو دونوں کو) یعنی ان دونوں کو روک رکھو جو تمہارے غیر ہیں (نماز) عصر (کے بعد، تو قسم کھائیں اللہ) تعالیٰ (کی، اگر تم کو شبہ ہوا)۔

نماز عصر کے بعد ہی قسم کیوں لی جائے؟ اسلئے کہ تمام ادیان میں اس وقت کو عظیم گردانا جاتا ہے اور وہ اس وقت میں جھوٹ بولنے اور جھوٹی قسم کھانے سے اجتناب کرتے ہیں۔ اس وقت میں دن کے فرشتے بندہ کے اعمال لکھ کر جارہے ہوتے ہیں اور رات کے فرشتے اعمال لکھنے کیلئے آرہے ہوتے ہیں، اور یہ وقت دونوں فرشتوں کے اجتماع کا ہوتا ہے اور اس وقت جو عمل کیا جائے، انکو دن کے فرشتے بھی لکھ لیتے ہیں اور رات کے فرشتے بھی لکھ لیتے ہیں۔ اس وقت بندوں کے اعمال قبول کئے جانے کیلئے عرش کی طرف فرشتے لے جاتے ہیں، اسلئے اس وقت میں زیادہ سے زیادہ نیک عمل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور برے اعمال سے حتی الامکان گریز کیا جاتا ہے۔ خصوصیت سے اس وقت میں جھوٹی قسم کھانا بہت بڑا گناہ ہے۔

اگرچہ قسم دلانے کیلئے ہر ہر جگہ کے عرف و رواج میں بعض مقامات اور بعض اوقات کو خصوصی اہمیت حاصل ہے، لیکن بنیادی طور پر قسم دلانے کیلئے کسی خاص مقام اور کسی خاص وقت کی ضرورت نہیں۔ یہی بات زیادہ معقول اور ہر دور کیلئے قابل عمل ہے اور اگر قسم کھانے والا سچا پکا مسلمان ہے، تو اس کا ایمان ہی اسکو جھوٹی قسم کھانے نہیں دیگا۔

قسم کھانے والا ان لفظوں میں قسم کھائے (کہ ہم نہ لینگے حلف کے بدلے کوئی دام، گو قرابت مند ہو) یعنی قریبی رشتہ دار ہو، ہم ان کی رعایت نہ کرینگے (اور نہ ہم چھپائینگے اللہ) تعالیٰ (کی گواہی کو) جسکے حفظ و تعظیم کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے، کیوں (کہ بیشک) اگر (ہم ایسا کریں) گے (تو گناہ گاروں سے ہوں) گے اور ہمارا شمار سخت گنہگاروں میں ہوگا۔

فَاِنْ عُثِرَ عَلٰۤى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّاۤ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ یَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِیْنَ

پھر اگر پتا لگ گیا کہ دونوں نے جرم کا ارتکاب کیا، تو دو دوسرے ان کی جگہ کھڑے ہوں، ان میں سے

Marfat.com
https://t.me/nabwilibrary

اسۡتَحَقَّ عَلَيۡهِمُ الۡاَوۡلَيٰنِ فَيُقۡسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَاۤ اَحَقُّ مِنۡ شَهَادَتِهِمَا

جن پر پہلے والے حق دار بنے تھے، تو یہ دونوں قسم کھائیں اللہ کی، کہ ہماری گواہی زیادہ درست ہے ان دونوں کی گواہی سے،

وَمَا اعۡتَدَيۡنَاۤ ۖ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۱۰۷﴾

اور ہم نے زیادتی نہیں کی۔ بے شک ایسا کریں تو ظالموں سے ہوں●

(پھر اگر پتا لگ گیا کہ دونوں نے جرم کا ارتکاب کیا) اور وہ دونوں گواہ کسی گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں، (تو دو دوسرے) بحیثیت گواہ (انکی جگہ کھڑے ہوں ان میں سے، جن پر پہلے والے حقدار بنے تھے)، یعنی جن لوگوں کا حق ان گواہوں نے ضائع کیا ہے انکی طرف سے دو گواہ انکی جگہ کھڑے کئے جائیں (تو یہ دونوں قسم کھائیں اللہ) تعالیٰ (کی، کہ ہماری گواہی زیادہ درست ہے ان دونوں کی گواہی سے، اور ہم نے زیادتی نہیں کی)، (بیشک) اگر ہم (ایسا کریں) گے (تو ظالموں سے ہوں) گے۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہماری شہادت ان وصیوں کی شہادت سے زیادہ برحق ہے اور ہم نے حد سے تجاوز نہیں کیا ورنہ ہمارا شمار ظالموں میں ہوگا۔

۔۔چنانچہ۔۔آنحضرت ﷺ نے عصر کی نماز کے بعد ممبر کے قریب تمیم اور عدی سے قسم لی اور انھوں نے یہ قسم کھائی کہ ہم نے بدیل کا مال لینے کا ارادہ نہیں کیا اور ہم یہ قسم سچ کھاتے ہیں، پس حضرت کے حکم کے موافق انھیں چھوڑ دیا گیا۔ پھر وہ برتن جو گم ہوا تھا وہ انھیں کے پاس ملا، پھر تو ان میں اور بدیل کے وارثوں میں حد سے زیادہ جھگڑا پڑا۔ وہ کہتے تھے کہ ہم نے یہ برتن بدیل سے مول لیا تھا چونکہ ہمارے پاس وجہ ثبوت نہ تھی، اس واسطے ہم نے اقرار نہ کیا اور انکار کیا تھا۔ بارگاہِ رسالت میں یہ مقدمہ پیش کیا گیا، تو آپ کے حکم سے عمرو بن عاص بن مطلب بن وداعہ کھڑے ہوئے اور نماز عصر کے بعد انھوں نے خدا کی قسم کھائی کہ برتن بدیل کا حق تھا اور ان دونوں نے خیانت کی ہے۔ اسکے بعد آنحضرت ﷺ کے حکم سے وہ برتن بدیل کے وارثوں کو دے دیا گیا۔

ذٰلِكَ اَدۡنٰۤى اَنۡ يَّاۡتُوۡا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجۡهِهَاۤ اَوۡ يَخَافُوۡۤا اَنۡ تُرَدَّ اَيۡمَانٌۢ بَعۡدَ

یہ طریقہ قریب تر ہے کہ گواہی دیا کریں واقعہ کے مطابق، یا ڈرتے رہیں کہ مردود کر دی جاتی ہیں کچھ قسمیں

اَيۡمَانِهِمۡ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسۡمَعُوۡا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِيۡنَ ﴿۱۰۸﴾ ع

انکی کچھ قسموں کے بعد۔ اور اللہ سے ڈرو اور سنو۔ اور اللہ راہ نہیں دیتا نافرمان قوم کو●

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

(یہ طریقہ قریب تر ہے کہ گواہی دیا کریں) وصی (واقعہ کے مطابق، یا ڈرتے رہیں کہ مردود کردی جاتی ہیں کچھ قسمیں ان کی کچھ قسموں کے بعد) یعنی یہ طریقہ اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ وہ وصی اسطرح شہادت دیں جس طرح شہادت دینے کا حق ہے۔۔یا۔۔وہ اس بات سے ڈریں کہ ورثاء کی قسموں کے بعد انکی قسمیں مسترد کردی جائینگی۔تو گواہی دینے والو! سمجھ سے کام لو (اور اللہ تعالیٰ (سے ڈرو) اللہ تعالیٰ سے جھوٹی قسم کھانے میں، (اور سنو) اللہ تعالیٰ کے احکام کو اور انھیں قبول کرو (اور) جان لو کہ (اللہ) تعالیٰ (راہ نہیں دیتا)، یعنی ہدایت کی راہ نہیں دکھاتا (نافرمان قوم کو)، یعنی ان فاسقوں کو جو خیانت کرنے والے اور جھوٹے گواہ ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا اسلوب یہ ہے، کہ جب اللہ تعالیٰ احکام شرعیہ بیان فرماتا ہے، تو اس کے بعد اپنی ذات اور صفات کا ذکر فرماتا ہے۔۔یا۔۔انبیاء علیہم السلام کے احوال اور اوصاف کا ذکر فرماتا ہے اور۔۔یا۔۔احوال قیامت کا ذکر فرماتا ہے۔اس آنے والی آیت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حج کے احکام بیان فرمائے، تو اب اسکے بعد اس آیت میں احوال قیامت کا ذکر فرمایا اور اسکے بعد دوسری آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے احوال بیان فرمائے۔

دوسری وجہ مناسبت یہ ہے کہ اس سے پہلی آیت میں سفر میں وصیت پر گواہ بنانے کا ذکر تھا اور گواہی میں یہ ضروری ہے کہ وہ خیانت نہ کرے اور اپنے کسی فائدہ کی بنا پر ردو بدل نہ کرے اور نہ ہی اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کی رعایت کرے، اسلئے اُس آیت کے بعد اِس آیت کا ذکر کیا جس میں قیامت کا ذکر ہے تا کہ انسان قیامت کی ہولناکیوں اور خدا کے سامنے پیش ہونے کے ڈر سے صحیح اور سچی گواہی دے اور اس میں خیانت نہ کرے۔۔تو۔۔یاد رکھو! کہ قیامت کا دن وہ دن ہوگا۔۔۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ۭ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۭ

جس دن جمع کرے گا اللہ رسولوں کو، پھر کہے گا کہ کیا جواب دیئے گئے تم، سب کا جواب ہے کہ ہمارا علم کوئی چیز نہیں ہے۔

اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝

بیشک تو ہی علام الغیوب ہے●

(جس دن جمع کریگا اللہ) تعالیٰ اپنے (رسولوں کو) اور انھیں کے تابع ہونے کی حیثیت سے

Marfat.com
https://t.me/nabwilibrary

نکے امتیوں کو، (پھر کہے گا) اپنے رسولوں سے، (کہ کیا جواب دیئے گئے تم)؟ یعنی جب تم نے توحید کی دعوت دی، تو انہوں نے کیا جواب دیا؟ اقرار و تصدیق کی۔۔یا۔انکار و تکذیب۔

اس سوال ہی سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ سارے انبیاء کو انکے امتیوں کے جوابات کا علم ہے۔ اسلئے کہ اس علم کے بعد، کہ میرے سوال کا جواب مخاطب کے پاس نہیں ہے، سوال کرنا ایک جہالت ہے، جو ذات باری تعالیٰ سے ناممکن ہے۔ تو یہ سوال مبنی بر حکمت ہے، خواہ یہ منکروں کو ذلیل و رسوا کرنے کے واسطے ہو۔۔یا۔اسواسطے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی امت کے مسلمانوں کے اسلام پر گواہی دیں۔ تو جب یہ سوال مبنی بر حکمت ہوا۔۔۔

تو اسکے تعلق سے (سب)، یعنی سارے انبیاء کرام (کا) جو (جواب ہے کہ ہمارا علم کوئی چیز نہیں ہے، بیشک تو ہی علام الغیوب ہے)، تو یہ جواب بھی مبنی بر حکمت ہے۔

اسلئے کہ انبیاء کرام نے جان لیا تھا کہ ان کے کلام سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا اور نہ ہی کوئی نقصان دور ہوگا، اور ادب کا تقاضہ یہ ہے کہ اسکے سامنے سکوت کیا جائے اور معاملہ اس حکیم اور عادل پر چھوڑ دیا جائے 'جو حی و قیوم' اور 'لا یموت' ہے۔

اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن کی ایک یہ صفت بیان فرمائی تھی، کہ اللہ تعالیٰ اس دن تمام نبیوں سے سوال کریگا کہ تم کو کیا جواب دیا گیا تھا؟ اب اگلی آیت میں اس دن کی دوسری صفت بیان فرما رہا ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ بالخصوص حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمائیگا اور ان کو اپنی نعمتیں یاد دلائیگا اور اس سے مقصود عیسائیوں کی مذمت کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے سے ان پر اتنے احسانات فرمائے اور انکی فرمائشیں پوری کیں، پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اور اس کا شریک بنالیا۔

دوسری امتوں کے کافروں نے تو صرف اپنے نبیوں کا کفر کیا تھا اور انکی شان میں نازیبا باتیں کہی تھیں، یہ کفر میں ان سے بڑھ گئے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف بیوی اور بیٹے کی نسبت کی تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ ذَالِكَ۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حضرت عیسیٰ اور انکی والدہ پر اپنی نعمتیں یاد دلائیں، تاکہ دنیا کے سامنے ان آیات کی تلاوت کی جائے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو کتنی عزت اور کرامت عطا فرمائی تھی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام تمام آسمانی مذاہب کے رہنماؤں کی تعظیم اور تکریم کرتا ہے اور تمام نبیوں کی شان اور ان کے بلند درجات بیان کرتا ہے، اس میں یہودیوں اور

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

عیسائیوں کیلئے سبق اور عبرت ہے جو پیغمبر اسلام علیہ السلام کی تنقیص اور توہین میں دن رات کوشاں رہتے ہیں۔۔الختصر۔۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ

جب کہ کہے گا اللہ اے عیسیٰ ابن مریم، یاد کرو میری نعمت کو اپنے اوپر، اور اپنی ماں کے اوپر۔۔۔

اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَاِذْ عَلَّمْتُكَ

جبکہ تیرے ہاتھوں کو مضبوط کیا روح القدس سے۔۔کہ باتیں کر و لوگوں سے ماں کی گود میں، اور بڑھاپے میں بھی، اور جبکہ

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ

سکھا دیا میں نے تم کو کتاب اور حکمت اور توریت و انجیل۔ اور جبکہ بنا دیتے تم مٹی سے، جیسے چڑیا کی مورت میرے

بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ

حکم سے، پھر پھونکتے اس میں، تو وہ چڑیا ہو جاتی میرے حکم سے، اور تندرست کر دیتے تم پیدائشی اندھے کو اور سفید داغ والے کو، میرے حکم سے،

وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

اور جب زندہ نکال دیتے تم مُردوں کو میرے حکم سے، اور جبکہ روک ڈال دی میں نے بنی اسرائیل کیلئے تم سے، جب کہ لائے تم انکے

فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾

پاس معجزے، تو بولے وہ جو کافر تھے ان میں، کہ یہ تو بس کھلا ہوا جادو ہے●

اے محبوب! اپنی قوتِ علم و ادراک سے اُس آنے والے وقت کو یاد کرو حضرت عیسیٰ کو مخاطب بنا کر (جبکہ کہے گا اللہ) تعالیٰ (اے عیسیٰ ابن مریم یاد کرو میری نعمت کو اپنے اوپر اور اپنی ماں کے اوپر) اور ظاہر ہے کہ ماں اور بیٹے کا جو تعلق ہے اسکے پیش نظر جو بیٹے کیلئے بلاواسطہ نعمت ہے وہ اسکی ماں کیلئے بالواسطہ نعمت ہے، اے عیسیٰ ابن مریم خاص کر کے اپنے اوپر ہونے والی اللہ تعالیٰ کی اس خصوصی نعمت کو تو یاد کرو (جبکہ تیرے ہاتھوں کو مضبوط کیا) اور تجھے تقویت مرحمت فرمائی (روح القدس) حضرت جبرائیل (سے) جو ہر وقت تیری تائید پر مامور تھے۔ اور یہی نہیں بلکہ تمہیں یہ معجزانہ شان بھی عطا فرمائی (کہ باتیں کر و لوگوں سے ماں کی گود میں) اور وہ ایسی عاقلانہ اور حکیمانہ باتیں جو کسی نبی ہی کی شایانِ شان ہے۔ (اور) پھر ویسا ہی کلام (بڑھاپے میں بھی) کرو۔

۔۔الختصر۔۔فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے آپ کے بچپنے اور بڑھاپے کے کلام میں کوئی

Marfat.com
https://t.me/nabwilibrary

فرق نہیں۔آپ کے بڑھاپے میں کلام کرنے میں معجزانہ شان اسلئے ہے کہ آپ کا بڑھاپا لوگوں پر عام طور سے عادتاً طاری ہونے والے بڑھاپے کی طرح نہیں، بلکہ آپ جوانی ہی میں آسمان پر اٹھالئے گئے اور پھر ہزاروں سال گزر جانے کے باوجود، جب زمین پر اتارے جائینگے،تو آپکی عمر وہی ہوگی جس عمر میں آپ اٹھائے گئے تھے۔یعنی آپ کڑیل جوان اور سن رسیدگی کی جملہ علامات سے پاک ہونگے۔۔پھر۔۔یہاں پر رائج فطری دستور کے مطابق وہ بڑھاپے تک پہنچیں گے۔تو یہ بڑھاپا وہ ہے، جو ایک نوجوان انسان پر ہزاروں سال کے بعد طاری ہوا،تو یہ بڑھاپا بھی ایک معجزہ ہی ہے۔

اس میں یہ واضح اشارہ ہے کہ حضرت عیسیٰ آج بھی باحیات ہیں۔نہ انھیں شہید کیا گیا اور نہ ہی انھیں سولی دی گئی۔۔چنانچہ۔۔قربِ قیامت تک وہی حیات ان سے وابستہ رہے گی اور ان پر وفات طاری نہیں کی جائے گی۔جب اسی حیات کے ساتھ وہ زمین پر تشریف لے آئینگے اور زمین پر اپنی طبعی عمر شریف گزار لینگے،تو پھر ان پر وفات طاری کی جائیگی اور پھر گنبدِ خضریٰ میں انکی آخری آرام گاہ ہوگی۔۔تو۔۔

اے عیسیٰ ابن مریم! مذکورہ بالا نعمتوں کے ساتھ ساتھ ان نعمتوں کو بھی یاد کرو (اور) ذہن میں حاضر کرلو (جبکہ سکھادیا میں نے تم کو کتاب) یعنی خط و کتابت (اور حکمت)،یعنی چیزوں کی سمجھ (اور توریت و انجیل) کے معانی اور حقائق۔ (اور جبکہ) میری عطا فرمودہ قدرت و اختیار سے (بنادیتے تم مٹی سے جیسے چڑیا کی مورت میرے حکم سے، پھر پھونکتے اس میں،تو وہ چڑیا ہوجاتی میرے حکم سے)۔اس سلسلے میں گو اسباب کو استعمال کرنا تمہارا فعل تھا،لیکن اسکا پرندہ بنکر اڑ جانا، یہ سب میری ہی قدرت سے ہوا۔

اسکی وجہ یہ ہوئی کہ بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ازراہِ بغاوت وتعنت سوال کیا کہ ایک چمگادڑ بنا کر اس میں روح پھونک دیجئے،تاکہ معلوم کریں کہ آپ سچے نبی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کے سوال پر گارا اٹھایا اور اسے چمگادڑ کی طرح بنا کر اس میں روح پھونکی،تو وہ آسمان اور زمین کے درمیان اڑنے لگا۔

غالباً بنی اسرائیل نے آپ سے چمگادڑ اور پھر اس میں روح پھونکنے کا اسلئے سوال کیا تھا کہ چمگادڑ ایک عجیب الخلقت پرندہ ہے۔۔مثلاً: وہ ازسرتاپا،صرف گوشت یا خون ہے،اس میں ہڈیاں نہیں۔اُڑتا ہے تو پروں کے بغیر۔حیوانوں کی طرح بچے جنتا ہے،پرندوں کی طرح

https://t.me/nabwilibrary
Marfat.com

انڈے نہیں دیتا۔ اُسکی مادہ کا پستان ہوتا ہے، جس سے دودھ نکلتا ہے۔ نہ وہ دن کی روشنی میں دیکھ سکتا ہے اور نہ ہی رات کی تاریکی میں۔ صرف دووقت دیکھتا ہے:﴿۱﴾۔۔غروب آفتاب کے بعد ایک گھنٹہ۔﴿۲﴾۔۔طلوع فجر کے بعد صبح کی سفیدی تیز ہونے تک۔ وہ انسان کی طرح ہنستا ہے اور اسے عورتوں کی طرح حیض بھی آتا ہے۔ بنی اسرائیل نے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا چمگادڑ اڑتا ہوا دیکھا، تو ہنسنے لگے اور کہا کہ یہ تو جادو ہے۔

مذکورہ بالا اس اعجاز (اور) قدرت کے مظاہرہ کے ساتھ (تندرست کردیتے) تھے (تم پیدائشی اندھے کو اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے)۔ اس دور کے اطباء ان بیماریوں کے علاج سے عاجز تھے۔ (اور جب زندہ نکال دیتے تم مردوں کو) ان کی قبروں سے (میرے حکم سے) میری عطا کردہ قدرت سے۔

۔۔چنانچہ۔۔آپ نے سام بن نوح اور انکے سوا دو مرد ایک خاتون اور ایک لونڈی کو انکی قبروں سے باہر نکالنے کا اعجاز دکھایا۔

(اور جبکہ روک ڈالدی میں نے بنی اسرائیل کیلئے تم سے) جبکہ وہ تمہیں نقصان پہنچانے کے درپے تھے اور تمہیں مار ڈالنے کا ارادہ رکھتے تھے، تو ان کے ارادے اور تمہاری ذات کے درمیان میرا ارادہ حائل ہوگیا اور وہ تمہیں نقصان نہ پہنچا سکے اور نہ ہی قتل کر سکے۔ بنی اسرائیل میں تمہیں نقصان پہنچانے کی سوچ اس وقت پیدا ہوئی تھی (جبکہ لائے تم ان کے پاس معجزے) جن کے بعض کا ذکر اوپر ہوا، (تو بولے وہ جو کافر تھے ان) بنی اسرائیلیوں (میں، کہ یہ بس کھلا ہوا جادو ہے) یعنی یہ ایسا جادو ہے جسکا جادو ہونا ہم سب پر ظاہر ہوگیا۔

وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ

اور جبکہ میں نے دل میں ڈال دیا حواریوں کے، کہ مجھ کو مانو اور میرے رسول کو،

قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

سب بولے کہ ہم نے مانا، اور تو گواہ رہ، کہ ہم بیشک مسلمان ہیں ●

(اور جبکہ میں نے دل میں ڈالدیا حواریوں کے) یعنی حضرت عیسیٰ کے روشن جبیں اور پاکیزہ قلب ونظر رکھنے والے خاص مصاحبین کے اپنے پیغمبر کی زبانی، (کہ مجھ کو مانو اور میرے رسول) عیسیٰ

Marfat.com
https://t.me/nabwilibrary

(کو)۔(سب بولے کہ ہم نے مانا) اور دل سے تصدیق کی،(اور تو گواہ رہ کہ ہم بیشک مسلمان ہیں) اور تیرے ہر ہر حکم کو ماننے والے ہیں۔

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا

جبکہ حواریوں نے کہا تھا کہ اے عیسیٰ ابن مریم، کیا تمہارا پروردگار یہ کرسکتا ہے کہ اتار دے ہم پر

مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١١٢﴾

ایک خوان آسمان سے؟ جواب دیا کہ اللہ سے ڈرو، اگر اس کو مانتے ہو●

اے محبوب! اس مقام پر اپنے علم وادراک میں اس واقعہ کو حاضر کرلو اور یاد کرو (جبکہ حواریوں نے کہا تھا) اور نیک نیتی سے سوال کیا تھا (کہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا تمہارا پروردگار) تمہاری دعا کو قبول فرما کر (یہ کرسکتا ہے کہ اتار دے ہم پر ایک خوان آسمان سے)۔۔۔یعنی کیا آپ اتنے مستجاب الدعوات ہیں، کہ آپکا رب آپ کی ہر ہر بات قبول فرمالے اور آپ اس سے جو طلب فرمائیں وہ عطا فرمادے؟۔۔۔(جواب دیا کہ اللہ) تعالیٰ (سے ڈرو، اگر اس کو مانتے ہو)۔۔۔یعنی جب تم اس پر ایمان لاچکے ہو، تو سمجھ لو کہ ایمان کا لازمی ثمرہ تقویٰ ہے اور تقویٰ کا یہ تقاضا ہے کہ تم ایسے سوال نہ کرو جس سے یہ پتا چلے، کہ تمہیں اللہ کی قدرت اور اسکے رسول کی محبوبیت پر ویسا یقین نہیں ہے، جیسا یقین کمالِ ایمان رکھنے والوں کو ہونا چاہیئے۔

اسکے جواب میں انہوں نے واضح کردیا کہ انھیں اس سوال پر کس بات نے اُکسایا۔۔
چنانچہ۔۔انہوں نے کہا کہ ہم نے اسلیئے سوال نہیں کیا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر شک وشبہ ہے۔۔یا۔۔ہم آپ کی نبوت سے بدگمان ہیں، بلکہ ہم اس آسمانی خوان کے جو خواہشمند ہیں، تو اسکی وجہ اس خوان سے صرف تبرک حاصل کرنا ہے۔ہم چاہتے ہیں کہ وہ مائدہ نصیب ہو، جس سے ہمارے بیمار شفایاب ہوجائیں اور ہمارے تندرستوں کو قوت حاصل ہوجائے اور ہمارے فقراء کو استغناء نصیب ہو۔۔الختصر۔۔

قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا

سب نے کہا "کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس سے کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہوجائیں اور یقین کرلیں کہ آپ نے ہم کو سچ بتایا،

https://t.me/nabwilibrary
Marfat.com

وَنَكُونَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾

اور ہم اُس پر گواہ ہوجائیں"۔

(سب نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس سے کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہوجائیں) ہمارا علم الیقین، عین الیقین میں تبدیل ہوجائے۔ (اور) ہم (یقین کرلیں کہ آپ نے ہم کو سچ بتایا) کہ آپ اپنی نبوت میں سچے ہیں اور یقین کریں کہ ہمارا رب ہماری بات مانتا ہے۔ اگرچہ یہ ہمیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ماننے والوں کی بات مانتا ہے، تو ہم چاہتے یہ ہیں (اور) ہماری یہ خواہش ہے، کہ (ہم اس پر) چشم دید (گواہ ہوجائیں) تاکہ ان لوگوں کو بتاسکیں جو اس وقت موجود نہیں، تاکہ ہماری گواہی سے دوسرے اہل ایمان کے دل مضبوط ہوجائیں اور ہماری طرح وہ بھی یقین کرلیں، پھر کفار بھی ایمان لائیں۔ اور ظاہر ہے دیکھنے سے جو یقین حاصل ہوتا ہے، وہ صرف سننے سے کہاں حاصل ہوسکتا ہے۔ اسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ 'شنیدہ کے بود مانند دیدہ' جب دیکھ لیا کہ انکی نیت صحیح ہے اور یہ اعتراض اور استہزاء کے طور پر ایسا نہیں کہہ رہے ہیں۔۔تو۔۔

قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ

کہا عیسیٰ ابن مریم نے، "اے معبود ہمارے پروردگار، اُتار دے ہم پر خوان آسمان سے، کہ ہمارے لئے عید ہوجائے،

لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾

ہمارے اگلوں اور پچھلوں سب کیلئے، اور ایک نشانی تیری طرف سے۔ اور ہمیں روزی دے اور تو سب سے بڑھ کر روزی دینے والا ہے"۔

(کہا عیسیٰ ابن مریم نے) اور دعا فرمائی کہ (اے معبود ہمارے پروردگار، اتار دے ہم پر خوان آسمان سے، کہ ہمارے لئے عید ہوجائے، ہمارے اگلوں اور پچھلوں سب کیلئے) یعنی اس خوانِ نعمت کے نزول کا دن ہمارے متقدمین ومتاخرین کیلئے خوشیوں کا دن قرار پائے جس میں ہم اس نعمت خداداد کا شکر ادا کرتے رہیں اور اپنے اوپر اس فضل ربانی کے نزول کی خوشیاں مناتے رہیں اور یہ دن ہمارے لئے عید کا دن ہو، جو بار بار خوشیاں لاتا ہے (اور) اسکے سوا یہ تیری قدرت کے کمال اور میری نبوت کی (ایک) عظیم (نشانی) اور وہ بھی (تیری طرف سے) ہو۔

۔۔المختصر۔۔ ہم پر کرم فرما (اور) اپنے اس خوانِ نعمت کے ذریعے (ہمیں روزی دے) یا

https://t.me/nabwilibrary
Marfat.com

اسکے شکر کی توفیق نصیب فرما۔۔یا۔۔تیری بارگاہ میں ہماری یہ عرض (اور) التجاء اسلئے ہے، کہ یہ حقیقت ہے (تو سب سے بڑھ کر روزی دینے والا ہے) یعنی تو دیگر تمام دینے والوں سے افضل و برتر ہے، کیونکہ ہر ایک کا رزق پیدا کرتا ہے اور ہر ایک کو بلاعوض عطا فرماتا ہے۔اس گزارش پر۔۔۔

ع ۱۵ / ۷ / ۵

قَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مُنَزِّلُهَا عَلَیْكُمْ ۚ فَمَنْ یَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّیْۤ اُعَذِّبُهٗ

فرمایا اللہ نے، کہ "بیشک میں اتارتا ہوں اسے تم لوگوں پر، تو جس نے کفر کیا تم میں سے اس کے بعد، تو بلا شبہ اس کو

عَذَابًا لَّاۤ اُعَذِّبُهٗۤ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ۠ ﴿۱۱۵﴾

وہ عذاب دوں گا کہ جہاں میں کسی کو وہ عذاب نہ دوں گا" ●

(فرمایا اللہ) تعالیٰ (نے، کہ بیشک میں اتارتا ہوں اسے تم لوگوں پر)۔۔۔یعنی تمہارے سوال پر تمہارے لئے مائدہ نازل فرماتا ہوں۔۔۔اور کیا شان تھی اس خوانِ نعمت کی کہ جس فقیر نے کھایا، تو زندگی بھر دولت مند رہا، جس مریض نے کھایا تازیست تندرست رہا (تو) اچھی طرح سن لو کہ (جس نے کفر کیا) اور ناشکری کی (تم میں سے اسکے بعد، تو بلا شبہ اسکو) اسکے کفر کی وجہ سے (وہ عذاب دونگا) اسکے عہد کے لوگوں میں سے کسی اور کو، بل (کہ) سارے (جہاں میں کسی کو وہ عذاب نہ دونگا)۔

اور ہوا بھی ایسا ہی کہ بنی اسرائیلیوں کے منکرین و ناشکرے خنزیر بنا دیئے گئے اور اس جیسا عذاب تمام جہانوں میں بنی اسرائیل کے سوا اور کسی کو نہ ہوا۔اور یہ اس عذاب کے مستحق اسلئے ہوئے، کہ انکو حکم دیا گیا تھا کہ اس میں سے نہ چھپائیں، نہ خیانت کریں اور نہ ذخیرہ کریں، لیکن ان لوگوں نے خیانت بھی کی، چھپایا بھی، اور ذخیرہ بھی کیا۔اور پھر بعض لوگوں نے نبی کے معجزے پر شک کیا اور اسے جادو قرار دیا، تو ایسے ناشکرے کفر کرنے والے تقریباً تین سو تیس آدمی مسخ ہو گئے خنزیر کی صورت میں، اور تین دن کے بعد وہ سب کے سب مر گئے۔ان سے توالد و تناسل کا سلسلہ نہ چلا۔کیونکہ مسخ شدہ سے توالد و تناسل کا سلسلہ قادرِ مطلق نے کبھی نہیں چلایا۔۔۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ

اور جب کہے گا اللہ، "اے عیسیٰ ابن مریم، کیا تم نے کہا تھا لوگوں کو کہ بنا لو مجھ کو اور میری ماں کو معبود

https://t.me/nabwilibrary
Marfat.com

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا یَكُوْنُ لِیْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ ۗ بِحَقٍّ ؔ

اللہ کو چھوڑ کر؟" کہیں گے "سبحان اللہ! مجھے حق نہیں کہ وہ بات کہوں جس کا مجھ کو حق نہیں۔۔۔

اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَ لَاۤ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ ؕ

اگر میں نے کہا ہوتا، تو بیشک اس کو تو جانتا۔ تو جانتا ہے جو کچھ میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے۔

اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ﴿۱۱۶﴾

بیشک تو ہی علام الغیوب ہے●

(اور) اے محبوب! لوگوں کو حضرت عیسیٰ کا وہ وقت یاد دلا دو (جب کہے گا) ان سے (اللہ) تعالیٰ قیامت کے دن، تا کہ ان کی امت کو زجر و توبیخ ہو اور لوگوں کو معلوم ہو، کہ ایسا عقیدہ رکھنا بہت بڑا جرم تھا (اے عیسیٰ ابن مریم کیا تم نے کہا تھا لوگوں کو، کہ بنالو مجھ کو اور میری ماں کو معبود اللہ) تعالیٰ (کو چھوڑ کر)؟

کیونکہ اللہ تعالیٰ کو صحیح معنوں میں معبود ماننے کا لازمی تقاضا یہ ہے، کہ اسکے سوا کسی کو بھی معبود نہ مانا جائے اور صرف اسی کی عبادت کی جائے اور جب کسی نے اسکے سوا کسی کو بھی معبود مان لیا، تو اس نے حقیقی طور پر خدا کو معبود مانا ہی نہیں۔ اور یہی ہے اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو معبود بنالینا۔

اس مقام پر یہ بھی ذہن نشین رہے، اگر چہ بظاہر عیسائی حضرت مریم کو خدا نہیں کہتے تھے، مگر حضرت عیسیٰ کو خدا کہہ کر انھوں نے حضرت مریم کو بھی خدا قرار دے دیا، اسلئے کہ بیٹا ماں ہی کا جزء اور اسی کی جنس سے ہوتا ہے، تو جب صراحتاً بیٹے کو خدا قرار دیدیا تو التزاماً ماں کو بھی خدا مان لیا۔۔ نیز۔۔ یہ بھی خیال رہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ تو کافروں سے کلام فرمائیگا اور نہ ہی انھیں نظر رحمت سے دیکھے گا۔ تو اگر چہ یہ کلام کافروں کو لرزہ براندام کردینے اور ان کی زجر و توبیخ کیلئے ہوگا، مگر خطاب کا رخ پیغمبر کی طرف ہوگا اور پھر پیغمبر کا جواب ان کافروں کو اور بھی ذلیل و رسوا کردینے کیلئے ہوگا۔

۔۔ چنانچہ۔۔ اس سوال کے جواب میں حضرت عیسیٰ (کہیں گے سبحان اللہ)! یعنی اے اللہ تعالیٰ میں تیری تنزیہہ بیان کرتا ہوں اور میں اس سے کوسوں دور ہوں کہ ایسا کہوں۔ (مجھے حق نہیں کہ وہ بات کہوں جسکا مجھ کو حق نہیں) میں صرف حق بولتا ہوں جو ایک نبی کی شان ہے۔ تو جو بات حق نہیں

Marfat.com
https://t.me/nabwilibrary

اُسے میں کیسے کہہ سکتا ہوں؟۔۔الختصر۔۔راہ حق سے انحراف مجھ سے کیسے ہو سکتا ہے؟اس سلسلے میں مجھے کسی عذر کی ضرورت اور نہ ہی اپنی صداقت کو ظاہر کرنے کی حاجت ہے، اسلئے کہ (اگر میں نے کہا ہوتا، تو بیشک اس کو تو جانتا) کیونکہ (تو جانتا ہے جو کچھ میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے)۔۔۔یعنی تیری مخفی معلومات میں ہے۔

۔۔الختصر۔۔تو میرے غیب کو جانتا ہے اور میں تیرے غیب کو نہیں جانتا۔۔یا۔۔تجھے میری دنیا کے متعلق علم ہے اور مجھے تیرے اخروی امور کے متعلق علم نہیں ہے۔۔یا۔۔تجھے میرے اقوال وافعال کا علم ہے اور مجھے تیرے اقوال وافعال کا علم نہیں۔(بیشک تو ہی علام الغیوب ہے) تیری معلومات تک کسی کے علم کی رسائی نہیں۔

اب آگے حضرت عیسیٰ علیہ السلام او پر دلالۃً جس بات کو فرما چکے ہیں، اب صراحتاً اسکا ذکر فرما رہے ہیں۔۔چنانچہ۔۔بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے ہیں، کہ۔۔۔

مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِیْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ

میں نے نہیں کہا انھیں مگر جس کا حکم دیا تو نے، کہ پوجو اللہ کو، میرا پروردگار اور تم لوگوں کا پالنہار، اور میں انھیں

عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ

دیکھتا رہا، جب تک ان میں رہا، پھر جب تو نے پوری کر دی ان میں میری مدت قیام کو، تو تو ہی نگہبان رہا۔

عَلَیْهِمْ ۚ وَاَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ﴿۱۱۷﴾

اور تو ہر ایک کا نگہبان ہے●

(میں نے نہیں کہا انھیں مگر جسکا حکم دیا تو نے، کہ پوجو) صرف (اللہ) تعالیٰ (کو) جو (میرا پروردگار اور تم لوگوں کا پالنہار) ہے۔۔الختصر۔۔میں انھیں توحید کا درس دیتا رہا اور شرک سے باز رہنے کی ہدایت کرتا رہا (اور میں انھیں دیکھتا رہا) اور انکی نگرانی کرتا رہا (جب تک ان میں رہا۔ پھر جب تو نے پوری کر دی ان میں میری مدت قیام کو، تو تو ہی نگہبان رہا اور تو ہر ایک کا نگہبان ہے) یعنی انکے اعمال کی نگہبانی اور محافظت صرف تیرے سپرد ہوئی۔ جسکے لئے تو چاہتا اسے اپنی نافرمانی سے بچالیتا اور اسے ان دلائل کی رہبری فرماتا جن سے اُسے تیری نافرمانی سے بچاؤ نصیب ہو جاتا۔ رہ گیا وہ جو اپنی بدقسمتی سے گمراہ رہ گیا اور غلط باتیں کیں، اس میں اسکی شومئی قسمت کا دخل رہا۔۔الغرض۔۔ہدایت

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

پانے والوں سے ہدایت کے اسباب قریب ہوگئے اور گمراہی اپنانے والوں سے گمراہی کے اسباب متعلق ہو گئے۔۔ الختصر۔۔ مومنین اور کافرین میں وہ بٹ گئے۔ تو اب۔۔۔

إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۱۱۸﴾

اگر عذاب دے ان میں سے جسکو، تو بیشک وہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر ان میں کسی کو تو بخش دے، تو بیشک تو ہی غلبہ والا حکمت والا ہے"●

(اگر عذاب دے) تو (ان) کافرین (میں سے جس) جس (کو، تو بیشک وہ تیرے بندے ہیں) تجھ پر کسی قسم کا اعتراض نہیں، اسلئے کہ تو ہی مالک ہے اور مالک اپنی ملکیت میں جس طرح کا چاہے تصرف کرے۔۔۔ کفر پر مرنے والے عذاب کے مستحق کو عذاب ملنا ہی چاہیئے، یہی عدل خداوندی کا تقاضا ہے۔۔۔ (اور اگر) جو مومنین ہیں (ان میں سے کسی کو تو بخش دے) صرف اپنے فضل وکرم سے، نہ کہ اسلئے کہ وہ اس کے حقدار ہیں، (تو بیشک تو ہی غلبہ والا) ہے، یعنی ثواب وعقاب کی قدرت رکھنے والا ہے۔ نہ تیرے جیسا کوئی ثواب دینے والا ہے اور نہ ہی عذاب دینے والا ہے اور (حکمت والا ہے) تیرا ثواب وعذاب دونوں ہی مبنی بر حکمت ہیں۔

جب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا معروضہ پیش کرینگے، تو اللہ تعالیٰ اپنے ارشاد میں مذکور الصّٰدِقِیْنَ کے لفظ میں انکو شامل فرما کر انکی صداقت کی گواہی دیگا۔۔ چنانچہ۔۔

قَالَ اللَّهُ هَٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ

فرمائے گا اللہ، "یہ دن ہے کہ فائدہ دے سچوں کو ان کی سچائی"۔ انکے لئے جنتیں ہیں، کہ بہتی ہیں جن کے

تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ

نیچے نہریں۔ ہمیشہ ہمیش رہنے والے اس میں۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿۱۱۹﴾

یہ بڑی کامیابی ہے●

لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا فِيهِنَّ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۱۲۰﴾ ع ۱۶

اللہ ہی کی ہے ملکیت آسمانوں اور زمین کی، اور جو کچھ ان میں ہے۔ اور وہ ہر چاہے پر قادر ہے●

(فرمائیگا اللہ) تعالیٰ، کہ (یہ) قیامت کا دن وہ (دن ہے، کہ فائدہ دے) گی (سچوں کو انکی

Marfat.com
https://t.me/nabwilibrary

سچائی)۔انھیں سچوں میں حضرت عیسیٰ بھی ہیں،تو(انکے لئے)اورانکے علاوہ سارے سچوں کیلئے بفضلہٖ تعالیٰ(جنتیں ہیں،کہ بہتی ہیں جنکے)مکانوں اور درختوں کے(نیچے نہریں)جس میں وہ(ہمیشہ ہمیش رہنے والے)ہیں۔اورسب سے بڑی نعمت تو یہ ہے کہ(اس میں اللہ)تعالیٰ(ان)کے اعمال(سے راضی)ہوگا(اوروہ اللہ)تعالیٰ کی عطافرمودہ اکرامات(سے راضی)ہونگے۔

۔۔المختصر۔۔رضوان الٰہی کی صورت میں جنتوں پر ایک مزید فیض وفضل نصیب ہوگا۔ جسکے بعد کسی فیض وفضل کی ضرورت نہ ہوگی،اسی لئے فرمایا کہ۔۔

(یہ)سب سے(بڑی کامیابی ہے)۔۔۔یعنی نجات اور حقیقی فوز بھی یہی ہے کہ انسان اپنے مقصود کو حاصل کرلے اور وہ ہے حق تعالیٰ کی خوشنودی کیونکہ اسکے سوا مومن کا اور کوئی مطلوب و مقصود نہیں۔

اب سورۂ مبارکہ کے آخر میں نصرانیوں کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرائی جارہی ہے،کہ تم لوگوں نے حضرت عیسیٰ وحضرت مریم کے تعلق سے جو عقیدہ گھڑا ہے،وہ بالکل باطل ہے،کیونکہ معبود برحق تو۔۔۔

(اللہ)تعالیٰ(ہی)ہے،جس(کی ہے ملکیت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان میں ہے)۔ انکے اندر جتنے عقلاء اور غیرعقلاء ہیں سب اسی کی ملک ہیں،وہی انکا حقیقی مالک ہے،کہ جس طرح کا ان میں تصرف کرنا چاہتا ہے کرتا ہے۔انھیں پیدا کرے،مٹائے،فنا کردے،زندہ رکھے،انھیں مارے ۔۔یا۔۔روکے۔ان میں سے کسی کو بھی کسی قسم کا دخل نہیں،اور ایسا کیوں نہ ہو،اسلئے کہ اللہ تعالیٰ عظیم و جلیل ہے(اوروہ ہر چاہے پر قادر ہے)جو چاہا کیا،جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہے گا کریگا۔تو عبادت کی مستحق،اسکی ذات کے سوا کوئی نہیں۔

بحمدہٖ تعالیٰ سورۂ مائدہ کی تفسیر

آج ۱۴ شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ ۔۔مطابق۔۔ ۶،اگست ۲۰۰۹ء

بروز پنج شنبہ مکمل ہوگئی۔دعا گو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ آگے کے کام کو آسان فرمائے

اور پورے قرآن کریم کی تفسیر کی تکمیل کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہ حبیبہ وآلہٖ ﷺ

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

سورۃ الانعام کی تفسیر کا آغاز

۱۶ شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ ۔۔مطابق۔۔ ۱۸ اگست ۲۰۰۹ء

بروز شنبہ کیا گیا۔ مولیٰ تعالیٰ اسکی تکمیل کی

توفیق عطا فرمائے۔ ﴿امین﴾

سورۃ الانعام ۶ مکیۃ ۵۵ — # سُوْرَۃُ الْاَنْعَامِ — اٰیاتھا ۱۶۵ رکوعاتھا ۲۰

باختلاف اقوال ایک۔۔یا۔۔دو۔۔یا۔۔تین۔۔یا۔۔چھ۔۔یا۔۔نو آیات کے سوا، جو مدنی آیات ہیں، باقی پوری سورۂ مبارکہ مکی ہے۔ جن کے قول کی بنیاد پر ۹ آیات مدنی ہیں وہ ان آیات کو مدنی قرار دیتے ہیں۔ آیات ۲۰۔۲۳۔۹۱۔۹۳۔۱۱۴۔۱۴۱۔۱۵۱۔۱۵۲۔۱۵۳۔۔رسول اللہ ﷺ نے ان آیتوں کو اس سورت میں اپنے اپنے مقام پر لکھوا دیا۔ یہ سورۂ مبارکہ یکبارگی رات کے وقت مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ اسکے نزول کے وقت ستر۷۰ ہزار فرشتے تسبیح وتحمید وتجید پڑھتے ہوئے نازل ہوئے۔ حضور ﷺ نے اُسی رات اُسے لکھ لینے کا حکم فرمایا۔ اس سورہ کو سورۂ انعام اسلئے کہتے ہیں کہ اس سورت میں اُن مشرکین کا رد کیا گیا ہے، جنھوں نے از خود چند مویشیوں کو حلال کرلیا تھا اور چند مویشیوں کو حرام کرلیا تھا۔ اس سورت کی بڑی فضیلت ہے۔

۔۔چنانچہ۔۔ حضور علیہ السلام سے مرفوعاً مروی ہے جو شخص سورۂ ھذا کی اوّل سے تین آیات **تَكْسِبُوْنَ** تک ہر صبح کو پڑھ لیتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسکی حفاظت کیلئے ستر۷۰ ہزار فرشتے بھیجتا ہے اور قیامت تک انکی تعداد کے مطابق اس کے اعمالنامے میں اجر وثواب لکھ لیا جاتا ہے اور خصوصی طور پر ایک فرشتہ ساتویں آسمان سے نازل ہوتا ہے، اسکے ہاتھ میں ایک چابک ہوتا ہے، جب کوئی شیطان اس شخص کے قریب آتا ہے، تو وہ اسے مار بھگاتا ہے پھر اسکے اور شیطان کے درمیان ستر۷۰ ہزار پردے لٹکا دیتا ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا، تو اللہ تعالیٰ اس بندے سے فرمائیگا، اے ابن آدم آج میرے سایۂ رحمت میں چلتا رہ اور بہشت سے جو مرضی آئے پھل کھا اور حوضِ کوثر سے پانی پی اور سلسبیل کے پانی سے غسل کر، کہ تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں، آج تیرے لئے نہ حساب نہ عذاب۔

اس مقام پر یہ اچھی طرح ذہن نشین رہے کہ احادیث میں بیان کردہ ثواب کی امید پر

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

سورۂ انعام کی تین آیتیں پڑھنی چاہئیں، لیکن یہ یقین نہیں کرنا چاہئے کہ صرف انھیں تین آیتوں کا پڑھ لینا ہی نجات کیلئے کافی ہے، نہ فرائض وواجبات وموکدات اور سنن ومستحبات پر عمل کی ضرورت ہے اور نہ ہی محرمات ومکروہات سے اجتناب کی حاجت ہے۔

۔۔الختصر۔۔مذکورہ بالا فضائل بنیادی طور پر انہیں کیلئے ہیں، جو اصل ڈیوٹی ادا کرنے میں کوتاہی نہیں برتتے۔ تاہم اللہ تعالیٰ بہت کریم ہے اور نکتہ نواز ہے، وہ ایک پیاسے کتے کو پانی پلا دینے کی وجہ سے ساری عمر کے گناہوں کو بخش دیتا ہے، تو اگر اللہ تعالیٰ سورۂ انعام کی پہلی تین آیتیں پڑھنے سے بخش دے، تو یہ اسکے فضل وکرم اور نکتہ نوازی سے کب بعید ہے؟ تو ایسی بابرکت نامور سورۂ شریفہ کو میں شروع کرتا ہوں۔۔۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نام سے اللہ کے بڑا مہربان بخشنے والا

(نام سے اللہ) تعالیٰ (کے)، جو بہت (بڑا مہربان) ہے سب بندوں پر اور مسلمانوں کی خطاؤں کا (بخشنے والا) ہے۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوۡرَ ۬ؕ

ساری خوبیاں اللہ کیلئے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو اور بنایا تاریکیوں اور روشنی کو۔۔

ثُمَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِرَبِّہِمۡ یَعۡدِلُوۡنَ ﴿۱﴾

پھر جنھوں نے کفر کیا، اپنے پروردگار کا برابر قرار دیتے ہیں ●

بیشک وہ (ساری) حقیقی (خوبیاں) جن کی وجہ سے کوئی حقیقی معنوں میں حمد وثنا کا مستحق ہوتا ہے، وہ مخصوص ہیں (اللہ) تعالیٰ (کیلئے، جس نے پیدا فرمایا) ساری مخلوقات کو، بالخصوص اعظم المخلوقات سمجھے جانے والے (آسمانوں) جنکے طبقات ایک دوسرے سے الگ الگ ممتاز ہیں (اور زمین کو) جسکے طبقات آپس میں یکسانیت رکھتے ہوئے ایک دوسرے میں ایسا ملے ہوئے ہیں، گویا وہ ایک ہی شے ہیں۔(اور بنایا تاریکیوں اور روشنی کو)۔

۔۔چنانچہ۔۔مجوسیوں کا یہ خیال باطل ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف نور کا خالق ہے اور شیطان تاریکیوں کو پیدا کرنے والا ہے۔ تاریکیاں کوئی بھی ہوں، محسوس ہوں۔۔یا۔۔جہالت وضلالت وغیرہ کی تاریکیوں کی طرح معقول ہوں، سبھی کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ یہ بات

Marfat.com
https://t.me/nabwilibrary

سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا بھی بظاہر کچھ محسنین ہیں جنکا شکر ادا کرنے کی بھی ہدایت ہے، لیکن یہ سارے محسنین جن نعمتوں کے ذریعہ احسان کرتے ہیں، ان ساری نعمتوں کا خالق اور پھر ان محسنین کو انکا عارضی مالک بنانے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔۔بلکہ۔۔انکے دلوں میں کسی پر احسان کرنے کا جذبہ پیدا کرنے والا بھی خدا ہی ہے۔۔نیز۔۔وہ جو کچھ بھی بطورِ احسان کسی کو دیتے ہیں، وہ سب خدا ہی کا عطا کردہ ہیں۔وہ ایسا مالک حقیقی ہے جسکی ملکیت کو فنا نہیں۔۔چنانچہ۔۔وہ کسی کو کسی چیز کا مالک بنا کے بھی اس چیز کا مالک رہتا ہے۔

وہی خالق ہے باقی سب مخلوق، وہی مالک حقیقی ہے باقی سب مملوک، وہی رب ہے باقی سب مربوب، اور وہی رازق ہے باقی سب مرزوق۔تو اب کسی بھی خوبی اور خوبی والے کی تعریف کی جائے، تو وہ درحقیقت خدا ہی کی تعریف ہے، اسلئے کہ نقش کی تعریف دراصل نقاش کی تعریف ہے، مصنوع کی تعریف حقیقۃً صانع کی تعریف ہے، اور مخلوق کی تعریف اسکے خالق کی تعریف ہے۔یہ بھی ذہن نشین رہے کہ خوبیوں والا ہر حال میں خوبیوں والا ہے، خواہ کوئی اسکی خوبیوں کا ذکر نہ کرے۔

۔۔الختصر۔۔ساری خوبیاں، حمد، برتریاں مخصوص ہیں اللہ تعالیٰ کیلئے، خواہ کوئی اسکی تعریف کرے۔۔یا۔۔نہ کرے۔وہ اس بات سے مستغنی ہے، کہ کوئی اسکی تعریف کرے تب جاکے وہ قابل تعریف کہلائے۔۔الختصر۔۔اللہ تعالیٰ بہت بڑی عزت وعظمت کا مالک ہے اور وہ عزت وعظمت صرف اسی کیلئے مخصوص ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ حمد وعبادت کا وہی مستحق ہے۔ان حقائق کے واضح ہوجانے کے بعد۔۔۔

(پھر جنھوں نے کفر کیا) انکا حال یہ ہے کہ وہ غیر خدا کو (اپنے پروردگار کا برابر قرار دیتے ہیں)۔۔یا۔۔عدول کرتے ہیں اپنے پیدا کرنے والے کی عبادت سے، اسکے غیر کی پرستش کی طرف۔ اے لوگو ذرا غور تو کرو! کہ اللہ تعالیٰ۔۔۔

هُوَ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ طِيۡنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا ‌ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى

وہ ہے جس نے پیدا کیا تم کو مٹی سے، پھر فیصلہ کیا ایک میعاد مقرر کا۔اور ایک نامزد کیا وعدہ اس کے

عِنۡدَهٗ‌ ثُمَّ اَنۡتُمۡ تَمۡتَرُوۡنَ ۝۲

یہاں ہے، پھر تم لوگ شک کرتے ہو●

Marfat.com
https://t.me/nabwilibrary

(وہ ہے جس نے پیدا کیا تم کو) ابتداءً (مٹی سے)، اسلئے کہ اس سے حضرت آدم کی پیدائش ہوئی اور وہ تمام انسانوں میں اصل ہیں۔

۔۔الغرض۔۔انسان کا ابتدائی مادہ مٹی ہی ہے۔ **طین** کہتے ہیں اُس مٹی کو جو پانی سے ملادی جائے۔سب سے پہلے انسان یعنی حضرت آدم کو مٹی سے پیدا کرنے میں شاید یہ راز ہو کہ مٹی میں تواضع وانکسار ہے، اور تواضع سے رفع وثبات نصیب ہوتا ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ 'جو تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے رفیع القدر بنا دیتا ہے'۔خود سرکار ﷺ نے ہمیشہ متواضعانہ زندگی ہی بسر فرمائی۔

گو تخلیق انسانی کا اصل مادہ مٹی ہی ہے، لیکن اس میں دوسرے آتشی، آبی اور بادی عناصر کی بھی آمیزش کردی گئی ہے، تو جس میں جس مادہ کا غلبہ ہوتا ہے، اس سے اسی کی مناسبت والے اعمال واحوال کا ظہور ہوتا ہے۔۔مگر۔۔چونکہ اصل الاصول مٹی ہی ہے جسکی سرشت خاکساری ہے، اس خاکساری ہی میں انسان کیلئے سب سے زیادہ اچھائی ہے۔

۔۔المختصر۔۔اللہ تعالیٰ نے تم کو پیدا کیا (**پھر فیصلہ کیا ایک میعاد مقرر کا**) جو ہر ایک کے لئے خصوصیت رکھتا ہے، یعنی اسکی وہ حد معین جو دنیا میں اسکے لئے مقرر ہے، جب وہ ختم ہوگی تو اُسکے لئے موت آجائیگی۔(**اور ایک نامزد کیا وعدہ اسکے یہاں ہے**)۔۔۔یعنی وہ حد معین جو قیامت میں اٹھنے سے پہلے ہر ایک کو دی گئی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں معین وثابت شدہ ہے، نہ اس میں تغیر ہے اور نہ ہی اسکے تعین سے کوئی واقف ہے۔۔نہ اجمالاً نہ تفصیلاً۔۔۔اس **اجل** سے قیامِ قیامت مراد ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے بذات خود بغیر تعلیم خداوندی اُسے کوئی نہیں جانتا۔۔۔(**پھر تم لوگ شک کرتے ہو**) قیامت کے وقوع میں، حالانکہ تمہیں دلائل سے سمجھا دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا اور تمہارے آباؤ اجداد کا خالق ہے اور تمہیں تمہاری موت کے مقرر وقت تک زندگی بخشنے والا ہے۔

پھر وہ ذات جو تمہارے مادّوں کو پیدا کرنے اور انھیں جمع کرنے اور ان میں حیات پیدا کرنے پر قادر ہے اور اپنی مشیت کے مطابق جب تک چاہتا ہے ان کو باقی رکھتا ہے، تو اسے یہ قدرت بھی حاصل ہے کہ تمہارے مرنے کے بعد تمہارے مادّوں کو جمع کر کے دوبارہ زندہ کردے اور پھر میدانِ قیامت میں سب کو اکٹھا کردے۔منکرین کیلئے وقوع قیامت تو بڑی بات، بلکہ انکے نزدیک تو مرنے کے بعد اٹھنا ہی عقل وسمجھ میں آنے والی بات نہیں تھی۔ان بے عقلوں اور ناسمجھوں نے غور ہی

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

نہیں کیا اور خدا کی قدرت کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔

وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ۭ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ

اور وہی اللہ ہے سارے آسمانوں اور زمین میں۔ جانے تمہارے چھپے کو

وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝۳

اور تمہارے ظاہر کو، اور جانے جو تم کماؤ●

ہر عقل سلیم (اور) فہم مستقیم رکھنے والوں پر واضح ہے کہ (وہی اللہ) تعالیٰ (ہے) جو عبادت کا مستحق ہے (سارے آسمانوں اور زمین میں)۔ نہ اجرام فلکیہ میں سے کوئی عبادت کے لائق ہے اور نہ ہی مخلوقات ارضیہ میں ۔۔ المختصر۔۔ وہی معبود مطلق ہے اسکے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں، نہ آسمانوں میں نہ ہی زمینوں میں۔ اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں ۔۔ چنانچہ۔۔ وہ (جانے تمہارے چھپے کو) یعنی تمہارے پوشیدہ اقوال کو، (اور تمہارے ظاہر کو) یعنی تم جو کھلم کھلا باتیں کرتے ہو انھیں بھی جانتا ہے (اور) وہ ایسی ہی شان والا ہے جو (جانے جو تم کماؤ)، یعنی جو تم نفع حاصل کرنے کیلئے ۔۔یا۔۔ نقصان سے بچنے کیلئے عمل کرتے ہو اپنے قلوب ۔۔یا۔۔ جوارح سے، وہ ان سب کو جانتا ہے۔ لہٰذا ان سب کی تمہیں جزاء اور سزا دیگا۔ اگر نیک کام کرتے ہو، تو جزاء ملے گی اور اگر برائی کرتے ہو، تو سزا ملے گی۔

وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝۴

اور نہ آئی ان کے پاس کوئی نشانی ان کے پروردگار کی نشانیوں سے، مگر ہو گئے اس سے روگرداں●

(اور) یہ کفار مکہ! انکا حال تو یہ ہے کہ (نہ آئی انکے پاس کوئی نشانی انکے پروردگار کی نشانیوں میں (سے) جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہے، خواہ وہ آیات قرآنیہ سے ہوں ۔۔یا۔۔ آیات تکوینیہ سے، یعنی اللہ تعالیٰ کی عجیب مصنوعات جس میں معجزات بھی شامل ہیں ۔۔ مثلاً: چاند کے ٹکڑے ہو جانا، درخت کا جڑ سے اکھڑ آنا، وغیرہ (مگر ہو گئے اس سے روگرداں) یعنی اگر اہل مکہ کے سامنے آیات قرآنیہ میں سے کسی آیت کا نزول ہوتا ۔۔یا۔۔ معجزات نبوی میں سے کسی معجزے کا ظہور ہوتا، تو

Marfat.com
https://t.me/nabwilibrary

وہ لوگ فوراً اسکی تکذیب و استہزاء پر اتر آتے اور اس پر ایمان نہ لا کر اپنے کو اس سے حاصل ہونے والی ہدایت سے کنارہ کش کرلیتے اور نظر صحیح سے کام نہ لیتے۔ اگر وہ نظر صحیح سے دیکھتے تو ان کو یقین ہوجاتا کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے، پھر وہ ایمان کی دولت سے نوازے جاتے۔ حق کے انکار میں یہ جلد بازی سے کام لیتے تھے۔۔۔

فَقَدْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ فَسَوْفَ يَأْتِيهِمْ أَنْبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۵

تو بیشک انھوں نے جھٹلایا حق کو جب انکے پاس آیا۔ تو جلد آرہی ہیں انکے پاس خبریں جس سے ہنسی کررہے تھے●

(تو) اسی جلد بازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے (بیشک انہوں نے جھٹلایا حق کو) یعنی قرآن کو، (جب انکے پاس آیا) یعنی جب جب ان پر آیتِ قرآنی کا نزول ہوا، بغیر سوچے سمجھے فوراً ہی اس کو ماننے سے انکار کردیا۔

قرآن کریم کو حق سے تعبیر کرنے میں اسطرف اشارہ ہے کہ اتنے بدبخت تھے، کہ ایسے کلام کا انکار کیا، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا۔ یہ انکے کمال قبح کی دلیل ہے، اسلئے کہ حق کی تکذیب کسی فردِ بشر سے متصور ہی نہیں، لیکن ان بدبختوں نے اسکی تکذیب کردی۔

(تو جلد آرہی ہیں انکے پاس خبریں جس سے ہنسی کررہے تھے) جس حق کا مذاق اڑا رہے تھے۔ اس استہزاء و تکذیب کا ثمرہ یہی تو ملا، کہ وہ سزاؤں کے مستحق ہوگئے۔ تو عنقریب اپنی ان سزاؤں کو جان لینگے جو انھیں آیات کے استہزاء اور تکذیب سے ملے گی۔

--- چنانچہ --- غزوہ بدر میں انھیں تلوار سے مزہ چکھادیا گیا اور آخرت میں جس عذاب سے یہ گزریں گے اسکا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اسلام کا پرچم سربلند ہوا اور مومنین کی شوکت و قدرت میں اضافہ ہوا، ان منکرین کے ہاتھ کیا لگا، سوائے ذلت و رسوائی کے۔۔۔ اب تک تو اللہ تعالیٰ نے اُنکے قبائح --- مثلاً: آیات سے اعراض، انکی تکذیب اور ان سے استہزاء کو بیان فرمایا، اور اب وعظ و نصیحت کے طور پر کچھ باتیں ارشاد فرما رہا ہے اور گزشتہ قوموں کے حالات سنا رہا ہے کہ کیا انھیں معلوم نہیں۔۔۔ اور۔۔۔

أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ

کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ ہلاک کردیئے ہم نے ان سے پہلے ایسوں کو، جنھیں ہم نے اتنا مضبوط کردیا تھا زمین میں جو تم کو نہ کیا،

Marfat.com
https://t.me/nabwilibrary

لَكُمْ وَأَرْسَلْنَا السَّمَاءَ عَلَيْهِم مِّدْرَارًا وَجَعَلْنَا الْأَنْهَارَ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمْ

اور بھیجا ان پر خوب برستا بادل، اور ہم نے نہریں کر دیں کہ بہیں انکے نیچے،

فَأَهْلَكْنَاهُم بِذُنُوبِهِمْ وَأَنشَأْنَا مِن بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ﴿٦﴾

پھر ہم نے ہلاک کر دیا ان کو انکے گناہوں کی وجہ سے، اور اٹھائی ہم نے انکے بعد دوسری امت●

(کیا انہوں نے نہیں دیکھا) اور آثار قدیمہ کو دیکھ کر اور انکے حالات سن کر معلوم نہیں کیا (کہ) اپنی قہاریت کی قوت سے (ہلاک کر دیئے ہم نے ان سے پہلے ایسوں کو، جنھیں ہم نے اتنا مضبوط کر دیا تھا زمین میں، جو تم کو نہ کیا) اور صرف یہی نہیں کہ ہم نے انکو زمین پر قدرت دے رکھی تھی اور انھیں زمین پر ایسے تصرفات بخشے جو تمھیں نصیب نہیں، بلکہ انکے لئے آسائش حیات کے اسباب بھی فراہم فرما دیئے تھے (اور بھیجا ان پر خوب برستا بادل) جو خوب برسنے والا ہوتا (اور ہم نے نہریں کر دیں کہ بہیں انکے) محلوں، مکانوں اور درختوں کے (نیچے)۔ تو یہ نہریں جاری رہتی تھیں۔

خلاصہ یہ کہ ہم نے انکے اجسام میں تومندی، صحت اور عمروں میں برکت اور اموال میں وسعت دی، یعنی دنیوی اسباب میں انھیں کسی قسم کی کمی نہیں تھی۔ وہ جس طرح کے منافع کا حصول۔۔یا۔۔جس طرح سے نقصانات کا دفعیہ چاہتے، انھیں ہر طرح کی سہولتیں میسر تھیں جو تمھیں اے مکہ والو انکا عشر عشیر بھی نصیب نہیں۔ لیکن انہوں نے اتنی وسعت کے باوجود اپنے کفران وعصیان کو حدِ کمال تک پہنچا دیا۔

تو (پھر ہم نے ہلاک کر دیا ان کو ان کے گناہوں کی وجہ سے)۔۔ الختصر۔۔ ہر زمانے کے لوگ اپنے مخصوص گناہوں کی وجہ سے تباہ و برباد ہوئے۔ نہ انھیں ان کی کثرت نے بچایا اور نہ ہی وہ دنیوی اسباب کی فراوانی کی وجہ سے بچ سکے۔ کچھ تمہاری حالت بھی یہی ہے، کہ انکی طرح تم پر عذابِ الٰہی کا نزول ہوگا۔۔ الختصر۔۔ جو ہلاک کر دیئے جانے کے مستحق ہو گئے تھے انھیں تو ہم نے ہلاک کر دیا، (اور) پھر (اٹھائی ہم نے انکے بعد دوسری امت)۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال قدرت کا اظہار فرمایا، کہ ان لوگوں کے بار بار تباہ و برباد ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے مُلک۔۔یا۔۔مِلک میں کسی قسم کی کمی نہیں ہوئی، بلکہ ایک قوم کی تباہی و بربادی کے بعد ہم نے اور قوم پیدا فرما دی، جو شہروں اور ملکوں کو آباد کرتی رہی۔

اسلئے کہ یہ سنت الٰہیہ [illegible]

https://t.me/nabwilibrary
Marfat.com

انصاف پیدا فرماتا ہے۔اسی طرح 'اہل ریاوسمعہ' کو مٹا کر 'اہل صدق واخلاص' پیدا فرماتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہرزمانے میں اہل صدق واخلاص بھی پیدا ہوتے رہے۔

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

اور اگر ہم نے اتارا ہوتا تم پر کسی نوشتہ کو کاغذ میں، پھر انھوں نے اپنے ہاتھوں سے چھولیا ہوتا، تو بھی کہتے جو کافر ہیں،

اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۷

کہ یہ نہیں ہے مگر کھلا جادو●

اے محبوب! اس مقام پر مشرکین کا آپ سے مطالبہ کرنا بالکل لغواور کذب صریح ہے کہ آپ ہمارے ہاں اللہ تعالیٰ سے ایسی کتاب لاکر دکھائیں جسکی چار فرشتے گواہی دیں، کہ واقعی یہ اللہ تعالیٰ کی بھیجی کتاب ہے اور آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، تب جاکے ہم ایمان لائینگے، اسلئے کہ یہ کسی صورت میں ماننے والے (اور) ایمان لانے والے نہیں ہوسکتے۔۔چنانچہ۔۔(اگر ہم نے اتارا ہوتا تم پر کسی نوشتہ کو کاغذ میں، پھر انہوں نے اپنے ہاتھوں سے چھولیا ہوتا، تو بھی کہتے) وہ (جو کافر ہیں، کہ یہ نہیں ہے مگر کھلا جادو)۔

۔۔الختصر۔۔جو ازلی محروم ہوتا ہے اور وہ اگر غائبانہ حق کی تکذیب کرتا ہے، تو آنکھوں سے مشاہدہ اور تجربہ کے بعد بھی انکار سے نہیں چوکتا۔حق واضح ہوجانے کے بعد بھی کٹ حجتی کرنے والے ضدی لوگ ازراہِ عناد وسرکشی ایسا ہی کرنے کے خوگر ہوتے ہیں۔ذرا ان کٹ حجتی کرنے والوں کو دیکھو، کہ اوّلاً نبی کی نبوت کی اشارتاً تکذیب کی، اور اب صراحتاً نبوت پر جرح وقدح کرنے پر اتر آئے۔

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ۝۸

اور بولے، کہ "کیوں نہیں اتارا گیا اس پر کوئی فرشتہ" اور اگر ہم اتار دیتے فرشتہ، تو کام ختم ہوگیا ہوتا۔ پھر ان کو مہلت نہ دی جاتی●

(اور بولے کہ کیوں نہیں اتارا گیا اس) نبی (پر کوئی فرشتہ)، جسے ہم آنکھوں سے دیکھیں اور وہ براہِ راست ہم سے کہے، کہ یہ نبی علیہ السلام ہیں۔ان نادانوں نے اتنا بھی نہیں سوچا (اور) یہ بھی نہیں سمجھا کہ (اگر ہم اتار دیتے فرشتہ، تو کام ختم ہوگیا ہوتا)۔۔۔یعنی انکے مطالبے پر اگر ہم فرشتے کو اسکی اصل شکل وصورت پر اتاریں اور فرشتے کا نزول ہو، تو کفار کی تباہی وبربادی کا فیصلہ ہوجائیگا۔اسلئے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

کہ فرشتوں کو انکی اپنی اصل صورت پر دیکھنا عام آدمیوں کے بس سے باہر ہے۔۔الحاصل۔۔فرشتوں کے نزول کے بعد (پھر انکو مہلت نہ دی جاتی) آنکھ جھپکنے سے پہلے ہی وہ تباہ و برباد ہوجاتے۔اس مقام پر غور سے سنو۔۔۔

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ۝۹

اور اگر ہم بناتے نبی فرشتہ کو، تو بناتے اسے مرد، اور ضرور ان کو اسی شبہ میں رکھتے جس میں ہیں●

(اور) یاد رکھو کہ (اگر ہم بناتے نبی فرشتے کو، تو بناتے اُسے مرد) ہی کی صورت میں، اسلئے کہ اگر انکو انکی صورت اصلی میں ظاہر کیا جاتا، تو کوئی انکو دیکھنے کی تاب نہ لاتا اور جو دیکھتا وہ فنا ہو جاتا۔

خیال رہے کہ کفار کا مطالبہ نبی کو فرشتہ بنانے کا نہیں تھا بلکہ انکا مطالبہ کبھی فرشتے کو نبی بنانے کا رہا اور کبھی شاہدِ نبی، یعنی 'نبی کی نبوت کا گواہ' بنانے کا تھا۔اب خواہ فرشتوں کو نبی بنایا جائے۔۔یا۔۔شاہدِ نبی، دونوں صورتوں میں کفار اشتباہ و التباس سے محفوظ نہ رہتے۔

(اور ضرور انکو اسی شبہ میں رکھتے، جس میں ہیں)۔۔چنانچہ۔۔وہ فرشتوں کو بشری لباس میں دیکھ کر کہنے لگتے، یہ بھی تو ہماری طرح بشر ہیں۔جس طرح کفار 'نورِ محمدی' کو بشری لباس میں دیکھ کر بول پڑے، یہ تو ہماری ہی طرح بشر ہیں۔بعد کے بعض منافقین بھی انکے ہمنوا ہو گئے اور 'آیت متشابہ' کو اپنی دلیل بنانے لگے اور مذکورہ آیت میں مذکور لفظ **مِثْلُكُمْ** میں جو حقیقی طور پر وجوہ مماثلت ہے ان سے صرف نظر کر کے قولِ کفار میں مذکور **مِثْلُنَا** میں خود کافروں کے نزدیک جو وجوہ مماثلت ہیں، انکو اپنے عقیدے کا جزء بنا کر کفر و ضلالت کا شکار ہو گئے۔

۔۔المختصر۔۔کافروں کا یہ مطالبہ کہ ہمارے ایمان لانے کی صورت صرف یہ ہے کہ فرشتے کو نبی بنا کر بھیجا جائے۔۔یا۔۔فرشتے کو نبی کے ساتھ انکی نبوت کا گواہ بنا کر نازل فرما دیا جائے، یہ انکی صرف کٹ حجتی ہے، اسلئے کہ اگر بالفرض ایسا کر بھی دیا جائے، جب بھی انکی بے جا زبان درازی کا راستہ مسدود نہیں ہوتا۔

اس مقام پر یہ بات بھی تو قابل غور ہے کہ کسی کو اشکال و اشتباہ میں ڈالنا اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں۔تو اب ارشادِ الٰہی کا حاصل یہ ہوا، کہ اگر ہم اسطرح کرتے، تو وہ کرتے جو ہماری شان کے خلاف ہے، اور ہم اپنی شان کے خلاف کوئی کام کریں، یہ محال ہے۔۔لہٰذا۔۔ایسے

https://t.me/nabwilibrary
Marfat.com

کام کا مطالبہ کفار ومشرکین کی غایت جہل کی دلیل ہے۔

آگے کی آیت میں حضور تاجدار انبیاء ﷺ کو تسلی دی جارہی ہے، جبکہ اہل مکہ نے آپ کو بہت بہت پریشان کیا۔۔۔یعنی اے محبوب! غم نہ کھائیے۔۔۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُم مَّا

اور بیشک ٹھٹھا کیا گیا تم سے پہلے کے رسولوں کے ساتھ۔ تو اتری انھیں پر جنھوں نے ہنسی کی تھی

كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿١٠﴾ ع

ان کی ہنسی●

ع ۷

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿١١﴾

کہو، کہ "زمین میں گھومو! پھر دیکھو کہ کیا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا"●

(اور) بہت زیادہ کبیدہ خاطر نہ ہوئیے، کیونکہ یہ کوئی نئی بات نہیں جو تمہارے ساتھ پیش آئی، بلکہ (بیشک ٹھٹھا کیا گیا تم سے پہلے کے) کثیر التعداد انبیاء کرام اور اولوالعزم (رسولوں کے ساتھ)۔تو اپنے اس استہزاء کا خمیازہ انھیں کو بھگتنا پڑا (تو اتری انھیں پر جنھوں نے ہنسی کی تھی انکی ہنسی)۔۔الغرض۔۔وہ اپنے اسی استہزاء تمسخر کے سبب ہلاک وتباہ وبرباد ہوگئے۔رسول کریم کے ساتھ استہزاء کا جواب انھیں غزوۂ بدر میں حاصل ہوگیا۔

اے محبوب! کافروں اور مشرکوں سے (کہو کہ) اگر مشرکوں پر عذاب ہونے کو تم نہیں مانتے ہو، تو (زمین میں گھومو) اور کبھی شام، کبھی یمن اور کبھی عاد اور ثمود کے مقاموں پر گزر کرو، (پھر) نظر عبرت سے (دیکھو کہ کیا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا) اور اے محبوب! ان منکرین سے سوالیہ لب ولہجے میں پوچھو۔۔اور۔۔

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ قُلْ لِّلَّهِ ۚ كَتَبَ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۚ

کہہ دو، کہ "کس کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے؟" کہو اللہ کا۔ قرار دے لیا اپنے کرم پر رحمت کو۔

لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ الَّذِينَ خَسِرُوا

تاکہ اکٹھا کرے تم کو روز قیامت، اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ جنھوں نے گھاٹا کیا

https://t.me/nabwilibrary
Marfat.com

اَنۡفُسَہُمۡ فَہُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ﴿۱۲﴾

اپنے ساتھ، تو وہ نہیں مانتے●

(کہہ دو کہ کس کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے)۔

چونکہ اس قسم کے سوال کا جواب خود بخود متعین ہوتا ہے، اسی لئے جواب کے انتظار کی ضرورت نہیں ہوتی، بلکہ اسطرح کے سوالات کیلئے ضروری ہے کہ انتظار کے بغیر فوراً اسکا جواب دیدیا جائے۔

تو اے محبوب! وہ کفار جواب دیں۔۔یا۔۔نہ دیں، تم خود ہی فوراً جواباً ارشاد فرمادو، اور **(کہو)** کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے، وہ سب کچھ **(اللہ)** تعالیٰ ہی **(کا)** ہے، وہی سب کا مالک حقیقی ہے۔

اس میں اہل مکہ سے دلائل کا اعتراف کرایا جارہا ہے کہ وہ اقرار کریں کہ تمام عقلاء اور غیر عقلاء اللہ تعالیٰ ہی کے پیدا کردہ اور اسی کی ملک ہیں اور ان میں صرف وہی تصرف کرسکتا ہے۔ گویا ان سے سوال ہوا کہ بتاؤ اے کافرو ایسے واضح دلائل کے باوجود، اب بھی تمہیں اقرار ہے۔۔یا۔۔نہیں، جبکہ کسی کو انکار کی گنجائش ہی نہیں۔۔الختصر۔۔اس ساری کائنات کا مالکِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

جس نے **(قرار دے لیا اپنے کرم پر رحمت کو)** گو اس پر کوئی چیز واجب نہیں، بس یہ اسکی نوازش ہے کہ اس نے بندوں پر رحمت کو اپنے ذمہء کرم میں رکھ لیا ہے۔

۔۔چنانچہ۔۔وہ بندوں پر بہت بڑا مہربان ہے اور ان پر سزا کیلئے عجلت نہیں کرتا۔ بلکہ توبہ کی مہلت عطا فرماتا ہے اور بہت جلد توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ اور جو اسکی طرف رجوع کرتا ہے تو وہ فوراً اُسے اپنے دامن رحمت میں لے لیتا ہے، تو ایسے مالکِ **السموٰت والارض** اور رحیم وکریم **رب العلمین** کا شریک ایسوں کو قرار دینا، جو کسی بھی شے کے حقیقی مالک نہیں اور نہ ہی بذات خود کسی طرح کا تصرف کرسکنے والے ہوں، کسی سلیم الطبع اور فکر مستقیم رکھنے والے سے کیسے ممکن ہے؟

تو مشرکین اچھی طرح سے سن لیں کہ قسم ہے خدائے برتر وبالا کی، فیصلہء خداوندی ہوچکا ہے **(تاکہ)** ضرور ضرور **(اکٹھا کرے تم کو روز قیامت)** وہ دن کہ **(اس)** کے واقع ہونے **(میں کوئی شک نہیں ہے)**، لہٰذا ان مشرکین کو انکے شرک کی سزا مل کررہے گی، **(جنھوں نے)** کفر وشرک اختیار کرکے **(گھاٹا کیا اپنے ساتھ)** اور اپنے کو بہت بڑے خسارے میں ڈال دیا۔ اور اپنی فطرت اصلیہ

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

اور عقل سلیم کو ضائع کر دیا۔ یہی (تو) وجہ ہے کہ (وہ نہیں مانتے)۔

۔۔الختصر۔۔انھوں نے اپنی عقل کو حواس اور وہم کے تابع کر کے تقلید مذموم میں منہمک ہو کر اور نظر وفکر کو غفلت میں ڈال کر ضائع کر دیا، اسلئے وہ کفر کے گڑھے میں جا گرے اور ایمان کی دولت سے محروم ہو کر رحمت خاصہ کے دائرے سے خارج ہو گئے۔۔چنانچہ۔۔نہ تو انھیں معرفت کی ہدایت ملی اور نہ توحید وکتب آسمانی کا علم حاصل ہو سکا، اور نہ ہی وہ اپنے کو کفر سے کنارہ کش کر سکے۔

اے محبوب! یہ ان کافروں کی نافہمی اور حق سے دوری کا نتیجہ ہی تو ہے، جو آپ کی بارگاہ میں آکر یہ عرض کرتے ہیں کہ "اے محمد ﷺ ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو فقر وفاقہ نے تنگ کر رکھا ہے اس وجہ سے آپ نئے دین کی دعوت دیتے ہیں۔ ہم آپ کیلئے بڑے دور کے علاقوں اور اپنی طرف سے بہت بڑا چندہ کر دیتے ہیں، اسطرح آپ دنیا کے امیر ترین انسانوں سے گنے جائینگے، لیکن مہربانی فرما کر آپ ہمیں اس نئے دین کی دعوت نہ دیجئے"۔۔۔تو اے محبوب! ان نادانوں پر واضح کر دو۔۔۔

وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳﴾

اور اسی کا ہے جو کچھ بسا رات اور دن میں۔ اور وہ سننے والا جاننے والا ہے●

(اور) بتادو کہ (اس) یعنی اللہ تعالیٰ ہی (کا ہے جو کچھ بسا) یعنی آرام لیتا ہے (رات اور دن میں)۔۔الغرض۔۔وہ زمان ومکان کا مالک ہے اور ان چیزوں کا بھی مالک ہے جن کو زمان ومکان گھیرے ہوئے ہیں (اور وہ سننے والا) ہے جو کچھ کافر کہتے ہیں اور (جاننے والا ہے) جو انکے ارادے ہیں۔۔الختصر۔۔وہ ہر مسموع شے کو بہت زیادہ سنتا ہے اور ہر معلوم شے کو بخوبی جانتا ہے۔ اس سے کسی کے اقوال مخفی ہیں نہ افعال۔ اور جب مالک السمٰوات والارض وہی ہے، تو اگر وہ چاہے تو اپنے پیغمبر کو اتنا مال دیدے کہ وہ تمام مخلوقات سے زیادہ مالدار ہو جائے۔ تو اے محبوب! ان بے وقوفوں سے سوالیہ انداز میں۔۔۔

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ

کہہ دو کہ "کیا اللہ کے سوا دوسرے کو معبود بنالوں؟" پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا، اور وہ کھلاتا ہے اور کھلائے جانے سے پاک ہے۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

قُلْ اِنِّیْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۴﴾

کہہ دو، کہ "بے شک مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ پہلا مسلمان ہونا، اور مشرکوں سے نہ ہونا"●

(کہہ دو کہ) احمقو! (کیا) تم یہ چاہتے ہو کہ میں (اللہ) تعالیٰ (کے سوا دوسرے کو معبود بنالوں)؟ اسلئے کہ معبودانِ باطل کو باطل نہ سمجھنا اور انہیں باطل نہ قرار دینا، ایسے ہی کسی بھی غیر خدا کو اپنا حقیقی کارساز سمجھ لینا، انکو معبود بنالینا ہی ہے اور ان دونوں باتوں میں سے کسی کا بھی صدور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر سے ناممکن ہے۔ نادانو! یہ کون سی دانشمندی کی بات ہے، کہ میں اسکو چھوڑ دوں جو (پیدا کرنے والا) ہے (آسمانوں اور زمین کا اور) ایسا جواد وکریم ہے کہ (وہ) سب کو (کھلاتا ہے) یعنی رزق دیتا ہے (اور) خود (کھلائے جانے سے پاک ہے) کہ کوئی اسکو کھلائے اور رزق دے۔

وہ قادرِ مطلق ہے، مقدور نہیں۔۔۔ وہ مختار کلُ ہے، مجبور نہیں۔۔۔ وہ سب کا رازق ہے، کسی کا مرزوق نہیں۔۔۔ وہ مالک کلُ ہے، کسی کا مملوک نہیں۔۔۔ اور وہ رب العالمین ہے، کسی کا مربوب نہیں۔۔۔ تو۔۔۔ اے محبوب! ان کافروں سے واضح لفظوں میں (کہہ دو کہ) میں خدا کا پیغمبر ہوں (بیشک مجھے حکم دیا گیا ہے کہ پہلا مسلمان ہونا اور مشرکوں سے نہ ہونا)۔ اس واسطے کہ نبی دین میں امت سے سابق اور پہلے ہوتا ہے۔ اور اے محبوب! یہ بھی۔۔۔

قُلْ اِنِّیْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۵﴾ مَنْ یُّصْرَفْ عَنْهُ

کہہ دو، کہ "بیشک میں تو ڈروں" اگر نافرمانی کی ہوتی اپنے پروردگار کی بڑے دن کے عذاب کو● جس سے پھیر دیا جائے

یَوْمَىٕذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۶﴾ وَ اِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ

عذاب اُس دن، تو بیشک رحم فرما دیا اُس پر۔ اور یہ کھلی کامیابی ہے● اور اگر اللہ تمہیں نقصان پہنچادے،

فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَ اِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۷﴾

تو کوئی اس کا ہٹانے والا نہیں ہے، بجز اس کے۔ اور اگر بھلائی پہنچادے، تو وہ ہر چاہے پر قادر ہے●

(کہہ دو کہ) میں نبی ہوں اور نبی خشیت الٰہی کا مجسمہ ہوتا ہے، تو میرا حال یہ ہے کہ (بیشک میں تو ڈروں) یعنی ڈرتا ہوں کہ (اگر) بفرض محال (نافرمانی کی ہوتی اپنے پروردگار کی) اور اسکے سوا کسی کی عبادت کرلیا ہوتا۔ کس سے ڈرتا ہوں؟ (بڑے دن) یعنی قیامت کے دن (کے عذاب کو)۔

https://t.me/nabwilibrary
Marfat.com

اب اگر اے منکرو! اس عذاب کا سچا خوف تمہارے دل میں بھی آ جائے، تو یقیناً اس عذاب سے بچنے کی فکر تمہیں بھی لاحق ہو جائے۔۔اور بیشک۔۔

(جس سے پھیر دیا جائے عذاب اُس دن، تو بیشک رحم فرما دیا) اللہ تعالیٰ نے (اس پر۔اور یہ) اللہ تعالیٰ کا رحم فرمانا، اسکی (کھلی کامیابی ہے)۔یاد رکھو کہ کسی کی تکلیف یا غریبی دور کر دینا۔۔یا۔۔ اُسے کسی طرح کے بھی نقصان سے بچانا۔۔یا۔اُسے کسی طرح کا بھی فائدہ پہنچانا، یہ انسانوں کے بس کی بات نہیں، یہ سب بھی مشیت الٰہی پر موقوف ہے۔صرف اللہ تعالیٰ ہی نفع ونقصان پہنچانے پر حقیقی طور پر قدرت والا ہے۔

(اور) اسی لئے (اگر اللہ) تعالیٰ (تمہیں نقصان پہنچا دے، تو کوئی اسکا ہٹانے والا نہیں ہے بجز اسکے)۔خدا کی دی ہوئی غریبی اور تکلیف اسکے سوا کون ہٹا سکتا ہے۔(اور) یونہی (اگر بھلائی پہنچا دے)۔۔مثلاً: مالداری اور صحت عطا فرما دے، (تو وہ ہر چاہے پر قادر ہے)، اُسے بھلائی کرنے سے کون روک سکتا ہے۔۔الختصر۔۔نفع ہو یا نقصان، اسکی مشیت کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ﴿١٨﴾

اور وہ زبردست ہے اپنے بندوں پر۔ اور وہ حکمت والا خبردار ہے●

(اور) ایسا کیوں نہ ہو، اسلئے کہ (وہ) قدرت وقہر کے اعتبار سے (زبردست ہے اپنے بندوں پر) یہ اسکے کمال قدرت کی شان ہے۔(اور وہ حکمت والا) محکم کار ہے اپنی تدبیر میں۔اور (خبردار) جاننے والا (ہے) بندوں کے چھپے ہوئے احوال کو۔یہ اسکے کمال علم کی نشانی ہے۔

اے محبوب! قریش کے احمقوں کا آپ کی بارگاہ میں یہ عرض کرنا کہ "اے محمد ﷺ ہم کسی کو بھی نہیں دیکھتے کہ تیری تصدیق کرے۔۔چنانچہ۔۔احبار یہود اور علمائے نصاریٰ سے ہم نے پوچھا، کہ اس مرد کی صفت اپنی کتابوں میں تم نے کہیں دیکھی؟ تو ان سبھوں نے انکار کیا، تو اب ہمیں کوئی ایسا شخص دکھا جو تیری رسالت اور تیری کتاب کی حقیقت پر گواہی دے"۔تو اے محبوب! ان سے۔۔۔

قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً ۖ قُلِ اللّٰهُ ۖ شَهِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ۚ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ

کہہ دو، کہ "سب سے بڑا گواہ کون؟" کہو، کہ "اللہ"۔۔گواہ ہے، ہمارے تمہارے درمیان۔۔اور میری طرف وحی کیا گیا ہے

https://t.me/nabwilibrary
Marfat.com

هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ اَىِٕنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً

یہ قرآن، تا کہ تم کو اس سے ڈراؤں اور جس جس کو پہنچے۔ کیا تم گواہی دیتے ہو، کہ اللہ کا شریک دوسرے معبود

اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِىْ بَرِىْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝۱۹

لوگ ہیں؟ کہو کہ میں تو گواہی نہیں دیتا۔ کہہ دو کہ اللہ صرف ایک معبود ہے۔ اور بیشک میں بیزار ہوں جن کو شریک بناتے ہو●

(کہہ دو کہ سب سے بڑا گواہ کون؟ کہو کہ اللہ) تعالیٰ (گواہ ہے ہمارے تمہارے درمیان)۔ مخلوق میں سے کسی کی بھی گواہی اسکی گواہی کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ اسلئے کہ مخلوق کی شہادت اور انکے علوم حقائق اشیاء کا احاطہ نہیں کرسکتے اور حق سبحانہ تعالیٰ کا علم جمیع اشیاء کے حقائق کو محیط ہے۔

اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے سوال مذکور کے جواب میں اپنے محبوب ﷺ کو جواب کیلئے منتخب فرمایا، تا کہ معلوم ہو کہ اس سوال کے جواب کی نہ قدرت انھیں ہے اور نہ ہی وہ اسکے جواب کے اہل ہیں، بلکہ اس کے جواب کی صلاحیت صرف محبوب کردگار ﷺ کو ہے۔

۔۔الحاصل۔۔اللہ تعالیٰ ہی گواہ ہے (اور) اسی کی جانب سے (میری طرف وحی کیا گیا ہے یہ قرآن) جو میری رسالت کی صحت پر شاہد ہے، اسکو مجھ پر نازل فرمانے کے جملہ مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی ہے (تا کہ) اے میرے عہد میں موجود کافرو! (تم کو اس) کتاب عظیم میں مذکور وعیدوں (سے تمہیں ڈراؤں اور) ان کو بھی ڈراؤں (جس جسکو پہنچے) یعنی قیامت تک آنے والے انسانوں میں جن کے ہاں یہ قرآن پہنچے۔ اگرچہ اس میں خوش خبری بھی ہے، لیکن یہاں دو ضدوں میں سے صرف ایک کے بیان پر اکتفاء کیا گیا ہے۔

اس مقام پر اشارتاً یہ بھی معلوم ہوگیا، کہ جس کے ہاں قرآن کریم پہنچا، گویا اس نے حضور ﷺ کی زیارت کی اور ان سے گویا براہِ راست قرآن سنا۔۔۔اب آگے کی آیت میں بڑے لطیف سوالیہ انداز سے مشرکین سے انکے شرک کا اعتراف کرالیا گیا۔ اس اعتراف کے سوا انکے پاس چارۂ کار بھی نہیں تھا، اسلئے کہ اس عمل میں وہ بڑی شہرت رکھتے تھے۔۔

چنانچہ۔۔فرمایا۔۔۔

(کیا تم) وہی ہو جو (گواہی دیتے ہو) اور اپنے قول وعمل سے کہتے ہو (کہ اللہ) تعالیٰ (کا شریک دوسرے معبود لوگ ہیں)؟ تو اے محبوب! تم ان سے (کہو کہ میں تو) تمہاری اس بکواس میں تمہارا ساتھ نہیں دیتا اور جس بات کی گواہی تم دیتے ہو، اسکی (گواہی) میں (نہیں دیتا)۔ اور اے

Marfat.com
https://t.me/nabwilibrary

محبوب! ان پر یہ بھی واضح کر دو اور (کہہ دو) کہ میں تو صرف اس بات کا گواہ ہوں (کہ اللہ) تعالیٰ ہی (صرف ایک معبود) یعنی مستحق عبادت (ہے۔ اور بیشک میں بیزار ہوں) ان سارے بتوں سے (جن کو تم) اللہ تعالیٰ کا (شریک بناتے ہو)۔۔۔

الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ

جن کو دے رکھی ہے ہم نے کتاب، پہچانتے ہیں اس نبی کو جیسا کہ لوگ اپنے بیٹوں کو پہچانیں۔۔۔

الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾

جنہوں نے گھاٹا کیا اپنا، تو وہ نہیں مانتے ●

سابقہ آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب مشرکین نے احبار یہود اور علمائے نصاریٰ سے پیغمبر اسلام علیہ السلام کے تعلق سے سوال کیا، تو انھوں نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا اور اپنی آسمانی کتابوں میں آپ کے ذکر سے انکار کیا اور اپنی گفتگو سے یہ ظاہر کیا کہ ہم انھیں نہیں پہچانتے حالانکہ یہ انکا کذبِ صریح تھا۔۔ کیونکہ۔۔

(جن کو دے رکھی ہے ہم نے کتاب، پہچانتے ہیں اس نبی کو جیسا کہ لوگ اپنے بیٹوں کو پہچانیں) یعنی جس طرح لوگ اپنے بیٹوں کی صورت اور اوصاف سے ان کو اچھی طرح جانتے پہچانتے ہیں، اسی طرح اہل کتاب اپنی آسمانی کتابوں کے ذریعہ نبی کریم کے اوصاف و حالات سے بخوبی واقف ہو چکے تھے۔

۔۔چنانچہ۔۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جو تم پہچانتے ہو اور حق تعالیٰ اس سے خبر دیتا ہے، کہ وہ پہچان اپنے بیٹوں کی پہچان کے مثل ہے، یہ کس طور پر ہوسکتی ہے؟ حضرت عبداللہ ابن سلام نے کہا کہ اپنے بیٹے کی صحت نسب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر میں یقین رکھتا ہوں، اس واسطے کہ حضرت کی رسالت توریت سے مجھے معلوم ہوئی، اور اپنے بیٹے کے نسب کی صحت میں کیا جانوں کہ عورتوں نے کیا کیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، خدا توفیق کو تیری رفیق کرے اے عبداللہ، تو بکی سمجھ والا اور سچا ہے۔

۔۔الحاصل۔۔ (جنھوں نے گھاٹا کیا اپنا) وہ اہل کتاب ہوں۔۔یا۔۔ مشرکین، انھوں نے اللہ

https://t.me/nabwilibrary
Marfat.com

تعالیٰ کی فطرت کو ضائع کیا اوران آیات بینات سے روگردانی کی، جو ایمان کی موجب ہیں، (تو وہ نہیں مانتے) اسلئے کہ انکے دلوں پر مہر ثبت ہوچکی ہے۔ چونکہ وہ فطرت سلیمہ کو ضائع کر کے عقل سلیم سے بھی محروم ہوگئے، اسی لئے ایمان قبول نہ کرسکے۔ عقل والو! ذرا غور کرو۔۔۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ

اوراس سے زیادہ ظالم کون، جس نے بہتان باندھا اللہ پر جھوٹ کا، اور جھٹلایا اس کی آیتوں کو۔ بیشک ظالم نجات

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا

نہ پائینگے ● اور جس دن ہم ان سب کو اٹھا کر لائینگے، پھر ہم کہیں گے انھیں جنہوں نے شرک کیا،

اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾

کہ کہاں ہیں تمہارے شریک بنائے ہوئے جن پر گھمنڈ کرتے تھے ●

(اور) سوچو (اس سے زیادہ ظالم کون جس نے بہتان باندھا اللہ) تعالیٰ (پر جھوٹ کا) اور توریت وانجیل سے حضور نبی کریم ﷺ کی صحیح تعریف کے خلاف غلط اوصاف عوام کو سنائے، یہ بھی اللہ تعالیٰ پر افتراء ہے، اور یہ بھی کہا کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی لڑکیاں ہیں اور یہ بھی بتایا کہ یہی ملائکہ قیامت میں ہماری سفارش فرمائینگے، وغیرہ وغیرہ (اور) مزید برآں (جھٹلایا اسکی آیتوں کو)۔۔ مثلاً: انھوں نے قرآن مجید کو نہیں مانا۔ حضور ﷺ کے معجزات کو جادو سے تعبیر کیا اور توریت کی تحریف کی، اور حضور نبی کریم کے اوصاف مبارکہ غلط سلط طریقے سے بتائے۔

۔۔ الحتصر۔۔ یہ ظلم میں یکتا تھے اسلئے کہ جسکا اللہ تعالیٰ نے اثبات فرمایا، انھوں نے اسکی نفی کی اور جسکی اللہ تعالیٰ نے نفی کی، انھوں نے اسکا اثبات کیا۔

تو جان لو کہ (بیشک) یہ سارے (ظالم نجات نہ پائینگے)۔ نہ تو انھیں تکالیف سے نجات ملے گی اور نہ ہی یہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوسکیں گے۔

غور کیجئے کہ جب ظالم کا یہ حال ہوگا، تو پھر 'اظلم' کا کیا حشر ہوگا۔ یہاں ظلم سے مراد وہ صورت ہے، جو کفر وشرک کے ارتکاب کا نتیجہ ہے۔ مقام غور ہے کہ ان کافرین ومشرکین کے حق میں وہ دن بھی کیا دن ہوگا۔۔۔

(اور) اس دن ان پر کیا گزرے گی (جس دن ہم ان سب کو اٹھا کر لائینگے)، یعنی قیامت

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

کے میدان میں تمام لوگوں کو جمع کرینگے (پھر) برسر میدان عام مجمع میں زجر و توبیخ کرتے ہوئے قیامت کی ہولناکیوں اور تباہیوں سے انھیں باخبر کرکے (ہم کہیں گے انھیں جنھوں نے شرک کیا کہ، کہاں ہیں تمہارے شریک بنائے ہوئے) تمہارے اپنے خود ساختہ معبود (جن پر) تم (گھمنڈ کرتے تھے) کہ وہ تمہاری شفاعت کرینگے۔

ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ إِلَّآ أَن قَالُوا۟ وَٱللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ ﴿٢٣﴾

پھر نہ رہ گئی ان کی کوئی شرارت، مگر یہ کہ بولے "قسم ہے اللہ کی ہمارا پروردگار، ہم تو مشرک نہ تھے"●

(پھر نہ رہ گئی انکی کوئی شرارت، مگر یہ کہ بولے قسم ہے اللہ) تعالیٰ (کی) جو (ہمارا پروردگار) ہے (ہم تو مشرک نہ تھے)۔۔ المختصر۔۔ حلفیہ جھوٹا بیان دینے کے سوا انھیں کوئی مکر کی راہ نظر نہ آئی۔ یہ مکار لوگ قیامت کے دن جب ایمان والے موحدین کی بزرگیاں اور اُنکے بلند مراتب دیکھیں گے، تو آپس میں کہیں گے، آؤ شرک سے انکار کردیں، تاکہ ہم بھی نجات پاجائیں، تو سب خدا کی قسم کھا کر کہیں گے، کہ "ہم لوگ مشرک نہ تھے"۔

اُس وقت اللہ تعالیٰ انکے مونہوں پر مہر کردیگا، پھر انکے ہاتھ پاؤں گواہی دینگے، پھر حکم الٰہی ہوگا کہ لیجاؤ انھیں جہنم میں۔ ظاہر ہے کہ مشرکین کا جواب کذب صریح تھا، جسے انھوں نے عمداً پیش کیا، حالانکہ وہ بخوبی جانتے تھے کہ وہ دنیا میں کفر و شرک میں منہمک رہے۔ یہ بھی ممکن ہے انھوں نے یہ جواب حیرت و مدہوشی کے عالم میں دیا ہو۔ پھر بھی کذب تو کذب ہی ہے، خواہ کوئی ہوش میں رہ کر بولے۔۔یا۔۔مدہوش ہوکر۔۔الحاصل۔۔ ہر حال میں انکا یہ جواب ان کا فتنہ اور انکی شرارت ہے۔۔تو۔۔اے محبوب!

ٱنظُرْ كَيْفَ كَذَبُوا۟ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ ۚ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا۟ يَفْتَرُونَ ﴿٢٤﴾

دیکھو کیسا اپنے اوپر جھوٹ بولے۔ اور گم ہوگئے ان سے جو گڑھا کرتے تھے●

(دیکھو کیسا اپنے اوپر جھوٹ بولے) شرک سے منکر ہوکر۔ وہ بھی ایسے وقت میں جھوٹ بولے جبکہ بروز قیامت خدائے علیم و خبیر کی بارگاہ عدالت میں حاضر ہیں۔ اس وقت انکا جھوٹ بولنا کس قدر عجیب ہے۔ (اور گم ہوگئے ان سے جو گڑھا کرتے تھے)۔۔الغرض۔۔انکا وہ افترا جو وہ بتوں کے بارے میں عقیدہ رکھتے تھے، کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں، قیامت میں یکسر غلط ہوجائیگا۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

اس مقام پر یہ ذہن نشین رہے انکا سفارشی بنانے کا عقیدہ اس لحاظ سے غلط نہیں تھا، کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارشی بنانا حرام ہے، بلکہ اس معنی میں غلط تھا کہ انھوں نے ایسی اشیاء کو خدا تعالیٰ کے ہاں سفارشی بنایا، جو سفارشی ہونے کے اہل نہیں، بلکہ مغضوب ومعتوب تھے اور ایسوں کا سفارشی نہ ہوسکنا کلام الٰہی میں منصوص ہے۔ ان مشرکین کے عوام تو عوام ہی تھے، یہ جنہیں بہت بڑا دانشور سمجھتے تھے۔۔ مثلاً: ابوسفیان، ولید، نضر، عتبہ، شیبہ، ابوجہل اور ان جیسے دوسرے لیڈر، ان سب کی بھی سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت ناکارہ ہوچکی تھی۔

۔۔چنانچہ۔۔ ایک مرتبہ وہ بہت لوگ جمع ہوکر قرآن شریف سنتے تھے۔ سب نے نضر سے کہا، "اسلئے کہ وہ بہت بڑا تاریخ داں اور قصہ گو تھا"۔ بتاؤ محمد ﷺ 'کیا پڑھتے ہیں؟ اس نے کہا! بخدا میں تو کچھ نہیں سمجھا، صرف اتنا محسوس ہورہا ہے کہ وہ اپنی زبان ہلا رہے ہیں اور باتیں وہی ہیں جو پہلے لوگوں کے بناوٹی قصے اور من گھڑت داستانیں مشہور ہیں، جیسے میں تمہیں گزشتہ لوگوں کے واقعات وحالات سناتا ہوں، کچھ ایسے ہی وہ بھی پڑھتے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا، کہ مجھے تو انکی بعض باتیں حق معلوم ہوتی ہیں۔ ابوجہل نے کہا غلط کہتے ہو انکی کوئی بات حق ہوسکتی ہی نہیں۔ اس تعلق سے ارشاد ربانی ہے کہ اے محبوب!۔۔۔

وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ ۖ وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَن يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ

اور ان میں بعض وہ ہیں کہ کان لگائے تمہاری طرف، اور ڈال دیا ہم نے انکے دلوں پر غلاف کہ سمجھ سکیں، اور انکے کانوں

وَقْرًا ۚ وَإِن يَرَوْا كُلَّ آيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوا بِهَا ۚ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوكَ يُجَادِلُونَكَ

میں ڈاٹ۔ اور اگر وہ ساری نشانی دیکھ ڈالیں، تو بھی اسے نہ مانیں۔ یہاں تک کہ جب آگئے تمہارے پاس، تو بھی جھگڑتے ہیں

يَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٢٥﴾

تم سے کافر لوگ، کہتے ہیں کہ نہیں ہے یہ قرآن، مگر پہلوں کے قصے ●

(اور) یہ بات صحیح ہے کہ (ان میں بعض وہ ہیں) جو (کہ کان لگائے) ہوتے ہیں (تمہاری طرف) کہ آخر آپ فرماتے کیا ہیں؟ (اور) ایسی بات بھی نہیں، کہ آپ کی آواز انکے کانوں کے پردوں سے نہیں ٹکراتی، لیکن وہ اس کو سمجھ نہیں پاتے، اسلئے کہ (ڈال دیا ہم نے انکے دلوں پر غلاف)، یعنی بڑے پردے جن کی مقدار خارجی طور پر محسوس نہیں ہوتی کہ جسے لوگ معلوم کرسکیں، تا (کہ) نہ (سمجھ سکیں) چونکہ بنیادی طور پر قرآن کریم کا سننا ہی انکے لئے مکروہ وناپسندیدہ ہے، اسلئے اس کراہت کی

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وجہ سے وہ سمجھنے کی کوشش کیوں کرنے لگیں۔ تو آواز تو انکے کانوں تک پہنچتی ہے (اور) وہ اسکو ضرور سنتے ہیں لیکن وہ بات انکے دل میں نہیں اترتی، اسلئے کہ لگا دیا ہے ہم نے (انکے کانوں میں ڈاٹ)، تاکہ انھیں قبولیت کا استماع نصیب نہ ہو۔

ظاہر ہے جو نبی کریم کی شان اقدس سے جاہل ہو اور فہم قرآن کی دولت سے بہت دور ہو، اُسے قرآن مجید کا سماعِ قبول کیسے حاصل ہوسکتا ہے؟ بیشک اللہ تعالیٰ مقلب القلوب ہے، کسی کا سینہ ہدایت کیلئے کھول دیتا ہے، تو کسی کے دل پر مہر ثبت کرتا ہے، تاکہ وہ کچھ نہ سمجھے اور نہ ہی دولت اسلام سے بہرہ ور ہو۔

انکا حال (اور) انکی ذہنی کیفیت یہ ہے کہ (اگر وہ ساری نشانی دیکھ ڈالیں) اور جن جن معجزات کا یہ مطالبہ کر رہے ہیں ان سب کا مشاہدہ کرلیں، (تو بھی اسے نہ مانیں) گے اور ہر ایک کو جادو سے تعبیر کر کے ٹھکرا دینگے، بلکہ اپنے سخت عناد اور آباء واجداد کی کفری تقلید میں منہمک ہونے کی وجہ سے اُسے افتراء اور بناوٹی باتوں پر محمول کرینگے۔ انکے فہم قرآن سے دور ہونے کی نوبت (یہاں تک) ہے (کہ جب آگئے تمہارے پاس، تو بھی جھگڑتے ہیں تم سے کافر لوگ) اور بلا وجہ کی کٹ حجتی پر اتر آتے ہیں۔ اور جب کوئی معقول بات کہنے سے عاجز ہو جاتے ہیں، تو دفع الوقتی کیلئے یہی بک دیتے ہیں اور (کہتے ہیں، کہ نہیں ہے یہ قرآن مگر پہلوں کے قصے)۔۔یعنی۔۔اگلے لوگوں کی جھوٹی داستانیں اور بناوٹی باتیں۔

وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْـَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَإِن يُهْلِكُونَ إِلَّآ أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٦﴾

اور وہ اس سے روکتے ہیں اور خود رکتے ہیں۔ اور نہیں ہلاک کرتے مگر اپنے آپ کو، اور پہچانتے نہیں●

(اور وہ) لوگوں کو (اس) کے سننے اور اس پر ایمان لانے (سے روکتے ہیں اور خود) بھی (رکتے ہیں)۔ نہ تو قرآن کریم کو سماعِ قبول سے سنتے ہیں، اور نہ ہی اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اپنی ان خفیف الحرکاتیوں (اور) گمراہ کن حرکتوں سے (نہیں ہلاک کرتے، مگر اپنے آپ کو) اسلئے کہ اسکا وبال انھیں پر آئیگا۔ (اور) غضب کی بات یہ ہے، کہ وہ (پہچانتے نہیں)۔ نہ وہ اپنے نفسوں کو خود بخود ہلاک کرنے کو جانتے ہیں اور نہ ہی انھیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ انکی کارروائیوں سے نہ قرآن پاک کو نقصان پہنچ سکتا ہے اور نہ ہی رسول اکرم ﷺ اور اہل ایمان کو۔۔۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ

اور اگر دیکھو جب کہ کھڑے کردیئے گئے جہنم پر تو چیخے، اے کاش ہم دوبارہ بھیجے جائیں، اور اپنے پروردگار کی

بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷﴾

نشانیوں کو نہ جھٹلائیں، اور مسلمان ہو جائیں●

یہ مشرکین اس وقت کچھ بھی بک رہے ہوں (اور) کسی بھی حرکت کا مظاہرہ کر رہے ہوں، لیکن اے مخاطب! کاش (اگر) ایسا ہو کہ تم (دیکھو) انکو اس حالت میں (جبکہ) یہ (کھڑے کردیئے گئے) ہوں (جہنم پر)، خواہ اسطرح کہ دوزخ پر کھڑے ہوں اور دوزخ کا مشاہدہ کر رہے ہوں۔۔۔یا۔۔۔ پل صراط پر کھڑے ہو کر دوزخ کو دیکھ رہے ہوں۔۔۔یا۔۔۔انھیں دوزخ میں ڈال دیا گیا ہو، اور وہ ہر طرف سے دوزخ کے شعلوں کی لپیٹ میں ہوں، (تو) وہ سب (چیخے) اور بآوازِ بلند بولنے لگے، (اے کاش ہم دوبارہ بھیجے جائیں) اور کسی طرح ہم دنیا کی طرف لوٹا دیئے جائیں (اور) پھر (اپنے پروردگار کی نشانیوں) یعنی آیات قرآنیہ و معجزات انبیاء کرام (کو نہ جھٹلائیں اور) ان آیات کے تقاضوں پر عمل کر کے سچے پکے (مسلمان ہو جائیں)۔ درحقیقت ایسا نہیں ہے جو یہ کہیں گے کہ دنیا میں جائیں تو ایمان لائیں۔۔۔

بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ

بلکہ ظاہر ہو گیا ان کا جو پہلے چھپاتے تھے۔ اور اگر دوبارہ بھیجے گئے، تو دوبارہ کرینگے جس سے روکے گئے،

وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۲۹﴾

اور بیشک وہ جھوٹے ہیں● اور بولے کہ نہیں ہے یہ مگر ہماری یہی دنیاوی زندگی، اور ہم اٹھائے نہ جائینگے●

(بلکہ) یہ اسی کفر پر رہیں گے اور یہ توحید کا اقرار اُس وقت اِس واسطے ہوگا کیونکہ ان پر (ظاہر ہو گیا انکا) وہ کفر و گناہ (جو پہلے) دنیا میں (چھپاتے تھے)۔ چونکہ آج ہاتھ پاؤں کی گواہی سے وہ چیز ان پر ثابت ہوگئی تو عذر کرتے ہیں۔ (اور اگر دوبارہ بھیجے گئے تو دوبارہ کرینگے جس سے روکے گئے) ۔۔۔یعنی اگر وہ دنیا کی طرف لوٹا دیئے گئے، تو ان کو جس کفر، عناد، معصیت اور نفاق سے منع کیا گیا تھا وہ پھر اُسی طرف لوٹ جائینگے، کیونکہ کفر اور عناد ان کی طبیعت میں رچ چکا ہے۔ وہ دنیا کی رنگینیوں اور زیب و زینت کو دیکھ کر ایک بار پھر آخرت سے انکار کر دینگے اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنے، حساب و

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

کتاب اور جزاء وسزا کی پھر تکذیب کرینگے۔۔۔(اور بیشک وہ) پلے درجے کے (جھوٹے ہیں) دنیا میں واپس آکر ایمان لانے کے وعدہ میں۔

۔۔الختصر۔۔انکے تعلق سے اللہ تعالیٰ کی تقدیر مبرم کو کون ٹالے؟ اور جو کچھ اس نے ازل سے لکھ دیا ہے اُسے کون موڑے؟ جو بات خدائے تعالیٰ کے علم ازلی میں ہے، وہ ہو کے رہے گی۔ ابلیس کے حال سے یہ بات ظاہر ہو چکی ہے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا معائنہ کیا، لیکن عناد و سرکشی کی لعنت میں مبتلا ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت آدم علیہ السلام کی گستاخی کرنے کی وجہ سے اس سے توبہ کی توفیق چھین لی گئی۔ اسی لئے اس نے مہلت تو مانگی، لیکن مغفرت نہیں طلب کی۔ ان کافروں کی بدبختی کا حال یہ ہے کہ جب قیامت کی وعید میں آیتیں کافروں پر پڑھی گئیں، تو وہ بعث ونشر کے منکر ہو گئے۔

(اور بولے کہ نہیں ہے یہ) زندگی (مگر ہماری یہی دنیاوی زندگی، اور ہم اٹھائے نہ جائینگے) اپنی قبروں سے۔۔الختصر۔۔انہوں نے مرنے کے بعد کے احوال یعنی بعث ونشور کو کالعدم قرار دیدیا۔۔۔

وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ؕ قَالَ اَلَیْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى

اور اگر دیکھو جبکہ کھڑے کئے گئے اپنے پروردگار کے حضور، فرمایا کہ "کیا یہ حق نہیں؟" بولے "ہاں حق ہے، قسم ہے

ع ۹ وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۰﴾

اپنے پروردگار کی" فرمایا "تو چکھو عذاب! جو انکار کیا کرتے تھے"●

دیکھنے والو (اور) نگاہ بصیرت رکھنے والو! (اگر) تم (دیکھو) انکی اس وقت کی بے کسی وبے چارگی (جبکہ) یہ (کھڑے کئے گئے) اور حاضر کئے گئے (اپنے پروردگار کے حضور) میں، پھر اس نے ارشاد (فرمایا کہ) بولو (کیا یہ) بعث ونشر سچ، درست اور (حق نہیں) ہے؟ (بولے ہاں حق ہے، قسم ہے اپنے پروردگار کی)۔۔الغرض۔۔اس وقت قسم کھا کر اقرار کرینگے۔ (فرمایا، تو چکھو) یہی (عذاب) جسے تم دیکھ رہے ہو، بہ سبب اسکے (جو) دنیا میں تم (انکار کیا کرتے تھے)۔ یعنی دنیا میں تم نے جو کفر و شرک کیا یہ اسی کا پھل ہے۔ جب اس پھل کو تم نے کمایا ہے، تو تمہیں چکھو اور ہمیشہ چکھتے رہو۔

عذاب کے درد کو ذوق سے اسلئے تعبیر کیا گیا ہے کہ جس طرح چکھنے والا شے کے ذائقہ کو ہر وقت زبان وحلق میں محسوس کرتا ہے، ایسے ہی وہ کفار عذاب الٰہی کو ہر وقت محسوس کرینگے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

۔۔بلکہ۔۔ ہر دوسرے لمحے کا عذاب پہلے عذاب سے سخت تر محسوس ہوگا۔کفر پر مرنے والوں کے مذکورہ بالا انجام سے صاف ظاہر ہوجاتا ہے کہ۔۔۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا
بیشک گھاٹے میں رہے جنھوں نے جھٹلایا اللہ سے ملنے کو، یہاں تک کہ جب آگئی انکے پاس قیامت، اچانک چلاّئے کہ ہائے افسوس،
عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝۳۱
اسپر کہ ہم نے کوتاہی کی اسکے بارے میں، اور وہ اٹھائے ہیں اپنے بوجھ اپنی پیٹھ پر۔ ارے کتنا برا بوجھ لادے ہیں●

(بیشک گھاٹے میں رہے جنھوں نے جھٹلایا اللہ) تعالیٰ (سے ملنے کو) اور مرنے کے بعد ثواب اور عذاب کا ملنا باور نہ کیا اور یہ انکی تکذیب کا سلسلہ انکی موت تک رہا 'جو دنیا کے زمانوں سے آخری اور آخرت کا پہلا زمانہ ہے'۔ تو ہمارا یہ کہنا صحیح قرار دیا جائیگا کہ تکذیب کی انتہاء کے بعد اسکے لئے قیامت ظاہر ہوگئی۔

ذہن نشین رہے کہ قیامت کی پہلی منزل یعنی موت، یہ انکی تکذیب کی انتہا ہے، خسران اور گھاٹے کی انتہا نہیں۔ اسلئے کہ انکے خسران کی کوئی حد نہیں، وہ ابدی اور دائمی ہے۔

۔۔الحاصل۔۔ یہ تکذیب (یہاں تک) رہی (کہ جب آگئی انکے پاس قیامت اچانک) یعنی اسطرح جلدی سے واقع ہوگی کہ اسکا انسان کو شعور بھی نہ ہوگا جسکا علم اللہ تعالیٰ کے سوا۔۔یا۔۔اسکی عطا سے اسکے محبوبوں کے سوا، کسی کو بھی نہ ہوگا۔ تو کفار اسکے اچانک آجانے پر (چلاّئے) اور روز قیامت باآواز بلند بول پڑے، (کہ ہائے افسوس اسپر کہ ہم نے کوتاہی کی اسکے بارے میں)، یعنی قیامت کے ماننے میں کوتاہی کی اور اُسکے حقوق ادا نہ کئے۔۔۔نیز۔۔اس پر ایمان لاکر اسکے لئے تیاری نہ کی، یعنی نیک اعمال انجام نہ دیئے۔۔۔ایک طرف تو آخرت کی نعمتوں سے محروم ہوکر گھاٹے میں رہے (اور) دوسری طرف انکا حال یہ ہے کہ، (وہ اٹھائے ہیں اپنے بوجھ اپنی پیٹھ پر) یعنی انکے گناہ ان پر لازم رہیں گے، جدا نہ ہونگے۔۔۔

اس آیت کی تفسیر میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ مومن جب اپنی قبر سے نکلے گا، تو اسکا نیک عمل حسین صورت اور نفیس خوشبو میں اسکا استقبال کریگا اور اس سے کہے گا کہ تم مجھ کو پہچانتے ہو؟ وہ کہے گا نہیں، البتہ تمہاری خوشبو بہت نفیس ہے اور تمہاری صورت بہت حسین

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

ہے۔ وہ کہے گا تم بھی دنیا میں ایسے ہی تھے، میں تمہارا نیک عمل ہوں، میں دنیا میں بہت عرصے تک تم پر سوار رہا، آج کے دن تم مجھ پر سواری کرو۔ اور یہ آیت پڑھے گا۔

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ۝

'جس دن ہم متقین کو رحمٰن کی طرف بطور وفد جمع کرینگے'

اور کافر کا عمل نہایت بری صورت اور بدبو کے ساتھ اسکا استقبال کریگا اور اس سے کہے گا، تو دنیا میں اسی طرح تھا۔ میں تیرا برا عمل ہوں۔ تو دنیا میں بہت عرصہ مجھ پر سوار رہا، آج میں تجھ پر سواری کرونگا۔ پھر یہ آیت پڑھے گا۔

وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ

'اور وہ اپنی پیٹھوں پر بوجھ اٹھائے ہوئے ہونگے'۔

۔۔۔یعنی اپنے گناہوں کا بوجھ جسکے وزن کا دباؤ اور اس سے ہونے والی شدید تکلیف وہ بذات خود اچھی طرح محسوس کررہے ہونگے۔

۔۔۔(ارے) سنو تو! وہ (کتنا برا بوجھ لادے ہیں)۔

جو لوگ قیامت اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنے کے منکر تھے، انکے نزدیک دنیا اور اسکی رنگینیاں، دلفریبیاں اور دنیا کی راحتیں اور لذتیں بہت بڑی چیز تھیں، سو اللہ تعالیٰ نے اگلے ارشاد میں دنیا کا خسیس اور گھٹیا ہونا اور اسکا رکیک اور بے وقعت اور بے مایہ ہونا بیان فرمایا:

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ

اور نہیں ہے دنیاوی زندگی مگر کھیل کود۔ اور بیشک آخرت والا گھر

خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۳۲

بہتر ہے انکے لئے جو ڈریں۔ تو کیا تم لوگ نہیں سمجھتے •

(اور) ارشاد فرمایا (نہیں ہے دنیاوی زندگی) کے وہ اعمال جو صرف دنیاوی عیش و عشرت کیلئے ہوں اور آخرت کی بھلائی سے انکا کوئی تعلق نہ ہو، بلکہ وہ آخرت کی دائمی لذات تک پہنچانے سے قاصر ہوں (مگر) بچوں کا (کھیل) تماشہ، جو نفس کو غیر مفید باتوں میں مشغول کر کے مفید باتوں سے نفرت پیدا کردے اور دیوانوں کی اچھل (کود)، جو نفس کو منافع کی جد وجہد سے پھیر کر کمزوری پیدا کردے۔ (اور بیشک آخرت والا گھر) جہاں اخروی زندگی بسر ہوگی جسے آخرت کی بھلائی کیلئے اعمال

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

صالحہ انجام دینے والوں کیلیئے بنایا گیا ہے، تو یہ گھر (بہتر ہے انکے لئے جو ڈریں) اور کفر و معاصی سے اپنے کو بچاتے رہیں۔ چونکہ آخرت کے منافع ہر ضرر سے پاک ہیں اور انکی لذتیں ہر آلام اور صدمے سے محفوظ ہیں اور پھر وہ دائمی اور غیر منقطع ہیں، اسلیئے انکی بہتری ہر طرح کے شک و شبہ سے بالاتر ہے (تو کیا تم لوگ نہیں سمجھتے)۔۔۔یعنی کیا تم غفلت کے نشے میں ہو، اسی لئے نہیں سمجھتے کہ دو امروں سے کونسا امر اچھا ہے؟ حیات دنیا۔۔یا۔۔آخرت؟

اب کفار کی بے ہودہ گوئیوں سے نبی کریم کو جو حزن و ملال ہوتا، اسکو دور کرنے اور آپ ﷺ کی تسلی کیلیئے ارشاد فرمایا جارہا ہے کہ۔۔۔

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ

ہم کو معلوم ہے، کہ بیشک تم کو رنج ہوتا ہے جو یہ لوگ بکتے ہیں۔ تو یقیناً یہ تم کو نہیں جھٹلاتے،

وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝۳۳

لیکن ظالم لوگ اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں●

(ہم کو معلوم ہے کہ بیشک تم کو رنج ہوتا ہے جو یہ لوگ بکتے ہیں) اور آپ کی۔۔نیز۔۔کلام الٰہی کی تکذیب میں کہتے ہیں جنکا ذکر جا بجا قرآن کریم میں کیا گیا ہے۔ تو اے محبوب! آپ فکرمند نہ ہوں، اسلیئے کہ سچی بات (تو) یہ ہے کہ (یقیناً یہ تم کو نہیں جھٹلاتے، لیکن ظالم لوگ اللہ) تعالیٰ (کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں) اور آیات خداوندی کی تکذیب کرتے ہیں۔

جبھی تو ابوجہل نے بالمشافہ آپ سے کہہ دیا، کہ "اے محمد ﷺ ہم نے ہرگز تجھ سے کبھی جھوٹ نہیں سنا اور ہم تجھے سچا جانتے ہیں، مگر دعویٰ نبوت میں ہم تیری تکذیب کرتے ہیں"۔

اور یہ انکار و تکذیب صرف عناد کے باعث ہے۔

۔۔الختصر۔۔اے محبوب! درحقیقت وہ تیری نہیں، بلکہ میری تکذیب کررہے ہیں۔ یعنی وہ آپ کو کچھ نہیں کہتے۔ اگر بظاہر کچھ کہتے ہیں، تو درحقیقت مجھے کہتے ہیں، اسلیئے کہ آپ فانی فی اللہ ہیں۔ اب میں ہی ان سے سخت تر انتقام لونگا۔

پھر حق تعالیٰ آپکی تسکین کے واسطے فرماتا ہے، کہ اے محبوب! صرف آپ ہی کی تکذیب نہیں کی گئی بلکہ۔۔۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰىهُمْ

اور بیشک جھٹلائے گئے رسول تم سے پہلے کے، تو سب نے صبر کیا اس پر کہ جھٹلائے گئے، اور دکھ دیئے گئے، یہاں تک کہ آ گئی انکے پاس

نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۴﴾

ہماری مدد۔ کوئی نہیں بدلنے والا اللہ کی باتوں کا، اور بیشک آچکی ہیں تمہارے پاس رسولوں کی خبریں●

یہ ایک حقیقت (اور) سچائی ہے کہ (بیشک جھٹلائے گئے رسول تم سے پہلے کے) حالانکہ وہ بھی آپ کی طرح بہت بڑے ذی شان تھے اور تعداد بھی انکی بہت زیادہ تھی۔ جب وباء پھیلتی ہے تو عام ہو جاتی ہے۔ یعنی کفار کی تکذیب کی وباء ہر نبی علیہ السلام کو پہنچی اور آپ کو بھی، (تو) انبیاء سابقین میں سے (سب نے صبر کیا اس پر کہ جھٹلائے گئے اور دکھ دیئے گئے)۔۔ الحاصل۔۔ انھوں نے انکے جھٹلانے اور انکی ایذاؤں پر صبر کیا (یہاں تک کہ آ گئی انکے پاس ہماری مدد)، یعنی انکی صداقت کے دلائل و براہین ظاہر ہو گئے۔۔ یا۔۔ دشمنوں پر انکو قہر و غلبہ نصیب ہو گیا۔۔ یا۔۔ انکے دشمن تباہ و برباد ہو گئے۔

۔۔ الختصر۔۔ ہر دور میں انبیاء کرام کو انکے صبر کا پھل ملتا رہا اور ظاہر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی سے نصرت و غلبہ کا وعدہ فرمالے، تو (کوئی نہیں بدلنے والا اللہ) تعالیٰ (کی باتوں کا)، یعنی نصر و غلبہ کے وعدوں کو (اور بیشک آچکی ہیں تمہارے پاس رسولوں کی خبریں) کہ ان کی امتوں نے کیا کیا تکلیفیں انھیں پہنچائیں اور انھوں نے صبر کیا بالآخر انھیں منجانب اللہ فتح و نصرت نصیب ہوئی اور دشمنوں پر غالب ہو گئے۔ یہ وہ خبریں ہیں جو آپ کیلئے تسکین و تسلی بخش ہیں۔ اے محبوب! آپ چونکہ رحیم الفطرت ہیں، دشمن کو بھی تباہ و برباد ہوتے دیکھنا آپ پر گراں ہوتا ہے۔۔۔

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِىَ نَفَقًا فِى الْاَرْضِ

اور اگر گراں گزرا تمہیں ان کا انکار، تو اگر تم از خود سکت رکھتے ہو کہ ڈھونڈھ نکالو کوئی سرنگ زمین میں،

اَوْ سُلَّمًا فِى السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ۗ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ

یا سیڑھی آسمان میں، پھر خود سے لے آؤ انکے پاس کوئی نشانی۔ حالانکہ اگر اللہ چاہتا، تو سب کو

عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۵﴾

ہدایت پر جمع کر دیتا۔ تو تم جاہلوں کے ساتھ مت رہو●

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

تو دشمنوں پر بھی آپکی اس شفقت (اور) مہربانی کی وجہ سے (اگر گراں گزرا تمہیں انکا انکار)۔
۔۔۔الغرض۔۔۔انکا منہ پھیر لینا آپ پر شاق گزرا، اور از راہ کرم پھر آپ یہ سوچنے لگے کہ کاش اللہ تعالیٰ ان معجزات کو ظاہر فرمادیتا کفار جنکا مطالبہ کررہے ہیں، کیونکہ ایسا ہوجانے سے شاید یہ منکرین مسلمان ہوجائیں۔

(تو) اے محبوب! (اگر تم از خود سکت رکھتے ہو کہ) بغیر اذن الٰہی اپنی ذاتی قدرت واختیار سے (ڈھونڈ نکالو کوئی سرنگ زمین میں یا سیڑھی آسمان میں)۔۔۔الغرض۔۔۔زمین وآسمان چھان ڈالو (پھر خود سے لے آؤ انکے پاس) انکے مطالبے کے مطابق (کوئی نشانی)، یعنی ایسا معجزہ جسکو دیکھ کر وہ ایمان لاسکیں۔

اس ارشاد سے صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ حضور سرور عالم کو اپنی قوم کیلئے اسلام کا کتنا حرص تھا، اسلئے اگر آپ کو انکے اسلام کی خاطر زمین۔۔۔یا۔۔۔آسمان سے کوئی چیز لانی پڑتی، تو بھی انکی خاطر کر گزرتے، تاکہ وہ ایمان قبول کرلیں۔ لیکن چونکہ آپ ماموری من اللہ تھے، اسلئے صرف تبلیغ تک یہ بات محدود رہی۔

تو اے محبوب! اپنے امتیوں کی ذہنی تربیت فرماؤ اور انکو سمجھادو، کہ وہ کسی کے ایمان واسلام کیلئے کتنا بھی حریص کیوں نہ ہوں، مگر وہ آپ کی سنت کے مطابق صرف تبلیغ پر مامور ہیں، اسکے لئے انھیں کوئی دوسری مشقت جھیلنے کی ضرورت نہیں اور اس سے کچھ فائدہ بھی نہیں، (حالانکہ) یعنی جب صورت حال یہ ہو کہ (اگر اللہ) تعالیٰ (چاہتا، تو سب کو ہدایت پر جمع کردیتا)، لیکن وہ انہیں ہدایت دینا ہی نہیں چاہتا، اسلئے کہ اپنے اختیار ہدایت سے روگرداں ہوگئے ہیں، باوجودیکہ انھیں ہدایت پانے کی قدرت ہے اور بہت بڑے دلائل براہین کا اپنی کھلی آنکھوں سے مشاہدہ ومعائنہ بھی کررہے ہیں، لیکن اپنے دل میں ایمان قبول کرنے کا خیال بھی نہیں لاتے۔

تو اے محبوب! آپ انکی ہدایت کیلئے ایسی جدوجہد نہ فرمائیں، جسکی آپ کو تکلیف نہیں دی گئی ہے اور اپنے ماننے والوں سے بھی فرمادیجئے کہ صراطِ مستقیم دکھادینے ہی کے وہ مکلف ہیں، منزل تک پہنچادینا یہ انکی ذمہ داری نہیں۔ (تو) اے دامن محبوب سے وابستہ رہنے والو! (تم جاہلوں کے ساتھ مت رہو) اور جاہلانہ فکر وعمل سے اپنے کو بچاتے رہو اور اچھی طرح سے یاد رکھو کہ کفر وایمان میرے خذلان اور توفیق سے متعلق ہے۔۔۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ ۘ وَالْمَوْتَىٰ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ﴿٣٦﴾

بات وہی قبول کرتے ہیں جو سنتے ہیں۔۔۔اوران مرے ہوؤں کو اٹھائے گا اللہ، پھراسی کی طرف لوٹائے جائینگے●

اے محبوب! آپ جوانھیں دینِ حق کی طرف بلاتے ہیں، تو آپ کی دعوت اور ہدایت کی یہ (بات وہی قبول کرتے ہیں جو) سمع قبول سے (سنتے ہیں) اورغور و تامل کرکے اسکو سمجھتے ہیں۔ مگر کافر لوگ مُردوں کے مثل ہیں، وہ ظاہری کان سے سن تو لینگے، مگر قبول کرنا ان سے ظاہر نہ ہوگا۔ جیسے کہ مُردے سنتے تو ہیں، مگر قبول کرنے اور جواب دینے کی سکت نہیں رکھتے۔ ایسا بھی نہیں کہ ان مُردہ صفت لوگوں کو سچائی کا علم کبھی نہ ہوگا، بلکہ ایک وقت آئیگا (اوران مرے ہوؤں کو اٹھائے گا اللہ) تعالیٰ، اس وقت وہ جانیں گے۔ مگراس وقت کا جاننا کچھ فائدہ نہ دیگا اور (پھر) جزاءاور مکافات کے واسطے (اسی کی طرف لوٹائے جائینگے)۔

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۚ قُلْ إِنَّ اللَّهَ

اورسب بولے کہ کیوں نہیں اتاری گئی ان پر کوئی عذاب کی نشانی انکے پروردگار کی طرف سے، کہہ دو کہ بیشک اللہ

قَادِرٌ عَلَىٰ أَن يُنَزِّلَ آيَةً وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٧﴾

قادر ہے اس پر کہ اتار دے نشانی عذاب کی، لیکن ان کے زیادہ لوگ بے علم ہیں●

ذرااس دیدہ دلیری کوتو دیکھو، کہ ماننے کیلئے نہیں، بلکہ عناد (اور) سرکشی کی بنیاد پر (سب) معجزہ طلب کرنے والے (بولے، کہ کیوں نہیں اتاری گئی ان پر کوئی عذاب کی نشانی انکے پروردگار کی طرف سے)۔ اے محبوب! ان سے (کہہ دو، کہ بیشک اللہ) تعالیٰ (قادر ہے اسپر کہ اتار دے نشانی عذاب کی) یعنی تمہارے مطلوبہ معجزات جنکا آنا تمہارے حق میں عذاب کی نشانی ہی بن جائے۔ مطالبہ کرنے کوتو کردیا (لیکن انکے زیادہ لوگ) معجزہ آجانے کے بعد بھی اپنے ایمان نہ لاسکنے اور پھر عذاب الٰہی کا شکار ہوجانے سے (بے علم ہیں)۔ انھیں پتا ہی نہیں کہ اسکے بعد بھی وہ ایمان لائینگے۔۔۔یا۔۔اسکو بھی جادو کہہ کر دامن جھاڑ لینگے، جیسا کہ سابقہ نافرمان لوگ اپنے عہد کے نبیوں کے ساتھ کرتے رہے۔

چونکہ سنت الٰہیہ ہے کہ جب کسی قوم نے اپنے نبی سے معجزے کا مطالبہ کیا اور پھر اسکے مطالبے کے مطابق معجزہ عطا فرمادیا گیا، پھر بھی اس قوم نے نہیں مانا، تو عذاب الٰہی کا نزول ہوا، جس سے ساری قوم تباہ و برباد ہوگئی اور مختلف قسم کے عذاب کا شکار ہوگئی۔ خدائے علیم و

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

خبیر کو علم تھا کہ اگر اس قوم پر ہم ان کا مطلوبہ معجزہ عطا فرما دیں، جب بھی یہ ماننے والے نہیں اور خدائے تعالیٰ کو اپنے فضل وکرم سے یہ منظور نہ تھا کہ اسکے حبیب ﷺ کے عہد میں اس طرح کا عذاب نازل فرمایا جائے، جو انبیاء سابقین کے عہد کے لوگوں پر نازل فرمائے گئے کہ جن پر عذاب ہوا اور قوم کی قوم تباہ وبرباد ہوگئی۔ اسی لئے رب کریم نے معجزے کا مطالبہ کرنے والوں کے خود اپنے انجام سے بےخبری اور لاعلمی کا اظہار کر کے ان کو سمجھنے اور سوچنے کی مہلت عطا فرما دی۔

اس مقام پر یہ بھی غور کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ بہت بڑا رحیم وکریم ہے، جو جانوروں اور پرندوں پر بھی اپنا فضل وکرم فرماتا ہے، تو اگر مذکورہ بالا مطالبہ کرنے والوں کے حق میں انکا فرمائشی اور مطلوبہ معجزہ نازل فرما دینے میں انکا بھلا ہوتا، تو رب کریم ضرور اسکو نازل کردینے کو اپنے ذمہ کرم میں لے لیتا۔ لیکن وہ بخوبی جانتا ہے انکا فرمائشی معجزہ نازل نہ فرمانا ہی ان پر بہت بڑا احسان ہے اور یہ بھی رب کریم کا ان پر بہت بڑا فضل ہے۔ چونکہ علم الٰہی میں تھا کہ کسی صورت میں بھی یہ ایمان لانے والے نہیں تھے، اسلئے انکی حسب خواہش معجزہ نہ نازل فرما کر ان کو نیست ونابود ہونے سے بچا لیا۔۔ الحتصر۔۔ انسان تو اشرف المخلوقات ہے، رب کریم نے تو جانوروں اور پرندوں تک کی حفاظت اور ان پر احسان فرمانے کو اپنے ذمہ کرم میں رکھ لیا ہے۔ تو اس سلسلے میں فرمانِ الٰہی سنو۔۔۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ

اور کوئی چرند نہیں زمین میں، اور کوئی پرند نہیں جو اپنے بازوؤں پر اڑتا ہے، مگر ایک ایک نوع تمہاری طرح۔

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۸﴾

ہم نے نہیں چھوڑا کتاب میں کچھ، پھر اپنے پروردگار کی طرف یہ سب ہانکے جائینگے●

(اور) یاد رکھو کہ (کوئی چرند نہیں زمین میں) چلنے والا، (اور کوئی پرند نہیں جو) فضاؤں میں (اپنے بازوؤں پر اڑتا ہے)۔۔ الحتصر۔۔ سارے جانور چرند وپرند نہیں ہیں (مگر ایک ایک نوع تمہاری طرح)، یعنی جیسے نوعِ انسانی ایک نوع ہے، اسی طرح ان جانوروں میں ہر ہر جانور اپنی ایک ایک نوع والا ہے۔ اور تمہاری طرح انکے احوال محفوظ اور انکے رزق اور اجل مقدر ہیں۔۔ الحتصر۔۔ مرنے، جینے، ثنائے الٰہی کرنے اور حشر کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور جمع ہونے میں، یہ سب تمہاری ہی طرح ہیں اور

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

جس طرح تم اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور اسکے مملوک ومرزوق ومربوب ہو، اسی طرح یہ سارے جانور بھی اسکی مخلوق اور اسکے مملوک اور مرزوق ومربوب ہیں۔۔۔

یہاں کوئی اُمَمٌ اَمْثَالُکُمْ میں مثل کا لفظ دیکھ کر یہ حماقت نہ کر بیٹھے کہ اپنے کو مثلاً گدھوں کی طرح اور گدھوں کو اپنی طرح سمجھنے لگے، بلکہ غور کرے کہ کس وجہ مماثلت کی بنا پر یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے، اور کس چیز میں تشبیہ دی گئی ہے؟ ظاہر ہے کہ دونوں کی حقیقت ایک نہیں ہوسکتی وِمثلکم۔۔یا۔۔ اَمْثَالُکُمْ کا لفظ ہی بتا رہا ہے، 'مشبہ' اور 'مشبہ بہ' ایک دوسرے کے عین نہیں ہیں، بلکہ غیر ہیں، تو اب وجہ تشبیہ وہی صحیح ہوسکتی ہے، جو دونوں کو ازروئے حقیقت غیر ہی رہنے دے، ایک دوسرے کا عین نہ بنائے۔ان حقائق ودقائق کو سمجھنے کیلئے اِدھر اُدھر جانے کی ضرورت نہیں، بلکہ قرآن کریم ہی کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی ضرورت ہے، اسلئے کہ ارشاد الٰہی ہے، کہ۔۔۔

(ہم نے نہیں چھوڑا کتاب میں کچھ) چنانچہ اس کتابِ الٰہی یعنی قرآن کریم میں، ہر پیش آمدہ مسئلہ کیلئے روشن ہدایت اور واضح شرعی رہنمائی ہے۔

چونکہ قرآن مجید کا موضوع دین کی معرفت عقائد اور احکام شرعیہ کا بیان ہے، تو ان سب کے تعلق سے قرآن کریم سے ہدایت لی جاسکتی ہے۔۔۔ذہن نشین رہے کہ قرآن کریم نے اطاعت رسول کا حکم دیا اور رسول کریم نے صحابہ کی پیروی کا امر فرمایا۔۔نیز۔۔قرآن کریم ہی نے اجماع وقیاس کو حجت قرار دیا اور احکام، خواہ صراحتاً قرآن کریم سے ملیں یا ارشاداتِ رسول کریم سے حاصل ہوں۔۔یا۔۔اقوالِ صحابہ سے معلوم ہوں۔یا اجماع وقیاس سے ثابت ہوں، سب کی اصل قرآن کریم ہی ہے۔تو اب یہ کہنا بالکل واقعہ کے مطابق ہے، کہ اس کتابِ مبین میں جملہ احکام دین موجود ہیں اس میں سے کچھ چھوٹا نہیں۔۔۔

پہلے بتایا جاچکا ہے کہ زمین پر چلنے والے چرند اور فضاؤں میں اڑنے والے پرند تمہاری طرح اپنی ایک ایک نوع سے متعلق ہیں، تو آج زمین پر چلنے والے زمین پر چل رہے ہیں، یونہی فضاؤں میں اڑنے والے فضاؤں میں اڑ رہے ہیں، مگر جس طرح تمہارا حشر ہوگا اور تمہیں میدانِ حساب وکتاب میں اکٹھا کیا جائیگا، ویسے انکا حشر ہوگا۔آج یہ دنیا میں جیسا رہ رہے ہیں انھیں اسکی اجازت ہے۔۔

(پھر اپنے رب کی طرف یہ سب ہانکے جائینگے) اور رب تعالیٰ انکا فیصلہ فرمائیگا اور یہ ایک

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

دوسرے سے اپنا بدلہ لے لینگے۔

--چنانچہ--ارشادرسول ہے: 'سنو! اس ذات کی قسم جسکے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے، قیامت میں ہر چیز اپنا مقدمہ پیش کرے گی، حتیٰ کہ وہ بکریاں بھی جنھوں نے ایک دوسرے کو سینگ ماری تھیں'۔۔الختصر۔۔قیامت کے دن بغیر سینگ والی بکری کا سینگ والی بکری سے، یہاں تک کہ چیونٹی کا چیونٹی سے قصاص لیا جائیگا۔۔الغرض۔۔میدان حساب و کتاب میں رب تعالیٰ کے حضور ہر ایک کو حاضر ہونا ہے، تو نیک بخت لوگ وہ ہیں جن کے کان حق سننے، زبان حق بولنے اور دل حق کو اپنانے کے خوگر ہیں۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ۭ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ۭ

اور جنھوں نے جھٹلایا ہماری نشانیوں کو، بہرے اور گونگے، اندھیریوں میں ہیں۔ جسے اللہ چاہے اسکی گمراہی ظاہر کردے۔

وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝٣٩

اور جسے چاہے اس کو سیدھی راہ پر لگادے●

(اور) رہ گئے وہ لوگ، (جنھوں نے جھٹلایا ہماری نشانیوں) یعنی آیات قرآنیہ و معجزات نبوی (کو)، تو انکی مثال ایسی ہے کہ وہ (بہرے) ہیں، جبھی تو قرآن کو تدبر و فہم سے نہیں سنتے، بلکہ وہ اس حیثیت سے سنتے ہیں، کہ وہ پہلے لوگوں کی بناوٹی باتیں ہیں۔۔چنانچہ۔۔وہ انکو آیات الٰہی سے شمار ہی نہیں کرتے، بلکہ انکے غیر کا مطالبہ کرتے ہیں۔ (اور) صرف بہرے ہی نہیں، بلکہ (گونگے) بھی ہیں، جبھی تو حق کو بیان کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔۔الحاصل۔۔یہ نہ تو دلائل ربوبیت سنتے ہیں اور نہ ہی وحدانیت کے باب میں بات کرتے ہیں، بلکہ یہ سب کفر و جہل اور عناد و تقلید ضالین کی (اندھیریوں میں ہیں)۔ اب ایسی صورت میں (جسے اللہ) تعالیٰ (چاہے) اسکی ہدایت کی توفیق منقطع فرمادے اور (اسکی گمراہی ظاہر کردے، اور) یونہی (جسے چاہے اسکو سیدھی راہ پر لگادے) اور اسکو اس پر ثابت و قائم رکھے۔

--الختصر--اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں جس طرح چاہتا ہے تصرف فرماتا ہے۔ وہ جس میں چاہتا ہے ہدایت پیدا فرمادیتا ہے اور جس میں چاہتا ہے گمراہی پیدا فرمادیتا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے جانے سے اعراض کرتا ہے اور جو دلائل اللہ کی طرف رہنمائی کرتے ہیں

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

ان میں غور وفکر کرنے سے تکبر کرتا ہے، اس شخص میں اللہ تعالیٰ تکبر اور گمراہی پیدا فرمادیتا ہے، اور جو انسان اپنی سماعت، بصارت اور عقل سے کام لیکر صحیح نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی آیات میں غور وفکر کرتا ہے اور وسیع کائنات میں اسکی قدرت اور اسکی وحدت پر پھیلی ہوئی نشانیوں سے حق تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنا چاہتا ہے، وہ اس میں ہدایت پیدا کر دیتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے، کہ بندہ جس چیز کا کسب اور ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ وہی چیز اس میں پیدا کر دیتا ہے۔ اسلئے یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ جب اللہ تعالیٰ گمراہی کو پیدا کرتا ہے، تو گمراہ کی مذمت کس لئے ہے؟ اور جب ہدایت اللہ تعالیٰ پیدا فرماتا ہے، تو ہدایت یافتہ کی تعریف کس سبب سے ہے؟۔۔ الحاصل۔۔ ہدایت یافتہ ہدایت حاصل کرنے کے کسب وارادہ سے قابل تعریف ہوا اور گمراہ راہ راست پر نہ آنے کے کسب وارادہ سے قابل مذمت قرار پایا۔

پہلے اللہ تعالیٰ نے کفار کی جاہلیت کو واضح کیا اور یہ بتایا کہ کائنات میں اللہ تعالیٰ کا علم محیط ہے اور اس کائنات میں وہی حقیقی متصرف ہے۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا کہ جب ان کافروں پر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے، تو پھر یہ اللہ تعالیٰ ہی کی پناہ میں آتے ہیں اور اسکی اطاعت کرنے سے سرکشی نہیں کرتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان کی فطرت کا بھی یہی تقاضہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی مشکل کشا نہیں، اور نہ ہی کوئی حقیقی طور پر حاجت روا ہے۔ اور مصیبتوں اور تکلیفوں میں وہی واحد نجات دینے والا اور کارساز ہے۔ تو اے رسولِ مکرم آپ ان مشرکین سے۔۔۔

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ

پوچھو، کہ بتاؤ اگر آگیا تم پر اللہ کا عذاب، یا آگئی تم پر قیامت، کیا اللہ کے غیر کو پکارو گے؟

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۰﴾

اگر سچے ہو●

(پوچھو کہ بتاؤ) کہ جس طرح سابقہ امتوں پر عذاب آتے تھے، ان کو زمین میں دھنسا دیا جاتا تھا۔۔یا۔۔ان پر سخت آندھیاں آتیں۔۔یا۔۔بجلی کی کڑک آلیتی۔۔یا۔۔طوفان آتا، تو **(اگر آگیا تم پر)** ان میں سے کوئی **(اللہ)** تعالیٰ **(کا عذاب، یا آگئی تم پر قیامت)** یعنی عذاب آخرت، تو **(کیا)** تم اس وقت مدد کیلئے **(اللہ)** تعالیٰ **(کے غیر کو پکارو گے)** جو تم سے ان مصائب کو دور کریگا۔۔یا۔۔تم اپنے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

ہاتھ سے بنائے ہوئے بتوں کو پکاروگے، جو تم کو ان تکلیفوں سے نجات دینگے۔ بتاؤ (اگر) تم ان بتوں کی عبادت میں (سچے ہو) اور اپنی اس عبادت کو حق بجانب سمجھتے ہو۔

پھر اللہ تعالیٰ از خود اس سوال کا جواب دیتا ہے کہ تم اپنے بتوں کو ہرگز نہیں پکاروگے۔۔۔

بَلْ اِیَّاهُ تَدْعُوْنَ فَیَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْهِ اِنْ شَآءَ

بلکہ اسی اللہ کو پکاروگے، تو وہ دور کردے جس مصیبت کے لئے پکارتے ہو اگر چاہے،

وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿۴۱﴾ ع

اور جن کو اللہ کا شریک بناتے ہو انھیں بھول جاؤگے●

(بلکہ اسی اللہ) تعالیٰ (کو پکاروگے)، اسلئے (تو) کہ (وہ دور کردے جس مصیبت) کو دفع کرنے (کیلئے) تم اُسے (پکارتے ہو) تا کہ اللہ تعالیٰ اسے دور فرمادے (اگر چاہے)۔ تو اللہ تعالیٰ اپنی حکمت اور مشیت کے مطابق اگر چاہتا ہے، تو تکلیف دور فرمادیتا ہے۔ نادانو! ذرا غور کرو اور عقل سے کام لو! کہ ایسی مصیبت کے وقت میں اور اس پریشانی کے عالم میں اپنی فطرت کے تقاضے کے مطابق تم اللہ تعالیٰ ہی کو مدد کیلئے پکاروگے (اور جن کو اللہ) تعالیٰ (کا شریک بناتے ہو انھیں بھول جاؤگے)۔

اسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں اپنے خالق کی معرفت رکھی ہے اور اسکی فطرت کا تقاضہ یہ ہے کہ خدائے واحد کی پرستش کرے اور اُسی کو پکارے، اسلئے انسان پر جب کوئی سخت مصیبت اور پریشانی آتی ہے، تو اسکی امید کی نظریں اسکے سوا کسی اور طرف نہیں اٹھتیں۔۔۔

اس سے پہلی آیت میں کافروں کی ایک قوم کا حال بیان فرمایا تھا جو سختیوں اور مصیبتوں کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتی تھی اور اب اگلی آیت میں ان سے زیادہ سخت کافروں کا حال بیان فرمارہا ہے، جو سخت تکلیفوں اور مصیبتوں میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ۔۔۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ

اور بیشک بھیجا رسول ہم نے امتوں کی طرف تم سے پہلے، پھر پکڑا ہم نے ان کو خوفناک بلا اور دردناک بیماری سے، کہ وہ

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

یَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۴۲﴾ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ

کہیں گڑگڑا پڑیں● تو کیوں نہ جب آگیاان پر ہماراعذاب تو گڑگڑا اٹھے۔ لیکن سخت ہوگئے ہیں انکے دل،

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾

اور ہنر بنادیاانکی نگاہ میں شیطان نے جو وہ عیب کرتے تھے●

(اور بیشک بھیجارسول ہم نے امتوں کی طرف) جو (تم سے پہلے) کی تھیں، مگر انھوں نے کفراختیار کیااور اپنے پیغمبروں کی تکذیب کی، (پھر پکڑا ہم نے انکو خوفناک) فقرومحتاجی کی (بلاء اور دردناک بیماری سے) تا (کہ وہ کہیں گڑگڑا پڑیں)، یعنی تاکہ وہ شاید نالہ وزاری کریں اور شرک سے منھ پھیر کرتوبہ واستغفار کریں۔

(تو کیوں نہ جب آگیا ان پر ہماراعذاب، تو گڑگڑا اٹھے) یعنی جس وقت ان پر ہماراعذاب آیا توانھونے نالہ وزاری کیوں نہیں کی؟ اور تضرع وعاجزی کے ساتھ ہماری بارگاہ کی طرف کیوں نہیں متوجہ ہوئے؟ اگر میری بارگاہ کی طرف متوجہ ہوکر نالہ وزاری کرتے، تو بلا دفع ہوجاتی۔ (لیکن) وہ ایسا نہ کرسکے اور (سخت ہوگئے انکے دل)، اسلئے کہ تضرع وزاری نہ کرنا سخت دلی ہی تو ہے۔ (اور) ایسا نہ کرسکنے کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ (ہنر بنادیا انکی نگاہ میں شیطان نے جو وہ عیب کرتے تھے)، یعنی شیطان نے انکے کام اور انکے کفرومعاصی کو بہتر کردکھایا۔۔ بایں طور۔۔ کہ انھیں گمراہ کردیا اور لذات وشہوات اور دنیاوی خوشی وراحت کی طرف بلایااور انھیں فکروتدبر سے دور رکھا۔ ان کو خیال تک نہ آنے دیا، کہ یہ دکھ درد اور فقروفاقہ کیوں ہیں؟ وہ اپنے عیوب اور اپنی خود پسندی کو ہنر سمجھنے لگے اور گنہگار اگر اپنے گناہوں کوفن اور ہنر سمجھ لے، تو اسے اس گناہ سے توبہ کی توفیق کیسے نصیب ہوسکتی ہے؟

کاش وہ اس حقیقت سے متنبہ ہوتے کہ یہ مصائب اسلئے ہیں، کہ ہم اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔۔ المختصر۔۔ تنگ دستی اور بیماری میں مبتلا کرکے انکو نصیحت کی گئی تھی تاکہ اس نصیحت سے سبق حاصل کرکے وہ راہ راست پر آجائیں، لیکن فقرو بیماری سے چھٹکارا ملتے ہی یہ غافل ہوگئے۔۔ اور۔۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ

پھر جب بھول ہی گئے جو انکو نصیحت کی گئی تھی، تو کھول دیئے ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے،

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾

یہاں تک کہ جب خوش ہوگئے اس سے جو دے دیا گیا انھیں، تو پکڑا ہم نے انکو اچانک، تو اب وہ بے آس ہیں ●

(پھر جب بھول ہی گئے) کفر و تکذیب کرنے والے (جو انکو نصیحت کی گئی تھی)۔۔الحاصل۔۔ جب بلا اور محنت کے سبب سے انھوں نے نصیحت نہ مانی، (تو) وسعت معیشت آسان کر کے بھی ہم نے انکا امتحان لیا۔۔ چنانچہ۔۔ (کھول دیئے ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے)، یعنی نعمتوں اور راحتوں کے دروازے انکے لئے کھول دیئے گئے۔ (یہاں تک کہ جب خوش ہوگئے اس سے جو دیا گیا انھیں) اور اس میں دل کو ایسا اٹکایا اور نعمتوں اور اس سے حاصل شدہ عیش و عشرت میں ایسا منہمک ہوگئے، کہ نعمت عطا فرمانے والے 'منعم حقیقی' کو فراموش کر دیا اور اسکے شکر گزار نہیں ہوئے اور اسکے باغی ہوگئے ۔۔الغرض۔۔ نعمت عطا فرما کر انکی جو آزمائش کی گئی تھی، اس میں بھی وہ کامیاب نہ ہو سکے اور انکی سرکشی حد سے زیادہ تجاوز کر گئی، (تو پکڑا ہم نے انکو اچانک، تو اب وہ بے آس ہیں) اور عذاب دیکھنے کے بعد پشیمان و ناامید ہیں۔

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۵﴾

پھر کاٹ دی گئی جڑ ظالم قوم کی۔ اور ساری خوبیاں اللہ کیلئے ہے پروردگار سارے جہان کا ●

(پھر کاٹ دی گئی جڑ ظالم قوم کی)، یعنی انکے چھوٹے بڑے سب ختم کر دیئے گئے اور انکا ایک بھی باقی نہ رہا۔

ظالم قوم کہہ کر حکم کی علت کا اظہار فرما دیا گیا ہے۔ یعنی ان کو تباہ و برباد اسلئے کیا گیا ہے اور انھیں یہ سزا اسلئے دی گئی ہے، کہ انھوں نے نعمتوں پر شکر کی بجائے ناشکری کی اور نعمتوں کی خوشی میں طاعاتِ الٰہی بجالانے کی بجائے گناہ کیے۔۔۔ چونکہ کفار اور گنہگاروں کی تباہی و بربادی سے اہل دنیا کو چھٹکارا نصیب ہوتا ہے، کیونکہ وہ انکے عقائد و اعمال کی نحوست سے پریشان ہوتے ہیں، انکے تباہ و برباد ہونے پر انھیں نجات ملتی ہے، تو ایسوں کو تباہ و برباد کر دینا بھی اہل جہان پر خدا کی وہ ایک نعمت ہے اور ہر نعمت پر شکر واجب ہے، بالخصوص وہ نعمت جس سے دین کا جھنڈا بلند ہو اور اسکی تمام رسولوں نے تعریف کی ہو۔

تو بے پناہ شکر (اور ساری خوبیاں اللہ) تعالیٰ (کیلئے ہے) جو (پروردگار) ہے (سارے جہاں کا)۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ

پوچھو، کہ "یہ بتاؤ کہ اگر لے لے اللہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور مہر لگا دے تمہارے دلوں پر، تو کون معبود ہے

غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ﴿۴۶﴾

اللہ کا غیر جو تمہارے لئے سب لا دے؟" دیکھو کہ کس طرح سے ہم آیتیں پیش کرتے ہیں، پھر وہ لوگ روگرداں رہتے ہیں●

اے محبوب! تم ان سے (پوچھو کہ) اے مشرکو! (یہ بتاؤ، کہ اگر لے لے اللہ) تعالیٰ (تمہارے کان)، یعنی تمہارے کان کی شنوائی چھین لے اور تمہیں بہرا بنا دے (اور تمہاری آنکھیں)، یعنی تمہاری آنکھوں کی بینائی مٹا دے اور تمہیں بالکل اندھا بنا دے۔ (اور مہر لگا دے تمہارے دلوں پر)، یعنی تمہارے دلوں پر ایسا پردہ ڈال دے کہ جس سے تمہاری عقلیں زائل ہو جائیں اور تم میں سمجھنے کا مادہ ہی ختم ہو جائے یعنی تم پاگل ہو جاؤ، (تو کون معبود ہے اللہ) تعالیٰ (کا غیر)، یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا (جو تمہارے لئے سب لا دے)۔ یعنی مجھے بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے اعلیٰ اعضاء سلب کر لے، پھر کون ہے اسکے سوا جو تمہیں وہی اعضاء واپس دے۔

اور یہ سب کو معلوم ہے کہ اسپر اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی قدرت نہیں رکھتا۔ اس سے نتیجہ نکلا کہ ایسی قدرت والا ہی مستحق عبادت ہے اور عبادت کے رنگ میں تعظیم کے لائق بھی صرف وہی ہے۔

تو اے محبوب! (دیکھو کہ کس طرح سے ہم آیتیں پیش کرتے ہیں) یعنی بار بار انھیں اپنی آیات دکھاتے ہیں اور انکے افہام و تفہیم کیلئے نت نئے طریقے اختیار کرتے ہیں۔ کبھی انھیں عقلیات کے مناظر دکھاتے ہیں، کبھی ان کو ترغیب و ترہیب کے رنگ میں سمجھاتے ہیں، کبھی انھیں انکے متقدمین کے حالات سنا کر متنبہ کرتے ہیں۔

ذہن نشین رہے کہ 'تصریف' قرآنی اصطلاح میں ان اسباب کو کہا جاتا ہے، جنھیں بروئے کار لا کر مطلب کو واضح کیا جائے، کہ جس میں کسی طرح کا اخفا باقی نہ رہے۔

۔۔الختصر۔۔ ہم انھیں واضح انداز میں مختلف طریقے سے سمجھاتے ہیں (پھر) بھی (وہ لوگ روگرداں رہتے ہیں) اور ان آیات سے اعراض کر کے ایمان قبول نہیں کرتے۔

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ

پوچھو، کہ "یہ بتاؤ کہ اگر آپڑا اللہ کا عذاب تم پر بے بتائے، یا کھلے بند، تو کون ہلاک کیا جائے گا

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۷﴾

سوا ظالم قوم کے؟"●

اے محبوب! ان ظالموں سے (پوچھو کہ) اے ظالمو! (یہ بتاؤ کہ اگر آپڑا اللہ) تعالیٰ (کا عذاب تم پر بے بتائے) اچانک رات میں (یا کھلے بند) دن میں، تو مجھے بتاؤ تمہارا حال کیسا ہوگا؟ ۔۔الختصر۔۔جیسے تمہارے پہلوں پر عذاب آیا وہی عذاب اگر آجائے، (تو کون ہلاک کیا جائیگا سوا) تم جیسی (ظالم قوم کے)۔تمہارا ظلم ہی تم پر عذاب کا موجب ہے اور ایمان لانے کی بجائے کفر کرتے رہنا ہی تمہارا وہ ظلم ہے، جو تمہیں عذاب الٰہی کا مستحق بنا دیتا ہے۔

اس مقام پر مرسلین کرام سے آیات و معجزات کا مطالبہ کرنے والوں کیلئے یہ بات بھی قابل غور ہے کہ مرسلین کی بعثت کا مقصد صرف یہی نہیں ہے، کہ وہ قوم کے سامنے آیات ظاہر کریں۔۔یا۔۔ انکی غفلت دور کریں، تو کان کھول کر سن لیں کہ ہم نہیں مبعوث فرماتے۔۔۔

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ فَمَنْ اٰمَنَ

اور ہم نہیں بھیجتے رسولوں کو، مگر مژدہ سناتے اور ڈراتے۔تو جو مان گیا،

وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۴۸﴾

اور درست بن گیا، تو نہ کوئی ڈرا سے، اور نہ وہ رنجیدہ ہوں●

(اور ہم نہیں بھیجتے رسولوں کو، مگر مژدہ سناتے اور ڈراتے)۔۔الختصر۔۔انکی بعثت کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ وہ ایمان والوں کو جنت کی خوشخبری سنائیں اور کافروں کو جہنم سے ڈرائیں، (تو جو مان گیا) یعنی ایمان لایا (اور) نیک عمل انجام دے کر (درست بن گیا، تو نہ کوئی ڈرا سے) یعنی جس عذاب سے انھیں ڈرایا گیا اس سے وہ بے خوف ہونگے۔نہ انھیں دنیا میں کوئی عذاب ہوگا نہ آخرت میں۔ (اور نہ) ہی (وہ رنجیدہ) خاطر (ہوں) گے۔یعنی جس خوشخبری سے انھیں خوش کیا گیا ہے، دنیا کی خوشخبری ہو۔۔یا۔۔آخرت کی، اسکے فوت ہونے کا انھیں غم لاحق نہ ہوگا۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۴۹﴾

اور جنھوں نے جھٹلایا ہماری آیتیں، تو لپٹے گا انہیں عذاب، کیونکہ وہ نافرمان ہیں●

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

(اور) اسکے برخلاف (جنھوں نے جھٹلایا ہماری آیتیں) یعنی وہ بیانات جوانبیاء کرام نے خوشخبری دیکر اور ڈرا کر قوم کو بتائے اور انھوں نے اپنی قوم کو جو احکامات پہنچائے ان سب کی یا ان میں سے کسی ایک کی بھی تکذیب کردی، (تو لپٹے گا انھیں عذاب)، یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے انکو عذاب پہنچے گا (کیونکہ وہ نافرمان ہیں)۔۔الغرض۔۔اپنے دائمی فسق اور تصدیق وطاعت سے نکل جانے کی وجہ سے ان پر عذاب نازل فرمایا جائیگا۔

کفار کا طریقہ تھا کہ وہ سید عالم ﷺ سے طرح طرح کے سوال کیا کرتے تھے۔ کبھی کہتے کہ آپ رسول ہیں، تو ہمیں بہت سی دولت اور مال دیجئے کہ ہم کبھی محتاج نہ ہوں، ہمارے لئے پہاڑوں کو سونا کردیجئے۔ کبھی کہتے کہ ہمیں گزشتہ اور آئندہ کی خبریں سنایئے اور ہمیں ہمارے مستقبل کی خبر دیجئے، کیا کیا پیش آئیگا تاکہ ہم منافع حاصل کرلیں اور نقصانوں سے بچنے کیلئے پہلے سے انتظام کرلیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ قیامت کا دن بتایئے کب آئے گی۔ کبھی کہتے آپ کیسے رسول ہیں جو کھاتے پیتے بھی ہیں اور نکاح بھی کرتے ہیں۔

انکی ان تمام باتوں کا اگلی آیت میں جواب دیا گیا جسکا حاصل یہ ہے کہ اے منکرو! تمہارا یہ کلام بے محل اور جاہلانہ ہے، جو شخص کسی امر کا مدعی ہو اس سے وہی باتیں دریافت کی جاسکتی ہیں جو اسکے دعوی سے تعلق رکھتی ہوں۔ غیر متعلق باتوں کا دریافت کرنا اور اسکے دعویٰ کے خلاف حجت بنانا، انتہا درجہ کا جہل ہے۔ اسلئے ارشاد ہوا کہ اے محبوب!۔۔۔

قُلْ لَّاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَ لَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ

کہہ دو، کہ "میں تم سے نہ یہ کہوں کہ میرے ہی پاس اللہ کے خزانے ہیں، اور نہ یہ کہ میں غیب ہی جانتا ہوں، اور نہ تم سے یہ کہوں کہ

اِنِّیْ مَلَكٌۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤى اِلَیَّؕ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰى

میں فرشتہ ہوں۔ نہیں ہے میرا کوئی فعل وقول مگر جو وحی بھیجی گئی مجھ تک۔" پوچھو، کہ "کیا برابر ہیں اندھے

وَ الْبَصِیْرُؕ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ۠ (۵۰)

اور انکھیارے؟" تو کیا نہیں سوچتے ●

(کہہ دو کہ میں تم سے نہ یہ کہوں کہ میرے ہی پاس اللہ) تعالیٰ (کے خزانے ہیں) اور جب میرا یہ دعویٰ نہیں ہے، تو تمہارا مجھ سے مال ودولت کا سوال کرنا بے محل ہے۔ تو اب اگر میں اسکی طرف

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

التفات نہ کروں، تو تم میری رسالت کے منکر ہو جاؤ، یہ تمہاری جہالت ہے۔ (اور نہ) میرا (یہ) دعویٰ ہے (کہ میں) بذاتِ خود (غیب ہی جانتا ہوں)۔ تو جب میرا ذاتی غیب دانی کا دعویٰ ہی نہیں، تو اب اگر میں تمہیں آئندہ کی خبریں نہ بتاؤں، تو میری نبوت کے ماننے میں عذر کر سکو، تمہارے لئے اسکی گنجائش نہیں۔ (اور نہ) ہی (میں تم سے یہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں) کہ میرا کھانا پینا اور نکاح کرنا قابل اعتراض ہو جائے۔۔ الختصر۔۔ میں نے جن چیزوں کا دعویٰ ہی نہیں کیا، ان کا سوال بے محل ہے اور اسکا جواب دینا مجھ پر لازم نہیں۔ میرا دعویٰ نبوت اور رسالت کا ہے اور جب اس پر زبردست دلیلیں اور قوی براہنیں قائم ہو چکیں، تو غیر متعلق باتیں پیش کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔

اور غور سے سن لو کہ (نہیں ہے میرا کوئی فعل وقول، مگر جو وحی بھیجی گئی مجھ تک)۔۔ الختصر۔۔ میں نہیں اتباع کرتا، مگر اس کی جو میرے پاس وحی کی جاتی ہے۔ اس میں میرا ذاتی طور پر کسی قسم کا دخل نہیں ہوتا اور نہ ہی میں وحی کی استدعا کر کے اپنی طرف سے کسی قسم کا دخل دے سکتا ہوں، اور نہ ہی اور کوئی سلسلہ اس میں جاری ہو سکتا ہے۔

۔۔ الحاصل۔۔ آپ ﷺ حکم ربانی ہی کی اتباع فرماتے ہیں، خواہ وہ حکم فرشتے کی زبان سے آپ تک پہنچے۔۔ یا۔۔ فرشتہ زبان سے تو کچھ عرض نہ کرے، لیکن اشارہ وکنایہ سے کچھ کہے اور آپ کے دل میں حکم الٰہی کا القاء فرمائے۔۔ یا۔۔ براہِ راست نبی علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہو۔۔ بایں طور۔۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے نور سے اپنے نبی علیہ السلام کو کوئی بات ظاہر فرمائے۔ نبی کریم کے اجتہاد کو بھی وحی کا مرتبہ حاصل ہے۔ صرف فرق اتنا ہے کہ 'وحی از اوّل تا آخر وحی ہے' اور 'اجتہاد ابتداء میں تو اجتہاد ہے اور اسکا مآل وحی ہوگا اور اُسے وہی مرتبہ حاصل ہوگا، کہ گویا وہ ابتداءً ہی وحی ہے'۔۔۔

جب حضور نبی پاک ﷺ نے اپنی ذات کریمہ کو وحی کی اتباع سے موصوف فرمایا، تو اس سے لازماً ثابت ہوا کہ آپ اپنے کو ہدایت یافتہ اور اپنے معاند کو گمراہ اور اسکے دعوی کو گمراہی سے تعبیر فرمارہے ہیں، اسلئے کہ ہر وہ عمل جو وحی کے بغیر ہو، وہ نابینا کے عمل کے مشابہ ہے۔ اور وہ عمل جو مقتضائے وحی ہو، وہ نابینا کے عمل کی طرح ہے۔ تو اے محبوب! ان نادانوں سے۔۔۔

(پوچھو کہ کیا برابر ہیں اندھے اور انکھیارے) یعنی کیا گمراہ اور ہدایت یافتہ برابر ہو سکتے ہیں؟ **(تو کیا نہیں سوچتے)** یعنی کلام الٰہی کو سن کر پھر تفکر کیوں نہیں کرتے، تاکہ اسکی اتباع کر کے ہدایت

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

پا جائیں اور وحی کے مقتضاء پر چلنے والے ہو جائیں۔

چونکہ توبیخ کا دارومدار دو امروں کے نہ ہونے پر ہے:

ا۔کلام حق کا نہ سننا۔ ۲:اس میں تفکر نہ کرنا۔

اسلئے کلام الٰہی کو بغور سننا اور پھر اس میں تفکر کرنا نجات کے حصول کیلئے ضروری ہے۔۔

توخوف دلاؤ۔۔۔

وَأَنذِرْ بِهِ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَن يُحْشَرُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ ۙ لَيْسَ لَهُم مِّن دُونِهِ

اور ڈراؤ اس سے انھیں جو خوف کریں، کہ حشر کئے جائیں اپنے پروردگار کی طرف۔ کہ نہیں ہے اس کے سوا ان کا کوئی

وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿٥١﴾

مددگار اور نہ سفارشی، کہ وہ پرہیزگار ہو جائیں●

(اور ڈراؤ اس سے) جس سے ڈرانے کی تم پر وحی کی گئی ہے (انھیں، جو خوف کریں کہ حشر کئے جائیں) گے (اپنے پروردگار کی طرف) جزاء کے دن۔

مسلمانوں کو یہ خوف لغزشوں کی کثرت اور عمل میں کمی کی وجہ سے ہوگا اور دوسرے یہود و نصاریٰ اور مشرکین کو جو حشر و نشر کا عقیدہ رکھتے ہیں یہ خوف، انکے اپنے باطل نظریات اور انکی اپنی بداعمالیوں کے سبب ہوگا۔

۔۔الغرض۔۔انھیں روز قیامت سے ڈراؤ اور ان پر واضح کردو (کہ نہیں ہے اسکے سوا انکا کوئی مددگار اور نہ) ہی کوئی (سفارشی)۔۔لہٰذا۔۔گنہگاروں کو یہ خیال بھی نہ آنا چاہئے، کہ قیامت کے میدان میں اذن الٰہی کے بغیر انکی کوئی سفارش کر سکے گا۔

جو ماذون الشفاعۃ ہوگا اور جسکے لئے اُسے اذنِ شفاعت ملا ہوگا، تو صرف وہی اور صرف اسی کیلئے سفارش کر سکے گا۔رہ گئے مشرکین و کافرین، تو انکا یہ خیال غلط ہے کہ انکے بت انکی سفارش کرینگے۔۔یا۔۔انکے آباء واجداد انکے سفارشی ہونگے۔اسلئے ان فرضی سفارشیوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ اذنِ شفاعت ملا ہے اور نہ ہی قیامت تک ملنے والا ہے۔رہ گئے یہود و نصاریٰ جو اس خیالِ خام کا شکار ہیں، کہ وہ انبیاء کرام کی اولاد ہیں، تو انبیاء کرام انکی سفارش فرمائینگے، انکو ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ انبیاء کرام اور اللہ کے دوسرے محبوب بندوں کو صرف ایمان والے بندوں کی سفارش کا اذن عطا فرمایا جائیگا۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

۔۔لہٰذا۔۔کفار و مشرکین کیلئے یہ حضراتِ قدسی صفات میدانِ قیامت میں نہ تو مددگار ہونگے اور نہ ہی سفارشی۔ جن جن کو ڈرانے کا حکم ملا ہے ان میں نصیحت قبول کرنے والا دل اور نصیحت سننے والے کان انھیں کے پاس ہیں جو ایمان والے ہیں، اگرچہ انکے اعمال اچھے نہ ہوں۔۔یا پھر۔۔وہ لوگ اس نصیحت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں جن میں ایمان قبول کرنے کی صلاحیت ہے اور وہ سچے دل سے ہوش حواس کی کامل بیداری کے ساتھ حق کے متلاشی ہیں۔

تو اے محبوب! ان سب کو ڈراؤ، تا (کہ وہ پرہیزگار ہو جائیں)، تو ان میں جو برے اعمال کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں وہ اُن سے باز آ جائیں اور اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کر کے اسکی اطاعت کریں۔۔اور۔۔ان میں جو کفر و معاصی میں مبتلا ہیں، وہ کفر و معاصی سے بچیں اور نیک اعمال والے ہو جائیں۔

رہ گئے وہ سردارانِ قریش جو آپکی بارگاہ میں آ کر اپنی شان و شوکت کا مظاہرہ کرنا چاہتے ہیں اور اس شرط پر حاضر ہونا چاہتے ہیں کہ آپ ابن مسعود، بلال، مقداد، عمار، صہیب اور ان جیسے فقیروں اور غلاموں کو اپنی محفل میں حاضر نہ ہونے دیں۔۔یا۔۔کم از کم یہ سردارانِ قریش جب آئیں، تو انکو محفل سے اٹھا دیا جائے، اسلئے کہ ان جیسوں کے ساتھ ہم نشینی انکے لئے باعثِ شرم و عار ہے۔ اب اگر یہ نہیں رہتے، تو یہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونے، آپ کی صحبت میں بیٹھنے اور کلام کو سننے کیلئے تیار ہیں، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پھر اسکے بعد یہ اسلام کو قبول کر لیں۔

نبی کریم نے پہلے انکو یہ جواب دیدیا کہ میں مسلمانوں کو اپنی صحبت سے نہیں نکال سکتا۔ پھر فاروقِ اعظم نے عرض کیا ان کافروں کو ایک موقعہ دے دیجئے، تاکہ ظاہر ہو جائے کہ اس صورت میں یہ اپنے ایمان لانے کے عہد پر کہاں تک قائم رہتے ہیں، چونکہ اللہ کے رسول ﷺ اگر ایک طرف رحیم الفطرت تھے تو دوسری طرف انکے ایمان کے آرزومند بھی تھے، اسلئے انکے شرفاء کی درخواست قبول فرمالی۔ اور جب ان لوگوں نے اس وعدہ پر دستاویز چاہی، تو حضور کے فرمانے سے لوگوں نے لکھنے کا سامان حاضر کر دیا۔ پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ اس گفتگو کو قلم بند کر دو۔

آپ ﷺ کے کریمانہ طرزِ عمل سے کفار کیلئے یہ بھی گنجائش نہیں رہ گئی، کہ وہ کہہ سکیں کہ ہم نے تو اپنے ایمان لانے کی صورت کی پیشکش کی تھی، مگر وہ قبول نہیں کی گئی اور ہمارے احساسات کا لحاظ نہیں کیا گیا، تو ہم کیسے ایمان لاتے۔ لیکن رب کریم کو یہ بات منظور نہ ہوئی

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

کہ رسول کریم کی اپنے سچے غلاموں کو اپنی محفل سے نہ اٹھانے کی دلی آرزو کو پورا نہ کیا جائے اور سردارانِ قریش کے احساسِ برتری اور انکے کبر وغرور کی حوصلہ افزائی کی جائے، تو اس سے پہلے کہ رسول کریم اس تعلق سے کچھ ارشاد فرماتے، اللہ تعالیٰ نے اپنا حکم نازل فرمادیا، کہ اے محبوب! اپنے غلاموں کو اپنی بارگاہ سے نہ نکالنے کی آپ کی آرزو بالکل صحیح ہے۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ

اور نہ نکالو انھیں جو پکاریں اپنے پروردگار کو صبح وشام، طالب ذات ہوکر۔

مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ

نہ تم پر ان کا کچھ حساب ہے، اور نہ تمہارا کچھ حساب ان پر ہے۔

فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۲﴾

اب ان کو نکال دو تو بیجا ہوگا●

(اور) رب کریم کی بھی رضا اسی میں ہے، کہ (نہ نکالو انھیں جو پکاریں اپنے پروردگار کو صبح و شام طالبِ ذات ہوکر) یعنی خالصاً لوجہ اللہ ذکر الٰہی کرتے ہیں اور نماز فجر ہو۔۔یا۔۔نماز عصر، وہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ادا کرتے رہتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے دونوں جہان کے سر پر لات ماردی ہے اور ساری مخلوقات، یہاں تک کہ اپنی ذات سے بھی آزاد ہوگئے ہیں اور انھوں نے اپنی جملہ خواہشات کو حکم ربانی کا تابع کردیا ہے۔ انکی ساری عبادتیں جنت کی خواہش۔۔یا۔۔جہنم کے خوف کی وجہ سے نہیں، بلکہ صرف رب تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے ہے۔

۔۔الختصر۔۔اے محبوب! آپ صبر سے ان لوگوں کے ساتھ بیٹھے رہئے جو صبح وشام اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں۔ اب اگر کفار اپنے گمانِ فاسد سے انکی عبادتوں کو، اور آپ کی صحبت میں انکے بیٹھے رہنے کو ریا کاری پر محمول کرتے ہیں اور صرف دنیاوی فائدہ حاصل کرنے کیلئے قرار دیتے ہیں، تو اس سے آپکا کیا نقصان؟ اسلئے کہ (نہ تم پر انکا کچھ حساب ہے، اور نہ) ہی (تمہارا کچھ حساب ان پر ہے)، اسلئے کہ انکو انکے اعمال کی جزاء دینا۔۔یا۔۔انکو رزق مہیا کرنا آپ کے ذمہ نہیں، بلکہ انکو رزق مہیا کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم میں ہے۔ اسی طرح آپ کا رزق اور آپ کی جزاء بھی اللہ تعالیٰ ہی کے ذمہ کرم میں ہے، کسی اور کے ذمہ نہیں۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

۔۔لہٰذا۔۔ یہ مشرکین کی خام خیالی ہے، جو یہ سوچتے ہیں یہ غرباء مسلمین کھانے پینے کی لالچ میں آپ سے قریب ہوتے ہیں۔۔یا۔۔آپ اپنی دنیاوی ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے انکو اپنے قریب رکھتے ہیں۔۔۔ان نادانوں کو نہیں معلوم کہ آپ پر ان غرباء مسلمین کے رزق اور انکے اعمال کے محاسبہ کی ذمہ داری نہیں، کہ آپ مشرکوں کی فرمائش پوری کرنے کے درپے ہوں۔آپ کا کام منصب رسالت کی ذمہ داریوں کو پورا کرنا ہے اور اسکا تقاضا یہ ہے کہ آپ معاملات کے ظاہر پر عمل کریں اور انکے باطن کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کردیں، اور جب ان مسکین مسلمانوں کا ظاہر حال یہ ہے کہ یہ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، سو آپ ان کی طرف متوجہ ہوں، انکے ساتھ مجلس میں بیٹھیں اور انکو اپنے سے دور نہ کریں۔

(اب) اگر بالفرض تم (ان کو) اپنی مجلس سے (نکال دو، تو) یہ عمل (بے جا ہوگا) جو آپکی شایانِ شان نہیں۔۔الغرض۔۔اس عمل کی ممانعت کے بعد اسکو کرنا۔۔یا۔۔اسکا ارادہ کرنا، دونوں ہی گناہ ہیں، جسکا صدور آپ سے محال ہے۔رہ گیا ممانعت سے پہلے اسکو کسی نیک مقصد کے پیش نظر انجام دینا۔۔یا۔۔اسکا عزم کرلینا، یہ آپکے لئے مباح تھا، تو اس وقت آپ کی یہ سوچ 'کہ آپکا منصب تبلیغ اور اشاعت اسلام ہے، تو اگر بڑے بڑے سرداران قریش اسلام قبول کرلیں، تو انکو دیکھ کر انکے متبعین بھی مسلمان ہوجائینگے، تو اگر ان مسکین مسلمانوں کو وقتی طور پر مجلس سے اٹھا دیا جائے، تو ہر چند اس میں انکی دل شکنی ہوگی، لیکن یہ تھوڑا ضرر ہے اور اگر اسکے نتیجے میں یہ بڑے بڑے سردار تبلیغ سے مسلمان ہوگئے، تو یہ خیر کثیر اور عظیم فائدہ ہے۔اور زیادہ نفع کیلئے کم نقصان کو برداشت کرلیا جاتا ہے'، بیشک برحق سوچ تھی اور آپ کا اجتہاد بالکل صحیح تھا۔

وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ

اور اسی طرح سے ہم نے فتنہ قرار دے دیا ان میں سے ایک کو دوسرے کیلئے، تاکہ بکا کریں کہ یہی نادار ہیں جن پر

عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ۝

احسان فرمایا اللہ نے ہم میں سے۔ کیا اللہ شکر گزاروں کو نہیں جانتا؟●

(اور) جس طرح تجھ سے پہلے آزمایا ہے ہم نے فقیروں کو مالداروں کے ساتھ (اسی طرح سے ہم نے فتنہ قرار دے دیا ان میں سے ایک کو دوسرے کیلئے)، یعنی بعض بعض کیلئے آزمائش ہوگئے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

---چنانچہ---ہم نے بعض شرفاء قریش کو قریش کے بعض مالی حالات سے کمزوروں کے ساتھ امور دین میں آزمایا اور انھیں مقدم رکھا عرب کے قوی لوگوں پر ایمان لانے میں سبقت کرنے میں۔تو جو کمزور تھے اور جنکی مالی حالت اچھی نہ تھی، انھوں نے ایمان لانے میں سبقت کی اور دولت وثروت والے اور قوم میں معزز سمجھے جانے والے دیکھتے رہ گئے۔

ہم نے یہ آزمائش اسلئے کی، (تاکہ) یہ سرداران قریش فقراء مسلمین کو دیکھ کر حقارت سے اور حسد وجلن میں جل بھن کر (بکا کریں، کہ) کیا (یہی نادار ہیں) ایمان اور احسان کی نعمت---یا---توفیق اور ہدایت کی وجہ سے (جن پر احسان فرمایا اللہ) تعالیٰ (نے ہم میں سے؟) آخر ان میں کون سی خوبی تھی جسکی وجہ سے ان کو ہم پر ترجیح دی گئی؟ تو اے منکرو! بتاؤ (کیا اللہ) تعالیٰ اپنے مخلص بندوں اور (شکر گزاروں کو) اچھی طرح (نہیں جانتا)؟ مومنانہ عزت وکرامت کی مسند ہر ایک کا نصیب نہیں، اور نہ ہی دنیوی شان وشوکت اور دولت وثروت سے یہ حاصل ہوسکتی ہے۔یہ تو صرف مومنین ہی مقدر ہے، جو خالصا لوجہ اللہ عبادت گزاروں اور شکر گزاروں میں ہیں---

---الحاصل---مذکورہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ ہر شخص اپنے بالمقابل کی بہ نسبت آزمائش میں مبتلا ہے۔مالدار کافر فقراء صحابہ سے انکی اسلام میں سبقت پر حسد کرتے تھے اور وہ کہتے تھے کہ اگر ہم اب مسلمان ہوگئے، تو ہم ان مسکینوں اور فقیروں کے تابع ہونگے اور یہ چیز ان پر سخت دشوار تھی۔اور فقراء صحابہ ان مالدار کافروں کو عیش، راحت اور فراخ دستی میں دیکھتے تھے اور وہ سوچتے تھے کہ ان کافروں کو مال ودولت کی فراوانی اور وسعت کیسے حاصل ہوگئی؟ جبکہ ہم مال اور وسائل کی سخت تنگی اور مشکلات میں مبتلا ہیں۔تو ایک فریق دوسرے فریق کو دین میں بلندی پر دیکھتا تھا، اور دوسرا فریق اسکو دنیا میں فراخی میں دیکھتا تھا۔

اسلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے ان میں سے بعض کو بعض کے سبب آزمائش میں مبتلا کیا۔

اور اس بنا پر کافر یہ کہتے تھے، کیا ہم میں سے یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا ہے؟

---اور---اہل حق جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ہر فعل حق اور درست ہے اور اسکے فعل میں حکمت ہے اور اسکے کسی فعل پر کوئی اعتراض نہیں ہے---تو اے محبوب! آیت مذکورہ میں جن غرباء مسلمین کا ذکر ہے، انکو کافروں کی دلدہی کیلئے اپنی مجلس سے اٹھا دینا تو بڑی بات ہے، انکے ساتھ کوئی ایسا سلوک بھی نہ کریں جس سے انکی دل شکنی ہو اور یہ کبیدہ خاطر ہو جائیں۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰی

اور جب آ گئے تمہارے پاس وہ، جو ہماری آیتوں کو مانیں، تو کہو کہ تم پر سلام ہے۔ لکھ دیا تمہارے پروردگار

نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ

نے اپنے کرم پر رحمت کو، کہ بلاشبہ جس نے تم میں سے کر لیا برا کام نادانی سے، پھر توبہ کر لی اس کے بعد،

وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۵۴﴾

اور درست ہو گیا، تو بیشک اللہ غفور رحیم ہے●

چونکہ یہ آپکی نوازشات (اور) نگاہ کرم کے محتاج ہیں، تو ایسی صورت حال میں (جب آ گئے) ان میں سے کچھ لوگ (تمہارے پاس) یا انکے سوا (وہ) سارے لوگ (جو ہماری آیتوں کو مانیں) اور آپکی بارگاہ میں صرف اسلیئے حاضر ہوں کہ آپ انکے لئے دعا و استغفار کریں، (تو) پوری کشادہ خاطری کے ساتھ ان سے (کہو کہ تم پر سلام ہے)۔ خدا کرے تمہیں ہر دکھ تکلیف اور ہر آفت و مصیبت سے سلامتی و عافیت ہو۔۔ الختصر۔۔ مولیٰ کریم تمہارے دین اور تمہارے نفوس میں سلامتی بخشے۔

اے محبوب! آپ کی وجاہت سے آنے والوں پر جو ہیبت چھا جاتی ہے، خود آپ کے سلام کرنے میں سبقت کی وجہ سے اس ہیبت میں خاطر خواہ کمی ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں وہ آپ سے پورے طور پر مستفید و مستفیض ہو سکیں گے۔

تو اے رسول کی بارگاہ میں حاضر ہو کر فضل خداوندی کے طلبگارو! غور سے سن لو کہ (لکھ دیا ہے (تمہارے پروردگار نے اپنے کرم پر رحمت کو)۔۔۔ یعنی اس نے انکی بخشش و رحمت کا وعدہ فرمالیا ہے۔ ایسا وعدہ جس میں خلاف ہونے کا شائبہ بھی نہیں۔۔۔ رب کریم نے کیا وعدہ فرمالیا ہے؟ وہ یہ (کہ بلاشبہ جس نے تم میں سے کر لیا برا کام نادانی سے)، یعنی اس حال میں کہ اسکے انجام سے ناواقف ہو اور اس پر کیا عذاب ہوگا؟ اس سے بے خبر ہو (پھر توبہ کر لی اسکے بعد) یعنی اس کام کو کرنے کے بعد (اور) پھر پورے طور پر (درست ہو گیا) اور پختہ عزم کر لیا، کہ اب یہ گناہ کبھی نہ کرونگا (تو بیشک) اسکے لئے (اللہ) تعالیٰ (غفور) ہے۔ یعنی اسکے گناہوں کا بخشنے والا اور اسکی توبہ کو قبول فرمانے والا ہے۔ اور (رحیم ہے) یعنی اس پر خصوصی مہربانی فرمانے والا ہے۔ اور یہ بھی اسکی مہربانی ہے جو وہ یہ ارشاد فرما رہا ہے کہ سننے والو! سنو۔۔۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

ع ۱۲ ۵

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٥٥﴾

اور اسی طرح سے ہم آیتوں کی تفصیل کرتے ہیں، اور تاکہ ظاہر ہوجائے مجرم لوگوں کا طریقہ●

(اور) یادرکھو کہ (اسطرح سے ہم آیتوں کی تفصیل کرتے ہیں اور) توضیح کرتے ہیں (تاکہ ظاہر ہوجائے مجرم لوگوں کا طریقہ)، یعنی جس طرح ہم نے توحید اور رسالت اور قضاء وقدر کے دلائل ...ت آسان اور موثر طریقہ سے بیان کئے ہیں، قرآن مجید کی آیات کی تفصیل کی ہے اور حقائق شریعت ...ان کئے ہیں، اسی طرح ہم ہراس حق کو بیان کرتے ہیں جسکا اہل باطل انکار کرتے ہیں، تاکہ مومنین ...لیلئے مجرمین کا طریقہ واضح ہوجائے اور جب مجرموں کا اور اہل باطل کا طریقہ واضح ہوجایگا، تو اہل ...ق اور مسلمانوں کا طریقہ معلوم ہوجایگا، کیونکہ باطل کی ضد حق ہے اور ایک ضد کی خصوصیت اسکے ...قابل ضد کی خصوصیت سے پہچانی جاتی ہے۔

اے محبوب! اس قدر حق کے واضح ہوجانے کے بعد کفار کی بے عقلی تو دیکھو، کہ آپ کو اپنے ...طل اور بت پرست آباء واجداد کے دین کی طرف بلاتے ہیں۔ ان سب کو صاف لفظوں میں۔۔۔

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ

بتادو کہ بیشک میں روکا گیا ہوں اس سے کہ پوجوں انھیں کہ تم جن کی دہائی دیتے ہو اللہ کو چھوڑ کر،

قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿٥٦﴾

کہہ دو، کہ "میں تمہارے خیالات کا تابع نہیں ہوں۔ کہ ایسا ہو تو میں بہک گیا، اور راہ پر نہ رہا"●

(بتادو کہ) میرے پاس توحید کے بہت بڑے مضبوط دلائل ہیں اور اس بارے میں متعدد ...قرآنی آیات میرے اوپر نازل ہوئیں۔۔ چنانچہ۔۔ (بیشک میں روکا گیا ہوں اس سے کہ پوجوں انھیں ...کہ تم جن کی دہائی دیتے ہو اللہ) تعالیٰ (کو چھوڑ کر) اور اے کافرو، تم جو کچھ کہتے ہو یہ تمہاری اپنی ذاتی ...خواہشات ہیں اور (کہہ دو کہ میں تمہارے) ان باطل (خیالات کا تابع نہیں ہوں) کیوں (کہ ...میں ہدایت پر ہوں، تو پھر اپنے خدا کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔ تو اگر بفرض محال (ایسا ہو)، کہ میں تمہاری ...پیروی کرلوں، (تو میں بہک گیا اور) ہدایت یافتہ لوگوں کی (راہ پر نہ رہا)۔

اے محبوب! نضر بن حارث اور دوسرے رؤسائے قریش آپ سے جو یہ کہتے ہیں، کہ اے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

محمد ﷺ کہاں تک ہمیں عذاب الٰہی سے ڈراؤ اور دھمکاؤ گے، جو عذاب کر سکتے ہو وہ ہم پر کرو اور اب زیادہ ہمیں نہ ڈراؤ۔ ان سبھوں سے۔۔۔

قُلْ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِیْ

کہو، کہ "بیشک میں اپنے پروردگار کی روشن دلیل پر ہوں، اور تم نے اس کو جھٹلا دیا۔ میرے پاس وہ عذاب نہیں

مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ یَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَیْرُ الْفٰصِلِیْنَ ۝

جسکی تم کو جلدی ہے"۔ حکم ہے بس اللہ کا۔ بتا دیتا ہے حق، اور بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے●

(کہو کہ بیشک میں اپنے پروردگار کی روشن دلیل پر ہوں اور تم نے اسکو جھٹلا دیا)۔۔ الغرض۔۔ اس روشن دلیل یعنی قرآن کریم اور وحی ربانی کے جتنے احکام ہیں ان سب کو تم نے پس پشت ڈال دیا، من جملہ انکے عذاب کے آنے کی وعید بھی ہے جسے تم کچھ نہیں سمجھے۔ حق کو سمجھنے اور ماننے کیلئے یہ روشن دلیل کافی ہے۔ عذاب الٰہی میں ہلاک ہو جانے کے بعد کوئی حق کو ماننے اور اپنانے کے لائق ہی کہاں رہ جاتا ہے۔

۔۔ چنانچہ۔۔ نضر بن حارث کا حطیم میں کھڑے ہو کر یہ کہنا کہ 'اے اللہ اگر یہ وعدہ حق ہے، تو ہمارے اوپر آسمان سے پتھر برسا۔۔ یا۔۔ ہمارے اوپر دردناک عذاب نازل فرما'۔۔ یہ اسکی جہالت و بے عقلی ہے۔ اے محبوب! فرما دو کہ اے کافرو! (میرے پاس وہ عذاب نہیں، جسکی تم کو جلدی ہے)، یہاں تک کہ اسکے نہ آنے کو میری تکذیب کا ذریعہ بناتے ہو اور یہ سمجھتے ہو کہ وہ میرے ذاتی حکم اور ذاتی قدرت کے تحت ہے، اسی لئے اسکو سچ کر دکھانے کا مجھ سے مطالبہ کرتے ہو۔

تو غور سے سنو کہ یہ امر میرے سپرد نہیں۔ اسلئے کہ (حکم ہے بس اللہ) تعالیٰ (کا)۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر مجھے اس میں ذاتی طور پر کسی طرح کا بھی دخل نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے اس میں جلدی۔۔ یا۔۔ بدیر کا کوئی حکم نہیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ (بتا دیتا ہے حق)، یعنی جمیع احکام کا بیان کرنے میں حق کی اتباع کرنے ہی کا حکم فرماتا ہے۔ بنابریں عذاب کی تاخیر بھی حق اور ثابت ہے اور حکمت بالغہ جاری ہے (اور) وہ (بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے)۔

قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ؕ

کہہ دو، کہ "اگر میرے ہی پاس ہوتا وہ عذاب جسکی جلدی مچا رہے ہو، تو اپنے اور تمہارے درمیان فیصلہ کر دیا گیا ہوتا"

https://t.me/nabwilibrary

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۸﴾

اور اللہ زیادہ جانتا ہے ظالموں کو●

اے محبوب! (کہہ دو کہ) اے کافرو! (اگر میرے ہی پاس ہوتا وہ عذاب جسکی جلدی مچار ہے ہو)، یعنی وہ عذاب جسکے لئے وعیدیں وارد ہیں، اگر میری طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے سپرد ہوتا، (تو) عذاب طلب کرتے ہی فوراً تمہارے اوپر نازل ہوجاتا اور پھر (اپنے اور تمہارے درمیان فیصلہ کردیا گیا ہوتا)۔اس میں امر کی ہولنا کی اور حسن ادب کی مراعات واضح اور ظاہر ہے۔سنو (اور) یاد رکھو کہ (اللہ) تعالیٰ (زیادہ جانتا ہے ظالموں کو)، یعنی اللہ تعالیٰ ظالموں کے حالات خوب جانتا ہے اور اسکے علم میں ہے کہ انھیں مہلت دینا استدراجاً ہے، تاکہ انھیں سخت عذاب میں مبتلا کیا جائے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے میری طرف تمہارا معاملہ سپرد نہیں کیا اور نہ ہی جلدتر عذاب دینے کا فیصلہ فرمایا۔ بیشک اللہ تعالیٰ بالذات علیم وخبیر ہے۔۔۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ

اور اسی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں۔نہیں بتاتا مگر وہی۔ اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے۔ اور نہیں گرتا

مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ

کوئی پتہ، مگر وہ اس کو جانتا ہے، اور نہ کوئی دانہ زمین کی اندھیریوں میں، اور نہ تر

وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ﴿۵۹﴾

اور نہ خشک، مگر سب ایک روشن کتاب میں ہے●

(اور اسکے پاس ہیں غیب کی کنجیاں) غیب کے خزانے، یعنی جو کچھ پوشیدہ ہے خلق سے جیسے ثواب، عذاب اور وقتوں کا انقضاء اور اتمام، اور کاموں کا خاتمہ اور انجام (نہیں بتاتا) اور نہیں ظاہر فرماتا (مگر وہی)، تو عذاب میں جلدی۔۔۔یا۔۔۔دیر اُسی کی حکمت سے وابستہ اور اسی کی مشیت سے متعلق ہے۔

ارشاد رسول کریم سے ظاہر ہے کہ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ دراصل وہ علوم خمسہ ہیں، سورۂ لقمان میں جنکا ذکر ہے، جن کو رب علیم وخبیر کے سوا بذات خود، کوئی نہیں جانتا۔علومِ خمسہ کا ذکر صرف انکی اہمیت کو ظاہر کرنے کیلئے کیا گیا ہے، ورنہ انکے علاوہ بھی جملہ غیوب کا علم بذات

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

خود خدا ہی کو ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ ہی انکا علیم ہے اور خبیر ہے، یعنی جاننے والا اور خبردار فرمانے والا ہے، تو اپنے محبوبوں میں سے جسکو چاہتا ہے اسکو انکے بعض سے باخبر فرمادیتا ہے۔

یہ خبر فرمادینا قدرت الٰہی سے باہر نہیں، اور بیشک اللہ تعالیٰ ہر چاہے پر قدرت والا ہے۔

علم الٰہی کا عالم یہ ہے، غور سے سنو (اور) یادرکھو (وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی) میں ہے۔۔ مثلاً: نباتات اور حیوانات وغیرہ (اور تری میں ہے) یعنی دریا میں ہے۔۔ مثلاً: جواہر اور پانی کے جانور وغیرہ ۔۔یا۔۔ جو کچھ عالم شہادت کے بیابان میں اور عالم غیب کے دریا میں ہے، وہ سبھی کا جاننے والا ہے (اور نہیں گرتا کوئی پتہ مگر وہ اسکو جانتا ہے) کہ کتنے پتے درخت سے گرے، کتنے باقی رہے۔ اور وہ گراہوا پتہ زمین میں کتنی بار الٹا پلٹا (اور نہ کوئی دانہ زمین کی اندھیریوں میں، اور نہ تر اور نہ خشک، مگر سب ایک روشن کتاب میں ہے) لوح محفوظ میں سبھی کا ذکر ہے۔

۔۔الحاصل۔۔ جس طرح اللہ تعالیٰ تمام مغیبات کو جانتا ہے، اسی طرح خشکی اور سمندر کی ہر چیز کو جانتا ہے اور اسکا علم تمام موجودات کو محیط ہے۔ زمین و آسمان میں سے کوئی ذرہ اس سے پوشیدہ نہیں، وہ غیب اور شہادت کی ہر چیز کو جانتا ہے۔ جمادات، نباتات اور حیوانات کی تمام حرکات اور انکے تمام احوال اسکے علم میں ہیں، اور مکلفین میں سے جن اور انس کے ہر فعل سے وہ واقف ہے۔ زمین کے اندھیروں میں بوئے ہوئے بیج اور زمین کے اندر رہنے والے کیڑوں مکوڑوں اور زمین کے اوپر جانداروں اور بے جانوں کے تمام احوال میں سے کوئی چیز اسکے علم سے باہر نہیں۔ اسکے علم کو سمجھ چکے، تو آؤ اب اسکی قدرت کو بھی دیکھو۔۔۔

وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ

وہ ایسا ہے، کہ وفات دیتا ہے تم کو رات میں، اور جانتا ہے جو تم دن میں کما چکے ہو، پھر تم کو جگا اٹھاتا ہے،

لِيُقْضٰى أَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝٦٠ ع ۱۴

تاکہ پوری کردی جائے میعاد مقرر۔ پھر اسی کی طرف تمہارا لوٹنا ہے، پھر بتادے گا تم کو جو کررہے تھے●

بیشک (وہ ایسا ہے کہ وفات دیتا ہے تم کو رات میں) یعنی تمیز اور حواس زائل کر کے تمہیں مردہ کی طرح بنادیتا ہے۔ اور روح حیات کو جسم میں باقی رکھتے ہوئے، اس میں سے روح احساس نکال لیتا ہے (اور) ساتھ ہی ساتھ اسکو بھی (جانتا ہے جو تم دن میں کما چکے ہو)۔۔ المختصر۔۔ نیند طاری کرنے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

سے پہلے بیداری میں جو اعمال تم انجام دے چکے ان سے بھی باخبر ہے اور (پھر تم کو جگا اٹھاتا ہے) اور روح حساسہ کو تمہارے جسم میں پلٹا دیتا ہے اور مرکر زندہ ہونے کا ایک احساس تمہیں دلا دیتا ہے۔

یہ نیند اور پھر یہ بیداری اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے، ہر انسان جس سے باخبر ہے۔
اس بیداری سے اسے بھی محروم نہیں کیا جاتا، جسکے تعلق سے اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ یہ بیدار ہوکر پھر گناہوں کے کاموں میں لگ جائیگا۔

یہ نیند طاری کرنا، پھر بیدار کرنا، انکا سلسلہ مشیت الٰہی کے مطابق چلتا رہیگا (تاکہ پوری کردی جائے میعاد مقرر) یعنی نیند سے اٹھنے والا موت تک اپنی میعادِ زندگی پوری کر سکے۔ (پھر) موت سے (اسی کی طرف تمہارا لوٹنا ہے، پھر بتا دیگا تم کو جو کر رہے تھے) یعنی وہ اعمال جو تم زندگی کے شب و روز میں کرتے رہے، انکی تمہیں جزاء سزا دیگا۔

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۗ حَتّٰىٓ اِذَا جَآءَ

اور وہ زبردست ہے اپنے بندوں پر، اور بھیجتا ہے تم پر نگراں کار، یہاں تک کہ جب آگئی

اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ﴿٦١﴾

تم میں سے کسی کی موت، تو عمر پوری کردی اسکی ہمارے قاصدوں نے، اور وہ کوتاہی نہیں کرتے●

(اور وہ زبردست ہے اپنے بندوں پر) اسکے سوا بندوں کے جملہ امور کا ہر طرح سے اور کوئی متصرف نہیں۔ جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے (اور بھیجتا ہے تم پر نگراں کار) جو تمہارے اعمال کی حفاظت کرتے ہیں۔

اس سے کراماً کاتبین مراد ہیں۔ انکو مقرر کرنے میں حکمت یہ ہے کہ جب بندے کو معلوم ہوگا کہ میرے اعمال لکھے جارہے ہیں، جو قیامت میں بر سر میدان عوام کے سامنے ظاہر ہونگے، تو برائیوں سے رک جائیگا۔ اور جسے یقین ہو کہ اسے بالآخر معاف فرمائیگا، تو اسے اپنے آقا سے اتنا خوف نہیں ہوتا۔
اس مقام پر یہ ذہن نشین رہے، کہ کراماً کاتبین رات اور دن کیلئے علیحدہ علیحدہ جوڑا ہے۔
ایک نیکیاں لکھتا ہے دوسرا برائیاں۔ دایاں بائیں کا امیر ہے۔ جب بندہ نیکی کرتا ہے، تو اسے دائیں جانب والا فرشتہ ایک کی بجائے دس نیکیاں لکھتا ہے، اور جب بندہ برائی کرتا ہے، تو

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

بائیں جانب والا فرشتہ لکھنے کا ارادہ کرتا ہے، تو اسے دائیں جانب والا فرشتہ کہتا ہے کہ رک جا۔ وہ چھ سات ساعات رکا رہتا ہے، پھر اگر وہ برائی پر استغفار کرتا ہے، تو اسکی برائی نہیں لکھی جاتی۔ اگر استغفار نہیں پڑھتا، تو اسکے نامہ اعمال میں صرف ایک برائی لکھی جاتی ہے۔

یہ فرشتے لوح محفوظ کے کاتبین اور اس پر مقرر فرشتوں سے لوح محفوظ پر لکھے ہوئے حالات کو معلوم کر لیتے ہیں اور لوح محفوظ میں چونکہ تمام حالات لفظ بلفظ لکھے ہوئے ہوتے ہیں خواہ انکا تعلق ظاہر سے ہو یا باطن سے۔تو یہ کراما کاتبین لوح محفوظ پر مقرر فرشتوں سے بندوں کے دلی ارادوں اور انکے عزائم کی بھی خبر حاصل کر لیتے ہیں اور پھر اسکو بندوں کے نامہ اعمال میں لکھ لیتے ہیں۔تو رات والے فرشتے رات کو اور دن والے دن کو جس طرح بندوں سے گناہوں کا صدور ہوتا ہے ویسے ہی وہ لکھ لیتے ہیں، گو اسکے قبل بھی وہ انکے اعمال کو جانتے ہیں۔

۔۔الختصر۔تمہارے اوپر نگراں فرشتے مقرر ہوتے ہیں، جو تمہاری زندگی بھر تمہارے اعمال کی حفاظت کرتے ہیں (یہاں تک کہ جب آ گئی تم میں سے کسی کی موت) اور ختم ہو گئی اسکی مدتِ حیات (تو عمر پوری کر دی اسکی ہمارے قاصدوں نے)، یعنی ملک الموت اور انکے مددگار چودہ[۱۴] فرشتوں نے جن میں سات[۷] رحمت کے فرشتے ہیں اور سات[۷] عذاب کے۔۔الختصر۔اسکے بدن سے روحِ حیات نکال لی۔ پھر جب ملک الموت مومنوں کی روح قبض کرتے ہیں، تو رحمت کے فرشتوں کے سپرد کر دیتے ہیں اور جب کافروں کی جان نکالتے ہیں، تو عذاب کے فرشتوں کے حوالے کر دیتے ہیں (اور وہ) یعنی یہ فرشتے کسی طرح کی کوئی (کوتاہی نہیں کرتے) اور جب وقت آ پہنچتا ہے، تو روح نکالنے میں تاخیر نہیں کرتے۔

ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ۭ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۣ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ﴿۶۲﴾

پھر لوٹا دیئے گئے اللہ کی طرف، ان کا حقیقی مولیٰ۔ سن رکھو کہ حکم اسی کا ہے۔۔۔ اور وہ جلد حساب فرمانے والا ہے●

(پھر) موت کے بعد (لوٹا دیئے گئے) یہ سب کے سب (اللہ) تعالیٰ (کی طرف) یعنی اسکے حکم و جزا کی طرف حساب کے موقف میں۔۔یا۔۔یہ کہ انھیں اللہ تعالیٰ کے حکم اور فیصلے کیلئے مطیع کر کے لائینگے، کہ ایسے مالک کی طرف انھیں لایا جاتا ہے کہ اب اسکے سوا انکا کوئی مالک نہیں اور نہ ہی اسکے سوا کوئی حاکم ہے اور وہی (انکا حقیقی مولیٰ) ہے۔یعنی ایسا مالک جو علی الاطلاق جملہ امور کا مالک ہے، تو

https://t.me/nabwilibrary　Marfat.com

(سن رکھو کہ حکم اسی کا ہے) اور اس دن اپنے بندوں کا فیصلہ صرف وہی فرمائیگا۔ وہاں صرف اسی کا فیصلہ چلے گا اور کسی کا حکم نہ ہوگا۔ (اور وہ جلد حساب فرمانے والا ہے)۔

اس دن تھوڑے سے وقت میں اپنی تمام مخلوق کا حساب لے لیگا اور یہ بھی ہے کہ اسکے لئے ایک کا حساب دوسرے سے مانع نہ ہوگا اور نہ ہی ایک شان دوسری کو حاجب ہو سکے گی۔ اسکا کلام کسی عضو سے نہ ہوگا اور نہ فکر و رویت کا محتاج ہوگا۔۔ کثیر جن وانس اور پھر انکے بے شمار اعمال، لیکن سب کا حساب اتنی دیر میں لے لینا جتنی دیر میں بکری کا دودھ دوہا جاتا ہے، بلکہ اس سے بھی کم وقت میں، یہ حق سبحانہ تعالیٰ کے کمال قدرت کی دلیل ہے۔

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے الوہیت پر بعض دلائل بیان فرمائے تھے کہ اسکا علم ہر چیز کو محیط ہے اور اسکی قدرت ہر چیز کو شامل ہے اور وہ تمام مخلوق پر غالب ہے اور انکے اعمال کی فرشتوں سے حفاظت کراتا ہے، اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک اور قسم کی دلیل بیان فرمائی ہے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کمال اور اسکی رحمت، اسکے فضل اور اسکے احسان پر دلالت کرتی ہے۔۔ چنانچہ۔۔ ارشاد ہوتا ہے۔۔۔

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً

پوچھو کہ کون نجات دیتا رہتا ہے تمہیں خشکی اور تری کے اندھیروں سے، جس سے دعا کرتے ہو گڑگڑا کر اور چپکے،

لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۳﴾

کہ اگر اس بلا سے نجات دے دی، تو ہم ضرور شکر گزار ہوں گے●

اے محبوب! اہل مکہ سے (پوچھو کہ کون نجات دیتا رہتا ہے تمہیں خشکی اور تری کے اندھیروں سے)۔ خواہ وہ حسی اندھیرے ہوں۔۔ مثلاً: رات کا اندھیرا، گھرے بادلوں کا اندھیرا، بارش اور آندھیوں کا اندھیرا، اور سمندر میں موج وتلاطم کا اندھیرا۔۔یا۔۔ وہ معنوی اندھیرے ہوں۔۔ مثلاً: ان اندھیروں کی وجہ سے خوف شدید، نشانیوں کے نہ ملنے کی وجہ سے منزل کی ہدایت نہ پانے کا خوف، اور دشمن کے اچانک ٹوٹ پڑنے کا خوف۔

۔۔الغرض۔۔ ایسے اسباب جمع ہو جائیں جن سے بہت گھبراہٹ اور شدید خوف لاحق ہوتا ہے اور انسان کو نجات کی کوئی صورت نظر نہیں آتی اور وہ ہر طرف سے ناامید ہو جاتا ہے، تو اس وقت وہ

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

صرف اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس وقت وہ زبان اور دل دونوں سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی فطرت سلیمہ کا یہی تقاضا ہے کہ اس حال میں صرف اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا جائے اور اسی کے فضل وکرم پر اعتماد کیا جائے اور اسی کو ماویٰ وملجا اور جائے پناہ قرار دیا جائے۔اور جب اس حال میں وہی فریادرس اور دستگیر ہے،تو ہر حال میں صرف اسی کو پکارنا چاہئے،اسی سے مدد طلب کرنی چاہئے اور اسی کی عبادت کرنی چاہئے۔

تو اے مکہ کے کافرو! کہ جب تم ان مذکورہ بالا مصیبتوں کا شکار ہوتے ہو،تو وہ کون نجات دہندہ ذات ہے (جس سے دعا کرتے ہو گڑگڑا کر اور چپکے)۔اس وقت تمہارا حال یہ ہوتا کہ اسے پکارتے ہو دھاڑیں مار کر،اور دل میں نہایت ہی عجز وانکسار سے اس وقت یہ کہتے ہو (کہ اگر) اللہ تعالیٰ نے ہم کو (اس بلا سے نجات دے دی،تو ہم ضرور شکر گزار ہونگے) اور اس نعمت کی وجہ سے اس پر مداومت کرنے والوں سے ہونگے۔

ظاہر ہے کہ شکر نام ہے اعترافِ نعمت کا،بشرطیکہ اس نعمت کے حقوق بھی قائم رکھے جائیں۔اللہ تعالیٰ کی نعمت کے حقوق یہ ہیں کہ اس منعم حقیقی کی اطاعت میں زندگی بسر کرے اور برائیوں سے بچے،نہ یہ کہ الٹا اسکے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک بنائے جنھیں کسی شے کی بھی قدرت نہیں۔

قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ﴿۶۴﴾

بتادو کہ اللہ نجات دیتا ہے تم کو اس سے اور ہر مصیبت سے،پھر تم شریک بناتے ہو●

اے محبوب! ان مشرکین کو (بتادو کہ) ایسے پر آشوب حالات میں (اللہ) تعالیٰ (نجات دیتا ہے تم کو اس سے اور ہر مصیبت سے) مگر تمہارا عجیب حال ہے کہ نجات پاجاتے ہو اور تمام نعمتوں کا مشاہدہ کرلیتے ہو،اسکے باوجود (پھر) بھی (تم شریک بناتے ہو) غیر خدا کو خدا کا۔۔الغرض۔تمہارا یہ شرک کرنا بھی ترک شکر الٰہی ہے،اسلئے کہ جو خدا کا حقیقی معنوں میں شاکر ہوگا،وہ مشرک نہیں ہوسکتا۔۔۔اے مشرکو! کیا عذاب عذاب چلاتے ہو اور نزول عذاب الٰہی کا مطالبہ کرتے ہو! غور سے سن لو کہ مصائب وآلام میں تم جسکو پکارتے ہو اور وہ تمہیں نجات عطا فرماتا ہے،تو کیا تم نے یہ سمجھ لیا کہ وہ عذاب نازل نہیں فرماسکتا؟ ارے نادانو! عذاب نازل نہ فرمانے میں اسکی حکمت بالغہ ہوتی ہے۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ

کہہ دو کہ وہ قادر ہے اس پر کہ بھیج دے تم پر عذاب، اوپر سے اور

تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ ۗ

پاؤں تلے سے، یا کر دے تم کو شیعہ شیعہ، اور مزا چکھادے ایک کو دوسرے کی لڑائی کا۔

انْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُونَ ﴿٦٥﴾

دیکھو کہ ہم کس طرح، طرح طرح سے آیتیں بتاتے ہیں کہ وہ سمجھ سے کام لیں●

اے محبوب! ان نادانوں سے (کہہ دو کہ وہ قادر ہے اسپر کہ بھیج دے تم پر عذاب اوپر سے) جیسے نوح علیہ السلام کی قوم پر طوفان آیا تھا۔۔۔یا۔۔لوط علیہ السلام کی قوم پر پتھر برسے تھے (اور پاؤں تلے سے) جیسے اہل فرعون دریا میں غرق ہو گئے۔۔۔یا۔۔قارون جو زمین میں دھنس گیا۔ اوپر کے عذاب کی ایک شکل یہ بھی ہو سکتی ہے کہ تم پر ظالم حکام کو مسلط کر دے۔۔۔یونہی۔۔نیچے کے عذاب کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ تمہارے ماتحت بدمعاش اور بدکردار غلام وخدمتگار کر دے (یا کر دے تم کو شیعہ شیعہ اور مزا چکھادے ایک کو دوسرے کی لڑائی کا) یعنی ملادے تمہیں باہم گروہ گروہ اور ہر گروہ کی آرزو، تمنا اور مدعا، دوسرے گروہ کے خلاف ہو، کہ اس مخالفت کی وجہ سے باہم مقاتلہ ہو، آپس میں تلواریں چلیں اور ایک دوسرے کو قتل کرے۔ اسطرح ہر ایک اپنے مقابل سے رنج پائے اور اسکی طرف سے کی گئی سختی برداشت کرے۔

یہ ذہن نشین رہے کہ اس مقام پر شیعہ سے مراد وہ گروہ ہے، جو کسی امر مذموم پر مجتمع ہو۔ اسی لئے اس معنی میں شیعہ ہونا بھی ایک طرح کا عذاب الٰہی ہے۔۔۔الختصر۔۔رب قدیر اگر چاہے تو مذکورہ بالا عذاب میں سے کوئی۔۔یا۔۔سب ہی۔۔یا۔۔انکے سوا کوئی دوسرا عذاب ۔۔الغرض۔۔وہ قادر مطلق ہر طرح کے عذاب نازل فرمانے کی قدرت رکھتا ہے۔

اے محبوب! (دیکھو ہم کس طرح، طرح طرح آیتیں بتاتے ہیں کہ وہ سمجھ سے کام لیں) یعنی قرآنی آیات کو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف، کبھی وعدوں سے، کبھی وعیدوں سے، یعنی کہیں وعید بیان کی گئی تو ساتھ وعدہ بھی۔۔۔الغرض۔۔مختلف وجوہ سے آیات کو وارد کیا گیا ہے۔ اول سورہ سے لے کر آخر تک یہی اسلوب رہتا ہے، تاکہ وہ سمجھ جائیں اور اپنے فطری امر سے واقفیت حاصل کر کے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

مکابرہ وعناد سے لوٹ کر ایمان واسلام کی طرف رجوع کریں۔ مگر صورتِ حال یہ رہی کہ کچھ بھی سمجھ سے کام نہیں لیا۔۔۔

وَكَذَّبَ بِهِ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۗ قُل لَّسْتُ عَلَيْكُم بِوَكِيلٍ ﴿٦٦﴾

اور جھٹلایا اس کو تمہاری قوم نے حالانکہ وہ حق ہے۔ صاف کہہ دو کہ میں تمہارا ذمہ دار نہیں ہوں●

لِّكُلِّ نَبَإٍ مُّسْتَقَرٌّ ۚ وَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٦٧﴾

ہر بات کا وقت ہے۔ اور جلد تم جان لوگے●

(اور جھٹلایا اس) عذاب موعود (کو)۔۔یا۔۔قرآن کو، جو اس عذاب کی خبر دینے والا ہے (تمہاری قوم نے) جو تم سے عناد رکھتی ہے (حالانکہ وہ حق ہے) یعنی لامحالہ عذاب واقع ہوگا۔۔یا۔۔یہ کہ جو کتاب اللہ نے بیان کیا ہے وہ حق ہے۔ اے محبوب! (صاف کہہ دو کہ میں تمہارا ذمہ دار نہیں ہوں) کہ میرے ہاں تمہارے تمام امور سپرد کیے گئے ہوں، تاکہ میں تمہیں تکذیب سے روکوں اور انھیں تصدیق پر مجبور کروں۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے والا ہوں اور اب میں اپنی ذمہ داری سے عہدہ برا ہوں، اسلئے کہ میں تمہیں یہ تمام خبریں سنا چکا ہوں، جنھیں تم دیکھو گے اور اچھی طرح سے جان لو، کہ قرآن کریم میں خبروں کی شکل میں جو باتیں مذکور ہیں ان میں۔۔۔

(ہر بات) کے وقوع (کا) ایک (وقت) مقرر (ہے) (اور جلد تم جان لوگے) عذاب کے وقوع کو دنیا۔۔یا۔۔آخرت۔۔یا۔۔دنیا وآخرت دونوں میں۔ اس مقام پر جبکہ تکذیب، استہزا اور تمسخر کرنے والوں کا ذکر ہے، تو اسکے تعلق سے یہ نصیحت ملحوظ خاطر رہے۔۔۔

وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا

اور جب تم دیکھ پاؤ ان کو، جو نکتہ چینی کریں ہماری آیتوں میں، تو منہ پھیر لو ان سے، یہاں تک کہ لگ جائیں

فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ

کسی دوسری بات میں۔ اور اگر بھلاوا دے دے تم کو شیطان، تو نہ بیٹھو

بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٦٨﴾

یاد آجانے پر ظالم قوم کے ساتھ●

https://t.me/nabwilibrary　Marfat.com

(اور) ہر حال میں اسکا خیال رہے، کہ (جب تم) اے محبوب!۔۔یا۔۔تمہارے دامن کرم سے وابستہ تمہارا کوئی امتی (دیکھ پائے انکو جو نکتہ چینی کریں ہماری آیتوں میں) اور کفار قریش کی طرح انکا مذاق بنائیں، اسکی تکذیب کریں۔۔یا۔۔کسی طرح کی طعن و تشنیع کریں، (تو منہ پھیر لو ان سے) اور ان سے اعراض کرو اور انکے ساتھ اٹھنا بیٹھنا چھوڑ دو۔ اور اگر ساتھ بیٹھے ہو تو اٹھ جاؤ، (یہاں تک کہ لگ جائیں کسی دوسری بات میں) اور قرآنی آیات سے استہزا وغیرہ چھوڑ کر دوسری عام باتیں شروع کر دیں۔ اب انکے ساتھ کسی نیک مقصد کے پیش نظر بیٹھا جاسکتا ہے۔

(اور اگر) تم میں سے کسی کے ساتھ یہ صورتِ حال پیش آئے کہ (بھلا وادے تم کو شیطان)، یعنی ایسی محفل سے' جس میں آیات قرآنیہ کی تکذیب کی جارہی ہو' اٹھ جانے کا حکم یاد نہ رہے (تو نہ بیٹھو یاد آجانے پر ظالم قوم کے ساتھ)۔

ظالم کا لفظ استعمال فرما کر واضح فرما دیا گیا، کہ ان سے کنارہ کشی کے حکم کی علت انکا ظالم ہونا ہے۔ اب جو بھی ظالم ہو اور اسکے ظلم کی نوعیت کچھ بھی ہو، خواہ وہ کفر و شرک کی وجہ سے ظالم ہو۔۔یا۔۔بدعتی اور گمراہ ہونے کی وجہ سے ظالم ہو۔ چونکہ دونوں ہی اپنے نفسوں پر ظلم کرنیوالے ہیں، تو ان سے کسی طرح کے قلبی رابطے اور دلی محبت کی اجازت نہیں۔۔چنانچہ۔۔ ان سے اسطرح کے معاملات نہیں کیئے جاسکتے، جو دلی رابطے اور قلبی محبت کے تقاضے ہیں۔

رہ گئے مسلمان فاسقین، تو ان کے گناہوں سے تو نفرت کی جائیگی، لیکن انکی ذات سے بالکلیہ بے تعلقی نہیں کی جاسکتی۔ تو اب اگر ان سے کنارہ کشی میں انکے لئے ہدایت ہے، تو ان سے بے تعلق رہا جائیگا اور اگر انکے قریب آکر انکی ہدایات کے امکانات روشن ہوں، تو انکو اپنے قریب کیا جائیگا۔ اور انکو اپنی صحبت میں رکھ کر اور اخلاقی قدروں سے متاثر کر کے گناہوں کی راہ سے ہٹانے کی کوشش کی جائیگی۔

یہ کام بھی انہیں کا ہے جو غیروں پر اپنا اثر ڈالنے کی صلاحیت رکھتے ہوں اور دوسروں کی صحبت کی برائی سے اپنے کو بچا سکتے ہوں۔۔لہٰذا۔۔عام لوگوں کیلئے یہی حکم ہے کہ وہ کفار و مشرکین اور فساق و فجار، ہر ایک کی صحبتوں اور قربتوں سے اپنے کو بچائے رہیں اور انکی صحبتوں کے برے اثرات سے اپنے دین و ایمان کی حفاظت کرتے رہیں۔

مذکورہ بالا آیت سے ایمان والوں کو جو حکم ملا اس کے پیش نظر صحابہ کرام نے بارگاہ رسول ﷺ میں عرض کیا، کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمیں کعبہ کا طواف اور مسجد حرام میں نشست

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

کرنا ضروری ہے اور مشرک بھی وہاں ہوتے ہیں اور برابر قرآن اور اہل ایمان کے ساتھ مسخرہ پن کرتے ہیں اور ہم کو انکی مجلس میں رہنا پڑتا ہے، اور صورت حال یہ ہے کہ ہم انھیں بحث کرنے اور طعن و تشنیع کرنے سے روک بھی نہیں سکتے۔ اب ایسی صورت میں کیا ہم گنہگار ہونگے؟ تو اے محبوب! ان کو سنادو۔۔۔

وَمَا عَلَى الَّذِينَ يَتَّقُونَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ۝

اوران پر جو تقوی شعار ہیں کچھ سوال نہیں، لیکن نصیحت کردینا، کہ وہ ڈر جائیں●

(اور) انھیں بتادو کہ (ان پر جو تقوی شعار ہیں کچھ سوال نہیں)، یعنی ان پرہیزگاروں سے ان ظالموں کے اعمال پر کوئی باز پرس نہیں ہوگی (لیکن) انکا فرض ہے انکو (نصیحت کردینا) اور بس ۔۔ چنانچہ۔۔ وہ ان کافروں کو نصیحت کریں اور انھیں اپنی وسعت کے مطابق سمجھائیں، کہ قرآنی آیات پر طعن و تشنیع اور انکی تکذیب نہ کریں۔۔ بلکہ۔۔ انکے سامنے ایسی برائیوں پر کراہت کا اظہار کریں، (کہ وہ ڈر جائیں)، یعنی اس کام سے پرہیز کریں اور شرمائیں۔ اور مسلمانوں کی ناراضگی کا خوف ان پر طاری ہوجائے۔ اے محبوب! اس سلسلے کی ایک بنیادی اور اہم بات یہ ہے کہ۔۔۔

وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ

اور انھیں چھوڑ دو جنھوں نے بنالیا اپنا دین کھیل کود، اور دھوکہ دے دیا ان کو دنیاوی زندگی نے، اور قرآن سے نصیحت دو

اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ

کہ کوئی ہلاکت میں ڈال دیا گیا اپنے کرتوت کی وجہ سے، نہ رہ گیا اسکا بنایا ہوا اللہ کو چھوڑ کر مددگار نہ سفارشی۔

وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ

اور اگر اپنا معاوضہ میں دے سارے بدلے تو لیا نہ جائے۔ وہ ہیں جو ہلاک کردیے گئے اپنے کرتوتوں سے۔

لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ۝ ع ۱۴

انکے لئے پینے کو کھولتا پانی اور دکھ دینے والا عذاب ہے۔ سزا ہے اسکی جو کفر کیا کرتے تھے●

آپ (اور) وہ مسلمان جو آپ کے پیروکار ہیں سب کے سب (انھیں چھوڑ) د(و)، یعنی ان

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

سے یک لخت دوری اختیار فرماؤ اور ان سے مکمل طور پر کنارہ کشی کرلو اور ان لوگوں سے حسن معاشرت اور ملنا جلنا چھوڑ دو (جنھوں نے بنالیا اپنا دین کھیل کود)، یعنی کھیل اور تماشے پر اپنے دین کی بناء رکھی ہے، جیسے بتوں کی عبادت، بحائر وثوائب کی حرمت، جس دین کی طرف پیغمبر انھیں بلاتے ہیں اس دین کے ساتھ مسخراپن اور ٹھٹھا کرتے ہیں۔۔یا۔۔میقات عبادت جوانکی عید ہے اُسے لھو 'یعنی ایسا عمل جونفس کو صحیح امر سے بیکار باتوں میں لگادے' اور لعب 'یعنی وہ عمل جونفس کو مفید امور سے پھیر دے'، میں گزارتے ہیں۔

۔۔الحتصر۔۔انکا پورا دین ہی کھیل کود ہوگیا اور اسی کھیل کود کو انھوں نے اپنا دین سمجھ لیا (اور) اسکی وجہ یہ ہے کہ (دھوکہ دیدیا انکو دنیاوی زندگی نے)، چنانچہ یہ سمجھ بیٹھے کہ ہمیں ہمیشہ یہیں کے نقش ونگار اور عیش وعشرت میں رہنا ہے۔۔یا یہ کہ۔۔دنیا ہی کی زندگی ہماری آخری زندگی ہے، اسکے بعد اب ہمیں کوئی اور زندگی ملنے والی نہیں۔۔چنانچہ۔۔بعث وحشر کا انکار کر بیٹھے۔اس مقام پر کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ رسول کریم کو کفار کو تبلیغ سے بھی روکا جارہا ہے، اسلئے کہ ارشاد فرمایا جارہا ہے اے محبوب! انکو راہِ مستقیم دکھاتے رہو (اور قرآن سے نصیحت دو) تا (کہ) ایسا نہ ہو کہ قرآنی ہدایت نہ پانے کی وجہ سے (کوئی ہلاکت میں ڈال دیا گیا اپنے کرتوت کی وجہ سے) اور (نہ رہ گیا) اس نفس گرفتار کیلئے (اسکا) اپنا (بنایا ہوا) جسے (اللہ) تعالیٰ (کو چھوڑ کر) معبود بنالیا تھا اسکا (مددگار)، اور (نہ) ہی (سفارشی)۔

۔۔الحتصر۔۔ان باطل معبودوں اور کفار کے خیالی سفارشیوں میں کوئی ایسا نہیں، جو اسکا دوست بن کر اسکی مدد کرسکے۔۔یا۔۔سفارشی بن کر اسے عذاب سے خلاصی دے سکے (اور اگر) عذاب سے چھٹکارے کیلئے وہ نفس گرفتار (اپنا معاوضہ میں دے سارے بدلے) یعنی ہر قسم کا فدیہ دے، (تو) اس سے (لیا نہ جائے) اور قبول نہ کیا جائے۔تو اے محبوب! آپ انکو قرآنی ہدایت کی تبلیغ فرماتے رہیں اور مذکورہ بالا ہلاکتوں سے باخبر فرماتے رہیں، ممکن ہے کہ ان میں سے کوئی ہدایت پاکر اسلام قبول کرلے اور مذکورہ ہلاکتوں سے اپنے کو بچاسکے۔

جس گروہ کی ہلاکت کا ذکر اوپر کیا گیا ہے یہ (وہ) لوگ (ہیں جو ہلاک کردیئے گئے اپنے کرتوتوں سے)۔۔چنانچہ۔۔انکی بدعقیدگی اور بداعمالی کی وجہ سے انھیں عذاب کے فرشتوں کے سپرد کردیا گیا۔دوزخ میں (انکے لئے پینے کو کھولتا پانی اور دکھ دینے والا عذاب ہے)۔پانی سے انکا اندر جلے گا اور عذاب سے انکا باہری حصہ جھلسے گا۔یہ (سزا ہے اسکی جو کفر کیا کرتے تھے)۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُنَا وَ لَا یَضُرُّنَا وَ نُرَدُّ عَلٰۤى اَعْقَابِنَا بَعْدَ

کہہ دو کہ کیا ہم دہائی دیں تمہارے، اللہ کو چھوڑ کر، بنائے کو؟ جو نہ ہمارا بنا سکیں نہ بگاڑ سکیں، اور الٹے رخ پلٹا دیئے جائیں، بعد اسکے

اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِی اسْتَهْوَتْهُ الشَّیٰطِیْنُ فِی الْاَرْضِ حَیْرَانَ لَهٗۤ اَصْحٰبٌ

کہ ہدایت دے دی ہم کو اللہ نے، جیسے وہ جس کو پھسلا کر کر دیا شیطانوں نے زمین میں حیرت زدہ۔ اس کے کچھ لوگ ہیں

یَّدْعُوْنَهٗۤ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَ اُمِرْنَا لِنُسْلِمَ

جو اسے بلا رہے ہیں ہدایت کی طرف، کہ ہمارے پاس آجاؤ۔ کہہ دو کہ اللہ کی ہدایت ہی تو ہدایت ہے۔ اور ہمیں حکم دیا گیا،

لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۷۱ وَ اَنْ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّقُوْهُ ؕ وَ هُوَ الَّذِیْۤ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۷۲

کہ ہم گردن جھکا دیں سارے جہان کے پروردگار کیلئے ● اور یہ کہ نماز قائم رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔
وہ ہے جس کی طرف تمہارا حشر کیا جائے گا●

اے محبوب! ان کافروں سے (کہہ دو) جو آپ کو اپنے آباؤ اجداد کے دین کی طرف آنے کی دعوت دے رہے ہیں (کہ کیا ہم دہائی دیں) یعنی معبود سمجھ کر پکاریں، (تمہارے، اللہ) تعالیٰ (کو چھوڑ کر بنائے کو)، یعنی جن کو اللہ تعالیٰ سے باغی ہو کر اور اسکے حکم کو نظر انداز کر کے تم نے اپنے طور پر معبود بنالیا ہے۔ تو اس تمہارے ہاتھ کے بنائے ہوؤں کو کیا ہم بھی معبود سمجھنے لگیں؟ حالانکہ انکا حال یہ ہے (جو نہ ہمارا بنا سکیں) بالفرض اگر ہم انکو اپنا سمجھ بھی لیں اور (نہ بگاڑ سکیں) اگر ہم اسے چھوڑ دیں۔۔ الغرض ۔۔ یہ کسی طرح کے نفع و نقصان پر قادر نہیں۔۔ لہٰذا۔۔ انکی جو عبادت کرے اسے کوئی فائدہ ہونیوالا نہیں ۔۔ یونہی۔۔ اگر کوئی انکی عبادت سے انکار کر دے، تو اسے کوئی نقصان پہنچنے والا نہیں ہے۔

اے کافرو! آخر تم چاہتے کیا ہو؟ (اور) تمہارا مقصد کیا؟ کیا تمہاری یہ خواہش ہے کہ ہم (الٹے رخ پلٹا دیئے جائیں، بعد اسکے کہ ہدایت دے دی ہم کو اللہ) تعالیٰ (نے)۔۔ الغرض ۔۔ تم یہ چاہتے ہو کہ ہم مرتد ہو جائیں اور شرک کی طرف رجوع کریں، بعد اسکے کہ ہدایت دی ہمیں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی طرف اور کفر و ضلالت کے قید خانے سے نجات دی۔ اور اب اگر ہم دین حق سے پھر جائیں تو ہو جائینگے ویسے (جیسے وہ، جسکو پھسلا کر کر دیا شیطانوں نے زمین میں حیرت زدہ) نہ جانتا ہے اور نہ کچھ تدبیر کر سکتا ہے۔ اور وہ زمین بھی ایسے بیابان میں ہو، جو سیدھی راہ سے دور ہو۔ (اسکے کچھ لوگ ہیں جو) ازراہِ شفقت (اسے بلا رہے ہیں ہدایت کی طرف کہ ہمارے پاس آجاؤ) اور شیطان اسے اپنی طرف بلاتے ہیں اور وہ اس امر میں متردد ہے کہ میں شیطانوں کے ساتھ جاؤں

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

ـ۔ یا۔۔ یاروں کی طرف۔ پھر اگر وہ شیطان کا کہا مانتا ہے، تو ہلاکت میں پڑتا ہے اور اگر یاروں کی پکار کو سنتا ہے تو نجات پاتا ہے۔

اس تمثیل کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص مرتد ہو گیا، وہ اس شخص کے مثل ہے جسے شیطان مومنین کے لشکر میں سے بھگا لے گئے ہوں اور خطرناک بیابان میں ڈال دیا ہو۔ لشکری رفیق جو مومن لوگ ہیں، صراطِ مستقیم یعنی شریعت اسلامیہ کی طرف آنے کیلئے اُسے پکارتے ہیں اور شیطان صفت لوگ فریب دینے والے اور ضلالت کے میدان کی طرف کھینچتے ہیں۔ اب اگر وہ شخص مومنین کی پکار پر پھر آئے، تو اپنے کو لشکر اسلام میں پہنچا کر اپنی اصل منزل پر آجائے اور اگر شیطانوں کے ساتھ رہے تو کفر اور بے دینی پر مرے۔

تو اے محبوب! (کہہ دو کہ) **ہدایت وہ نہیں ہے جسکی طرف شیطان بلا رہا ہے، بلکہ بیشک (اللہ) تعالیٰ (کی ہدایت ہی تو ہدایت ہے)** یعنی اسلام ہی دین صحیح اور راہ مستقیم ہے، جس میں ہمیں ہدایت دی گئی ہے۔ **(اور ہمیں حکم دیا گیا) ہے (کہ ہم گردن جھکا دیں سارے جہان کے پروردگار کیلئے)** اور اسکے سچے مطیع و فرمانبردار ہو جائیں۔

(اور یہ) حکم دیا گیا ہے (کہ نماز قائم رکھو) اسے کما حقہ ہمیشہ ادا کرتے رہو **(اور اللہ) تعالیٰ (سے ڈرتے رہو)**، نہ کبھی اسکی نافرمانی کرو اور نہ ہی کبھی نماز کی ادائیگی میں سستی کرو اور اچھی طرح ذہن نشین رکھو، اللہ تعالیٰ **(وہ ہے جسکی طرف تمہارا حشر کیا جائیگا)**۔ قیامت کے دن اسکی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے، جہاں حساب کتاب ہوگا اور جزاء و سزا کے فیصلے صادر فرمائے جائینگے۔

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۖ وَيَوْمَ يَقُولُ كُنْ فَيَكُونُ ۚ

وہی ہے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو بالکل ٹھیک۔ اور جس دن فرمائیگا کہ ہو جا، تو ہو جائیگا جو نہ رہا ہوگا۔۔۔

قَوْلُهُ الْحَقُّ ۚ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ

اسکی بات حق ہے۔ اور اسی کی حکومت ہے جس دن پھونکا جائے گا صور میں۔ غیب و شہادت کا جاننے والا۔

وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ﴿۷۳﴾

اور وہی حکمت والا خبردار ہے●

(وہی ہے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو بالکل ٹھیک) صحیح و برحق یعنی علوی اور سفلی

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

عوالم اور جوان کے اندر ہے، سب اسی کا پیدا کردہ ہے۔ یہ ساری مخلوقات اور مصنوعات اسکی قدرت اور وحدانیت پر دلیل ہیں۔ انکو پیدا کرنا بے فائدہ، باطل، اور خطا نہیں ہے۔ (اور) آگے بھی (جس دن فرمائیگا کہ ہوجا، تو ہوجائیگا، جو نہ رہا ہوگا)۔۔ الحتصر۔۔ قیامت کے دن ایک لفظ کُنْ سے ہی سارے مُردوں کو زندہ فرمادے گا، اس بات میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ اسلئے کہ (اسکی بات حق ہے) ایسا سچ ہے جسکو ہونا ہی ہے، اور ایسا کیوں نہ ہو، اسلئے کہ وہ بڑا ہی قادر مطلق ہے (اور اسی کی حکومت ہے) پوری کائنات میں اُسی کا حکم چلتا ہے، اسکے حکم کے بغیر ایک پتہ بھی ہل نہیں سکتا۔ اس دن بھی اسی کی حکومت ہوگی (جس دن پھونکا جائے گا صور میں)۔

صور ایک سینگ ہے جسکی گولائی اتنی بڑی ہے جتنی آسمانوں کی چوڑائی ہے۔ صور تین مرتبہ پھونکا جائیگا۔ پہلی مرتبہ پھونکنے سے لوگ دہشت زدہ ہوجائینگے اور انھیں یقین ہوجائیگا، کہ اب مرنے کا وقت قریب آچکا ہے۔ دوسری بار صور پھونکنے سے سب مرجائینگے اور تیسری بار صور پھونکنے سے سب رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوجائینگے۔ صور پھونکنے کے بعد صرف اسی کا ملک ہوگا۔ اس دن مجازاً بھی کسی طرف ملک وملکیت کی نسبت نہیں کی جائیگی۔

اور وہی (غیب وشہادت کا جاننے والا) ہے یعنی جو ہمارے حواس وادراک سے پوشیدہ ہے ۔۔یا۔۔ جنکا ہم مشاہدہ کرتے ہیں ان سب کا وہی عالم ہے۔ (اور وہی حکمت والا) ہے، جو کچھ بھی کرتا ہے اس میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوتی ہے اور تمام جلی وخفی امور سے (خبردار ہے)۔

اس سے پہلے آیت ۷۱ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا، کہ آپ کہئے کیا ہم اللہ کو چھوڑ کر انکی پرستش کریں، جو ہم کو نہ نفع دے سکتے ہیں اور نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں، تو اب اس اگلی آیت میں حضرت ابراہیم اور انکی قوم کا ذکر کیا۔ انکی قوم بھی بت پرستی کرتی تھی اور حضرت ابراہیم انکو بت پرستی سے منع کرتے تھے۔ سو اس آیت میں یہ بتایا ہے کہ ہمارے نبی سیدنا محمد ﷺ کا کفار مکہ کو بت پرستی سے منع کرنا ایسا ہی ہے، جیسا کہ آپ کے جد محترم سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کو بت پرستی سے منع کرتے تھے اور اس میں یہ تنبیہ ہے، کہ اپنے نیک آباء واجداد کی پیروی کرنی چاہئے۔

حضرت ابراہیم نے آزر اور اپنی قوم کے ساتھ بت پرستی کے ابطال اور توحید کے احقاق پر جو مناظرہ کیا اسکا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا، تاکہ اس سے مشرکین عرب کے خلاف استدلال کیا جائے، کیونکہ تمام مذاہب وادیان کے ماننے والے انکی بزرگی اور انکی فضیلت کا اعتراف

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

کرتے تھے اور سب انکی ملت کی طرف انتساب کے دعوے دار تھے۔ یہود و نصاریٰ انکی ملت کی اتباع کے مدعی تھے اور مشرکین عرب اپنے آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کہتے تھے، اسلئے انکی شخصیت اور سیرت سب پر حجت تھی۔ تو اے محبوب! بتادو۔۔۔

وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰهِيۡمُ لِاَبِيۡهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصۡنَامًا اٰلِهَةً

اور جبکہ کہا ابراہیم نے اپنے بابا آزر کو، کہ کیا بناتے ہو بتوں کو معبود؟

اِنِّىۡۤ اَرٰٮكَ وَقَوۡمَكَ فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۷۴﴾

بیشک میری رائے میں تم اور تمہاری قوم کھلی گمراہی میں ہے●

(اور) یاددلادو حضرت ابراہیم کے اس واقعہ کی اہل مکہ کو جوانکی اولاد ہونے کے دعویدار ہیں، تاکہ وہ سمجھیں کہ انکے لئے مناسب طرز عمل یہی ہے، کہ توحید میں آپ کی پیروی کریں اور آپکی اتباع میں خدائے واجب الوجود کے سواکسی کی عبادت نہ کریں۔۔ الختصر۔۔ حضرت ابراہیم کا قصہ یہ ہے (جبکہ کہاابراہیم نے اپنے بابا) یعنی اپنے والد تارخ۔۔یا۔۔ تارح کے بھائی (آزرکو)۔

اس مقام پر یہ خیال رہے کہ ایک ہے لفظ 'والد' اور ایک ہے لفظ 'اَب' والد صرف اس کو کہا جایگا جس نے جنا۔ اسی لئے جننے والے کے سواکسی پر لفظ والد کا اطلاق مجازاً بھی نہیں کیا جاتا۔ اسکے برعکس 'اَب' یعنی باپ کا لفظ جننے والے کے سوا پر بھی بولا جاتا ہے۔۔ چنانچہ۔۔ قرآن کریم میں حضرت اسحاق کو رسول کریم کا 'اَب' یعنی باپ قرار دیا گیا ہے، یونہی سورۂ بقرہ میں حضرت اسماعیل کو حضرت یعقوب کا باپ ارشاد فرمایا گیا ہے، حالانکہ حضرت اسماعیل آپ کے چچا تھے۔ ویسے بھی ہر پرورش کرنے والے، تربیت فرمانے والے کو بھی باپ کہہ دیا جاتا ہے۔ والد کے بڑے بھائی کو بابا اور بڑے ابو اور چھوٹے بھائی کو چچا کہنا ہمارے علاقے میں بھی ایک عام سی بات ہے۔

بلکہ اَب کی نسبت کبھی کسی دوسری وجہ سے بھی دی جاتی ہے، جیسے ابوہریرہ، ابوتراب، ابوالوقت، وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ہر مولود کا والد ایک ہی ہوتا ہے، اسکے سواکسی اور کو اسکا والد نہیں کہا جاتا، تو کوئی بھی اس دعائے ابراہیمی سے دھوکا نہ کھائے کہ آپ نے دعا کی کہ:

'اے اللہ میری اور میرے والدین کی قیامت کے دن مغفرت فرما'۔۔۔

۔۔۔ اسلئے کہ انکی یہ دعا اپنے والد کی مغفرت کیلئے ہے جو مشرک نہ تھے۔ آپ کی یہ دعا آپ

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

کے چچا آزر، جو آپ کا اَب تھا، مگر والد نہیں تھا، کیلئے نہیں تھی۔ اسلئے کہ جسکی موت کفر پر ہوگئی ہو، اسکی مغفرت کی دعا کفر ہے۔ بھلا حضرت ابراہیم سے یہ غلطی کیسے ہوسکتی تھی۔۔الختصر۔۔ جسکے لئے دعائے مغفرت کی گئی یعنی آپ کے والد تارح۔۔یا۔۔تارخ، وہ کافر نہ تھے۔اور جو کافر تھا، یعنی آپ کا چچا آزر، اس کیلئے دعا نہیں کی گئی۔

۔۔الحاصل۔۔جب حضرت ابراہیم نے آزر سے کہا، (کہ کیا بناتے ہو بتوں کو معبود) جن کو تم نے خود ہی اپنے ہاتھوں سے تراشا ہے؟ (بیشک میری رائے میں تم اور تمہاری قوم) جو تمہاری تابع ہے (کھلی گمراہی میں ہے)، جن کی گمراہی طبع سلیم اور عقل مستقیم پر بالکل واضح ہے۔

وَكَذٰلِكَ نُرِيٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝۷۵

اور اسی طرح دکھاتے ہیں ہم ابراہیم کو مملکت آسمانوں کی اور زمین کی، اور تاکہ چشم دید یقین کرنے والوں سے ہوجائیں۔

(اور اسی طرح) جس طرح اسکی قوم کی گمراہی ہم نے دکھادی تھی (دکھاتے ہیں ہم ابراہیم کو مملکت آسمانوں کی اور زمین کی)، چنانچہ حضرت ابراہیم کو صخرہ پہ لاکر عرشِ معلّٰی سے تحت الثریٰ تک سب ان پر کھول دیئے اور زمین و آسمان کے طبقات کے سارے حجابات ہٹادیئے، تاکہ آپ اسے ملاحظہ فرمالیں اور انکے سبب سے خدائے قادرِ مطلق کی قدرتِ کاملہ پر دلیل پکڑیں (اور تاکہ) حضرت ابراہیم (چشم دید یقین کرنے والوں سے ہوجائیں)۔

ویسے تو انھیں قدرت الٰہی کا 'علم الیقین' پہلے ہی حاصل تھا۔ اب خدا نے چاہا کہ وہ ان امور کے تعلق سے 'عین الیقین' والے بھی ہوجائیں۔ حضرت ابراہیم کی والدہ نے نمرود کے خوف سے آپ کو آپ کی ولادت کے بعد ایک غار میں چھپادیا تھا۔ سات ۷۔۔یا۔۔تیرہ ۱۳۔۔یا۔۔سترہ ۱۷ برس غار میں رہنے کے بعد، جبکہ آپ مکمل طور پر سن شعور تک پہنچ چکے تھے، تو آپ کی والدہ نمرود کے دربار میں پیش کرنے کی نیت سے آپ کو لیکر شہر کی طرف چلیں۔۔ الختصر۔۔حضرت ابراہیم اپنی ماں کے ساتھ شہر کو چلے۔۔۔

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ

پس جب چھاگئی ان پر رات، ایک تارہ کو دیکھا اور کہا، "یں یہ ہمارا پروردگار ہے"، پھر جب وہ ڈوب گیا، کہا "میں ڈوبنے والوں کو

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

الْاٰفِلِیْنَ ﴿۷۶﴾ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّیْ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَىِٕنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ

پسند نہیں کرتا● پھر جب دیکھا چاند کو چمکتا، کہا "اچھا یہ ہے ہمارا پروردگار"۔ پھر جب ڈوب گیا، تو کہا، کہ "بیشک اگر راہ نہ دیتا مجھ کو

رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ ﴿۷۷﴾ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ

میرا پروردگار، تو میں ضرور گمراہ قوم سے ہوجاتا"● پھر جب دیکھا آفتاب کو چمکتا ہوا، کہا "افوہ یہ ہے ہمارا پروردگار،

هٰذَاۤ اَكْبَرُ فَلَمَّاۤ اَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۸﴾

یہ بہت بڑا ہے"۔ پھر جب وہ ڈوب گیا" کہا اے قوم بیشک میں بیزار ہوں ان سے جنکو تم شریک ٹھہراتے ہو●

(پس جب چھا گئی ان پر رات، ایک تارہ کو دیکھا) اور کچھ ستارہ پرستوں کو اسکا سجدہ کرتے ہوئے دیکھا، تو آپ خاموش نہ رہے (اور کہا، ایں یہ ہمارا پروردگار ہے) بے وقوفو! کیا تم نے اسکو اپنا پروردگار گمان کرلیا ہے؟ (پھر جب وہ ڈوب گیا) تو اپنی حقیقت پسندی کا مظاہرہ فرماتے ہوئے (کہا) کہ (میں ڈوبنے والوں کو پسند نہیں کرتا)۔ اس واسطے کہ جو پروردگارِ عالم ہے اسکے لئے زوال اور انتقال درست نہیں۔ پھر تھوڑی سی راہ اور چلے، اور چودھویں رات تھی، چاند نکلا۔۔۔

(پھر جب دیکھا چاند کو چمکتا) جسکے سامنے ماہتاب پرست سجدے میں گر پڑے (کہا) فکر و دانش سے تہی دامنو! تمہارے خیال میں (اچھا یہ ہے ہمارا پروردگار، پھر جب ڈوب گیا) یعنی افق سے مغرب کی طرف جھکا، (تو کہا کہ بیشک اگر راہ نہ دیتا مجھ کو میرا پروردگار) اور مجھ کو اپنی معرفت نہ کرادیتا، (تو میں ضرور گمراہ قوم سے ہوجاتا)۔ پھر وہاں سے چلے اور شہر کے قریب پہنچے، تو آفتاب طلوع ہوا۔۔۔

(پھر جب دیکھا آفتاب کو چمکتا ہوا) اسکے آگے بھی بہت لوگ متوجہ ہوکر سجدہ ریز ہوگئے، تو (کہا افوہ یہ ہے ہمارا پروردگار؟ یہ) تاراقرص اور روشنی میں (بہت بڑا ہے) دوسرے تاروں سے۔ تو آفتاب پرستوں نے اسکو ہمارا پروردگار خیال کرلیا ہے؟ (پھر جب وہ ڈوب گیا) اور زوال و انتقال کے آثار اس پر بھی ظاہر ہوگئے، تو اپنی سارے قوم کو مخاطب فرما کر (کہا، اے قوم بیشک میں بیزار ہوں ان سے جن کو تم) اللہ تعالیٰ کا (شریک ٹھہراتے ہو)۔۔۔ اور سن لو کہ۔۔۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا

بیشک میں متوجہ کرچکا یکسو ہوکر، اپنے رخ کو اسکی طرف جس نے پیدا فرمایا آسمانوں کو اور زمین کو،

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۷۹

اور میں مشرکین سے نہیں ہوں●

(بیشک میں متوجہ کر چکا) خالصا لوجہ اللہ (یکسو ہو کر اپنے رخ کو) قلبی جھکاؤ کے ساتھ (اسکی طرف جس نے پیدا فرمایا آسمانوں کو اور زمین کو)۔ حال یہ ہے کہ میں سب باطل دینوں کی طرف سے مائل ہوں دین توحید کی طرف، (اور میں مشرکین سے نہیں ہوں)۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب شہر میں آئے اور انھیں نمرود کو دکھانے لے گئے اور نمرود ایک بدصورت آدمی تھا، ابراہیم علیہ السلام نے اسے دیکھا کہ تخت پر بیٹھا ہے اور نہایت خوبصورت غلام اور لونڈیاں اسکے تخت کے گرد صف باندھے ہیں۔ انھوں نے پوچھا یہ کون شخص ہے جسے دکھانے مجھے لایا گیا ہے؟ جواب ملا کہ یہ سب کا خدا ہے۔ پھر پوچھا اسکے تخت کے گرد کون لوگ ہیں؟ جواب ملا کہ یہ سب اسکی مخلوق اور اسکے پیدا کئے ہوئے لوگ ہیں۔ حضرت ابراہیم یہ جواب سن کر مسکرانے لگے، اور فرمایا یہ کیسا خدا ہے جس نے دوسروں کو اپنے سے بہتر بنایا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا، کہ وہ ان سب سے بہتر ہوتا۔ غرضیکہ حضرت ابراہیم برابر بتوں کی مذمت کیا کرتے اور اس سلسلے میں ان کی قوم ان سے جھگڑتی رہتی --چنانچہ-- جب کٹ حجتی کی---

وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ

اور حجت لڑائی ان سے ان کی قوم نے، تو کہا کہ کیا حجت بازی کرتے ہو مجھ سے اللہ کے بارے میں، حالانکہ وہ مجھے راہ دے چکا، اور میں ڈرتا ہی نہیں

بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْئًا ؕ وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝۸۰

انکو جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو، مگر یہ کہ میرا پروردگار ہی کچھ چاہے۔ چھا گیا ہمارے پروردگار کا علم ہر چیز پر، تو کیا تم لوگ نصیحت نہیں حاصل کرتے؟●

(اور حجت لڑائی ان سے انکی قوم نے، تو کہا) حضرت ابراہیم نے (کہ کیا حجت بازی کرتے ہو مجھ سے اللہ) تعالیٰ (کے بارے میں) اور اسکی وحدانیت کے تعلق سے؟ اور چاہتے ہو کہ مجھ پر غالب آجاؤ؟ (حالانکہ وہ مجھے راہ دے چکا) اور توحید کی طرف میری ہدایت فرما چکا۔ اور اے کافرو تم مجھے ڈراتے کیوں ہو؟ کہ تمہارے بتوں کے خلاف بولنے کی وجہ سے مجھ پر بلا نازل ہو جائیگی تو نادانو! سن لو (اور) یاد رکھو! کہ (میں ڈرتا ہی نہیں انکو، جن کو تم) اللہ تعالیٰ کا (شریک ٹھہراتے ہو)۔ انکو کسی کو

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

بنانے یا بگاڑنے کا کیا اختیار ہے۔

یہ پتھر تو چاہنے اور نہ چاہنے کی صلاحیت سے بھی عاری ہیں، تو ذہن نشین کرلو، کہ کسی کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا (مگر یہ کہ میرا پروردگار ہی کچھ چاہے) اور مکروہات میں سے کوئی چیز کسی کو اسکی طرف سے پہنچے۔ (چھا گیا ہے ہمارے پروردگار کا علم ہر چیز پر)۔ کوئی چیز اسکے دائرہ علم سے باہر نہیں، (تو کیا تم لوگ نصیحت نہیں حاصل کرتے) اور عاجز اور قادر، عالم اور جاہل میں تمیز نہیں کرتے۔ بے وقوفو! غور کرو۔۔۔

وَكَيْفَ أَخَافُ مَآ أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ أَنَّكُمْ أَشْرَكْتُم بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ

اور میں کیسے ڈروں اسے جس کو تم نے شریک بنالیا ہے،؟ حالانکہ تم کو ڈر نہیں لگتا کہ تم نے اللہ کا شریک اس کو بنا رکھا ہے جس کی اس نے

عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ۚ فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ ۚ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٨١﴾

نہیں نازل فرمائی کوئی سند۔ "تو ہر دو فریق میں امن کا حق دار کون ہے؟" بولو" اگر علم کا دعویٰ رکھتے ہو"۔۔●۔۔

(اور) سوچو کہ (میں کیسے ڈروں اُسے جسکو تم نے خدا کا (شریک بنالیا ہے، حالانکہ تم کو ڈر نہیں لگتا کہ تم نے اللہ) تعالیٰ (کا شریک اس کو بنا رکھا ہے جسکی اس نے نہیں نازل فرمائی کوئی سند)، یعنی کوئی کتاب اور کوئی دلیل۔ (تو) اب تم ہی بتاؤ کہ (ہر دو فریق میں) یعنی موحدوں اور مشرکوں میں سے اصولی طور پر (اس کا حقدار کون ہے، بولو اگر علم کا دعویٰ رکھتے ہو) اور بتاؤ کہ کون اس بات کے بہت لائق ہے کہ وہ عذاب الٰہی سے بے خوف رہے۔

حضرت ابراہیم کے سوال کا جواب فکر و دانش سے عاری یہ لوگ کیا دیتے؟ خود رب تعالیٰ نے جواب عطا فرمادیا، کہ اس کے حقدار وہ ہیں۔۔۔

الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوٓا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ أُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ ﴿٨٢﴾ ع

جو لوگ ایمان لائے اور نہ ملایا اپنے ایمان کو باطل کے ساتھ، وہ کہ انھیں کیلئے امن ہے اور وہی راہ پائے ہیں●

(جو لوگ ایمان لائے اور نہ ملایا اپنے ایمان کو باطل کے ساتھ)۔ (وہ) وہی ہیں (کہ انھیں کیلئے امن ہے، اور وہی راہ پائے ہیں)، یعنی وہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت پانے والے ہیں اور دوسرا انکا بالمقابل گروہ، وہ کھلی گمراہی میں ہے۔ تو جو ہدایت یافتہ ہیں، وہی اسکے مستحق ہیں کہ دوزخ

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

کے عذاب سے محفوظ و مامون رہیں۔ اور وہ گفتگو جو فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ سے شروع ہو کر وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ تک ختم ہوتی ہے، ہماری طرف سے مضبوط دلیل۔۔۔

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ۭ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ

اور یہ ہماری جیتی بات ہے، جو دی تھی ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم پر۔ ہم بلند فرماتے ہیں درجے جسکے چاہیں۔

اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۸۳﴾

بیشک تمہارا پروردگار حکمت والا علم والا ہے●

(اور یہ ہماری جیتی بات ہے)، یعنی جتا دینے والی اور کامیاب کر دینے والی بات ہے، جسکو سن کر حریف صامت و ساکت اور لاجواب ہو جاتا ہے۔ اور جس کلام کی یہ خصوصیت ہو، اسکو حجت کہتے ہیں، جو ہر طرح کی کٹ حجتی کی جڑ کاٹ دیتی ہے۔ الختصر۔۔ یہ ہماری وہ مضبوط دلیل ہے (جو) دوستی کی راہ سے (دی تھی ہم نے ابراہیم کو)، تا کہ وہ اسکو بطور دلیل پیش کریں (انکی) اپنی (قوم پر) اور یہ تو ہماری سنت قدیمہ ایسی ہے کہ (ہم بلند فرماتے ہیں درجے جسکے چاہیں) علم و حکمت میں۔ (بیشک تمہارا پروردگار حکمت والا) ہے، بندوں کے درجے بلند اور پست کرنے میں اور (علم والا ہے) یعنی جاننے والا ہے کہ کونسا بندہ درجے بلند کرنے کا مستحق ہے اور کون سا نہیں۔۔ علاوہ ازیں۔۔ ہم نے ابراہیم پر بے حد نوازشیں کیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ انھیں ابوالانبیاء قرار دیا اور انکی اولاد میں نبوت کا سلسلہ جاری رکھا۔۔۔

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ

اور دیا ہم نے ان کو اسحٰق و یعقوب۔ سب کو راہ دی۔ اور نوح کو ہم راہ دے چکے تھے پہلے سے، اور ان کی

ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۭ

نسل سے داؤد و سلیمان و ایوب و یوسف و موسیٰ و ہارون کو۔

وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۴﴾

اور اسی طرح ہم اجر دیتے ہیں مخلص بندوں کو●

(اور دیا ہم نے انکو اسحاق) جیسا بیٹا، جو انبیاء بنی اسرائیل کا باپ ہے (اور یعقوب) جیسا

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

پوتا عطا کیا، جن کو اسرائیل کہا گیا اور ان (سب کو) ہم نے (راہ دی) اور ہدایت بخشی، یعنی ان دو میں سے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ فضائل دینی اور کلماتِ علمی و عملی کی توفیق بخشی۔ (اور) انکے جدِ کریم (نوح کو ہم راہ دے چکے تھے پہلے سے)، تو پھر یہ ایک اولوالعزم رسول کے فرزند جلیل بھی ہوئے (اور) نوح کی شان رفیع یہ ہے کہ (انکی نسل سے داؤد و سلیمان وایوب و یوسف و موسیٰ و ہارون) جیسے عظیم المرتبت انبیاء کرام (کو) ظاہر فرمایا (اور) جس طرح ہم نے ابراہیم کو اجر اور جزا دی انکے درجے بلند کر کے، (اسی طرح ہم اجر دیتے ہیں مخلص بندوں کو)، یعنی نیک کام کرنے والوں کو انکے استحقاق کے موافق محض اپنے فضل و کرم سے۔ گو وہ اعمالِ صالحہ والے ہیں، مگر ان پر ہماری نوازش انکے اعمالِ صالح کی وجہ سے نہیں ہے، بلکہ صرف اپنے فضل بے پایاں اور کرم بے نہایت کے سبب ہے۔۔۔

وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَإِلْيَاسَ ۖ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِينَ ﴿٨٥﴾

اور زکریا و یحییٰ و عیسیٰ و الیاس، سب بڑی اہلیت والے ہیں●

وَإِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا ۚ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿٨٦﴾

اور اسماعیل و الیسع و یونس و لوط۔ اور ہم نے سب کو فضیلت دی تھی دوسروں پر●

(اور) علاوہ ازیں ہم نے ہدایت کی (زکریا و یحییٰ و عیسیٰ والیاس) کی، جو (سب بڑی اہلیت والے ہیں)۔

حضرت عیسیٰ کو حضرت نوح ۔۔ نیز۔۔ حضرت ابراہیم کی ذریت میں شمار کر کے ظاہر فرما دیا گیا، کہ نواسوں کا بھی شمار ذریت و اولاد میں ہے۔ اسلئے کہ حضرت عیسیٰ ان دونوں بزرگوں سے صرف ماں کے وسیلے سے نسبی وابستگی رکھتے ہیں۔ اب حضرات حسنین کو اولاد رسول قرار دینے میں کوئی مضائقہ نہیں رہ گیا۔ بلکہ بیٹی کی اولاد کا ذریت ہونا، نص قرآنی سے ثابت ہو گیا۔ یونہی ہم نے کرم فرمایا۔۔۔

(اور) ہدایت کی، (اسماعیل والیسع و یونس ولوط) کی (اور) شرف نبوت سے مشرف کر کے (ہم نے سب کو فضیلت دی تھی) اپنے عہد کے (دوسروں پر)۔

گو ان میں سے بعض کا افضل اور بعض دوسرے کا مفضول ہونا حق ہے، مگر یہاں مقصود کلام صرف یہ ہے کہ انھیں ان کے معاصرین پر فضیلت بخشی۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَمِنْ اٰبَآىِٕهِمْ وَ ذُرِّیّٰتِهِمْ وَ اِخْوَانِهِمْ ۚ وَ اجْتَبَیْنٰهُمْ وَ هَدَیْنٰهُمْ

اور بعض ان کے باپ دادے اور اولاد اور بھائی لوگ، اور ہم نے انھیں مقبول بنایا اور چلا دیا

اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۸۷﴾

ان کو سیدھی راہ پر●

(اور) ہدایت وفضیلت بخشی (بعض ان) مذکورہ بالا انبیاء کرام (کے باپ دادے) کو۔۔مثلاً: آدم وشیث وادریس علیہم السلام یہ حضرات دوسرے پیغمبروں کے آباء ہیں۔

خیال رہے کہ بعض پیغمبروں کے آباء ایسے بھی تھے، جو نہ نبی تھے اور نہ ہی انھیں فضیلت علمی وعملی حاصل تھی۔

(اور) انکی (اولاد) کو جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد اور حضور سید عالم ﷺ جو اگرچہ ان کی ذریات میں ہیں لیکن تمام کائنات سے افضل واعلیٰ ہیں، (اور) انکے (بھائی لوگ) کو، جیسے یوسف علیہ السلام کے بھائی۔۔نیز۔۔وہ لوگ جو انکے ساتھ ایمان لائے، تو وہ بھی ہدایت اسلام میں داخل ہوگئے۔۔الختصر۔۔یہ سب ہمارے منتخب تھے (اور ہم نے انھیں) اپنی بارگاہ کا (مقبول بنایا اور چلا دیا انکو سیدھی راہ پر)، ایسی سیدھی کہ جو بھی اسپر چلے گا، وہ گمراہ نہ ہوگا۔۔الغرض۔۔ہم نے ان سب کو راہِ راست پر ثابت قدم رکھا۔تو سن لو کہ۔۔۔

ذٰلِكَ هُدَی اللّٰهِ یَهْدِیْ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ لَوْ اَشْرَكُوْا

یہ اللہ کی ہدایت ہے، کہ اس کی ہدایت فرمادے جسے چاہے اپنے بندوں سے۔ اور اگر شرک وہ کرتے،

لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۸۸﴾

تو اکارت جاتے جو ان کے اعمال تھے●

(یہ) دین (اللہ) تعالیٰ (کی ہدایت ہے) تا (کہ اس) دین (کی ہدایت فرمادے جسے چاہے اپنے بندوں سے) جو ہدایت کی استعداد رکھتے ہیں (اور اگر) بفرض محال (شرک وہ کرتے) اور غیر خدا کو خدا کا شریک ٹھہراتے، (تو) باوجود اس فضل وکمال کے، (اکارت جاتے جو ان کے اعمال تھے) اس واسطے کہ کفر عملوں کو نیست ونابود کردیتا ہے۔

اس آیت سے مشرکوں کی تہدید مقصود ہے۔اوپر جن انبیاء کا ذکر ہوا ہے، یہ۔۔۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَإِن يَكْفُرْ بِهَا هَٰؤُلَاءِ فَقَدْ

وہ ہیں جنھیں دی ہم نے کتاب اور حکومت اور نبوت، تو اگر انکار کردیں اسکا یہ لوگ،

وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ ﴿٨٩﴾

تو ہم نے تیار کررکھا ہے اسکے لئے ایسے لوگ، جو انکار کرنے والے نہیں●

(وہ ہیں جنھیں دی ہم نے کتاب)، تاکہ اسکے پیغام کو عام کریں (اور حکومت)، تاکہ حکمت ودانائی کے فیصلے فرمائیں (اور نبوت)، تاکہ براہِ راست آسمانی ہدایت کو بندوں تک پہنچائیں اور انھیں خدا کے قریب کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔۔۔الحتصر۔۔ہم نے ان انبیاء کو کتاب کے ذریعہ جتنے حقائق واسرار تھے سب سمجھا دیا۔ان حقائق واسرار سے متعلق ہر چھوٹا بڑا مسئلہ ان حضرات کے احاطہ علم میں آگیا۔خواہ وہ کتاب براہِ راست ان پر نازل ہوئی ہو، یا بطریق وراثت کسی نبی علیہ السلام سے ملی ہو۔اسلئے کہ مذکورہ انبیاء کرام پر ہر ایک پر علیحدہ علیحدہ کتابیں نازل نہیں ہوئیں۔کتاب کے سوا ان کو حکم یعنی حکمت، اقتدار اور فصل خطاب جو حق وصواب کو مقتضی ہو، عطا کیا گیا۔۔نیز۔۔نبوت ورسالت سے سرفراز فرمایا گیا۔

(تو اگر انکار کردیں اسکا یہ) مکہ کے (لوگ، تو) اس سے دین حق مٹ نہیں جائیگا، بلکہ (ہم نے تیار کررکھا ہے اس) دین برحق پر ایمان لانے (کیلئے)، خود مکہ کے اندر اور مدینے میں بھی، (ایسے لوگ جو انکار کرنے والے نہیں)۔یہ مذکورہ بالا انبیاء کرام۔۔۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۖ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ ۗ قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ

وہ ہیں جنھیں طریقہ پر رکھا اللہ نے، تو ان کے طریقہ پر چلا کرو۔کہہ دو کہ ہم نہیں چاہتے تم سے اس پر کوئی اجرت۔

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْعَالَمِينَ ﴿٩٠﴾

یہ نہیں ہے مگر نصیحت سارے جہان کیلئے●

ع ۱۰ — ۱۶

(وہ ہیں جنھیں) اصولِ دین اور بنیادی اعتقادیات میں، جن میں نسخ نہیں ہوتا، ایک (طریقہ پر رکھا اللہ) تعالیٰ (نے، تو انکے طریقے پر چلا کرو) اور اپنے بنیادی اور اصولی عقائد ونظریات میں انکی موافقت ومطابقت پر قائم رہو اور انکے محاسن اخلاق اور مکارم اوصاف۔۔۔الغرض۔۔انکے جملہ صفات حمیدہ اور خصائل مرضیہ جو جدا جدا سب انبیاء میں تھیں، ان سب کو اپنی ذاتِ ستودہ صفات میں جمع

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

فرما کر سب انبیاء سے افضل واکمل ہو جائیے۔

ان انبیاء کرام کی یہ عادت کریمہ تھی فریضہ دعوت وتبلیغ کیلئے کسی اجرت کے طلبگار نہیں تھے، تو پھر آپ بھی (کہہ دو کہ ہم نہیں چاہتے تم سے اسپر کوئی اجرت) اور یہی دوسرے انبیاء کی بھی سنت رہی ہے۔ ہماری دعوت وتبلیغ کا مقصد صرف رضائے الٰہی ہے اور جان لو کہ (یہ) کتاب الٰہی! (نہیں ہے مگر نصیحت سارے جہاں کیلئے)، یعنی قرآن مجید کسی مخصوص قوم کیلئے وعظ ونصیحت بن کے نہیں اترا بلکہ ہر ایک کیلئے برابر طور پر نازل ہوا۔ پھر نصیب اپنا اپنا۔

اس سے ظاہر ہو گیا کہ نبی کریم کی رسالت، رسالت عامہ ہے، وہ ہر قوم ہر جگہ اور ہر زمانے کے رسول ہیں۔ آپ رسول العالمین بھی ہیں، سید المرسلین بھی ہیں اور خاتم النبیین بھی ہیں۔ قرآن مجید کا موضوع توحید، رسالت اور آخرت کو ثابت کرنا ہے۔ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیان کردہ دلائل توحید کو نقل فرمایا، پھر انکو مزید مستحکم فرمایا، اور اب اللہ تعالیٰ رسالت کے اثبات کیلئے دلائل ذکر فرما رہا ہے۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ ؕ قُلْ مَنْ

اور نہیں قدر کی اللہ کی جو قدر کرنے کا حق ہے، جب کہ وہ بول پڑے کہ نہیں اتارا اللہ نے کسی انسانی چہرہ والے پر کچھ۔ پوچھو کہ

اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ

کس نے نازل فرمائی وہ کتاب جس کو موسیٰ لائے، نور اور ہدایت لوگوں کیلئے، بناتے رہتے ہو اس کو جدا جدا کاغذ سے

تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِیْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ

ظاہر کرتے ہو اور زیادہ حصہ چھپا ڈالتے ہو۔ اور بتائی گئیں تم کو وہ باتیں، جن کو نہ تم جانتے تھے نہ تمہارے باپ دادے۔ تمہیں جواب دو، کہ اللہ

ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ ﴿۹۱﴾

پھر انہیں چھوڑ دو کہ اپنی ہٹ دھری کا کھیل کھیلا کریں●

(اور) ارشاد فرما رہا ہے کہ (نہیں قدر کی) یہود نے (اللہ) تعالیٰ (کی، جو قدر کرنے کا حق ہے)۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کو پہچان نہ سکے اور کما حقہ اسکی تعظیم نہ کر سکے۔۔ نیز۔۔ اسکے احکام کی عظمت کا ادراک نہ کر سکے (جبکہ وہ بول پڑے کہ نہیں اتارا اللہ) تعالیٰ (نے کسی انسانی چہرہ والے پر کچھ)۔

۔۔ چنانچہ۔۔ جب حضور اکرم ﷺ یہود کے سردار مالک بن صیف سے جو آپ سے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

بحث کرتا تھا' پوچھا، کہ تمہیں اس ذات کی قسم دیتا ہوں، جس نے موسیٰ پر تورات نازل کی ہے، کیا تم نے تورات میں یہ نہیں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ موٹے عالم کو ناپسند کرتا ہے اور خود موٹا عالم تھا، اسلیئے غضبناک ہوگیا۔ پھر اس نے کہا کہ بخدا اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کوئی چیز نازل نہیں کی۔ اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ۔۔۔

(پوچھو کہ کس نے نازل فرمائی وہ کتاب جسکو موسیٰ لائے) جو (نور) یعنی روشنی دینے والی ہے۔خود بھی ظاہر اور دوسرے حقائق کو ظاہر فرمانے والی (اور ہدایت) دینے والی ہے (لوگوں کیلئے)۔ اور اے یہودیو! تمہارا تو حال یہ ہے کہ (بنائے رہتے ہو اسکو جدا جدا کاغذ، اسے) کچھ (ظاہر کرتے ہو اور زیادہ حصہ چھپا ڈالتے ہو) یعنی تم کتاب تورات کو ٹکڑے ٹکڑے کرتے ہو اور اسکے اوراق کو بدلتے رہتے ہو۔۔نیز۔۔اس میں سے صرف وہ ظاہر کرتے ہو، جس سے تمہیں محبت ہے، مگر اسکے سوا بہت سے حقائق۔۔مثلاً: نعتِ مصطفیٰ، آپ کے مناقب وکمالات اور تصرفات ومعجزات وغیرہ کو چھپاتے ہو۔اسی طرح آیت رجم اور اسکے علاوہ بھی بہت سے احکام چھپا رکھتے تھے، جو پوچھنے پر بھی نہیں بتاتے تھے۔اے یہودیو ذرا غور کرو (اور) سوچو کہ (بتائی گئیں) پیغمبر اسلام کے ذریعہ (تم کو وہ باتیں جن کو تم جانتے تھے، نہ تمہارے باپ دادے) یعنی وہ علوم اور شرعی احکام جنکا علم تم کو پیغمبر اسلام ہی سے ہوا ہے، اب بھی تم اس نبی کی نبوت پر ایمان نہیں لاتے۔

۔۔المختصر۔۔یہودیوں نے تورات کے احکام میں اور اسکے مضامین میں جو ہیرا پھیری اور الٹ پلٹ کی ہے، بہت برا کیا ہے۔لیکن انکی بدبختی مزید برآں کہ وہ تورات جو انکے علم و معارف کا ماخذ تھی، اس سے استفادہ کی بجائے اس میں توڑ مروڑ کرکے کچھ کا کچھ کر دیا۔

اے محبوب! یہ سرکش یہود کیا جواب دینگے، تو اس سوال 'کہ کس نے کتاب کو نازل فرمایا؟' کا انہیں جواب دو، کہ اللہ) تعالیٰ نے اپنے خاص اہتمام سے جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ اپنے محبوب کریم پر نازل فرمایا ہے۔اور اسکی ہیئت کذائیہ، ترکیب الفاظ کی فصاحت و بلاغت سے نبی کریم کو کسی کا دخل نہیں، (پھر انھیں چھوڑ دو کہ اپنی ہٹ دھرمی کا کھیل کھیلا کریں)۔دعوت تبلیغ کا آپ کا جو فریضہ آپ ادا کر چکے، اب آپ مطمئن ہو جائیں کہ آپ نے اپنی ذمہ داری پوری فرمادی۔

یہود کے اس قول کے باطل فرما دینے کے بعد کہ' اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کوئی چیز نازل نہیں کی'، اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے تعلق سے بیان فرمارہا ہے۔۔۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ

اور یہ کتاب ہے اس کو ہم نے نازل فرمایا، برکت والی، تصدیق کرنیوالی، جو اس سے آگے تھیں، اور تا کہ ڈراد و انسانی

حَوْلَهَا وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ﴿۹۲﴾

آبادیوں کی بنیاد کو، اور اسکے ہر جانب والوں کو، اور جو آخرت کو مانیں، وہ اس کو بھی مانیں،

اور وہ اپنی نمازوں پر نگرانی رکھیں●

(اور) ظاہر فرما رہا ہے، کہ (یہ کتاب ہے اسکو ہم نے نازل فرمایا) اپنے بندے پر جو بڑ (برکت والی) کثیر الفوائد کتاب ہے جو 'علوم نظریہ' اور 'علوم عملیہ' دونوں کو حاوی ہے۔ سب کو معلو ہے کہ 'علوم نظریہ' میں سب سے برگزیدہ علم معرفتِ ذات وصفات و افعال واحکام الٰہیہ ہے اور و بالاستیعاب قرآن مجید میں پائے جاتے ہیں۔ یہی کیفیت 'علوم عملیہ' کی ہے، اسلئے کہ علوم عملیہ اعضاء سے متعلق ہیں۔۔۔یا۔۔قلب سے، ان ہر دونوں سے متعلق علوم کا دوسرا نام علم الاخلاق۔۔یا تزکیہ نفس ہے، اسکا بیان بھی قرآن کریم میں تفصیل کے ساتھ مثالیں دیکر جس طرح بیان کیا گیا ہے دوسری کتابوں میں اسطرح نہیں۔

اس کتاب کی دوسری خصوصیت یہ ہے، کہ یہ (تصدیق کرنے والی) ہے ان تمام آسما کتابوں کی (جو اس سے آگے) اور اس سے پہلے نازل فرمائی گئی (تھیں)۔۔الغرض۔۔اس سے پہلے جو کتابیں گزری ہیں، قرآن پاک انکی تصدیق کرتا ہے اور ان سب کے کتاب الٰہی ہونے کی شہادت دیتا ہے۔ اے محبوب! قرآن کریم میں برکات کے علاوہ کچھ اور باتیں بھی ہیں (اور) یہ ہدایت بھی ہے کہ قرآن کریم کو اسلئے نازل فرمایا گیا ہے (تا کہ ڈراد و انسانی آبادیوں کی بنیاد) جہاں زمین کے بچھانے کا آغاز ہوا، یعنی شہر مکہ کے رہنے والوں (کو، اور اسکے ہر جانب) شرقی غربی علاقوں میں رہنے (والوں کو، اور جو آخرت کو مانیں)۔

آخرت کی تصدیق سببِ خوفِ عاقبت ہے، اور یہ خوف اس بات میں غور وفکر کرنے کا سبب ہے، کہ پیغمبر اسلام اور قرآن کریم کی متابعت سے نجات حاصل ہوگی، تو ان پر لازم ہے کہ (وہ اس قرآن کریم (کو بھی مانیں) اور ظاہر ہے کہ قرآن کریم پر ایمان، نبی کریم پر ایمان لانے کے بعد ہو سکتا ہے، اسلئے کہ دونوں پر ایمان آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ اب ایسا نہیں ہوسکتا، کہ قرآن کریم پر ایمان ہو، مگر نبی کریم پر ایمان نہ ہو۔۔یونہی۔۔ایسا بھی نہیں ہوسکتا، کہ نبی کریم پر ایمان ہو، مگر قرآن کر

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

ایمان نہ ہو۔اور یہ لوگ صرف ایمان ہی لا کر مطمئن نہ ہو جائیں، بلکہ نیک عمل کریں (اور) خاص طور (وہ اپنی نمازوں پر نگرانی رکھیں)، اسلئے کہ نماز ایمان کی علامت اور دین کا ستون ہے۔

اس سے پہلی آیت میں قرآنِ مجید اور نبی کی صفات بیان فرمائی تھی، اور اب اگلی آیت میں ان لوگوں پر وعید ہے جنھوں نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا۔۔ چنانچہ۔۔ مسیلمہ کذاب اور اسود بن عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور انکے اس جھوٹے دعوے کے سبب حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کو رنج ہوا، تو حق تعالیٰ نے ان دونوں کا خصوصاً اور ان جیسوں کا عموماً بیان فرمادیا۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ

اور اس سے زیادہ ظالم کون؟ جو تہمت باندھے اللہ پر جھوٹ کا، یا بولا ہو کہ میری طرف وحی آئی، حالانکہ اسے کچھ وحی نہ کی گئی۔

شَيْءٌ وَمَنْ قَالَ سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ ۗ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ

اور جس نے ڈینگ ماری کہ بہت جلد میں نازل کیے دیتا ہوں، جیسا کہ اللہ نے نازل کیا ہے، اور اگر دیکھتے تم جب کہ یہ ظالم

فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمُ ۖ

موت کی تلخیوں میں ہیں، اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہیں، کہ نکالو اپنی جانیں۔

الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ

آج تم کو ذلت کا عذاب دیا جائے گا، جو بکا کرتے تھے اللہ پر

غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ ﴿۹۳﴾

ناحق۔ اور اس کی آیتوں سے شیخی مارتے تھے●

(اور) ارشاد فرمایا (اس سے زیادہ ظالم کون) ہے (جو تہمت باندھے اللہ) تعالیٰ (پر جھوٹ) یعنی یہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہوں، (یا بولا ہو کہ میری طرف وحی آئی، حالانکہ اسے کچھ وحی نہ کی گئی)۔

۔۔چنانچہ۔۔ مسیلمہ کذاب جھوٹ اور افتراء باندھتا تھا اور کہتا تھا کہ مجھ پر وحی آئی اور اسود بن عنسی بھی کہتا تھا، کہ ایک شخص مجھ پر ظاہر ہوتا ہے گدھے پر سوار ہو کر اور باتیں میرے دل میں ڈالتا ہے۔

(اور) علاوہ ازیں کون شخص بڑا ظالم ہے عبداللہ بن سعد کاتب وحی سے (جس نے ڈینگ

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

ماری کہ بہت جلد میں نازل کئے دیتا ہوں جیسا کہ اللہ) تعالیٰ (نے نازل کیا ہے)۔۔الغرض۔۔اپنے اس افتراء سے وہ مرتد ہو گیا۔

اسکے مرتد ہونے کا قصہ یہ ہے، کہ عبداللہ بن سعد ابی سرح کتابت وحی کی خدمت پر مامور تھا، تو جب آیات وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ الایہ اترنے لگیں اور أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ پر مضمون پہنچا، تو عبداللہ کے منہ سے بے ساختہ نکلا فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ تو حضور ﷺ نے فرمایا اس عبارت کو بھی قرآن کریم میں لکھ دے، کیونکہ اسی طرح نازل ہوا ہے۔عبداللہ شک میں پڑ گیا اور مرتد ہو گیا اور کہنے لگا، کہ اگر محمد ﷺ سچے ہیں، تو مجھ پر بھی وحی آئی ہے جس طرح ان پر آئی ہے اور اگر جھوٹے ہیں، تو میں نے بھی تو وہی کہا جو انھوں نے کہا۔ پھر فتح مکہ سے پہلے تائب ہو کر آپ نے مخلصانہ طور پر اسلام قبول کر لیا اور پھر تا حیات دین کی سربلندی و سرفرازی کیلئے عظیم خدمات دیتے رہے اور بالآخر ایمان و اسلام کی حالت میں وصال فرمایا۔

اے محبوب! دعویٰ نبوت کر کے اپنے اوپر ظلم کرنے والوں (اور) انکے سوا کسی طرح کا بھی کفر کرنے والوں کو (اگر دیکھتے تم) انھیں، تو تمہیں بڑا کریہہ منظر محسوس ہوتا اس وقت (جبکہ یہ ظالم موت کی تلخیوں میں ہیں) اور ان پر حالت سکرات طاری ہے (اور) عذاب کے (فرشتے) روح قبض کرنے کیلئے (اپنے ہاتھ پھیلائے ہیں) اور خوفناک و گرجدار آواز میں بطور طنز کہتے ہیں (کہ نکالو اپنی جانیں)۔خود بخود پھر نکال کر ہمارے حوالے کرو۔

کافروں، مشرکوں اور ظالموں کو اپنی جان نکالنے کی قدرت کہاں۔تو یہ ایک طرح کا طنز ہے ان کی اس وقت کی بے کسی اور مجبوری پر، کہ اگر تمہارے اندر کچھ جان ہے، تو ہمارے عذاب سے نکل کر اپنی جان بچا لو اور یہ بھلا تم سے کیسے ہو سکتا ہے۔تو سنو! (آج) یعنی موت کے وقت۔۔یا۔۔اسکے بعد کا وقت، جسکی پھر کوئی انتہا نہیں ہے (تم کو ذلت کا عذاب دیا جائیگا)۔یہ اسی کا نتیجہ ہے (جو بکا کرتے تھے اللہ) تعالیٰ (پر ناحق)۔۔مثلاً: اللہ تعالیٰ کیلئے اولاد اور اسکا شریک ثابت کرنا (اور اسکی آیتوں سے شیخی مارتے تھے)۔نہ تو اس میں تامل سے کام لیتے اور نہ ہی اس پر ایمان لاتے۔

جب کافر پر نزع طاری ہوتی ہے، تو اسکے ہاں فرشتے دوزخ کے ٹاٹ لاتے ہیں، جن میں جہنم کے انگارے ہوتے ہیں۔اسکی روح جسم سے سختی سے کھینچی جاتی ہے اور اُسے کہا

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

جاتا ہے، اے نفس خبیث نہایت ہی ترش روئی سے اپنے جسم سے نکل آ۔ تیرا رب تعالیٰ بھی تجھ پر سخت ناراض ہے اور تجھے شدید ترین عذاب کی طرف ڈھکیلا جائیگا۔ جب اسکی روح اسکے بدن سے نکالی جائیگی، تو اُسی انگارے میں بھرے ہوئے ٹاٹ میں لپیٹا جاتا ہے۔ اس وقت وہ کافر نہایت ہی گندی اور ڈراونی آواز سے چیخے گا، لیکن اُسے فرشتے ڈھکیلتے ہوئے **سجین** میں لے جائینگے۔۔۔

اسکے برخلاف جب اہل ایمان پر نزع طاری ہوتی ہے، تو اسکے ہاں رحمت کے فرشتے تشریف لاتے ہیں۔ جن کے پاس ریشمی پوشاک ہوتی ہے جسے عطر و کستوری سے معطر کیا جاتا ہے اور اس پر بہشتی گلاب اور ریحان کے گلدستے رکھے ہوتے ہیں۔ اسکی روح ایسے آسان طریقہ سے نکالی جاتی ہے، جیسے آٹے سے بال اور اُسے کہا جاتا ہے، اے پاکیزہ نفس! اپنے رب تعالیٰ سے راضی ہوکر حاضری دے اور تجھ سے تیرا رب کریم بہت خوش ہے۔ لہٰذا تم اللہ تعالیٰ کے ہاں ہزاروں کرامتوں کے ساتھ روانہ ہو اور جب اسکی روح اس کے بدن سے نکال لی جاتی ہے، تو اُسے اُسی خوشبو اور گلدستوں میں اسی بہشتی پوشاک میں لپیٹ کر اعلیٰ **علیین** کی طرف پہنچایا جاتا ہے۔

۔۔المختصر۔۔اہل ایمان کی موت کے وقت احوال، کفار کی موت کے وقت کے احوال سے جداگانہ ہیں، جن میں زمین و آسمان سے بھی زیادہ کا فرق ہے۔ رہ گئی کافروں کی متکبرانہ گفتگو، جو انھوں نے فقراء مسلمین کو دیکھ کر تحقیراً اور افتخاراً کہا، کہ چونکہ ہم دنیا میں اموال و اولاد کے لحاظ سے کثیر ہیں، اسلئے آخرت میں بھی ہمیں عذاب نہیں ہوگا۔ اے کافرو! اپنی اس خام خیالی میں مت رہو۔

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ

اور بیشک تم لوگ آئے ہمارے پاس علیحدہ علیحدہ جس طرح سے کہ پیدا فرمایا تھا ہم نے پہلی بار۔ اور چھوڑ آئے جو ہم نے پونجی تم کو دی

وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا

تھی اپنے پیٹھ پیچھے۔ اور نظر نہیں آتے تمہارے ساتھ تمہارے وہ سفارشی، جن کو تم نے سمجھ رکھا تھا کہ وہ تمہارے حق میں اللہ کے شریک ہیں۔

لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۴﴾

بیشک کٹ گئے آپس میں اور کھو گیا تم سے جو دعویٰ کرتے تھے ●

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

(اور) یاد رکھو کہ (بیشک تم لوگ آئے ہمارے پاس) حساب و کتاب، سزا و جزا کیلئے (علیحدہ علیحدہ)، یعنی آخرت میں تم اموال واولاد اور خدم وحشم۔۔۔نیز۔۔۔یار و مددگار کے ساتھ نہیں ہو گے، بلکہ اکیلے اکیلے حاضر ہو گے اور اس وقت تم سے دنیا کے سارے اسباب چھین لئے جائینگے (جس طرح سے کہ پیدا فرمایا تھا ہم نے پہلی بار) ماں کے پیٹ سے ننگے سر، برہنہ پا (اور) تمہاری یہ حالت ہے کہ دنیا ہی میں (چھوڑ آئے جو ہم نے پونجی تم کو دی تھی اپنے پیٹھ پیچھے)، یعنی نہ تو پہلے سے تم نے بھیج رکھا اور نہ ہی اپنے ساتھ اٹھا لائے۔۔۔یا یہ کہ۔۔۔جو کچھ دنیا میں حاصل کیا، وہ تمام کا تمام اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈال دو گے، بال برابر بھی ساتھ نہیں لے جاؤ گے۔

بخلاف اہل ایمان کے، کہ انھوں نے دنیا میں اپنے عقائد صحیحہ کیلئے جد و جہد کی اور اعمال صالحہ میں مشغول رہے۔ اسلئے وہ اپنے عقائد حقہ اور اعمال صالحہ قبروں میں ساتھ لائے ہیں جو آج قیامت میں انھیں کام دے رہے ہیں۔ اس لحاظ سے وہ آج اکیلے نہیں، بلکہ اعمال صالحہ اور عقائد صحیحہ انکے بہترین ساتھی ہیں۔

رہ گیا تمہارا حال، تو اے شیخی مارنے والے مشرکو! تمہاری بے کسی کی حالت تو یہ ہے کہ اموال واولاد کس شمار میں، آج نہیں دیکھتے (اور نظر نہیں آتے تمہارے ساتھ تمہارے) خود ساختہ (وہ سفارشی جن کو تم نے سمجھ رکھا تھا کہ وہ تمہارے حق میں) یعنی تمہارے تربیت کرنے، پرورش کرنے اور دنیا و آخرت کے مصائب سے بچانے میں اور استحقاق عبادت میں (اللہ) تعالیٰ (کے شریک ہیں)۔۔۔الغرض۔۔۔ ان بتوں نے بھی تمہارا ساتھ نہیں دیا۔ اور اب حالت یہ ہے کہ (بیشک کٹ گئے آپس میں) یعنی تمہارے اور تمہارے معبودوں کے درمیان جدائی واقع ہوگئی، اور اب جو تم کو ان سے محبت تھی وہ بھی منقطع ہوگئی (اور کھو گیا تم سے جو دعویٰ کرتے تھے) کہ یہ بت ربوبیت اور استحقاق عبادت میں خدا کے شریک ہیں ۔۔۔الغرض۔۔۔تم نے جن بتوں کو اپنا سفارشی گمان کر رکھا تھا، وہ تم سے عذاب الٰہی دور نہ کر سکے۔۔۔

اس سے پہلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے توحید و رسالت اور قرآن مجید کا بیان فرمایا تھا۔

اور اب اس اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے الوہیت اور وجود باری کے دلائل دیئے ہیں۔ لہٰذا اب ان امور کا ذکر فرمایا ہے جو خدا ہی کے قدرت و اختیار کے مظاہر ہیں۔ نہ یہ محض بخت واتفاق کا نتیجہ ہیں، اور نہ ہی انکے وجود میں بے جان بتوں کا کوئی دخل ہے۔ تو ہر سننے والا غور سے سنے کہ۔۔۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

إِنَّ اللَّهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَىٰ ۖ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ

بیشک اللہ ہے پھاڑنے والا تخم اور گٹھلی کا۔ وہ نکالے زندہ کو مردہ سے،

مِنَ الْحَيِّ ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ﴿٩٥﴾

اور نکالنے والا ہے مردہ کو زندہ سے۔ یہ ہے تمہارا اللہ، تو کہاں منہ کے بل گرتے ہو●

(بیشک اللہ) تعالیٰ ہی (ہے پھاڑنے والا) تخم کا، تاکہ اس سے پودا نمودار ہو (اور) پھاڑنے والا ہے (گٹھلی کا) تاکہ اس سے درخت جمے۔ (وہ نکالے زندہ کو مردہ سے)، یعنی روح نباتی رکھنے والے پودوں اور درختوں کو بیج سے۔۔یا۔اولاد کو نطفہ سے اور پرندوں کو انڈوں سے اور مومن کو کافر سے اور عاقل کو جاہل سے وغیرہ، (اور نکالنے والا ہے مردہ کو زندہ سے) یعنی درخت سے بیج، آدمی سے نطفہ، اور مرغی سے انڈا وغیرہ۔ تو نادانو! (یہ ہے تمہارا اللہ) تعالیٰ جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ روح والے سے بے روح کو پیدا فرماتا ہے، اور بے روح سے روح والے کی تخلیق فرماتا ہے (تو) تم (کہاں منہ کے بل گرتے ہو) اور کہاں بھٹک رہے ہو۔ اللہ اکبر کیا شان ہے اس قادر مطلق کی جو۔۔۔

فَالِقُ الْإِصْبَاحِ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۚ

پھاڑ کر صبح کو لانے والا، اور بنادیا رات کو وقت سکون۔ اور سورج اور چاند کو وقت کا حساب۔

ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿٩٦﴾

یہ باندھا ہوا ہے غلبہ والے علم والے کا●

(پھاڑ کر صبح کو لانے والا) ہے اور رات کی تاریکی دور فرما کر روشنی فرمانے والا ہے۔ (اور جس نے (بنادیا رات کو وقت سکون)، تاکہ ساری مخلوق دن کی حرکتوں کی تھکن سے آرام کرلیں اور پھر صبح کو تازہ دم ہوجائیں۔۔۔ یہ تو رہیں قدرتِ الٰہی کی وہ نشانیاں جن کا تعلق زمین سے ہے، اب آکر ذرا آسمان کا جائزہ لے لو (اور) کھلی آنکھ سے دیکھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے بنایا (سورج اور چاند کو وقت کا حساب)۔ انھیں مختلف گردشیں عطا فرمائیں، تاکہ اس سے سال اور مہینے متعین ہوجائیں۔ (یہ باندھا ہوا ہے) یعنی تقدیر ہے اس (غلبہ والے) خدائے واحد کی، جسکا حکم سب پر جاری ہے۔ اور یہ فیصلہ ہے اس (علم والے کا) جسے اپنی مملکت کی تدبیر کا بخوبی علم ہے۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَهُوَ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِىْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ

اور وہی ہے جس نے بنایا تمہارے لئے ستاروں کو کہ راہ پاؤ اس سے اندھیریوں میں، خشکی اور تری کی۔

قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۹۷﴾

ہم نے تفصیل کردی نشانیوں کی انکے لئے جو علم رکھتے ہوں●

(اور وہی ہے جس نے بنایا تمہارے لئے ستاروں کو) تمہارا رہنما، جو منزل کی طرف جانے والی راہ کی نشاندہی کریں، تا (کہ راہ پاؤ اس سے اندھیریوں میں خشکی اور تری کی)۔۔الغرض۔۔خواہ بیابان کی تاریکیاں ہوں۔۔یا۔۔دریا کی، ان ستاروں کے سبب تمہیں منزل تک پہنچانے والے راستے کا پتا ملتا رہے۔

اس رہنمائی کے سوا ستاروں کے دوسرے بھی فائدے ہیں۔۔مثلاً: آسمان کی زینت ورونق ہونا اور شیطان پر رجم کرنا اور انھیں بھگانا۔ اللہ تعالیٰ نے ستاروں سے جس فائدے کا ذکر فرمایا، اسکی وجہ یہ ہے کہ یہاں قدرت کی دلیل بالکل واضح ہے کہ باوصف اسکے کہ زمین اور آسمان میں بُعد مسافت ہے، مگر تاروں کو آسمان زمین کی راہیں پہچاننے کیلئے حق تعالیٰ نے پیدا فرمایا۔ ان سب کو بیان کردینے کے بعد فرماتا ہے کہ۔۔۔

(ہم نے تفصیل کردی نشانیوں کی) اور مفصل طور پر بیان کردیا۔ لیکن یہ سب (انکے لئے) ہے (جو) طبع مستقیم، فکر سلیم اور (علم رکھتے ہوں)، اور خدا کی طرف سے پیش کردہ دلیل کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

زمین اور آسمانوں میں وجود باری اور اسکی توحید پر نشانیوں کو بیان کردینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے وہ نشانیاں بیان فرمائیں، جو خود انسان کے اندر پائی جاتی ہیں۔۔چنانچہ۔ ارشاد فرمایا جاتا ہے۔۔۔

وَهُوَ الَّذِىْۤ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ؕ

اور وہی ہے جس نے پیدا فرمایا تم کو ایک جان سے، تو جائے قیام بھی ہے اور محل ودا ع بھی۔

قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ﴿۹۸﴾

بیشک تفصیل فرمادی ہم نے آیتوں کی انکے لئے جو سمجھیں●

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

(اور وہی ہے جس نے پیدا فرمایا تم کو) تمہاری کثرت کے باوجود، صرف (ایک جان سے) یعنی اکیلے آدم علیہ السلام سے۔ اسلیئے کہ ہم تمام انھیں سے پیدا کیے گئے ہیں، اور بی بی حواء بھی انکی بائیں پسلی سے پیدا کی گئیں۔

اس سے ثابت ہوا سارے انسان صرف ایک نفس سے پیدا ہوئے۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بی بی مریم سے پیدا ہوئے، اور وہ اپنے آباء و امہات کی نسبت سے آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اس میں اگر ایک طرف قدرتِ الٰہی کا مظاہرہ ہے، کہ اس نے ایک ہی اصل سے کروروں اور اربوں انسانوں کی تخلیق فرمائی اور تخلیق کا سلسلہ ابھی جاری ہے۔۔ نیز۔۔ بے شمار آدمیوں کے اجزاء مادیہ کو پشتِ سیدنا آدم میں رکھ دیا، جن کو انکے وقت پر ظاہر فرماتا رہا اور وہ بھی اس عجیب قدرت وحکمت کے ساتھ، کہ یہ اربوں انسان شکل وصورت، رنگ وروپ، قد وقامت، زبان وبیان، طبیعت ومزاج اور ذہن وفکر وغیرہ وغیرہ کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف وممتاز ہیں۔ یہاں تک کہ ان کروروں انسانوں کے انگوٹھے کا نشان بھی ایک دوسرے سے نہیں ملتا۔۔۔

دوسری طرف یہ اسکا عظیم احسان ہے، کہ اس نے ہم سارے انسانوں کا دادا صرف ایک کو بنایا، اسلیئے کہ جب کوئی کسی کے متعلق سمجھتا ہے کہ اسکا ہمارا دادا ایک ہے، تو پھر ایک دوسرے سے ناراض نہیں ہوتا اور اگر بعض لوگ ناراض بھی ہوں، تو محسوس نہیں کرتا۔ ایسی صورت میں فطرت سلیمہ، انسانیت، کی بنیاد پر ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کا مطالبہ کرتی ہے۔

(تو) اے ایک جان یعنی ایک ذات سے پیدا ہونے والو! تمہارے واسطے پشت پدر۔۔یا۔۔ روئے زمین میں (جائے قیام بھی ہے اور) رحم مادر میں (محل ودراع بھی) ہے، جہاں بطور امانت رکھا جاتا، پھر نکال لیا جاتا ہے۔

ایک قول کے مطابق قرار کی جگہ قبر ہے اور امانت کی جگہ دنیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جہاں آدمی کو قرار نہ ہو، امانت رہنے کی جگہ وہی ہے۔ تو اس حساب سے صلب پدر، رحم مادر اور قبر سب امانت کی جگہ ہے، جسکو بہر حال چھوڑنا ہوتا ہے۔ رہ گئی قرار کی جگہ، جہاں جا کر پھر نکلنا ہی نہ ہو، تو وہ ایمان والوں کیلیئے بہشت ہے اور کافروں کیلیئے دوزخ ہے۔

(بیشک) مذکورہ بیان سے (تفصیل فرمادی ہم نے آیتوں) یعنی اپنی وحدانیت کی نشانیوں

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

(کی، انکے لئے جو سمجھیں)، یعنی ان لوگوں کیلئے جو اپنی عقل وفکر اور گہری نظر سے پوشیدہ اور نہایت باریک نکتے سمجھتے ہیں۔

اس مقام پر یہ نکتہ ذہن میں رہے کہ جب ذکر نجوم اور آیات آفاق کا تذکرہ فرمایا، تو یہ کہا کہ یہ نشانیاں انکے لئے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔۔ لیکن۔۔ جب تخلیق انسانی میں آیات انفس کی طرف اشارہ فرمایا، تو یہ ارشاد فرمایا کہ 'یہ انکے لئے ہیں جو سمجھیں'۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ آیات آفاق اظہر واجلی اور ظاہر وروشن ہیں، جن میں کوئی پوشیدگی نہیں، خاص طور سے اہل علم کیلئے۔ اسکے برخلاف آیات انفس ادق اور اخفی یعنی نہایت دقیق اور بہت زیادہ پوشیدہ ہیں، تو اسکو سمجھنے کیلئے فقہ کی ضرورت ہے، جس سے خفی معنی معلوم کئے جاتے ہیں، اسی لئے پہلی جگہ لِقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ ہے، تو دوسری جگہ لِقَوۡمٍ يَّفۡقَهُوۡنَ ہے۔۔۔

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے زمین کی نشانیوں سے وجود باری تعالیٰ اور توحید پر استدلال کیا۔ دوسری بار آسمان کی نشانیوں میں سے سورج اور چاند سے استدلال کیا۔ پھر تیسری بار ستاروں سے استدلال کیا۔ چوتھی بار نفس انسان سے استدلال کیا۔ اور اب پانچویں بار آسمان سے نازل ہونے والی بارش سے استدلال کیا۔ اس آنے والی آیت میں وجود باری اور اسکی توحید پر دلیل بھی ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بیان بھی ہے۔۔ چنانچہ۔۔ ارشاد ہے کہ اللہ قادر مطلق۔۔۔

وَهُوَ الَّذِيۡۤ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَىۡءٍ فَاَخۡرَجۡنَا مِنۡهُ

وہی جس نے برسایا آسمان سے پانی، پھر نکالا ہم نے اس سے ہر قسم کے پودے، پھر نکالا ہم نے اس سے

خَضِرًا نُّخۡرِجُ مِنۡهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخۡلِ مِنۡ طَلۡعِهَا قِنۡوَانٌ دَانِيَةٌ

ہرا بھرا، جس سے ہم نکالتے ہیں دانے تلے اوپر تلے۔ اور کھجور کے گابھے سے گچھے لپٹے ہوئے،

وَّجَنّٰتٍ مِّنۡ اَعۡنَابٍ وَّالزَّيۡتُوۡنَ وَالرُّمَّانَ مُشۡتَبِهًا وَّغَيۡرَ مُتَشَابِهٍ ؕ

اور باغ، انگور اور زیتون اور انار کے، کسی بات میں یکساں اور کسی میں جدا۔

اُنۡظُرُوۡۤا اِلٰى ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثۡمَرَ وَيَنۡعِهٖ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكُمۡ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۹۹﴾

تم لوگ دیکھو پھل کو جب پھلے اور اس کا پکنا۔ بیشک اس میں نشانیاں ہیں انکے لئے جو مانیں●

(وہی) ہے (جس نے برسایا) ابر سے یا (آسمان) کی طرف (سے پانی، پھر نکالا ہم نے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

اس سے ہر قسم کی پودے)۔۔۔ پہلے مجمل ذکر فرمایا، اب اسکی تفصیل ارشاد فرماتا ہے۔۔۔(پھر نکالا ہم نے اس سے ہرا بھرا) یعنی گھاس، جو کہ بیج سے اُگی ہے اور اس نے جڑ اور شاخ پیدا کی (جس سے ہم نکالتے ہیں دانے تلے اوپر تلے)، یعنی دانہ ایک پر ایک ملا ہوا یعنی خوشہ، (اور) نکالا ہم نے (کھجور کے گابھے) یعنی اسکے شگوفے اور غنچہ (سے گچھے لپٹے ہوئے)۔۔۔ بتانا یہ ہے کہ کھجور کے ثمرات ایک دوسرے پر لپٹے ہوئے ہوتے ہیں۔۔(اور) نکالا ہم نے (باغ انگور اور زیتون اور انار کے)۔۔ الغرض ۔۔ان سب کے درختوں کو ہم نے زمین سے پانی کے سبب سے نکالا۔ ان کا حال یہ ہے کہ (کسی بات میں یکساں) یعنی ان کے پتے ایک دوسرے سے ہم شکل ہیں اور اوّل سے آخر تک ٹہنیوں سے بھرپور ہیں (اور کسی میں جدا)، یعنی کوئی میوہ نہایت ترش ہوتا ہے اور بعض خوب شیریں اور بعض کھٹ مٹھا۔

تو اے مخاطبو! غور وفکر کر کے (تم لوگ دیکھو پھل کو جب پھلے) یعنی جب پھلنا شروع ہو اور بہت چھوٹا اور کچے پن کے سبب سے بے مزہ ہو (اور) پھر دیکھو (اسکا پکنا) یعنی یہ دیکھو کہ پکنے اور ٹپکنے کے وقت اسکا کیسا رنگ، کیسی بو، کیسا مزہ اور کیسا فائدہ اس میں ظاہر ہوتا ہے۔ (بیشک اس میں) قادر حکیم کے موجود ہونے پر (نشانیاں ہیں انکے لئے جو مانیں)۔ اہل ایمان کی تخصیص اسلئے ہے کہ یہی لوگ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اشیاء سے استدلال کر کے نفع پاتے ہیں اور اس سے عبرت حاصل کرتے ہیں۔

اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے توحید پر پانچ دلیلیں قائم کیں اور اب اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ مشرکین کے نظریات بیان فرمارہا ہے اور انکے باطل نظریات کا رد فرمارہا ہے ۔۔چنانچہ۔۔ ارشاد فرماتا ہے کہ۔۔۔

وَجَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوا لَهٗ بَنِيْنَ

اور بناڈالا انھوں نے اللہ کا شریک قوم جن کو، حالانکہ جنات کو اس اللہ ہی نے پیدا فرمایا ہے، اور ان لوگوں نے تراش لیا اللہ کیلئے بیٹے

وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع ۱۲ / ۱۸

اور بیٹیاں نادانی سے۔ پاک اور بالا ہے وہ اس سے جو جھک مارتے ہیں●

اپنے گمانِ فاسد (اور) خام خیالی سے (بناڈالا انھوں نے) یعنی مجوسیوں نے (اللہ) تعالیٰ (کا شریک قوم جن کو)، اور کہہ پڑے کہ جو چیز نیک ہے، اُسے خدا پیدا کرتا ہے اور اسے 'یزداں' کہتے

Marfat.com
https://t.me/nabwilibrary

ہیں، اور جو چیز بد ہے، اُسے شیطان پیدا کرتا ہے اور اُسے 'اہرمن' کہتے ہیں۔ (حالانکہ جنات کو اس اللہ) تعالیٰ (ہی نے پیدا فرمایا ہے) اور ان بے وقوفوں کا حال یہ ہے، کہ یہ مخلوق کو خالق کا شریک کہتے ہیں۔ انکے سوا بعض کافروں نے اپنی بے عقلی کا مظاہرہ کیا (اور ان لوگوں نے تراش لیا اللہ) تعالیٰ (کیلئے بیٹے اور بیٹیاں نادانی سے)، جیسے کہ یہودیوں نے کہا، عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور عیسائیوں نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔۔ نیز۔۔ نصاریٰ نے کہا کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی لڑکیاں ہیں۔ حالانکہ (پاک اور بالا ہے وہ) حق سبحانہ تعالیٰ (اس سے، جو جھک مارتے ہیں) اور عقل و دانش کے خلاف بات کرتے ہیں۔ حق یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ مشرکین کی بتائی ہوئی صفتوں سے دور ہے، نہ اسکا کوئی شریک ہے اور نہ ہی اسکی کوئی اولاد۔

اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا تھا کہ مشرکین کے عقائد باطل ہیں اور اب اس اگلی آیت میں انکے باطل ہونے پر دلائل قائم کیے۔۔ چنانچہ۔۔ ارشاد ہے کہ۔۔۔

بَدِيۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ؕ اَنّٰى يَكُوۡنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمۡ تَكُنۡ لَّهٗ صَاحِبَةٌ‌ؕ

بدعت فرمانے والا آسانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں۔ اسکے اولاد کہاں؟ جبکہ اسکی کوئی زوجہ نہیں۔

وَخَلَقَ كُلَّ شَىۡءٍ‌ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ﴿۱۰۱﴾

اور پیدا فرمایا اسی نے ہر چیز۔ اور وہ سب کچھ جاننے والا ہے●

اللہ تعالیٰ ایسا قادرِ مطلق ہے کہ وہ (بدعت فرمانے والا آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں) یعنی بغیر کسی سابقہ مثال اور نمونہ کے انکو پیدا فرمانے والا ہے۔ تو اب عیسائیوں کا یہ سوچنا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو بغیر باپ کے پیدا کیا، جسکی پہلے کوئی نظیر اور مثال نہیں تھی، تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ کا باپ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس دلیل کا رد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام آسانوں اور زمینوں کو ابتداءً بغیر سابقہ مثال اور نمونہ کے پیدا کیا، تو کیا اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں اور زمینوں کا باپ ہے۔ اور اگر اس وجہ سے وہ تمام آسمانوں اور زمینوں کا باپ نہیں ہے، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اس وجہ سے کیسے باپ ہوسکتا ہے؟۔۔ اور۔۔ اگر عیسائیوں کی مراد یہ ہے کہ جیسے انسانوں میں معروف طریقہ سے اولاد ہوتی ہے، اسطرح سے حضرت عیسیٰ اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں، تو اللہ

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

تعالیٰ نے اسکا رد فرمایا کہ ذرا سوچو۔۔۔

(اسکے اولاد کہاں جبکہ اسکی کوئی زوجہ نہیں)۔یعنی جب اسکی بیوی ہی نہیں، تو اسکا بیٹا کیسے ہوگا؟۔۔نیز۔۔معروف طریقہ سے اولاد کے حصول میں وہ شخص محتاج ہوگا، جو علی الفور کسی چیز کو پیدا کرنے پر قادر نہ ہو، تو وہ نو ۹ ماہ کے انتظار کے بعد اولاد کو حاصل کریگا۔لیکن جس کی شان یہ ہو (اور) جو ایسا قادر ہو کہ (پیدا فرمایا اس نے ہر چیز) صرف لفظ کُن کہہ کر۔اِدھر اس نے کُن فرمایا، اُدھر وہ چیز اسی وقت موجود ہوگئی۔تو جو ایسا قادر ہو، تو وہ اس معروف دنیاوی طریقے سے اولاد کو کیوں حاصل کریگا؟ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ علیم (اور) خبیر ہے (وہ سب کچھ جاننے والا ہے) یعنی اسکی شان یہ ہے کہ وہ مخلوق وغیر مخلوق کو ازلاً ابداً جانتا ہے۔اس سے کوئی شے مخفی نہیں، جو گزری۔۔یا۔۔آ ئیگی۔شے کی ذات ہو یا صفات یا احوال، من جملہ ان امور کے جو اللہ تعالیٰ کیلئے ممکن ہیں۔۔یا۔۔اسکے لئے وہ اشیاء محال ہیں اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے اولاد ثابت کرنا بھی محالات کے افراد کا ایک فرد ہے۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ

یہ ہے اللہ تم سب کا پروردگار۔نہیں ہے کوئی معبود اسکے سوا۔ ہر چیز کا پیدا کرنے والا، تو اسی کو پوجو۔

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۰۲﴾

اور وہ ہر ایک کا کارساز ہے●

(یہ ہے اللہ) تعالیٰ جو تمام صفاتِ کمالیہ کا جامع ہے اور (تم سب کا پروردگار) ہے (نہیں ہے کوئی معبود) مستحق عبادت (اسکے سوا) اور نہ ہی اسکا کوئی شریک ہے۔وہ (ہر چیز کا) جو ہو چکی۔۔یا ہے۔۔یا۔۔ہوگی، سب کا (پیدا کرنے والا) ہے، تو جو ان صفات کا جامع ہے، وہی عبادت کا مستحق ہے (تو اسی کو پوجو)۔اس بات کو غور سے سنو (اور) یاد رکھو کہ (وہ ہر ایک کا کارساز ہے)۔۔لہٰذا۔۔تم اپنے جملہ امور اسی کی طرف سپرد کر دو اور اپنے جملہ دینی اور دنیوی امور کی کامیابی کیلئے اسی کی عبادت کو وسیلہ بناؤ، اور یوں تصور کرو کہ اس ذات کی تمہارے ہر عمل پر نگاہ ہے اور وہ تمہیں ہر عمل پر جزا۔۔یا سزا دیگا۔۔اور۔۔

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۰۳﴾

نہیں پاتیں اس کو آنکھیں۔اور وہ خوب جانتا ہے ساری آنکھوں کو۔اور وہ لطافت والا باخبر ہے●

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

(نہیں پاتیں اسکو آنکھیں) یعنی آنکھیں نہ ہی اسکی ذات کی حقیقت سے واقف ہوسکتی ہیں اور نہ ہی اسکی ذات کا احاطہ کرسکتی ہیں۔

۔۔الختصر۔۔اس آیت میں 'ادراک' کی نفی ہے اور یہ 'رویت' کی نفی پر دلالت نہیں کرتی۔ اسلئے کہ 'رویت' عام ہے اور 'ادراک' خاص ہے۔اور ظاہر ہے کہ خاص کی نفی عام کی نفی کو مستلزم نہیں۔تو 'رویت' بے 'ادراک' کے ممکن ہے۔۔یا۔۔مطلب یہ ہے کہ نہیں دیکھتی نظریں اُسے عام طور پر اس دنیا میں۔اس واسطے عقبیٰ میں خدا کو دیکھنا قرآن اور حدیث سے صاف ثابت ہے۔ہاں صرف اور صرف ایک نگاہ محمدی ہے، جس نے معراج کی رات رب تعالیٰ کو دیکھا۔ یاد رہے کہ دنیا میں دیکھنے کے جو اصول ہیں، آخرت میں رویت الٰہی کے ضابطے اس سے الگ ہیں، لہٰذا ان دونوں میں ایک کو دوسرے پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔

(اور وہ خوب جانتا ہے ساری آنکھوں کو) یہاں جزء بول کر کل مراد لیا گیا ہے اور 'ادراک' سے 'علم' مراد لیا گیا ہے۔

اب حاصل ارشاد یہ ہوگا کہ اسکا علم تمام آنکھ والوں اور نظر والوں کو محیط ہے۔ایسی صورت میں 'آنکھ کے ادراک کی تخصیص' اسلئے ہے کہ آنکھ کا خاصہ ہے کہ اپنے سوا ہر شے کو دیکھ سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے غیر کو اپنی آنکھوں کا ادراک حاصل نہیں ہوتا۔اور نہ ہی اسکے لئے ممکن ہے۔ذہن نشین رہے کہ یہاں بصر سے وہ حقیقت مراد ہے، جس سے بذریعہ آنکھ اشیاء کو دیکھا جاتا ہے۔

(اور وہ لطافت والا) نہایت باریک بیں ہے، کہ جن اشیاء کا آنکھ کو ادراک حاصل نہیں، ان اشیاء کو اللہ تعالیٰ کا علم محیط ہے اور وہ ہر ہر شے کے ہر ہر بھید سے (باخبر ہے)۔۔الختصر۔۔کوئی نہیں دیکھتا، جو کچھ وہ دیکھتا ہے۔اور کوئی نہیں جانتا، جو کچھ وہ جانتا ہے، تو لوگو!۔۔۔

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ

بیشک آگئیں تمہارے پاس آنکھ کھولنے والی باتیں تمہارے رب کی طرف سے۔تو جس نے آنکھ کھولی تو اپنے بھلے کو۔

وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَیْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ ﴿۱۰۴﴾

اور جو اندھا رہا تو اپنے برے کو۔ اور میں نہیں ہوں تم پر نگرانی کا ذمہ دار●

Marfat.com
https://t.me/nabwilibrary

(بیشک آگئیں تمہارے پاس آنکھ کھولنے والی باتیں)۔کھلی ہوئی نشانیاں یعنی توحید کے دلائل اور نبوت کی حقانیت کا بیان اور بعث ونشر، حساب وکتاب اور جزاء وسزا کی حقانیت کا ذکر (تمہارے رب کی طرف سے، تو جس نے آنکھ کھولی) اوران نشانیوں کو دیکھا اور ایمان لایا (تو اپنے بھلے کو)۔اسکا فائدہ اسی کو ملے گا (اور) اسکے برخلاف (جو اندھا رہا) اوران کھلی ہوئی دلیلوں کو نہ دیکھا۔۔یا۔۔دیکھ کر اندھا بنا رہا، (تو اپنے برے کو)، یعنی اسکا نقصان اسی کو اٹھانا ہے (اور میں نہیں ہوں تم پر نگرانی کا ذمہ دار) کہ تمہارے اعمال کی محافظت کروں اوران پر تمہیں جزا دوں۔مجھ پر یہی تبلیغ ہے اور بس۔

وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

اور اسی طرح ہے، طرح طرح سے ہم آیتیں بیان کرتے ہیں اور تاکہ سب کہہ پڑیں کہ تم نے تو لکھ پڑھ لیا،
اور تاکہ روشن کردیں ہم اس کو علم والی قوم کیلئے●

(اور اسی طرح سے طرح طرح سے ہم آیتیں بیان کرتے ہیں اور) یہ اسلئے (تاکہ سب اہل مکہ (کہہ پڑیں، کہ تم نے تو لکھ پڑھ لیا) اور رومی قیدیوں یسار اور حسیر سے سیکھ لیا، اور علماء یہود سے مذاکرہ ومباحثہ کرکے اس بحث وتمحیص کے حاصل کو اکٹھا کیا اور پھر اسکو مختلف فقروں اور جملوں میں ڈھال دیا، پھر اسکو یاد کرکے ہمارے سامنے پڑھتے ہیں اور یہ ظاہر کرتے ہیں، کہ آپ پر وحی نازل ہوتی ہے۔حالانکہ یہ سب آپ کا لوگوں سے پڑھا ہوا اور حاصل کیا ہوا ہے، ورنہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کا نازل کیا ہوا کلام ہوتا، تو ایک ایک جملہ کی شکل میں کیوں نازل ہوتا؟ یکبارگی پوری کتاب نازل ہوتی۔

انکے شبہ کا قرآن کریم نے متعدد بار جواب دیا ہے کہ اگر تمہارے گمان میں یہ اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہے اور کسی انسان کا سکھایا ہوا۔۔یا۔۔بنایا ہوا کلام ہے، تو تم اسکی کسی چھوٹی سورت ہی کی مثال بنا کر لے آؤ۔لیکن ان میں سے کوئی بھی ایک سورت کی بھی نظیر نہ لاسکا ۔۔الختصر۔۔جابجا آیاتِ وعد کے آیاتِ وعید کی طرف۔۔یونہی۔۔آیاتِ خوف کے آیات امید کی طرف پھیرنے میں ایک مصلحت تو یہ ہے، کہ کفار کی جہالت واضح ہوجائے اور وہ اپنی بک جھک پر اتر آئیں۔

(اور) دوسری حکمت یہ ہے (تاکہ روشن کردیں ہم اسکو علم والی)۔۔۔اور طبع سلیم۔۔نیز۔۔فہم مستقیم رکھنے والی (قوم کیلئے)، جو خوب جانتے ہیں کہ یہ کلام الٰہی ہے۔علم والے کی تخصیص اسلئے کی کہ وہی اس سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔۔۔تو اے محبوب! کفار جو آپ کو اپنے آباء واجداد کے باطل

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

دین کی طرف بلاتے ہیں۔۔یا۔آپ پر طعن و تشنیع کرتے ہیں، ادھر آپ التفات نہ فرمائیں، بلکہ حسب معمول۔۔۔

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۶﴾

چلو، جو وحی فرمائی جائے تمہاری طرف تمہارے پروردگار کی طرف سے۔ نہیں ہے کوئی پوجنے کے قابل اسکے سوا، اور رخ پھیر لو مشرکین سے●

(چلو جو وحی فرمائی جائے تمہاری طرف تمہارے پروردگار کی طرف سے) یعنی طریقہ توحید۔ اور جانے رکھو کہ (نہیں ہے کوئی پوجنے کے قابل اس) رب ذوالجلال معبود برحق (کے سوا، اور) مشرکین کی طرف توجہ نہ فرماؤ، بلکہ (رخ پھیر لو) ان (مشرکین سے) جو ایمان وتوحید کی طرف رغبت رکھ کر متوجہ ہی نہیں ہوتے اور اپنے اختیار کو ایمان پر صرف ہی نہیں کرتے، بلکہ لاکھ سمجھانے کے باوجود کفر پر ڈٹے ہوئے ہیں، تو پھر اللہ تعالیٰ انکے ایمان وتوحید کا ارادہ کیوں فرمانے لگا۔ تو ایسوں کو اللہ تعالیٰ انکی گمراہیوں ہی میں رہنے دیتا ہے، جن گمراہیوں پر وہ خود اپنے عزم وارادہ سے جمے ہوئے ہیں۔ اب اگر بالفرض وہ مذکورہ بالا ذہن وفکر اور ضد وعناد والے نہ ہوتے۔۔۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ۗ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ

اور اللہ کا چاہا ہوتا تو وہ مشرک نہ ہوتے۔ اور نہیں کیا ہم نے تم کو ان پر نگرانی کا ذمہ دار۔

وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۷﴾

اور نہ تم ان کے جواب دہ ہو●

(اور) پھر (اللہ) تعالیٰ (کا چاہا ہوتا، تو وہ مشرک نہ ہوتے) اور موحد ہو جاتے۔ مگر اے محبوب! آپ فکر مت کریں اور انکے تباہ کن حالات کو ملاحظہ فرما کر زیادہ رنجیدہ خاطر نہ ہوں (اور) یہ اسلئے کہ (نہیں کیا ہم نے تم کو ان پر نگرانی کا ذمہ دار)۔۔لہٰذا۔ انکو کسی نقصان رساں چیز سے بچانا آپ پر لازم نہیں، (اور نہ) ہی (تم انکے جواب دہ ہو)، یعنی انکا کام تم پر نہیں چھوڑا گیا ہے۔۔ چنانچہ۔ انکے لئے کسی طرح بھی نفع رسانی کی تدبیر بنانا آپ پر واجب نہیں۔

مشرکین مکہ بھی عجیب تھے، کہ جس کلام سے انہیں ہدایت حاصل کرنی چاہیے، اسکو سن کر وہ برہم ہو جاتے تھے۔۔ چنانچہ۔۔ جب ان سے کہا گیا اے کافرو! کہ تم اور تمہارے باطل معبود، جو خدا سے بیگانے ہیں، سب کے سب جہنم کا ایندھن ہیں۔ یہ سن کر کفار چڑھ

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

گئے اور انھوں نے اسے گالی سمجھ لیا، حالانکہ کسی بھی لفظ کا اسکے صحیح مصداق پر استعمال کرنا، گالی نہیں۔ اسی لئے شیطان کو شیطان، کافر کو کافر، مشرک کو مشرک، مردود کو مردود، منافق کو منافق، مرتد کو مرتد، چور کو چور، شرابی کو شرابی، بدکار کو بدکار، یہود کو یہود، عیسائی کو عیسائی وغیرہ وغیرہ کہنا گالی نہیں۔

خود قرآن کریم میں کافر، مشرک، مردود، ملعون، منافق، زنیم جو بدکاری کا نتیجہ ہو، وغیرہ وغیرہ الفاظ کا اطلاق انکے صحیح مصادیق پر کیا گیا ہے، تو کیا قرآن کریم کو گالیوں کی کتاب قرار دے دیا جائیگا؟۔۔ الختصر۔۔ کفار گالی کی حقیقت نہ سمجھ سکے اور چیخ پڑے کہ اے محمد ﷺ ' ہمارے بتوں کو گالی دینے سے زبان بند کرو، ورنہ ہم بھی تیرے خدا کی، جسے تو صفاتِ کمال سے یاد کرتا ہے، ہجو کرینگے۔۔ تو۔۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ كَذٰلِكَ

اور مت برا کہو انھیں، جن کو اللہ کو چھوڑ کر معبود بنائے ہیں، کہ وہ بھی بے ادبی کرنے لگیں اللہ کی بڑھ بڑھ کر نادانی سے۔ اسی طرح

زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۠ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۰۸

خوب صورت دکھا دیا ہم نے ہر امت کو انکا کیا دھرا۔ پھر اپنے پروردگار کی طرف انکا پھرنا ہے، تو بتا دیگا وہ ان کو جو کرتے دھرتے تھے ●

اے محبوب! ایمان والوں کو سمجھا دو (اور) ہدایت فرما دو کہ (مت برا کہو انھیں جن کو اللہ کو چھوڑ کر معبود بنائے ہیں) یعنی انکی برائیوں کا ذکر نہ کرو، کہیں ایسا نہ ہو (کہ وہ بھی) انتقاماً (بے ادبی کرنے لگیں اللہ) تعالیٰ (کی بڑھ بڑھ کر) حق سے درگزر کر کے ظلم کی رو سے (نادانی سے)، یعنی نادانی کی وجہ سے اپنی مزعومہ برائیوں کا ذکر کرنے لگیں۔۔ الختصر۔۔ جس طرح کافروں کے اعمال کو ان کی نظر میں ہم نے آراستہ کر دیئے (اسی طرح خوبصورت دکھا دیا ہم نے ہر امت کو انکا کیا دھرا)، یعنی جب طاعت اور معصیت میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کا عزم کرتے، تو اللہ تعالیٰ انھیں انکی طرف طبیعت کا میلان پیدا کر دیتا اور پھر نیکی کی توفیق بخشتا۔۔ یا۔۔ برائی کا خوگر بنا دیتا۔ اور یہ آخر کب تک؟

(پھر) بالآخر (اپنے پروردگار کی طرف انکا پھرنا ہے)، یعنی اس رب کریم کی طرف جو جملہ امور کا مالک ہے اسکی بارگاہ میں حاضر ہونے کیلئے مرنے کے بعد اٹھنا ہے، (تو بتا دے گا وہ انکو جو کرتے دھرتے تھے) پھر ان برے اعمال کا نتیجہ سزا کی صورت میں انکے سامنے آ جائیگا، جو دنیا میں انھیں اچھے لگتے تھے۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

ان کافروں کی ہٹ دھرمی تو دیکھئے، کہ نبی کریم کے عظیم الشان معجزات دیکھ لینے کے بعد کسی دوسرے معجزے کا مطالبہ کررہے ہیں۔۔ چنانچہ۔۔ اللہ تعالیٰ کے رسول سے کہتے کہ اے محمد ﷺ 'آپ ہی نے فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ نے پتھر پر عصا مار کر بارہ چشمے جاری کردیئے، حضرت عیسیٰ نے مردہ کو زندہ کردیا اور حضرت صالح نے پتھر سے اونٹنی نکال دی، وغیرہ وغیرہ، تو آپ بھی کوئی اس طرح کا معجزہ دکھائیں، تو ہم آپ پر ایمان لائیں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا، تم کون سا معجزہ دیکھنا چاہتے ہو؟ بولے کوہ صفا کو آپ سونے کا بنادیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اگر یہ معجزہ ظاہر ہوجائے، تو تم مجھ پر ایمان لاؤ گے؟ سب نے ایمان لانے کا عہد کیا اور سخت قسمیں کھا کر عہد کو اور بھی پکا کیا، کہ اگر یہ معجزہ ہمیں دکھا، تو مومنین کی طرح ہم بھی تم پر ایمان لائینگے اور آپ کی متابعت کرینگے۔ اس درمیان مومنین میں سے بھی بعض نے معروضہ پیش کردیا، کہ حضور انکا مطالبہ پورا ہی کردیجئے، تاکہ شاید یہ ایمان لے آئیں۔

ابھی حضور دعا فرمانے کو سوچ ہی رہے تھے، کہ حضرت جبرائیل وحی الٰہی لیکر حاضر ہوگئے اور آپ کو پیغام الٰہی سنایا، کہ اے محبوب! ہم تیری دعا سے پہاڑ سونے کا کردیں، مگر ہماری عادت اور مشیت اس بات پر جاری ہوتی ہے، کہ امتیں جب انبیاء سے انکی نبوت پر کوئی علامت اور معجزہ چاہیں اور وہ معجزہ ظاہر ہوجائے، پھر وہ ایمان نہ لائیں اور اپنا عہد پورا نہ کریں، تو ان سب کو ہلاک کردینے والا عذاب ان پر بھیجتے ہیں۔ اگر تمہیں یہ خواہش ہو، تو یہ معجزہ ہم ظاہر کردیں، مگر اسکے پیچھے عذاب لگا ہوا ہے، اسلئے کہ مجھے علم ہے کہ معجزہ دیکھ کر بھی یہ ماننے والے نہیں ہیں۔ تو اب اگر چاہو تو ان کو انکے حال پر چھوڑ دو تاکہ وہ توبہ کریں۔ کیونکہ ان میں بعض کو توبہ کی توفیق نصیب ہونے والی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے دوسری بات اختیار فرمائی اور پوری قوم کو ہلاکت سے بچالیا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی، کہ اے محبوب! ان کافروں کی لغو کلامی۔۔۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ۚ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ

اور قسم کھا بیٹھے اللہ کی، بڑے زور کی قسم، کہ اگر آگئی ان کے پاس عذاب کی نشانی، تو ضرور مان لینگے اس کو۔ کہہ دو،

عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۹﴾

کہ "ساری نشانیاں اللہ کے پاس ہیں"۔ اور کیا پتہ کہ جب نشانی آتی تو نہ مانتے●

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

(اور) دیدہ دلیری تو دیکھیے، کہ (قسم کھا بیٹھے اللہ) تعالیٰ (کی) اور وہ بھی (بڑے زور کی قسم کہ اگر آ گئی انکے پاس عذاب کی نشانی) یعنی ایسی نشانی جسکو دیکھ لینے کے بعد بھی اگر کوئی ایمان نہ لائے، تو اسپر عذاب نازل فرما دیا جائے، (تو ضرور مان لینگے اسکو)۔ ان سے (کہہ دو کہ ساری نشانیاں اللہ) تعالیٰ (کے پاس ہیں)، یعنی سارے معجزات کا ظہور اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، تو وہ جو معجزہ ظاہر فرمانا چاہے اس پر قادر ہے۔ (اور) اے ایمان والو! تمہیں (کیا پتا کہ جب نشانی آتی تو نہ مانتے) اور پھر عذاب الٰہی کا شکار ہو کر نیست و نابود ہو جاتے۔ معجزے کے ظہور کے بعد بھی یہ ماننے والے نہیں۔

وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَنَذَرُهُمْ

اور ہم الٹ پلٹ دیں گے ان کے دلوں اور آنکھوں کو، جیسا کہ انھوں نے نہیں مانا اس کو پہلی بار، اور چھوڑ دیں گے انھیں،

فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿۱۱۰﴾

ع ۱۳ / ۱۹

کہ اپنی سرکشی میں چکراتے رہیں●

یہ جنم کا کفر کمانے والے (اور) ایمان کی صلاحیت و استعداد کھو دینے والے، کیسے ایمان لا سکتے ہیں۔ اسلئے کہ (ہم الٹ پلٹ دینگے انکے دلوں کو) کہ وہ تصدیق نہ کر سکیں (اور) انکی (آنکھوں کو) تا کہ راہِ حق نہ دیکھ سکیں۔۔ الحاصل۔۔ وہ ماننے والے نہیں (جیسا کہ انھوں نے نہیں مانا اس کو) جو معجزات میں سے ظاہر ہوئی (پہلی بار) جیسے شق قمر وغیرہ۔ تو جس طرح ہم نے اہل ایمان کو نوازا ہے، وہ سلوک انکے ساتھ نہیں ہوگا۔ (اور) ہم (چھوڑ دینگے انھیں کہ اپنی سرکشی میں) تا کہ اپنی بے راہی میں (چکراتے رہیں)، یعنی سرگشتہ و حیران رہیں اور اسی حال میں مر جائیں۔۔ الحاصل۔۔ انکی استعداد ختم کر دی گئی۔ وہ حق سے بہت دور ہو چکے۔ اور چونکہ انکی استعداد ہی خود انکے کرتوتوں سے اور انکی اپنی شیطانی سوچ کے نتیجے میں ختم ہو چکی ہے، اسلئے اللہ تعالیٰ نے انھیں ہدایت بھی نہیں دی۔

بفضلہٖ تعالیٰ آج بتاریخ

۷ رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ ۔۔ مطابق ۔۔ ۲۹ اگست ۲۰۰۹ء

ساتویں پارہ کی تفسیر مکمل ہوگئی۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

۸

ولوانّنا

بحمدہٖ تعالیٰ آج بتاریخ

۹ رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ۔۔ مطابق۔۔ ۳۱، اگست ۹ء

بروز دوشنبہ آٹھویں پارہ کی تفسیر کا آغاز کردیا۔

مولیٰ تعالیٰ اس کی اور دوسرے باقی پاروں کی تفسیر

کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

اس سے پہلے، آیت ۱۰۹ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا تھا، کہ تمہیں کیا معلوم کہ جب یہ نشانیاں آجائیں گی، تو یہ لوگ پھر بھی ایمان نہیں لائینگے۔ اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اسی کی تفصیل بیان فرمائی ہے، کہ اگر اللہ تعالیٰ انکے تمام مطلوبہ معجزات فراہم کردے، بلکہ اس سے بھی زیادہ مہیا کردے، کہ فرشتے نازل کردے اور مرُدے ان سے کلام کریں ۔۔ بلکہ۔۔ ہر چیز ان کے سامنے جمع کر کے پیش کر دی جائے، تو یہ پھر بھی ایمان نہیں لائینگے۔ یہ صحیح ہے معجزے سے نبی کے دعویٰ نبوت کے صدق پر دلالت ہوتی ہے، لیکن اس دلالت سے فائدہ اٹھانا ہر ایک کا نصیب نہیں۔ اسی لئے معجزات کی دلالت سے کفار فائدہ نہ اٹھا سکے اور اپنے کفر پر قائم رہے۔ مذکورہ بالا آیت ۱۰۹ میں جو بات اجمالاً ارشاد فرمائی گئی اب اسے تفصیل کے ساتھ ذکر کیا جا رہا ہے۔۔ چنانچہ۔۔ ارشاد ہوتا ہے کہ۔۔۔

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ

اور اگر ہم نے اتارا ہوتا ان کی طرف فرشتوں کو، اور باتیں کرتے ان سے مردے، اور ہانک کر کر دیتے

كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ

ہر چیز کو ان کے سامنے، تو بھی یہ لوگ نہ مانتے۔ مگر یہ کہ اللہ ہی کی مشیت ہوتی۔

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

لیکن ان کے بہتیرے تو جاہل ہیں ●

(اور اگر ہم نے اتارا ہوتا انکی طرف فرشتوں کو) جبکہ وہ کہتے ہیں، کہ کیوں نہ اتارے گئے ہم پر فرشتے' **(اور باتیں کرتے ان سے مردے)**، جیسا کہ وہ درخواست کرتے ہیں، کہ ہمارے باپ دادا کو ہمارے پاس واپس لاؤ۔

۔۔ چنانچہ۔۔ انھوں نے قصی بن کلاب اور جدعان بن عمرو کے زندہ کرنے کا سوال کیا جو انکی برادری کے سردار بھی تھے اور انکے نزدیک سچے بھی تھے۔۔ چنانچہ۔۔ کہا کہ اگر آپ انکو زندہ فرما دیں، اور وہ آپکی نبوت کی شہادت دیں، تو ہم آپ پر ایمان لے آئینگے۔

(اور ہانک کر، کر دیتے ہر چیز کو انکے سامنے) اور حشر کا منظر پیش کر دیتے، تا کہ وحدت الٰہی اور نبوت محمدی پر گواہی دیں، **(تو بھی یہ لوگ نہ مانتے)** اور اپنے کفر ہی پر اڑے رہتے، **(مگر یہ کہ اللہ) تعالیٰ (ہی کی مشیت ہوتی)**، یعنی انکا ایمان لانا اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے۔ لیکن وہ تو

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

ہمیشہ گناہوں میں منہمک رہتے ہیں اور تمرد وطغیان میں یکتا ہیں، پھر انکے لئے انکے ایمان لانے کی مشیت الٰہی کس طرح ہوسکتی ہے؟

اب اگر اللہ تعالیٰ ان میں جبراً ایمان پیدا کردے، یہ تب ہی ایمان لائینگے۔لیکن یہ چیز اللہ تعالیٰ کی حکمت کے خلاف ہے۔سنت الٰہیہ یہی ہے کہ جب کوئی اپنے اختیار سے ایمان لانے کا ارادہ کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسمیں ایمان پیدا کردیتا ہے۔۔الختصر۔۔ بندہ کسب اور ارادہ کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ خلق اور پیدا کرتا ہے۔

(لیکن انکے بہتیرے تو جاہل ہیں) وہ نوشتہء تقدیر سے بے خبر ہیں۔۔چنانچہ۔۔وہ نہیں جانتے ہیں کہ اگر سارے کے سارے معجزے انھیں دکھا دیئے جائیں، جب بھی وہ ایمان نہ لائینگے۔۔یونہی۔ جب آیاتِ الٰہی کا نزول ہوتا ہے، تو اہل ایمان کو یہ امید ہوجاتی ہے کہ شاید اب یہ کافر ایمان لائیں۔ انکو یہ امید اللہ تعالیٰ کی مشیت سے بے خبری کے سبب ہوتی ہے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ

اور اسی طرح سے بنایا تھا ہم نے ہر نبی کا دشمن انسان اور جن کے شیطانوں کو، کہ ڈالیں

بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ؕ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ

ایک دوسرے کے دل میں ملمع کی ہوئی باتوں کو دھوکا دینے کو۔اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا

مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ۝۱۱۲

تو یہ ایسا نہ کرتے، تو چھوڑ دو انکو اور جو وہ افترا کرتے رہتے ہیں●

اے محبوب! جس طرح ابو جہل اور دیگر کفارِ مکہ آپ کے دشمن (اور) آپکے دلی بدخواہ ہیں، (اسی طرح سے بنایا تھا ہم نے ہر نبی کا دشمن، انسان اور جن کے شیطانوں کو)۔

شیاطین انس سے کفار مراد ہیں، جو رحمتِ الٰہی سے دور ہونے میں شیطان کی طرح ہیں۔۔الختصر۔۔ اے محبوب! ان شیاطین کی عداوت صرف آپ کے ساتھ نہیں، بلکہ پہلے انبیاء کرام اور انکی امتوں کے ساتھ بھی یہ اپنی شیطنت کا مظاہرہ کرتے رہے۔ انکی شیطنت یہ ہے، (کہ ڈالیں ایک دوسرے کے دل میں ملمع کی ہوئی باتوں کو، دھوکہ دینے کو)۔۔الغرض۔۔ان شیاطین کا کام ہے دلوں میں وسوسہ ڈالنا، تاکہ جسکے دل میں وسوسہ ڈالا جائے، وہ اس خوبصورت انداز میں پیش کیے ہوئے جھوٹ سے فریب کھا جائے۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وسوسہ ڈالنے کی ایک شکل یہ ہے کہ ایک جن دوسرے جن کے دل میں وسوسہ ڈالے، دوسری شکل یہ ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان کے دل میں وسوسہ ڈالے۔ تیسری شکل یہ ہے کہ کوئی جن کسی انسان کے دل میں وسوسہ ڈالے۔ چونکہ ان باتوں کے اندر باطل ہوتا ہے، اسلئے اسکو ملمع کاری کر کے خوبصورت انداز میں پیش کیا جاتا ہے، تاکہ لوگ فریب کا شکار ہو جائیں۔ اس مقام پر یہ جاننا فائدہ سے خالی نہیں، کہ عام لوگوں کیلئے شیاطین جن سے زیادہ خطرناک، شیاطین انس ہیں۔ اسلئے کہ شیاطین جن کو 'لاحول' پڑھ کر ۔۔۔نیز۔۔۔ 'آیۃ الکرسی' کی تلاوت کر کے بھگایا جا سکتا ہے، لیکن شیاطین انس کو اپنے سے دور کر دینا اتنا آسان نہیں۔

تو اے محبوب! ان خفیف الحرکاتیوں سے رنجیدہ خاطر نہ ہوں، اور ان تک دین کا پیغام پہنچا کر فریضۂ تبلیغ ادا کرتے رہیں۔ یہ سچ ہے کہ تمام انبیاء کرام اور بالخصوص آپ سے انکی عداوت (اور) انکا جو بغض وعناد ہے، (اگر تمہارا پروردگار چاہتا، تو یہ ایسا نہ کرتے) اور کسی بھی پیغمبر کی دشمنی انکے دل میں نہ ہوتی ۔لیکن ۔۔۔جو چیز علم الٰہی میں انکا مقدر ہو چکی ہے، وہ تو ہو کے رہے گی۔ (تو چھوڑ دو انکو اور جو وہ افتراء کرتے رہتے ہیں)، یعنی جھوٹوں اور انکی جھوٹی باتوں کو، اور انکے کفر ۔۔نیز۔۔ انکی تمام مکاریوں غداریوں کو نظر انداز فرما دو۔ چونکہ آپ سے انکی عداوت مشیت باری تعالیٰ کی وجہ سے ہے، اسلئے انکو انکے حال پر چھوڑ دو۔ کیونکہ انکے لئے ہم نے سخت ترین سزائیں تیار کر رکھی ہیں اور آپ کیلئے بہت اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب مقرر ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی مشیت میں لاتعداد حکمتیں مضمر ہیں۔ رہ گیا شیاطین کا وسوسہ ڈالنا۔۔۔

وَلِتَصْغٰۤى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ

اور تاکہ مائل ہوں اس کی طرف ان کے دل جو نہیں مانتے آخرت کو، اور تاکہ وہ اس سے خوش ہوں،

وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

اور تاکہ بٹورلیں جو بٹورنا ہو●

(اور) خفیہ بات بطورِ راز دل میں ڈالنا، تو وہ اسلئے ہے (تاکہ مائل ہوں اس کی طرف انکے دل، جو نہیں مانتے آخرت کو)۔ رہ گئے اہل ایمان، تو وہ انکے بناوٹی اقوال کی طرف توجہ ہی نہیں

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

کرتے، اسلئے کہ انھیں معلوم ہے کہ یہ اقوال سراسر باطل اور انکا انجام بھی برا ہے۔ رہ گئے وسو
ڈالنے والے (اور) بناوٹی باتوں کو آراستہ کر کے دل میں ڈالنے والے، تو انکی غرض یہ ہے (تا کہ
جن کے دلوں میں وسوسہ ڈالا گیا ہے، (وہ اس سے خوش ہوں اور) صرف اتنا ہی نہیں، بلکہ یہ غرض بھی
ہے (تا کہ) وہ (بٹور لیں جو بٹورنا ہو)۔ یعنی ان باتوں سے خوش ہو کر ان گناہوں اور نا قابل ذکر
قبائح کا ارتکاب کریں جنکا ارتکاب کرنے والے ہیں۔۔ الختصر۔۔ اے محبوب! ان کو انکے حال پر چھوڑ
دو، وہ خود اپنا انجام دیکھ لینگے۔ اے محبوب! ذرا انکی دیدہ دلیری تو دیکھو، کہ آپ سے درخواست کرتے
ہیں 'اے محمد ﷺ ہمارے اور اپنے مابین پوپوں اور نصاریٰ کے پادریوں کو حکم مقرر فرمایئے، تا کہ وہ
حق و باطل کا فرق بتادیں، اسلئے کہ انھوں نے سابقہ نازل شدہ آسمانی کتابوں کو پڑھا ہے'۔ تو اے
محبوب! ان سے واشگاف انداز میں فرما دو۔۔۔

أَفَغَيْرَ اللَّهِ أَبْتَغِي حَكَمًا وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا

تو کیا اللہ کے غیر کا ہم فیصلہ چاہیں؟ حالانکہ وہی ہے جس نے اتارا تمہاری طرف کتاب مفصل۔

وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ

اور جن کو ہم نے کتاب دی ہے جانتے ہیں، کہ بیشک یہ تمہارے پروردگار کا اتارا ہے، بالکل حق،

فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿١١٤﴾

تو شکیوں کے ساتھ تم نہ رہا کرو●

(تو کیا اللہ) تعالیٰ (کے غیر کا ہم فیصلہ چاہیں؟ حالانکہ وہی ہے جس نے اتارا تمہاری طرف
کتاب مفصل) جس میں حق و باطل، حلال و حرام اور دیگر جملہ احکام کو ایسا مفصل طور پہ بیان کیا گیا ہے،
کہ دینی باتوں میں اب کسی بات کا شک وشبہ اور ابہام نہیں رہا۔ جب ہمارے پاس ایسی کتاب موجود
ہے، تو پھر کیا ضرورت ہے کہ ہم غیروں کو اپنا حکم اور فیصل قرار دیں۔ ویسے بھی اے محبوب! یہ علمائے
یہود (اور) علمائے نصاریٰ (جن کو ہم نے) انکے انبیاء کے توسط سے (کتاب دی ہے) وہ بخوبی
(جانتے ہیں کہ بیشک یہ تمہارے پروردگار کا اتارا ہے، بالکل حق) راستی اور درستی کے ساتھ، (تو شکیوں
کے ساتھ تم نہ رہا کرو)۔ جب قرآن کی حقیت پر دلیلیں ظاہر ہو چکیں، تو کسی کو بھی یہ زیب نہیں دیتا کہ
وہ قرآن کریم کی صداقت و حقانیت پر شک کرے اور شک کرنے والوں میں ہو جائے۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ

اور کامل ہے تمہارے پروردگار کی بات سچائی اور انصاف۔ کوئی نہیں ہے بدل دینے والا اسکی بات کا۔

وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۱۵﴾

اور وہ سننے والا علم والا ہے●

اے محبوب! تم پر واضح (اور) روشن ہے کہ (کامل ہے تمہارے پروردگار کی بات سچائی) کی راہ سے خبروں اور وعدوں میں، اور توحید کی دلیل اور نبوت کے بیان میں، (اور) فیصلوں اور حکموں میں عدل و (انصاف) کی رو سے۔ (کوئی نہیں ہے بدل دینے والا اسکی بات کا)۔ جس طرح کہ توریت کی آیتیں بدل ڈالیں، اس طرح قرآن کریم میں کسی طرح کی تبدیلی کا امکان نہیں، اسلئے کہ ربِ کریم نے خود اسکی حفاظت کا وعدہ فرمالیا ہے (اور وہ سننے والا) ہے سب کی باتیں اور (علم والا ہے) یعنی جاننے والا ہے سب کے بھید۔

یہ اہل مکہ بھی کس قدر عقل سے کورے ہیں، کہ مردار کا کھانا حلال سمجھتے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں، کہ جسے تم چھری سے ذبح کرتے ہو وہ حلال ہے، تو پھر جسے اللہ تعالیٰ ذبح کرے، وہ تو بطریق اولیٰ حلال ہوا۔ یہ بے وقوف 'ذبیحہ' اور 'میتہ' کا فرق سمجھنے سے قاصر رہے۔ اور اسپر انکی جسارت تو دیکھئے، کہ مسلمانوں کو بھی اس کی دعوت دیتے ہیں اور ظاہر ہے کہ مسلمان تو بغیر اپنے رسول کی اجازت کے مردار خوری کیلئے دعوت قبول کرنے والے نہیں۔ تو اب اگر وہ رسول سے مردار خوری کے تعلق سے مسئلہ پوچھیں اور آپ۔۔۔ بالفرض۔۔۔ اسکی اجازت مرحمت فرمادیں، تو خواہ آپ خود دعوت میں شریک نہ ہوں، لیکن مردار خوری کی حِلت کے تعلق سے کافروں کی بات ماننے والوں سے ہو جائینگے، تو بھلا رسول کریم ایسا کیسے کرسکتے ہیں؟ تو آپ کا مردار خوری کی حرمت کا حکم دینا ہی کفار کی بات نہ ماننا ہے۔۔۔ تو اے محبوب! آپ اپنے رب کے فضل وکرم سے ہمیشہ راہ راست پر رہنے والے ہیں۔۔۔

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِى الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ

اور اگر کہنا مانتے تم آبادی کی بھیڑ کا، تو بے راہ کردیتے اللہ کی راہ سے۔

اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۱۱۶﴾

وہ لوگ صرف خیالات کے پیچھے لگے ہیں، اور محض اٹکل سے کام لیتے ہیں●

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

(اور اگر)۔۔بالفرض۔۔(کہنا مانتے تم آبادی کی بھیڑ کا، تو بے راہ کردیتے اللہ) تعالیٰ (کی راہ سے)۔

اسمیں خاص طور پر آپ کے امتیوں کیلئے درس ہے، کہ وہ اپنے کو گمراہوں، بے دینوں کی اتباع سے بچاتے رہیں۔

رہ گئے (وہ) گمراہ (لوگ) جنکا اوپر ذکر ہوا ہے، (صرف خیالات کے پیچھے لگے ہیں) اور اپنی خام خیالی سے یہ سمجھ بیٹھے ہیں، کہ انکے آباء واجداد حق پر تھے۔(اور) یہ لوگ مسائل واحکام بتانے میں (محض اٹکل سے کام لیتے ہیں) اور خدا پر افتراء کرتے ہیں کہ اس نے مردار کو حلال قرار دیدیا اور بَحائِرُ کو حرام۔۔یونہی۔۔خدا کی طرف فرزند کو منسوب کرنے اور خدا کی عبادت میں شریک پکڑنے کے باب میں صرف اپنے گمان فاسد سے کام لیتے ہیں۔اس پر طرہ یہ ہے کہ بہت یقین کے ساتھ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ حق پر ہیں، لیکن وہ جھوٹے ہیں۔اللہ تعالیٰ انکے دلوں کے احوال پر مطلع ہے۔ اسکو معلوم ہے یہ گمراہی کے راستے میں بھٹک رہے ہیں اور جہالت کی وادیوں میں سرگرداں ہیں ۔۔المختصر۔۔اے محبوب!

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ مَن يَضِلُّ عَن سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿١١٧﴾

بیشک تمہارا پروردگار وہ خوب جانتا ہے جو اسکی راہ سے بھٹکیں، اور خوب جانتا ہے جو راہ پر چلنے والے ہیں●

(بیشک تمہارا پروردگار، وہ خوب جانتا ہے جو اسکی راہ سے بھٹکیں اور) انھیں بھی (خوب جانتا ہے جو راہ پر چلنے والے ہیں)۔ ویسے بھی اے محبوب آپ تو باخبر ہو ہی چکے کہ حق کیا ہے؟ اور باطل کیا ہے؟ تو پھر آپ ان مخالفین کے درپے نہ ہوں، بلکہ انکا معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیں۔اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ کون ہدایت یافتہ ہے اور کون گمراہ ہے؟ وہ ہر شخص کو اسکے عقیدے اور عمل کے اعتبار سے جزا دیگا۔

فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِن كُنتُم بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ ﴿١١٨﴾

تو مسلمانو کھاؤ ذبیحہ کو جس پر اللہ کا نام لیا گیا، اگر تم اس کی آیتوں کو مانتے ہو●

(تو مسلمانو! کھاؤ ذبیحہ کو جس پر) ذبح کرتے وقت (اللہ) تعالیٰ (کا نام لیا گیا) ہو (اگر تم اسکی آیتوں کو مانتے ہو)۔ اسلئے کہ آیاتِ قرآنیہ پر ایمان لانے کا یہی تقاضہ ہے کہ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

نے حلال کیا ہے، انکا کھانا مباح ہے۔ اور جنھیں حرام فرمایا ہے، ان سے اجتناب ضروری ہے۔۔ چنانچہ ۔۔ وہ نہ کھاؤ، جس پر ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔۔ یا۔۔ اسکے نام کے ساتھ دوسرے کا نام لیا گیا ہو۔۔ یا۔۔ اسکی ناک بند کر کے اسکی جان نکالی گئی ہو۔

ارشادِ مذکور کا حاصل یہ ہے، کہ اپنے کھانے کو صرف اس پر مقصور و منحصر رکھو جس پر بوقت ذبح اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا جائے۔ رہ گئے کفار، تو انکا حال اسکے برعکس ہے، کہ وہ مردار کو بھی چٹ کر جاتے ہیں اور صرف ذبیحے پر اکتفاء نہیں کرتے۔ مسلمانو! ذرا غور کرو۔۔۔

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُم مَّا حَرَّمَ

اور تمہیں کیا حق ہے کہ نہ کھاؤ وہ ذبیحہ، جو ذبح کیا گیا اللہ کا نام لے کر، جب کہ بیشک مفصل بتادیا تم کو جو حرام فرمادیا

عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا لَّيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِم

ہے تم پر، مگر جس کی طرف تم بے قابو ہو جاؤ۔ اور بیشک بہتیرے وہ ہیں کہ گمراہ کرتے ہیں وہمی باتوں سے،

بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ ﴿١١٩﴾

نادانی سے۔ بیشک تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے حد سے بیحد ہو جانے والوں کو●

(اور) سوچو، کہ (تمہیں کیا حق ہے کہ نہ کھاؤ وہ ذبیحہ جو ذبح کیا گیا) ہو (اللہ) تعالیٰ (کا نام لیکر، جبکہ بیشک مفصل بتادیا) ہے (تم کو) اللہ تعالیٰ نے (جو حرام فرمادیا ہے تم پر)۔۔ الغرض۔۔ اللہ تعالیٰ نے جس کی حرمت نازل فرمادی ہے، اسکو کھانے سے لازمی طور پر اپنے کو بچاتے رہو۔ ہاں (مگر جسکی طرف تم بے قابو ہو جاؤ) ایسی حالتِ اضطرار میں جان بچانے کیلئے صرف اتنی ہی مقدار میں جس سے مقصود حاصل ہو جائے، یعنی جان بچانے کیلئے جتنا ضروری ہو، اتنا ہی استعمال کر کے اپنی جان بچالو۔

مگر یہ خیال رہے، کہ اس حالتِ اضطرار میں بھی ضرورت سے زیادہ استعمال کرنا حرام ہی رہیگا۔

رہ گیا اپنے جی سے حلال سمجھنا (اور) حلال بتانا، یہ کافروں کا طریقہ ہے۔۔ چنانچہ۔۔ (بیشک بہتیرے) کافر (وہ ہیں)، جو (کہ گمراہ کرتے ہیں) اپنی خودساختہ (وہمی باتوں سے) اور وہ بھی لاعلمی اور (نادانی) کی وجہ (سے)۔۔۔ اس سے وہ علم مراد ہے جو شریعت مطہرہ سے حاصل اور وحی سے مستند ہو۔ ایسے علم سے چونکہ وہ کورے ہیں۔۔ لہٰذا۔۔ وہ جہالت کی باتیں کرتے رہتے ہیں۔ (بیشک تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے حد) شرع (سے بے حد ہو جانے والوں کو)، یعنی تمہارا رب حق سے باطل کی

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

طرف اور حلال سے حرام کی طرف تجاوز کرنے والوں کو جانتا ہے۔۔لہٰذا۔۔ یہ اسکے عذاب اور اسکی
سے اپنے کو بچا نہ سکیں گے۔تو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے اپنے کو بچاؤ۔۔۔

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَیُجْزَوْنَ

اور مسلمانو چھوڑ دو کھلا ڈھکا ہر طرح کا گناہ۔ بیشک جو گناہ کو کمائیں، بہت جلد بدلہ دیئے جائینگے

بِمَا كَانُوْا یَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾

جو بٹور رہا ہے●

(اور) اے (مسلمانو! چھوڑ دو کھلا ڈھکا ہر طرح کا گناہ)۔گناہِ ظاہر سے مراد وہ برے کا
اور بری باتیں ہیں، جو اعضائے ظاہری سے ہوں، اور گناہِ باطن، فاسد عقیدے اور برے ارادے
ہیں۔تو اے مسلمانو! ظاہری اور باطنی، ہر طرح کے گناہوں سے اپنے کو بچاتے رہو۔ کیونکہ (بیشک جو
گناہ کو کمائیں، بہت جلد بدلہ دیئے جائینگے) بہ سبب اس چیز کے (جو بٹور رہا ہے) اور کمایا ہے۔
مسلمانو! کفار جو سرکارِ دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں آکر یہ کہتے ہیں، کہ یہ کس قدر حیرت کی بات ہے
جس جانور کو خدا مارے وہ تو حرام ہو، اور جسکو مسلمان ماریں وہ حلال ہو۔اور وہ اس طرح سے بعض
مسلمانوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالیں۔ یہ سب انکی کٹ حجتی ہے اور حکمِ الٰہی کے نہ سمجھ سکنے کا نتیجہ ہے
تو تم انکی ان خرافاتی باتوں کی طرف دھیان نہ دو۔۔۔

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَ اِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَ اِنَّ الشَّیٰطِیْنَ

اور مت کھاؤ جس پر ذبح کرتے اللہ کا نام یاد نہیں کیا گیا۔اور بیشک وہ نافرمانی ہے۔اور بیشک شیطان

لَیُوْحُوْنَ اِلٰۤى اَوْلِیٰٓـٕهِمْ لِیُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَ اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ ع

ضرور اپنے یاروں کے دل میں ڈالتے ہیں کہ تم سے جھگڑتے رہیں۔اور اگر تم لوگ انکے کہے پر چلے، تو بیشک تم بھی مشرک ہو

(اور مت کھاؤ جس پر ذبح کرتے) وقت (اللہ) تعالیٰ (کا نام) بالقصد (یاد نہیں کیا گیا
ہو، (اور) جان لو کہ (بیشک وہ نافرمانی ہے)۔یعنی اسکا کھانا گناہ ہے۔جس جانور پر ذبح کے وقت
تعالیٰ کا نام عمداً نہ لیا گیا ہو، (اور بیشک شیطان ضرور اپنے) کافر (یاروں کے دل میں ڈالتے ہیں) اور
انھیں وسوسہ دیتے ہیں تا (کہ) وہ (تم سے جھگڑتے رہیں) اور کٹ حجتی کرتے رہیں، کہ جو بکری

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

خود مار ڈالتے ہوئے سے تو کھاتے ہو، اور جو خدا مار ڈالتا ہے اُسے نہیں کھاتے۔ مسلمانو سنو! (اور) دھیان رکھو! کہ (اگر تم لوگ انکے کہے پر چلے) اور حرام کو حلال قرار دینے میں انکے باطل خیالات کی موافقت کی، (تو) سمجھ لو (بیشک تم بھی مشرک ہو) گئے۔ اسلئے کہ جو طاعتِ الٰہی ترک کر کے غیر اللہ کی طاعت اختیار کرتا ہے، گویا اس نے دینِ حق کو چھوڑ دیا۔ اور اس نے اللہ تعالیٰ سے شرک کیا، اور غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ پر پسند کیا، اسلئے وہ بھی انھیں سے ہو گیا۔۔تو۔۔

أَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَٰهُ وَجَعَلْنَا لَهُۥ نُورًا يَمْشِى بِهِۦ فِى ٱلنَّاسِ كَمَن مَّثَلُهُۥ

کیا جو بے جان تھا، پھر ہم نے اس کو جان دی اور بنا دیا اسکے لئے روشنی، جس سے چلے پھرے لوگوں میں، اسکی مثال

فِى ٱلظُّلُمَٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ۚ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكَٰفِرِينَ مَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿۱۲۲﴾

اسکی طرح ہے جو اندھیریوں میں ہے؟ کہ اس سے نکلتا نہیں۔ اسی طرح بھلے دکھا دیئے گئے کافروں کو ان کے کرتوت●

(کیا) وہ شخص (جو) کفر یا جہالت یا ضلالت کے سبب (بے جان تھا) اور حیاتِ ایمانی سے خالی تھا۔۔مثلاً: سید الشہداء حضرت حمزہ اور سیدنا فاروق اعظم، (پھر ہم نے اسکو جان دی) اسلام یا علم یا ہدایت کی وجہ سے، (اور بنا دیا اسکے لئے روشنی جس سے چلے پھرے لوگوں میں)، یعنی دیا ہم نے اُسے نور واضح دلیلوں کے سبب سے، تا کہ حق اور باطل میں تمیز کرے اور اس نور کے سبب لوگوں میں سیدھی راہ پر چلتا رہے۔تو کیا (اسکی مثال اس) ابوجہل (کی طرح ہے، جو) کفر وطغیان کی (اندھیریوں میں ہے، کہ اس سے نکلنا) اسکی تقدیر میں (نہیں)۔۔چنانچہ۔۔ابوجہل اور اس جیسے لوگ کفر ہی پر مرے۔۔الحتصر۔۔جس طرح مسلمانوں کے دلوں میں ایمان آراستہ کیا گیا، (اسی طرح بھلے) خوبصورت اچھے (دکھا دیئے گئے کافروں کو انکے کرتوت اور) ہم نے یہ بھی چھوٹ دیدی، کہ جس طرح مکے میں بڑے بڑے گنہگار اور سرکش موجود ہیں۔۔۔

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا فِى كُلِّ قَرْيَةٍ أَكَٰبِرَ مُجْرِمِيهَا لِيَمْكُرُوا۟ فِيهَا ۖ

اور اسی طرح بنایا ہم نے ہر آبادی میں جرائم پیشہ کے سردار، کہ دھوکہ دھڑی کرتے رہیں اس میں۔

وَمَا يَمْكُرُونَ إِلَّا بِأَنفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿۱۲۳﴾

اور وہ داؤں نہیں کرتے، مگر خود اپنے سے، اور انھیں اس کا پتہ نہیں چلتا●

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

(اسی طرح بنایا ہم نے ہر آبادی میں جرائم پیشہ کے سردار)، تا (کہ دھوکہ دھڑی کرتے رہیں اس میں) اور وہاں کے لوگوں کو ایمان سے باز رکھیں۔ جس طرح رؤسائے مکہ نے چاروں راہوں پر لوگ ٹھہرا رکھے ہیں، کہ حج کے موسم میں کوئی آتا ہے اور نبی کریم کا حال پوچھتا ہے، تو کہہ دیتے ہیں کہ وہ تو شاعر اور ساحر اور کاھن ہیں۔ (اور) حقیقت یہ ہے کہ (وہ داؤں نہیں کرتے، مگر خود اپنے سے) ۔ اسلئے کہ انکی داؤں بازی اور انکے مکر وفریب کا وبال انھیں پر پڑنے والا ہے۔ (اور انھیں اسکا پتہ نہیں چلتا)، یعنی وہ اتنی بات بھی سمجھنے سے قاصر ہیں کہ، مکر کا وبال مکر کرنے والے ہی پر پڑتا ہے۔۔۔

اب رہ گیا ابوجہل اور اسکے پیروکاروں کا یہ کہنا 'کہ عبد مناف کی اولاد جو شرف رکھتی ہے، اس میں ہم بھی شریک ہیں، اب جو یہ بات کہتے ہیں کہ ہم میں ایک پیغمبر ہے کہ اسپر وحی آتی ہے، تو جب تک ہم پر بھی وحی نہ آئے ہم راضی نہ ہونگے۔' انکی اس بات کو قرآن کریم نے اسطرح بیان فرمایا ہے کہ۔۔۔

وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ

اور جب آئی انکے پاس کوئی نشانی، تو بولے کہ ہم نہ مانیں گے، یہاں تک کہ خود ہم کو بلاواسطہ دیا جائے، جس طرح

اللّٰهِ ۘؔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا

اللہ کے رسولوں کو دیا گیا۔۔۔ اللہ بہتر جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔ بہت جلد پہنچے گی انھیں، جنھوں نے جرم کیا،

صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

ذلت اللہ کے یہاں، اور سخت عذاب، جو داؤں کھیلتے رہے●

(اور جب آئی انکے پاس کوئی نشانی) یعنی کوئی آیت قرآن میں سے۔۔۔یا۔۔۔کوئی معجزہ نبی کی نبوت کے اثبات میں، (تو بولے کہ ہم نہ مانیں گے) اور نہیں ایمان لائینگے اس آیت پر۔۔۔یا۔۔۔معجزہ پر (یہاں تک کہ خود ہم کو بلاواسطہ دیا جائے، جس طرح اللہ) تعالیٰ (کے رسولوں کو دیا گیا)۔ یعنی وحی و کتاب ہم پر بھی نازل ہو، جیسے کہ رسولوں پر نازل ہوتی ہے۔

ولید ابن مغیرہ نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ 'اے محمد ﷺ اگر نبوت حق ہے، تو میں تجھ سے زیادہ نبوت کا سزاوار ہوں، اسلئے کہ سن میں، تجھ سے بڑا اور مال میں زیادہ ہوں۔ اسپر حق تعالیٰ نے فرمایا کہ نبوت سن اور مال سے نہیں، بلکہ فضل اور کمال سے ہے۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

اور (اللہ) تعالیٰ (بہتر جانتا ہے) اس ذاتِ ستودہ صفات کو، (جہاں اپنی رسالت رکھے)۔ ابوجہل اور ولید ابن مغیرہ جیسے مکاروں اور انکے سارے پیروکاروں کو بغور سن لینا چاہئے، کہ (بہت جلد پہنچے گی انھیں جنھوں نے) کفر و شرک کا ارتکاب کر کے (جرم کیا، ذلت) اور رسوائی (اللہ) تعالیٰ (کے یہاں) اور اسکے نزدیک، (اور سخت عذاب)، بسبب اسکے کہ (جو داؤں کھیلتے رہے) اور مسلمانوں کے ساتھ مکر کرتے رہے اور انھیں برا کہتے رہے۔ منکرو! اگر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر فضل فرمایا اور انہیں ہدایت فرمائی، تو تم جلتے کیوں ہو؟ اللہ تعالیٰ اگر کسی پر فضل فرمانا چاہے، تو اسے کون روک سکتا ہے۔۔۔

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ

تو جسے اللہ چاہے کہ ہدایت دے، کھول دیتا ہے اس کے سینہ کو اسلام کیلئے۔ اور جسے چاہے کہ

يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ۭ

اس کی گمراہی دکھاوے، تو کر دیتا ہے اس کے سینے کو تنگ بند، گویا زبردستی آسمان چڑھایا جاتا ہے۔

كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۵﴾

اسی طرح اللہ بنا دیتا ہے ناپاک، بے ایمانوں کو●

(تو جسے اللہ) تعالیٰ (چاہے کہ ہدایت دے) اسے طریق حق بتائے اور اُسے ایمان کی توفیق عطا فرمائے، تو (کھول دیتا ہے اسکے سینہ کو اسلام کیلئے)۔ اس میں وسعت اور کشادگی پیدا فرما دیتا ہے اور اُسے حق کو قبول کرنے کی استعداد مرحمت فرما دیتا ہے۔ (اور جسے چاہے کہ اسکی گمراہی دکھاوے) یعنی جسکی گمراہی کو ظاہر فرما دینا چاہے، تو (کر دیتا ہے اسکے سینے کو تنگ بند)۔ یعنی ایسا تنگ کہ ہر طرف سے اسکی بندش ہو جاتی ہے۔ فہم و دانش کے سارے راستے اسکے لئے مسدود ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ایمان قبول کرنے سے حرج محسوس کرتا ہے۔ اس طرح اس کے اندر ایمان داخل نہیں ہو سکتا۔۔ مختصر۔ جسکے لئے اللہ تعالیٰ کفر پر رہنے دینے کا ارادہ کرتا ہے، تو اس کیلئے ایمان سے دوری اور کفر کے قرب کے اسباب تیار فرما دیتا ہے، تو ایمان لانا اسکے لئے اتنا دشوار ہو جاتا ہے، (گویا) اسے (زبردستی آسمان چڑھایا جاتا ہے)۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

یعنی ایمان لانا اسکے لئے اتنا ہی مشکل بلکہ ناممکن ہے، جس طرح آسمان پر چڑھنا مشکل اور ناممکن ہوتا ہے۔۔یا۔۔آیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ حق بات ماننے سے بھاگتا ہے اور چاہتا ہے کہ آسمان پر چڑھ جاؤں اور بہت دور نکل جاؤں۔

جان لو کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کافروں کا دل تنگ کرتا ہے، (اسی طرح اللہ) تعالیٰ (بنادیتا ہے) کفر کی نجاست سے (ناپاک)، عذاب یا لعنت کا مستحق (بے ایمانوں کو)۔

یعنی ان لوگوں کو جو ایمان نہیں لاتے اور توحید کی تصدیق نہیں کرتے۔۔یا یہ کہ۔۔بنادیتا ہے بے ایمانوں کو ناپاک۔ ناپاک سے مراد عذاب۔۔یا۔۔رسوائی۔۔یا۔۔لعنت۔۔یا۔۔شیطان ہے، یعنی اسپران میں سے کسی کو مسلط کردیتا ہے۔

وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيمًا ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾

اور یہ تمہارے پروردگار کی راہ ہے سیدھی۔ بیشک مفصل کردیں ہم نے آیتیں سبق لینے والی قوم کیلئے●

(اور یہ) بیان جسے قرآن مجید لایا ہے (تمہارے پروردگار کی) وہی (راہ ہے) جس سے وہ راضی ہے اور یہ راہ بالکل (سیدھی) ہے اسکے لئے جو اس پر چلتا ہے، تو اُسے ٹیڑھا پن نظر نہیں آتا بلکہ یہاں تک کہ وہی راستہ اسے بہشت میں لیجاتا ہے۔ (بیشک مفصل کردیں ہم نے آیتیں) یعنی انھیں واضح اور کھلے طور پر بیان کیا ہے، کہ اسکا ایک مضمون دوسرے سے مخلوط نہیں ہوجاتا، (سبق لینے والی قوم کیلئے) یعنی ان لوگوں کیلئے جو نصیحت پذیر ہوتے ہیں، اسلئے کہ صرف وہی اس سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ اب رہا یہ سوال کہ جو لوگ قرآنی آیات سے نفع پاتے ہیں، تو انھیں کن انعامات سے نوازا جاتا ہے؟ اسکا جواب یہ ہے، کہ۔۔۔

لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۷﴾

انکے لئے سلامتی کا گھر ہے انکے پروردگار کے یہاں، اور وہ انکا مددگار ہے، اجر میں اسکے جو وہ عمل کرتے تھے●

(انکے لئے سلامتی کا گھر ہے) جس سے ہر قسم کے درد، دکھ اور تکالیف دور رکھے گئے ہیں یعنی انکے لئے بہشت ہے (انکے پروردگار کے یہاں)۔۔۔یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہونگے۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ آج ہم فلاں کے ہاں ہونگے، یعنی اسکی مہمانی اور کرم فرمائی سے سرشار ہونگے۔۔یا یہ کہ۔۔ایسے لوگوں کا قیامت میں اللہ تعالیٰ کفیل ہوگا۔۔۔(اور وہ انکا مددگار) یعنی مالک، محب اور دشمنوں

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

...دفرمانے والا (ہے) (اجر میں اسکے جو وہ عمل کرتے تھے)، یعنی انکے اعمال صالحہ کی وجہ سے۔
آیت مذکورہ میں مندرجہ ذیل امور کا بیان ہوا ہے۔ا۔۔ایمان کا حسن۔۲۔۔کفر کا قبح۔
۳۔۔سعادت منداور بدبخت کا انجام۔۴۔۔انبیاء واولیاء کے طریقوں پر چلنے کی ترغیب۔
۵۔۔وہ عمل صالح جو صرف رضائے الٰہی کی خاطر کیا جائے، وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا سبب بنتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت دارالسلام یعنی بہشت میں داخلے کا پروانہ ہے اور دارالسلام وہ قرار و اطمینان کا گھر ہے کہ جو اس میں داخل ہوگا، وہ ہر طرح کے عذاب سے مامون ومحفوظ ہو جائیگا، اسلئے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا ولی ہے اور انھیں ظلمات سے نکال کرنور کی طرف لیجاتا ہے۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ۚ يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُم مِّنَ الْإِنسِ ۖ

اور اس دن جب یکجا کرے گا ان سب کو، کہ اے گروہ جن تم نے بہت اپنا لیا تھا انسانوں کو،

وَقَالَ أَوْلِيَاؤُهُم مِّنَ الْإِنسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَبَلَغْنَا

اور بولے انکے دوست انسان سے، کہ اے ہمارے پروردگار ہم میں سے ایک نے دوسرے سے اپنی غرض نکالی، اور پہنچ گئے

أَجَلَنَا الَّذِي أَجَّلْتَ لَنَا ۚ قَالَ النَّارُ مَثْوَاكُمْ خَالِدِينَ فِيهَا

اس وقت کو، جو تو نے ہمارے لئے مقرر فرمادیا تھا۔ فرمان ہوا کہ "جہنم تمہارا ٹھکانہ ہے"۔ ہمیشہ اس میں رہو،

إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۗ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿١٢٨﴾

مگر جسے اللہ چاہے۔ بےشک تمہارا پروردگار حکمت والا علم والا ہے●

(اور) یاد کرو (اس دن) کو (جب یکجا کریگا) اللہ تعالیٰ جن وانس۔۔الغرض۔۔(ان سب کو)، پھر کہے گا (کہ اے گروہ جن) یعنی اے قوم جن کے شیطانوں (تم نے بہت اپنا لیا تھا انسانوں کو) اور اغوا کر کے انھیں اپنا تابع بنالیا تھا، اس وقت خاموش نہ رہ سکے (اور بولے ان) شیاطین (کے دوست انسان سے) یعنی انسانوں میں سے جو لوگ شیطانوں کے فرمانبردار ہو گئے تھے بول پڑے، (کہ اے ہمارے پروردگار ہم میں سے ایک نے دوسرے سے اپنی غرض نکالی) یعنی شیاطین نے ہمیں نفس کی خواہشوں کی راہ بتائی، یہ ہمارا فائدہ رہا اور ہم ان شیاطین کے مطیع ومنقاد ہو گئے، تو یہ انکا فائدہ رہا۔ المختصر۔۔ہم دونوں نے ایک دوسرے سے اپنی اپنی غرض پوری کرلی۔۔الغرض۔۔ہم گناہوں میں ایک دوسرے کے مددگار رہے۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

شیاطین ہم کو گناہ کی طرف بلاتے رہے ہیں اور ہم شیطانوں کا بلانا مانتے رہے (اور) سلسلہ جاری رہا، یہاں تک کہ ہم (پہنچ گئے اس وقت کو جو تو نے ہمارے لئے مقرر فرمادیا تھا) یعنی سے نکل کر ہم تیری بارگاہ میں حاضر ہوگئے۔ اب آگے ہمارا کیا حال ہوگا؟۔۔۔ جواباً (فرمان ہوا ک جہنم تمہارا ٹھکانہ ہے، ہمیشہ اس میں رہو) گے۔ یعنی ہمیشہ تمھیں جہنم کی آگ میں رہنا ہے، (مگر ج اللہ) تعالیٰ (چاہے) اسے جہنم کے طبقہء نار سے نکال کر طبقہء زمہریر یعنی ٹھنڈے طبقے میں پہنچادے ایسی ٹھنڈک میں جو ناقابل برداشت ہو۔۔ چنانچہ۔۔ وہاں بھی لوگ اسکی تکلیف کی شدت سے چ پڑینگے، تو اللہ تعالیٰ پھر انھیں آگ کے طبقے میں واپس کردیگا۔۔ الختصر۔۔ وہ ہر حال میں ایک عذاب سے دوسرے عذاب کی طرف منتقل ہونگے (بیشک تمہارا پروردگار حکمت والا) ہے اس بات میں جو کچ جن اور آدمیوں کے ساتھ وہ کریگا، اور (علم والا ہے) انکے اعمال اور احوال کا، تو جس طرح چھو دیتے ہیں ہم کفارِ جن وانس کو انکی مرضی پر۔۔۔

وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿١٢٩﴾ ع ١٥/٨

اور اسی طرح حاکم بنادیتے ہیں ہم بعض ظالموں کو بعض پر۔۔۔ بدلہ اس کا جو کماتے تھے●

(اور) انکی طبیعت پر، (اسی طرح حاکم بنادیتے ہیں ہم بعض ظالموں کو بعض پر)، تا کہ وہ ظال ان پر اپنی مرضی چلائیں اور ان سے اپنی طبیعت کے موافق جیسا چاہیں سلوک کریں (بدلہ اسکا جو کما تے تھے) یعنی یہ انکی بداعمالیوں کا نتیجہ ہے کہ جن گناہوں کو انھوں نے کمایا، اب انکا بدلہ بھی حاصل کرلیں۔ ۔۔ الختصر۔۔ اللہ تعالیٰ کبھی ظالموں اور بدکرداروں کو ظالموں ہی کے ذریعہ نیست ونابود کر دیتا ہے، اور کبھی اپنے دوستوں کے ذریعہ ظالموں کا صفایا کرادیتا ہے۔ یہ سب کچھ فرمانے کے بعد حق تعالیٰ ملامت کرنے کی راہ سے دوبارہ خطاب فرماتا ہے۔۔ کہ۔۔

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ

اے جن وانسان کے گروہ، کیا نہیں آئے تمہارے پاس رسول تم میں سے؟ بتاتے تم کو ہماری

اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا

آیتیں، اور ڈراتے تم کو آج کے دن ملنے سے۔ بولے، کہ "ہم اپنے خلاف خود گواہ ہیں"

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَغَرَّتۡهُمُ الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا وَشَهِدُوۡا عَلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ اَنَّهُمۡ كَانُوۡا كٰفِرِيۡنَ ﴿۱۳۰﴾

اور دھوکا دے دیا تھا ان کو دنیاوی زندگی نے، اور گواہی اپنے اوپر دینی پڑی، کہ بے شک وہ کافر تھے●

(اے جن وانسان کے گروہ، کیا نہیں آئے تمہارے پاس رسول تم میں سے)؟ اگر چہ پیغمبر آدمیوں کے سوا اور کسی جنس میں نہیں ہوئے، مگر چونکہ انسانوں کو جنوں کے ساتھ حق تعالیٰ نے اس جگہ جمع کیا ہے، اسلئے یہ خطاب صحیح اور درست ہے۔ یہاں جنوں کے مبلغین اور منذرین کو بھی تغلیباً رسول کہہ دیا گیا ہے، جو خود اللہ تعالیٰ کے رسول تو نہیں ہوتے تھے، مگر خود اللہ تعالیٰ کے رسول کے رسول، یعنی اپنے عہد کے رسولِ انس کے پیغام کو اپنی قوم تک پہنچانے والے ہوتے تھے۔ اور انھیں عذاب الٰہی سے ڈرانے والے ہوتے تھے۔۔۔

تو اے انسانو! اور جنو! بولو تمہارے پاس کوئی ایسا نہیں آیا، جو **(بتاتے تم کو ہماری آیتیں)** یعنی ہماری کتاب، **(اور ڈراتے تم کو آج کے دن ملنے سے)** یعنی قیامت کے دن سے؟ اس پر وہ **(بولے کہ ہم اپنے خلاف خود گواہ ہیں)**، یعنی ہم اقراری مجرم ہیں۔ ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہم کافر تھے اور ہم عذاب کے لائق ہیں۔ **(اور)** حال یہ ہے کہ **(دھوکا دیدیا تھا انکو دنیاوی زندگی نے)**، تو انھیں اعتراف حق کرنا پڑا **(اور گواہی)** خود **(اپنے اوپر دینی پڑی، کہ بیشک وہ کافر تھے)**۔۔الحاصل۔۔دنیا کی زندگی سے وہ فریب کھا گئے اور سمجھا کہ ہمیشہ یہیں رہنا ہے، یہاں تک کہ بعث ونشر سب بھول گئے اور پھر جب میدان حشر میں آئے، تو اپنے گناہوں کے مقر ہوئے۔ لوگو! ان رسولوں کو مبعوث کرنا۔۔۔

ذٰلِكَ اَنۡ لَّمۡ يَكُنۡ رَّبُّكَ مُهۡلِكَ الۡقُرٰى بِظُلۡمٍ وَّاَهۡلُهَا غٰفِلُوۡنَ ﴿۱۳۱﴾

یہ یوں کہ تمہارا پروردگار، نہیں ہے آبادیوں کو اجاڑنے والا ظلم سے، جبکہ اسکے بسنے والے بے خبر ہیں●

(یہ یوں) ہے، یعنی اسلئے ہے، **(کہ تمہارا پروردگار نہیں ہے آبادیوں کو اجاڑنے والا ظلم سے)**، یعنی بسبب اس ظلم کے جو وہ کرتے ہیں، حق تعالیٰ شہروں اور دیہات کے رہنے والوں کو ہلاک نہیں کرتا **(جبکہ اسکے بسنے والے بے خبر ہیں)** اور کوئی پیغمبر انکے پاس نہ آیا ہو، اور انھیں خدا اور قیامت کی خبر نہ دی ہو۔۔الغرض۔۔کسی قوم کا بالکلیہ استیصال نہیں ہوتا، مگر پہلے وعید بھیج کر۔ اگر ایسا نہ ہو، تو کافروں کو یہ کہنے کی گنجائش مل جاتی کہ کیوں نہیں رسول بھیجا تو نے ہماری طرف کہ ہم پیروی کرتے تیری آیتوں کی۔ جاننا چاہیے کہ مکلفین، خواہ وہ جنات ہوں، یا انسان، مومن ہوں یا کافر ان میں۔۔۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۲﴾

ہر ایک کا درجہ ہے جیسا عمل کیا۔ اور نہیں ہے تمہارا پروردگار غافل، جو وہ کرتے ہیں●

(ہر ایک کا درجہ ہے جیسا عمل کیا)۔۔چنانچہ۔۔اعمال صالحہ کی وجہ سے نیکوں کو بہشت کے درجات نصیب ہونگے اور مشرکوں کو جہنم میں درکات نصیب ہونگے، جو ایک دوسرے سے عذاب میں سخت تر ہیں (اور نہیں ہے تمہارا پروردگار غافل جو وہ کرتے ہیں) یعنی تیرا رب انکے اعمال سے غافل نہیں ہے، کہ اس پر انکے اعمال مخفی ہوں، نیکی ہو۔۔یا۔۔برائی۔تو ہر ایک کو اسکے عمل پر جزا۔۔یا۔۔سزا دیگا۔۔۔

وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ

اور تمہارا پالنے والا بے پرواہ رحمت والا ہے۔ اگر چاہے تم لوگوں کو ہٹا دے، اور تمہاری جگہ تمہارے بعد

مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۳﴾

جسے چاہے لائے، جس طرح تم کو پیدا فرما دیا دوسرے لوگوں کی نسل سے●

سنو (اور) یاد رکھو! کہ (تمہارا پالنے والا) تمہاری عبادتوں سے (بے پرواہ) ہے۔وہ کسی کی عبادت کا محتاج نہیں، مگر انسان محتاج ہے کہ اسکی عبادت کرکے اور اسکے احکام کی اطاعت کرکے اپنی نجات کا سامان فراہم کرے، اور خود کو بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہونے کے لائق بنا سکے۔۔الختصر۔۔اللہ تعالیٰ غنی ہے اور (رحمت والا ہے) ان پر۔اور عبادت کی تکلیف دینا، ان ہی کی تکمیل کے واسطے ہے۔اس رب غنی اور خداوند کریم کی شان یہ ہے، کہ (اگر چاہے)، تو (تم لوگوں کو ہٹا دے)، یعنی تم لوگوں کو لیجائے اور تم کو تباہ و ہلاک اور برباد کر ڈالے۔(اور) پھر (تمہاری جگہ تمہارے بعد جسے چاہے لائے)، یعنی ایسی مخلوق پیدا کردے جو بہ نسبت تمہارے اللہ تعالیٰ کی زیادہ مطیع ہو، (جس طرح تم کو پیدا فرما دیا دوسرے لوگوں کی نسل سے)، یعنی تمہیں ایسی قوم سے پیدا فرمایا جو تمہاری طرح نہ تھی، گو وہ تمہارے ہی آباو اجداد تھے۔تو اگر ان نوح علیہ السلام کی کشتی والوں کو ہم نے نہ بچایا ہوتا، تو تمہارا وجود بھی نہ ہوتا۔تو سن لوائے مکہ والو!

اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۱۳۴﴾

بے شک جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے اسے آنا ہے۔ اور تم کو بچنا نہیں ہے●

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

(بیشک جس) روزِ قیامت (کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے، اسے) یقیناً (آنا ہے)۔ اسکے واقع ہونے میں کسی قسم کا خلاف نہیں (اور تم کو بچنا نہیں ہے)۔ یعنی کسی صورت میں تم بچ نہیں سکتے اگرچہ کتنا ہی جدوجہد کرکے دوڑ بھاگو۔

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ

کہدو، کہ "اے لوگو تم کام کیے جاؤ اپنی جگہ پر، میں اپنا کام کررہا ہوں۔ تو جلد جان لوگے،

مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾

کہ جنت کی عاقبت کس کی ہوئی"۔ بے شک انجام بخیر نہ ہوں گے ظالم لوگ●

اے محبوب اہل مکہ سے (کہدو، کہ اے لوگوں تم کام کیے جاؤ اپنی جگہ پر) یعنی اپنی قوت و طاقت کو آزمالو، اور جتنی جدوجہد ہوسکتی ہے کرلو، اور اپنے کفر و عداوت پر ڈٹے رہو، اور (میں اپنا کام کررہا ہوں) یعنی صبر و شکر کے ساتھ اعمالِ صالحہ انجام دیتا ہوں اور اسپر ثابت قدم ہوں۔۔ نیز۔۔ ان پر مداومت کرتا ہوں۔

مذکورہ بالا آیت میں امر، تہدیدی امر اور استعارہ کے قبیل سے ہے۔ یعنی کفار کے شر کو مامور بہ سے تشبیہ دی ہے اور واضح کیا ہے یہ ہوکر رہے گا، اسلئے کہ یہ انکی جبلی اور فطری عادت تھی۔

تو اپنی من مانی کرنے والو! کرتے رہو، ایک وقت آئیگا (تو جلد جان لوگے)۔ یعنی تمہیں سمجھنے میں دیر نہ لگے گی اور عنقریب تمہیں معلوم ہوجائیگا، کہ (جنت کی عاقبت کس کی ہوئی)۔ یعنی محمود اور اچھی عاقبت کس کو میسر ہوئی۔ یاد رکھو کہ (بیشک انجام بخیر نہ ہونگے) مکہ کے اور ان جیسے (ظالم لوگ)، یعنی کفار اپنی مراد کے حصول میں کامیاب نہیں ہونگے۔۔ الختصر۔۔ قیامت میں تمہیں معلوم ہوگا کہ دنیا کدھر گئی اور آج فلاح کسے نصیب ہوئی۔ اس وقت معلوم ہوگا کہ ضعیفوں، کمزوروں اور درویشوں کو کرامت و شرافت نصیب ہوگی، انھیں بہشت کے محلوں میں نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ لے جائینگے اور دنیادار سرکشوں کو ذلت و خواری کے ساتھ جہنم کو لے جائینگے۔

عرب کے جن مشرکین کا اوپر ذکر ہوا ہے وہ عجیب و غریب ذہن و فکر والے تھے۔۔ چنانچہ۔۔ انکا طریقہ تھا اپنی کھیتیوں میں ایک خط کھینچتے اور آدھے میں خدا کے واسطے اور

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

آدھے میں بتوں کیلئے نشان کردیتے۔ اور اسی طرح چوپایوں کی بھی تقسیم کردیتے۔ بعضے اللہ کے واسطے، بعضے بتوں کے واسطے۔ جو خدا کا حصہ مقرر ہوتا، وہ مہمانوں اور فقیروں کو دیتے اور جو بتوں کے نام کا مقرر کرتے، وہ بتخانوں کے خادموں کو بانٹ دیتے۔ پھر اگر خدا کا حصہ بہتر ہوتا، تو اسے اپنے معبودوں کے حصے سے بدل دیتے، اور اگر انکے معبودوں کا حصہ اچھا ہوتا، تو اُسے اپنے حال پر چھوڑتے۔ اور اگر خدا کے حصے سے کچھ بتوں کے حصے میں پڑ جاتا، تو اُسے نہ نکالتے اور کہتے کہ خدا غنی ہے، اسکی احتیاج نہیں رکھتا اور بتوں کے حصے میں سے کچھ خدا کے حصے میں اگر مل جاتا، تو نکال کر پھر بتوں کے حصے میں ملا دیتے اور کہتے کہ بت تو فقیر اور محتاج ہیں۔ حق تعالیٰ انکے اس حال سے خبر دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ ان مشرکین عرب نے اپنی خام خیالی کا عجب مظاہرہ کیا۔۔۔

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ

اور کردیا اللہ کیلئے جو اس نے پیدا فرمایا کھیتی اور مویشی سے ایک حصہ، تو کہنے لگے کہ یہ اللہ کا ہے

بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ

ان کے نزدیک، اور یہ ہمارے بتوں کیلئے ہے۔ تو جو بتوں کا ہے نہیں پہنچتا اللہ کو۔

وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ۗ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾

اور جو اللہ کا ہے تو وہ پہنچ جاتا ہے بتوں کو۔ کتنا برا فیصلہ کرتے ہیں●

(اور) مقرر (کردیا اللہ) تعالیٰ (کیلئے) اس میں سے (جو اس) خالق کائنات (نے) خود (پیدا فرمایا)۔ یعنی اپنی اپنی (کھیتی اور) اپنے اپنے (مویشی سے ایک حصہ) اور بتوں کے واسطے ایک حصہ۔ (تو کہنے لگے کہ یہ اللہ) تعالیٰ (کا ہے ان) کے گمان فاسد اور دعویٰ باطل (کے نزدیک، اور یہ) دوسرا حصہ (ہمارے بتوں کیلئے ہے) یعنی انکے لئے ہے جن کو ہم نے خدا کا شریک ٹھہرایا۔ (تو وہ حصہ (جو) انکے زعم باطل میں انکے (بتوں کا ہے، نہیں پہنچتا اللہ) تعالیٰ (کو)، یعنی اس میں خدا کا حق نہیں بنتا۔۔ چنانچہ۔۔ اس میں کچھ تصرف نہیں کرتے کہ اس میں سے کچھ نکال کر خدا کے حصے میں ڈال دیں۔ اس کے برخلاف انکے نزدیک اس میں حق (اور) حصہ (جو اللہ) تعالیٰ (کا ہے، تو وہ پہنچ جاتا ہے بتوں کو)۔ غور کرو کہ بہتر چیز کو خدا کے حصے سے نکال کر بتوں کیلئے نامزد کردینے کا جو وہ فیصلہ

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

کرتے ہیں، تو (کتنا برا فیصلہ کرتے ہیں)۔۔الحتصر۔۔بتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے زائد محبت کرتے ہیں، جسکا انھیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم نہیں۔ ظاہر ہے یہ عمل وہ لوگ صرف اپنے بتوں سے محبت کی وجہ سے کرتے تھے۔ان مشرکین کے ظلم وزیادتی کا عالم یہ تھا کہ جس طرح شیاطین نے اُس مذکورہ تقسیم کوانکے نزدیک پسندیدہ بنادیا ہے۔۔۔

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ

اور اسی طرح اچھا لگادیا بہتیرے مشرکین کوانکے معبودوں نے اپنی اپنی اولاد کوقتل کرڈالنا،

لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ

تاکہ ان کو ہلاک کردیں اوران پرانکے دین کومشتبہ کردیں۔ اور اگر اللہ چاہتا، تو وہ یہ نہ کرتے۔

فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۷﴾

توان کواوران کے افتراؤں کوچھوڑو●

(اور) انکواس میں اچھائی نظر آنے لگی ہے۔(اسی طرح اچھا لگادیا) اور خوبصورت محسوس کرادیا (بہتیرے مشرکین کوانکے معبودوں) کے دوستوں نے، جوشیاطین جن میں سے ہیں۔۔یا۔۔ان بتوں کے خادموں (نے، اپنی اپنی اولاد کوقتل کرڈالنا) فقر کے خوف سے۔۔یا۔۔اس خیال سے کہ ہم کیوں داماد بناکر اپنا ہمسر بنائیں۔۔یا۔۔اس خوف سے کہیں کوئی ان کو بچپنے میں اغواء کرکے قیدی نہ بنالے۔شیاطین جن۔۔یا۔۔شیاطین انس کے یہ سارے وسوسے صرف اسلئے تھے (تاکہ ان کو ہلاک کردیں) اور گمراہ کردیں (اوران پرانکے دین کومشتبہ کردیں)۔۔نیز۔۔انھیں دین اسماعیل علیہ السلام سے ہٹاکر نئے دین پر چلادیں اور پھر انھیں معلوم نہ ہوسکے، کہ وہ کس دین پر ہیں؟۔۔الحتصر۔۔کھیتیوں اور مویشیوں کی مذکورہ تقسیم ہو۔۔یا۔۔قتل اولاد کے تعلق سے ان مشرکین کے احکام اور افعال، دونوں ہی لغواور باطل ہونے میں ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔

(اور اگر اللہ) تعالیٰ (چاہتا، تو وہ یہ نہ کرتے)۔یعنی شیطانوں کے وسوسہ سے بچوں کوقتل نہ کرتے۔اے محبوب! جب انکا یہ فعل مشیت الٰہی پر موقوف ہے، (توانکواورانکے افتراؤں کوچھوڑو) جووہ یہ کہتے ہیں کہ بچیوں کازندہ دفنانے کاحکم اللہ تعالیٰ نے دیاہے، حالانکہ یہ انکاصریح جھوٹ ہے اور اب جبکہ اللہ تعالیٰ باوجودیکہ انھیں تباہ وبرباد کرنے پر قدرت رکھتا ہے لیکن انھیں کچھ نہیں کہتا، تو آپ

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

بھی انھیں انکے حال پر چھوڑ دیجئے، اسلئے کہ انکے لئے حساب کا ایک وقت مقرر کیا گیا ہے، اس وقت ان سے پورا پورا حساب لیا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے۔ وہ اپنے امور میں ہزاروں حکمتیں رکھتا ہے۔ ان مشرکین نے اپنے دیگر باطل اور جاہلانہ خیالات کو ظاہر کیا۔۔۔

وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ

اور بولے کہ یہ مویشیاں اور کھیتی اچھوتی ہیں۔ نہیں کھائیگا ان کو مگر جسے ہم چاہیں، اپنے خیال میں،

وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً

اور کچھ مویشیاں ہیں جن کی سواری حرام ہے، اور کچھ مویشی ہیں کہ جنکے ذبح ہونے پر اللہ کا نام نہیں لیتے۔ اللہ پر یہ سب افتراء۔

عَلَيْهِ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۸﴾

بہت جلد بدلہ دے گا اللہ، جو افتراء باندھتے تھے●

(اور بولے کہ یہ مویشیاں اور کھیتی) جو ہمارے بتوں کا حصہ ہیں (اچھوتی ہیں)، یعنی نرالی حرمت رکھنے والی ہیں۔۔ لہٰذا۔۔ (نہیں کھائے گا ان کو مگر جسے ہم چاہیں)، یعنی بت خانوں کے خدام اور مردوں کے سوا اسکو کوئی کھا نہیں سکتا اور اسکا کھانا عورتوں پر حرام ہے ان مشرکین کے (اپنے خیال میں، اور) یونہی (کچھ مویشیاں ہیں) یعنی بحائر، سوائب اور حوامی (جن کی سواری حرام ہے اور) ایسے ہی (کچھ مویشی ہیں کہ جن کے ذبح ہونے پر اللہ) تعالیٰ (کا نام نہیں لیتے) تھے، بلکہ ان کو بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے، اور دعویٰ یہ کرتے تھے کہ یہی خدا نے فرمایا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ (اللہ) تعالیٰ (پر یہ سب) کچھ انکا (افتراء) ہے۔ وہ کس خیال میں ہیں؟ (بہت جلد بدلہ دیگا اللہ) تعالیٰ انکو اس پر، (جو) اللہ تعالیٰ پر (افتراء باندھتے تھے)۔ ایسے ہی انکے احکام باطلہ میں سے یہ بھی ہے۔۔۔

وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى

اور بولے کہ ان مویشیوں کے پیٹ میں جو کچھ ہے صرف مردوں کا ہے، اور عورتوں پر

اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ

حرام ہے۔ اور اگر مرا ہوا پیدا ہو، اس میں سب برابر کے شریک ہیں۔ بہت جلد بدلہ دیگا اللہ انکے اس من گڑھت کا۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

إِنَّهُۥ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿١٣٩﴾

بیشک وہ حکمت والا علم والا ہے●

(اور) یہ بھی انکی جہالت ہے، کہ (بولے کہ ان مویشیوں کے پیٹ میں جو کچھ ہے صرف مَردوں کا ہے) یعنی بحیرہ اور سائبہ کے پیٹ میں جو بچہ ہے، صرف مردوں کیلئے پاک اور حلال ہے (اور عورتوں پر حرام ہے) اگر زندہ پیدا ہو۔ (اور اگر مرا ہوا پیدا ہو)، تو (اس) کے کھانے (میں سب برابر کے شریک ہیں)۔ تو وہ کس گمان میں ہیں؟ (بہت جلد بدلہ دیگا اللہ) تعالیٰ (انکے اس من گھڑت کا) حرام وحلال کے تعلق سے، جسے انھوں نے خود ہی گڑھ لیا ہے۔ (بیشک وہ حکمت والا) ہے حلال و حرام کردینے میں، اور (علم والا ہے)۔ وہ بخوبی جانتا ہے بندوں کی مصلحتیں حلال اور حرام ہونے میں۔ من مانی کرنے والے کبھی فائدہ میں نہیں رہتے۔۔ چنانچہ۔۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوٓا أَوْلَٰدَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَحَرَّمُوا مَا

بیشک گھاٹے میں پڑ گئے جنھوں نے مار ڈالا اپنی اولاد کو بے وقوفی میں نادانی سے، اور حرام قرار دے دیا جو

رَزَقَهُمُ اللَّهُ افْتِرَآءً عَلَى اللَّهِ ۚ قَدْ ضَلُّوا وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ﴿١٤٠﴾ ع

اللہ نے انھیں روزی دی، اللہ پر بہتان لگاتے ہوئے۔ بیشک وہ گمراہ ہوگئے اور نہیں ہیں راہ پر●

(بیشک گھاٹے میں پڑ گئے) ربیعہ، مضر اور دوسرے بعض اہل عرب، (جنھوں نے مار ڈالا اپنی اولاد کو بے وقوفی میں نادانی سے)، یہاں تک کہ قبر میں زندہ دفن کر دیا، اس خیال سے کہ کہیں ایسا نہ ہو، کہ یہ عرب کے لوٹ مار کرنے والوں کے ہاتھ نہ لگ جائیں، جو انھیں اغوا کر کے قیدی بنالیں۔۔ یا۔ اس خیال سے کہ اگر یہ لڑکیاں بڑی ہوگئیں، تو انکے لئے جہیز اور شادی کے دوسرے اسباب کا اٹھانا پڑیگا، وغیرہ وغیرہ۔۔۔ (اور) قتل اولاد کے ساتھ ساتھ، خواہ مخواہ کیلئے، (حرام قرار دیدیا) بحائر، سوائب وغیرہ کو، (جو اللہ) تعالیٰ (نے انھیں روزی دی، اللہ) تعالیٰ (پر بہتان لگاتے ہوئے) کہ خدا نے انھیں حرام فرمایا ہے۔ تو (بیشک وہ گمراہ ہوگئے) اور راہِ ضلالت میں کھو گئے (اور نہیں ہیں راہ) حق (پر) آنے والے۔

اس سے پہلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے کفار کو سرزنش کی تھی جو شرک کرتے تھے۔ اسکے بعد اب پھر اصل کی طرف متوجہ کیا اور وجود باری اور توحید پر دلائل دیئے۔۔ چنانچہ۔ ارشاد فرمایا کہ۔۔۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَهُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّ غَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّ النَّخْلَ

اور وہی ہے جس نے پیدا فرمایا باغ، چھائی بیلیں، اور بے چھائے درخت۔ اور کھجور

وَ الزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَ الزَّیْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّ غَیْرَ مُتَشَابِهٍ

اور کھیتی جدا جدا کھانے۔ اور زیتون اور انار، ملتے جلتے اور بے میل والے۔

كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ

تم لوگ اس کا پھل کھاؤ جب سے پھلنے لگے، اور اسکی زکوٰۃ کو دو کٹائی کے دن۔

وَ لَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۱۴۱﴾

اور بے محل خرچ نہ کرو۔ بیشک اللہ نہیں پسند فرماتا بے محل خرچ کرنے والوں کو۔

(اور وہی ہے جس نے پیدا فرمایا باغ) انگور کے، (چھائی بیلیں) ٹٹیوں پر چڑھائی ہوئیں (اور بے چھائے درخت) زمین پر پڑے ہوئے۔۔یا۔۔ مَعْرُوْشٰتٍ سے مراد وہ ہیں، جو لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے بٹھلائے ہوں اور غَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ سے مراد وہ ہیں، جو پہاڑ اور جنگل میں خود اُگے ہوں (اور کھجور) کا درخت (اور کھیتی)، یعنی وہ کھیت جس میں دانے پیدا ہوں۔ حال یہ ہے کہ (جدا جدا کھانے) والے پھل، جن کی ہیئت اور کیفیت ایک جیسی نہیں۔۔یا یہ کہ۔۔ اپنی حالت اور ذائقے میں ایک جیسے نہیں۔۔ چنانچہ۔۔ بعض بہت شیریں، بعض بہت ترش اور بعض کھٹ مٹھے۔۔ یونہی۔۔ بعض اچھے اور بعض خراب، وغیرہ۔ (اور زیتون) کا درخت (اور انار) کا پیڑ۔ حال یہ ہے کہ (ملتے جلتے) ہیں بعض بعض سے اپنی پتیوں کے لحاظ سے، (اور) یہ (بے میل والے) بھی ہیں اپنے ذائقے کے لحاظ سے۔۔ الحتصر۔۔ مثلاً: انار کے سارے درختوں کی پتیاں ایک جیسی ہیں، مگر ہر درخت کے پھل کا ذائقہ الگ الگ ہے۔ یہی حال سارے میووں کے درختوں کا ہے۔

لوگو! اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے تمہارے ہی لئے پیدا فرمایا ہے، تو (تم لوگ اسکا پھل کھاؤ جب سے پھلنے لگے)۔۔ الحاصل۔۔ اسکا پھل کھاؤ اگرچہ کچا ہی کیوں نہ ہو (اور اسکی زکوٰۃ کو دو کٹائی کے دن)، یعنی جس دن فصل کی کٹائی ہو، تو اسکی زکوٰۃ میں دسواں۔۔یا۔۔ بیسواں، جو تم پر لازم ہو نکال کر زکوٰۃ کے مستحقین کو دیدو۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

یہ تفسیر بقول انکے ہے، جو آیت کریمہ کو مدنی قرار دے رہے ہیں۔یہی حضرت مترجم قدس سرہ کے نزدیک راجح ہے۔رہ گئے وہ لوگ جن کے نزدیک یہ آیت مکی ہے، تو یہاں صدقہ مراد ہے، زکوۃ مفروضہ نہیں۔اس سلسلے میں یہی مشہور بھی ہے۔صدقہ وخیرات کرنے میں اس بات کا خیال رہے، کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے جذبہ ٔ خیر کی نقل نہ کرو، جن کی ملک میں پانچ سو کے قریب خرمے کے درخت تھے، انھوں نے اس سے خرمے توڑے اور تصدق کردیئے، کچھ باقی نہ رکھے۔۔۔

تو تم ایسا نہ کرو، یعنی جو کچھ ہے اُسے ایک ہی بار تصدق نہ کردو، کہ تم خود محتاج ہوجاؤ۔(اور یہ بھی خیال رکھو کہ (بے محل خرچ نہ کرو۔ بیشک اللہ) تعالیٰ (نہیں پسند فرماتا بے محل خرچ کرنے والوں کو)۔یعنی انکے اس طرزِ عمل کو پسند نہیں فرماتا۔

ذہن نشین رہے کہ ہر وہ خرچ بے محل اور نتیجہ کے لحاظ سے اسراف جیسا بیجا خرچ ہے، جو فی سبیل اللہ اور خدا کی رضا کیلئے نہ ہو، بلکہ صرف اور صرف حظ نفس کیلئے ہو، ایسا کہ آخرت میں کسی اجر وثواب کا مستحق نہ قرار پاتا ہو، خواہ وہ ایک تل کا دانہ ہی کیوں نہ ہو۔لیکن جو کچھ خدا کے واسطے دے اور فی سبیل اللہ رضائے الٰہی کیلئے خرچ کرے، وہ اسراف نہیں، اگرچہ ہزار خزانے ہوں۔۔بیشک۔۔

لَا خَیرَ فِی الاَسرَافِ۔۔فضول خرچی میں کوئی بھلائی نہیں۔۔

۔۔۔لیکن یہ بھی حقیقت ہے، کہ۔۔

لَا اَسرَافَ فِی الخَیرَ۔۔نیکیوں کے کام میں کتنا بھی خرچ کرو فضول خرچی نہیں۔

۔۔آؤ اور اللہ کی قدرت اور اسکی مزید کرم فرمائیاں دیکھو۔بیشک اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے ہمارے فائدے۔۔۔

وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا

اور مویشی میں بعض بار برداری والے ہیں، اور بعض چھوٹے کمزور، تم لوگ کھاؤ جو روزی دیدی تم کو اللہ نے، اور مت چلو

خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۴۲﴾

قدموں پر شیطان کے۔بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے●

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

(اور) نفع کیلئے پیدا فرمایا (مویشی) کو جن (میں بعض بار برداری والے ہیں) جیسے اونٹ بیل وغیرہ (اور بعض) انکے اعتبار سے (چھوٹے کمزور)، جیسے بکرا وغیرہ جنھیں ذبح کرنے کیلئے زمین پر بآسانی پچھاڑا جاتا ہے۔ بعض نے کہا کہ حمولۃ بڑے چار پائے ہیں اور فرش چھوٹے، کہ چھوٹے ہونے کی وجہ سے زمین کے قریب قریب ہیں فرش کی طرح۔ لوگو! یہ جانور خدا نے تم کو اپنے فضل سے عطا فرمائے ہیں اور انکا کھانا تمہارے لئے حلال فرمادیا ہے، تو (تم لوگ) بے دھڑک (کھاؤ جو روزی دیدی تم کو اللہ) تعالیٰ (نے اور مت چلو قدموں پر شیطان کے) اور اسکے کہے سے حلال کو حرام نہ کرلو۔ (بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے)۔ انسانوں سے جس کی دشمنی اظہر من الشمس اور دائمی ہے، وہ کبھی تمہارا دوست نہیں ہوسکتا۔

۔۔الحاصل۔۔ درخت یا کھیت ہوں یا مویشی، سب کو اللہ تعالیٰ نے انسان کے منافع اور فوائد کیلئے پیدا کیا، تو اسکو چاہئے کہ ان سے نفع حاصل کرے اور شیطان کے بہکاوے میں نہ آئے۔ مشرکین عرب نے مویشیوں میں سے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام بنا رکھے تھے، اور عام لوگوں کیلئے ان پر سواری کرنا، بوجھ لادنا اور انکو کھانا اور انکا دودھ پینا حرام کردیا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے رسول مکرم ﷺ' آپ ان سے پوچھئے، کیا اللہ تعالیٰ نے ان میں سے دو نر حرام کئے ہیں، تو اگر اللہ تعالیٰ نے نر کی صنف حرام کردی ہے، تو تم نر جانور کیوں کھاتے ہو اور اللہ تعالیٰ نے مادہ کی صنف حرام کردی ہے، تو تم مادہ کیوں کھاتے ہو۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے دونوں حرام کردیئے ہیں، تو پھر تم نر اور مادہ دونوں کو کیوں کھاتے ہو؟

اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کسی صنف کو حرام نہیں کیا۔ یہ تحریم کے دعویٰ میں محض جھوٹے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس انکار کو مزید مؤکد کرنے کیلئے فرمایا، کہ کیا تم اس وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر تھے، جب اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو حرام کرنے کی وصیت فرمائی تھی؟ سو یہ محض تمہارا جھوٹ اور افتراء ہے۔ اور اگر تم سچے ہو، تو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے کس نبی کی کتاب میں ان جانوروں کی تحریم نازل کی تھی۔۔۔یا۔۔۔ کس نبی پر وحی آئی تھی؟ اگر تمہارے پاس کوئی نقل ہو، تو پیش کرو۔

مذکورہ بالا توضیح خلاصہ وحاصل ہے اس گفتگو کا، جو عوف بن مالک اور آنحضرت ﷺ کے درمیان ہوئی۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

۔۔چنانچہ۔۔ جب عوف نے آپ کی بارگاہ میں آکر یہ کہا، کہ اے محمد ﷺ جو کچھ ہمارے باپ دادا نے حرام کیا تھا، وہ تو نے حلال کرلیا۔آپ نے فرمایا تمہارے باپ دادا کے حرام کرنے سے کوئی چیز حرام نہیں ہوتی۔ اسپر عوف بولا وہ خدا نے حرام کیا ہے۔ اسپر ارشادِ الٰہی ہوا، کہ اے محبوب! ان سے معلوم کرو کہ اللہ تعالیٰ نے چوپایوں میں سے پیدا کیے۔۔۔

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۗ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ

آٹھ نر مادے، بھیڑ سے نر و مادہ دو، اور بکری سے نر و مادہ دو، پوچھو کہ کیا دونوں نر کو

حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۖ

حرام کیا، یا دونوں مادہ کو، یا اس کو جو دونوں مادہ کے پیٹ میں ہے؟

نَبِّـُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۴۳﴾

بتا تو دو مجھے کسی علم سے بھی اگر سچے ہو●

(آٹھ) جوڑے (نر مادے) ملا کر۔

جوڑا اُسے کہتے ہیں جو اپنی جنس سے جفتی کرے، تو نر مادہ کا جوڑا، اور مادہ نر کا جوڑا۔ یہاں مراد یہی ہے۔ اگرچہ دونوں کو بھی جوڑا کہتے ہیں مگر یہاں مراد نہیں۔

(بھیڑ سے نر و مادہ دو، اور بکری سے نر و مادہ دو)۔ کل چار جوڑے ہو گئے۔ تو ان سے (پوچھو کہ کیا دونوں نر کو حرام کیا، یا دونوں مادہ کو) یعنی تم سائبہ، بحیرہ، وصیلہ اور حام کو جو حرام کہتے ہو، تو بتاؤ یہ نر ہونے کی وجہ سے حرام ہیں۔۔۔یا۔۔ مادہ ہونے کی وجہ سے۔۔۔

اس پر عوف خاموش رہا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم کہتے ہو کہ نر ہونے کے سبب تحریم ہے، تو سب نر حرام ہونا چاہئے اور اگر مادہ ہونے کی وجہ سے تحریم ہے، تو سب مادائیں حرام ہونی چاہئیں۔

(یا اسکو جو دونوں مادہ کے پیٹ میں ہے) یعنی اگر تحریم اس وجہ سے ہے کہ رحم میں دونوں نر و مادہ رہے ہیں، تو چاہئے کہ سب حرام ہو جائے، کیونکہ سب ہی مادہ کے پیٹ میں رہ چکے ہیں۔ (بتا تو مجھے کسی علم سے بھی) جو اس بات پر دلالت کرے کہ خدا نے انکو حرام کیا ہے، (اگر) تم اس بات میں (سچے ہو) کہ انکو حرام کرنے کا حکم خدا کی طرف سے آیا ہے۔ چار جوڑے تو وہ جو اوپر مذکور ہوئے۔۔۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ۭ قُلْ ءٰۗالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ

اور اونٹ سے نر و مادہ دو، اور گائے سے نر و مادہ دو۔ پوچھو کہ دونوں نر کو حرام کیا،

الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاۗءَ

یا دونوں مادہ کو، یا اس کو جسے دونوں مادہ کا پیٹ رکھے ہے؟ یا تم حاضر تھے،

اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِھٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰي عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا

جب حکم دیا تھا تم کو اللہ نے اس کا۔ تو اس سے زیادہ ظالم کون؟ جس نے من گڑھت باندھا اللہ پر جھوٹ۔

لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ ع

تا کہ گمراہ کردے لوگوں کو بے علمی سے۔ بے شک اللہ، نہیں راہ دیتا ظالم قوم کو●

(اور اونٹ سے نر و مادہ دو اور گائے سے نر و مادہ دو)، تو یہ بھی چار جوڑے ہوئے، جو اوپر ذکر کردہ جوڑوں سے مل کر آٹھ ہو گئے، تو انکے تعلق سے بھی (پوچھو کہ دونوں نر کو حرام کیا، یا دونوں مادہ کو یا اسکو جسے دونوں مادہ کا پیٹ رکھے ہے)۔ یہاں بھی اگر تحریم کا سبب نر ہونا ہے، تو سارے نر کو حرام ہونا چاہیے۔ ایسے ہی اگر تحریم کا سبب مادہ ہونا ہے، تو پھر سب مادائیں حرام ہو جانی چاہئیں۔ یونہی اگر تحریم کا سبب مادہ کے شکم میں رہنا ہے، پھر تو سارے نر و مادہ کو حرام قرار دیدو۔ رہ گیا تمہارا یہ دعویٰ کہ حرمت کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا، تو کیا یہ کسی غیر محرف آسمانی کتاب میں مذکور ہے؟ (یا تم حاضر تھے) اور مشاہد کرنے والے تھے اس وقت (جب حکم دیا تھا تم کو اللہ) تعالیٰ (نے اس) کی حرمت (کا)۔

عوف مسلسل خاموش رہا، تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا عوف! تو بولتا کیوں نہیں، تو اس نے کہا کہ آپ ہی کچھ فرمائیں، تاکہ میں سنوں۔ تو آپ نے اسکے سامنے یہ آیت پڑھی۔۔۔

(تو اس سے زیادہ ظالم کون، جس نے من گھڑت باندھا اللہ) تعالیٰ (پر جھوٹ) اسکی طرف تحریم اور تحلیل کو منسوب کر کے (تاکہ) اپنی اس خود ساختہ گڑھی ہوئی بات سے (گمراہ کردے لوگوں کو) انکی (بے علمی) کے سبب (سے)۔۔یا۔۔ خود اپنی لاعلمی و جہالت کے سبب سے۔ (بیشک اللہ) تعالیٰ (نہیں راہ دیتا ظالم قوم کو)۔ یعنی جو دین جاہلیت پر مضبوط ہیں اللہ تعالیٰ انھیں ہدایت نہیں فرماتا۔

مشرکوں نے جب یہ آیت سنی، تو بولے کہ سب چار پائے حلال ہو گئے، پھر حرام کون سے جانور ہیں۔ اس پر ارشاد ہوا کہ اے محبوب!۔۔۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

قُل لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ

کہدو کہ میں نہیں پاتا اس میں جو وحی بھیجی گئی ہے مجھ پر، کسی کھانے والے پر کوئی غذا حرام، مگر یہ کہ وہ

مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ

مردار ہو، یا بہتا خون ہو، یا سور کا گوشت ہو، کہ یہ تو نجاست ہے، یا نافرمانی کا جانور، کہ ذبح کیا گیا اللہ کے سوا دوسرے

اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۴۵﴾

کے نام پر۔ پھر کوئی بے قابو ہو گیا، نہ تو خواہشمند ہے اور نہ حاجت سے زیادہ لینے والا، تو بیشک تمہارا پروردگار غفور رحیم ہے●

(کہہ دو کہ میں نہیں پاتا اس میں جو وحی بھیجی گئی ہے مجھ پر کسی کھانے والے پر کوئی غذا حرام، مگر یہ، کہ وہ مردار ہو۔۔یا۔۔بہتا خون ہو)۔

اس سے وہ خون مراد ہے جو ذبح کے وقت مذبوح کی رگوں سے بہے۔۔یا۔۔زندگی میں اسکے بدن کے کسی حصے سے نکلے۔کلیجی اور تلی اس میں داخل نہیں۔

(یا سور کا گوشت ہو) اور جو کچھ اس میں سے آدمی کھا سکے، کیوں (کہ یہ تو نجاست ہے) اور وہ بھی نجس العین، کہ جسکے کسی بھی حصہ سے نجاست دور ہی نہ ہو سکے۔ (یا) حکم الٰہی کو نظر انداز کر کے نافرمانی کا) مارا ہوا (جانور) جو (کہ ذبح کیا گیا) ہو بوقت ذبح (اللہ) تعالیٰ (کے سوا دوسرے کے نام پر۔ پھر) اگر (کوئی) شخص (بے قابو ہو گیا) یعنی اسپر ایسی بے بسی طاری ہوئی، کہ وہ حالت اضطرار کا شکار ہو گیا اور حالت یہ ہے، کہ وہ (نہ تو خواہش مند ہے اور نہ) ہی (حاجت سے زیادہ لینے والا)، تو اسکے لئے جان بچانے کیلئے، جس قدر میں جان بچ سکے، اتنا ہی حرام کردہ جانور سے کھانا حلال ہے۔ اور رب کریم کی طرف سے یہ رخصت کیوں نہ ہو؟ اسلئے کہ وہ (تو) بڑا ہی فضل فرمانے والا ہے۔ (بیشک تمہارا پروردگار غفور) ہے بخشنے والا ہے۔۔چنانچہ۔۔اس سے مواخذہ نہ فرمایگا، جو بقدر ضرورت حرام چیزوں میں سے کھالے۔اور (رحیم ہے)، کہ بے بس اور حالت اضطرار میں پہنچ جانے والوں کو بھی اجازت دیتا ہے۔

چونکہ عوف نے پوچھ لیا تھا کہ اگر ہمارے حرام کردہ حرام نہیں، تو اللہ تعالیٰ نے کس جانور کو حرام فرمایا؟ اسکے جواب میں پہلے ان حرام چیزوں کا ذکر فرمایا جسکو مسلمانوں پر حرام فرمایا گیا ہے۔ پھر اب ان حرام چیزوں کا ذکر فرمایا جا رہا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے یہودیوں پر حرام فرمادیا تھا۔۔چنانچہ۔۔ارشاد ہے۔۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا

اور جو یہودی تھے ان پر ہم نے حرام فرمادیا تھا، سب ناخن والے جانوروں کو۔ اور گائے اور بکری کی ہم نے حرام

عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ

کردیا تھا ان پر چربی۔ مگر جو پیٹھ اور آنتوں پر ہو، یا ہڈی سے لگی ہو۔

ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿١٤٦﴾

یہ ہم نے ان کو سزا دی تھی ان کی سرکشی کی۔ اور بے شک ہم سچے ہیں ●

(اور جو یہودی تھے)۔۔۔یعنی یہ حکم صرف یہودیوں کیلئے ہے، نہ پہلے لوگوں کیلئے اور نہ ہی بعد والوں کیلئے۔۔تو۔۔(ان پر ہم نے حرام فرمادیا تھا سب ناخن والے جانوروں کو)۔

خیال رہے کہ ہر انگلی والا جانور ذِيْ ظُفُرٍ کہلاتا ہے، خواہ اُسکی انگلیوں کے درمیان کشادگی ہو، جیسے درندوں اور کتوں اور بلیوں کی تمام اقسام، یا نہ ہو، جیسے اونٹ، شترمرغ، مرغابی اور بطخ۔ ان یہودیوں پر بعض ناخن والے جانور حلال تھے۔ پھر جب انھوں نے نافرمانی کی تو تمام ذِيْ ظُفُرٍ حرام ہوگئے۔

(اور گائے اور بکری کی ہم نے حرام کردیا تھا ان پر چربی)، نہ کہ گوشت۔ یعنی انکا گوشت انکے لئے حلال تھا، صرف چربی حرام تھی۔ (مگر) وہ چربی (جو پیٹھ اور آنتوں پر ہو، یا ہڈی سے لگی ہو)۔ یعنی وہ چربی جو انکی پیٹھوں اور کرونوں پر ہے، یعنی دونوں مونڈھوں سے لیکر دونوں رانوں کے اندر اور باہر والی چربی انکے لئے حلال ہے اور آنتوں وغیرہ پر جو چربی ہے وہ بھی انکے لئے حلال ہے۔ اور وہ چربی جو ہڈیوں سے ملی ہوئی ہے یعنی رانوں کی ہڈیوں سے۔۔یا۔۔دُم کی ہڈیوں سے جو پیٹھ کی انتہا سے شروع ہوتی ہے ملی ہوئی ہو، یہ چربی بھی انکے لئے حلال ہے۔

یہ خیال رہے کہ ہم نے ان پر جو بعض حلال چیزیں حرام فرمادیں (یہ ہم نے انکو سزا دی تھی انکی سرکشی کی)۔۔مثلاً: انبیاء علیہم السلام کو ناحق قتل کرنا، سود لینا اور لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھانا ۔۔الختصر۔۔گناہ کی سزا میں حلال اشیاء کو ان پر حرام کردیا جاتا تھا۔ چونکہ اب انکے منکر ہوگئے اور کہتے ہیں کہ یہ اشیاء جیسے ہم پر حرام ہیں، گزشتہ امتوں پر بھی حرام تھیں، تو اللہ تعالیٰ نے حلال کرکے اُسے پھر مؤکد فرمایا (اور بیشک ہم سچے ہیں) انکی ہر بات کی خبر دینے میں۔۔اور۔۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ

اب اگر وہ لوگ تمہیں جھٹلائیں، تو کہہ دو کہ تمہارا پروردگار وسیع رحمت والا ہے۔

وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۴۷﴾

اور اس کا عذاب پلٹانہ جائے گا مجرم قوم سے ●

(اب اگر وہ) مشرکین اور یہودی (لوگ تمہیں جھٹلائیں) اور حلال وحرام کی تفصیل جو تم نے بیان فرمائی ہے، اسکا انکار کردیں اور اسکو تسلیم نہ کریں۔۔ الغرض۔۔ اسکو سچ نہ قرار دیں، (تو) ان سے کہہ دو کہ تمہارا پروردگار وسیع رحمت والا ہے) جو تمہاری تکذیب کے باوجود، تمہاری سزا میں عجلت نہیں فرماتا۔ لیکن تمہیں اس سے دھوکے میں نہیں رہنا چاہئے۔ اسلئے کہ وہ تمہیں مہلت دے رہا ہے کہ سنبھل جاؤ اور سچائی کا اعتراف کرلو۔۔ لہٰذا۔۔ اس تصور میں نہ رہو، کہ وہ تمہیں سزا بھی نہیں دیگا۔۔ چنانچہ سن لو (اور) یاد رکھو کہ (اسکا عذاب پلٹانہ جائیگا مجرم قوم سے)۔ جبکہ نازل ہوگا تو مجرمین اسکو نازل ہونے سے روک نہ سکیں گے۔ لہٰذا مجرمین اس مہلت سے فائدہ اٹھالیں اور عذاب نازل ہونے سے پہلے راہِ راست پر آجائیں، ورنہ پھر انھیں کوئی سہولت نہیں ملے گی۔ اے محبوب! ان مشرکین کی دیدہ دلیری اور بے جا جسارت کا منظر عنقریب تمہیں دیکھنے کو ملے گا، کہ صرف یہ ثابت کرنے کیلئے کہ جو کچھ کر رہے ہیں خواہ وہ ہمارا شرک ہو۔۔ یا۔۔ حلال کو حرام کرنے کا عمل، ان سب سے اللہ تعالیٰ راضی ہے۔۔ عنقریب۔۔

سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا

اب کہیں گے جنھوں نے شرک کیا ہے، کہ اگر اللہ چاہتا، تو ہم شرک نہ کرتے اور نہ ہمارے باپ دادے، اور نہ ہم نے حرام

مِنْ شَيْءٍ ۭ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا ۭ

کیا ہوتا کچھ۔ اسی طرح جھٹلایا تھا انھوں نے جو ان سے پہلے ہوئے، یہاں تک کہ چکھ لیا ہمارا عذاب۔

قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ۭ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ

پوچھو کہ کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے، کہ اس کو نکالو ہمارے لئے۔ تم لوگ تو صرف گمان سے کام

اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ﴿۱۴۸﴾

لیتے ہو، اور تم لوگ محض انکل لگاتے رہتے ہو ●

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

(اب کہیں گے) اور بکیں گے وہ، (جنھوں نے) غیر خدا کو خدا کا (شریک کیا ہے، کہ اگر اللہ) تعالیٰ (چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے، اور نہ) ہی (ہمارے باپ دادے) شرک کرتے، (اور نہ ہم نے) اور ہمارے مورثوں نے (حرام کیا ہوتا کچھ)۔

اس مقام پر قرآن کریم کا اعجاز بھی ظاہر ہو گیا، کہ جو بات وقوع میں نہ آئی تھی اسکی پیشگوئی کی --چنانچہ-- اس آیت کے نازل ہونے کے بعد، مشرکوں نے مذکورہ بالا بات کہی---

تو اے محبوب! جس طرح یہ آپ کو جھٹلا رہے ہیں اور 'کہہ رہے ہیں کہ آپکی یہ بات غلط ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شرک سے روکا ہے اور ہمارے حرام کردہ کو حرام نہیں کیا ہے'، بالکل (اسی طرح جھٹلایا تھا انھوں نے) یعنی انکے مورثین نے ان انبیاء کرام کو (جو ان سے پہلے ہوئے)، اور انکی اس تکذیب کا سلسلہ چلتا رہا (یہاں تک کہ چکھ لیا ہمارا) وہ (عذاب) جو کہ انکی تکذیب پر ہم نے ان پر نازل کیا۔

اے محبوب! ان سے (پوچھو کہ کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے)، یعنی کوئی امر معلوم ہے، کہ اُسے اپنی بات کی سچائی پر بطور دلیل پیش کر سکو۔ اور اگر ہے، تا (کہ اس کو نکالو ہمارے لئے)، تو پھر دیر کیا ہے؟ اُسے ہمارے سامنے پیش کرو۔ سچی بات تو یہ ہے کہ تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں، جس سے تم اپنے باطل مزعومات کو حق ثابت کر سکو۔ اور حقیقت تو یہ ہے، کہ اس سلسلے میں (تم لوگ تو صرف گمان سے کام لیتے ہو)۔ یعنی شرک کو صحیح کہنے اور حلال چیزوں کو حرام قرار دینے میں تم اپنے گمان کے تابعدار ہو، حالانکہ وہ سراسر باطل اور جہالت پر مبنی ہے، ذرہ بھر بھی اس میں یقین کا شائبہ نہیں ہو سکتا۔ (اور تم لوگ محض انکل لگاتے رہتے ہو) اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنے میں، اور صرف ظن و تخمین کی بنیاد پر اپنے ناشائستہ اور باطل امور کو اللہ تعالیٰ کا محبوب و مرغوب بتاتے ہو۔

قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَاءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۴۹﴾

کہہ دو، کہ دل نشین دلیل تو اللہ کیلئے ہے۔ تو وہ چاہتا، تو تم سب کو راہ پر لاتا●

اے محبوب! واشگاف لب و لہجے میں ان سے (کہہ دو، کہ دل نشیں دلیل تو اللہ) تعالیٰ (کیلئے ہے) جو متانت اور ثبات کی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے-- نیز-- وہ ایسی دلیل ہے، جو مدعی کو اسکے دعویٰ پر صحیح قرار دینے والی ہے۔ (تو) اگر (وہ) حجت بالغہ والا (چاہتا، تو تم سب کو راہ پر لاتا) اور تمہیں اسلام لانے کی توفیق بخشتا-- نیز-- تمہارے لئے ہدایت کے اسباب تیار فرما دیتا، کیونکہ وہ جسے ہدایت دینا

https://t.me/nabwilibrary
Marfat.com

تا ہے، تو اُسے طریق حق کی طرف پھیر دیتا ہے۔ اور اگر کسی کو گمراہ رکھنا چاہتا ہے، تو اسکے ارادے
لام کے خلاف کر دیتا ہے۔ تو اے محبوب! ان پر حجت قائم کرنے کیلئے تاکہ انھیں معلوم ہو جائے، کہ
اقعی وہ گمراہی میں ہیں اور انکے دعویٰ کی دلیل نہ انکے پاس ہے اور نہ ہی انکے لیڈروں کے پاس، انکو
تبلیغ کردو، اور۔۔۔

قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ۚ

کہہ دو، کہ لاؤ تو اپنے گواہوں کو جو گواہی دیں، کہ بیشک اللہ نے حرام کیا اس کو۔

فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

پھر اگر وہ گواہی دے دیں، تو تم گواہی نہ دینا ان کے ساتھ۔ اور نہ مانو ان کے اوہام کو جو جھٹلا چکے

۱۸ ع ۹ ۵ بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۰﴾

ہماری آیتوں کو، اور جو نہ مانیں آخرت کو، اور وہ اپنے پروردگار کا برابر گڑھیں●

(کہہ دو، کہ لاؤ تو اپنے گواہوں کو) یعنی اپنے ان لیڈروں کو جن کے اقوال و اعمال کو تم اپنا
ہب سمجھتے ہو۔۔ الغرض۔۔ اس سے وہ گواہ مراد نہیں، جو الٹی سیدھی مار کر انکا دعویٰ صحیح کر دکھائیں۔۔ المختصر
اپنے لیڈروں کو سامنے لاؤ (جو گواہی دیں، کہ بیشک اللہ) تعالیٰ (نے حرام کیا) ہے (اسکو)۔ اور
ھر) (اگر) بالفرض (وہ) کذب و افتراء پر اتر آئیں اور جھوٹی (گواہی دے) ہی (دیں)، (تو
) حسب معمول یعنی جھوٹوں کے ساتھ جو تمہارا طریقہ رہتا ہے (گواہی نہ دینا انکے ساتھ)۔ یعنی
ی گواہی کی تصدیق نہ فرمانا، اسلئے وہ جو کچھ کہتے ہیں خالص جھوٹ ہے اور واضح طور پر اسکا فساد بیان
یا جاچکا ہے۔۔ لہٰذا۔۔ نہ تو تم تصدیق کرو (اور نہ مانو انکے) باطل (اوہام کو)، اور (جو جھٹلا چکے) عناد
راہ سے (ہماری آیتوں کو اور جو نہ مانیں آخرت کو)۔

ظاہر ہے آیاتِ الٰہیہ کا جھٹلانا اور آخرت پر ایمان نہ لانا، یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ جو
ان میں سے کسی ایک کا مرتکب ہوگا، وہ دوسرے کا بھی مرتکب ہوگا۔

صرف یہی نہیں کہ وہ آیاتِ الٰہیہ کو جھٹلاتے ہیں اور آخرت پر ایمان نہیں لاتے، بلکہ ان امور
ے ساتھ ساتھ انکا حال (اور) طریقہ یہ ہے کہ (وہ اپنے پروردگار کا برابر گڑھیں) اور اپنے بتوں کو اللہ
الیٰ کا ہمسر قرار دیں۔۔ الغرض۔۔ جو ایسے بدبخت ہیں، کہ ان جملہ امورِ مذکورہ کے جامع اور صفات قبیحہ
سے موصوف ہیں، وہ اس لائق نہیں کہ انکے اوہام و خیالات کی تصدیق کی جائے۔۔۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ

کہہ دو، کہ آؤ میں بتادوں جو حرام فرمایا تھا تمہارے پروردگار نے تم پر، یہ کہ اس کا کوئی شریک نہ بناؤ، اور ماں باپ سے

اِحْسَانًاۚ وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِیَّاهُمْۚ وَ لَا

احسان کا۔ اور نہ قتل کر ڈالو اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے۔ ہم تمہیں بھی روزی دیں اور انھیں بھی۔ اور

تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَۚ وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ

قریب نہ جاؤ بے شرمیوں کے، جو ان میں ظاہر ہیں اور جو چھپی ہیں۔ اور نہ قتل کرو اس کو، جسے

حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ(۱۵۱)

اللہ نے حفاظت میں لے لیا ہے، ناحق۔ یہ ہے جس کا حکم دیا تم کو کہ عقل سے کام لو●

اے محبوب! ان بے جا طور پر حلال کو حرام کرنے والوں سے (کہہ دو، کہ) اگر تم جاننا چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کیا حرام فرمایا تھا، تو (آؤ) میری بارگاہ میں، تا کہ (میں بتادوں جو حرام فرمایا تھا تمہارے پروردگار نے)، تو سنو! نمبر ایک یہ کہ (تم پر یہ) لازم ہے (کہ اسکا کوئی شریک نہ بناؤ)، نمبر دو یہ کہ اللہ نے حکم دیا ہے (اور) 'امر' فرمایا ہے (ماں باپ سے احسان کا) یعنی ہمیشہ انکے ساتھ حسن سلوک کرتے رہو۔ انھیں تکلیف نہ پہنچاؤ۔ انکے اس حکم کے سوا جس میں خدا کی نافرمانی ہو، دوسرے سارے حکم کی اطاعت کرو اور انکی نافرمانی نہ کرو۔ جس چیز سے انھیں اذیت پہنچے، اس سے باز رہو۔ اور اگر بالفرض ظالم و جابر بھی ہوں، تو بھی انھیں اُف تک نہ کہو۔

اپنے مذکورہ بالا ارشاد میں والدین پر احسان کی اہمیت کو ظاہر کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اسکے بیان کو توحید کے بیان کے ساتھ ملا دیا ہے، اسلئے کہ ماں باپ وجود اور تربیت میں سبب قریب ہیں، اور یہ دو واسطے ہیں جنھیں حق تعالیٰ نے اپنی صفت ایجاد و ربوبیت کے آثار و انوار کا مظہر بنا دیا ہے۔

نمبر تین! یہ کہ ہوش سے کام لو (اور نہ قتل کر ڈالو اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے۔ ہم تمہیں بھی روزی دیں اور انھیں بھی)۔ یعنی تم دونوں کے رازق ہم ہی ہیں، اور چونکہ تمہاری اولاد کا رزق ہمارے ہی ذمہ کرم میں ہے تمہارے ذمہ نہیں، تو تم کیوں انکے قتل ناحق کے مرتکب ہوتے ہو۔ نمبر چار! یہ کہ شرم و حیاء سے کام لو (اور قریب نہ جاؤ بے شرمیوں کے)۔ نہ ان بے شرمیوں کے (جو ان میں ظاہر ہیں) (اور) نہ ہی ان بے شرمیوں کے (جو چھپی ہیں)۔ یعنی ہر ایسے کاموں سے بچو جو شرم و حیاء کے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

ناضوں کے خلاف ہیں، خواہ وہ ظاہر ہوں ۔یا۔ خفیہ۔۔یا یہ کہ۔۔زنا اور بدکرداری سے بچو۔ نہ تو روسائے عرب کی طرح چھپ کر زنا کرو، اور نہ ہی عرب کے اوباش اور بے باک لوگوں کی طرح کھلم کھلا زنا کرو۔

ایک قول یہ ہے کہ ظاہری فحش کام شراب نوشی ہے، اور باطنی فحش کام زنا کاری ہے۔۔یا

یہ کہ۔۔ظاہری فحش کام زنا کاری وشراب نوشی وغیرہ اور باطنی فحش کام انکا ارادہ کرنا ہے۔

نمبر پانچ! یہ کہ رحم سے کام لو (اور نہ قتل کرو اسکو جسے اللہ) تعالیٰ (نے حفاظت میں لے لیا ہے) احکامِ اسلام کی رُو سے۔۔یا۔۔اس سے معاہدہ کی وجہ سے۔۔المختصر۔۔نہ کسی مسلمان کو قتل کرو اور نہ ہی کسی ذمی کافر کو (ناحق)۔یعنی اُسے کسی حال میں بھی نہ قتل کرو۔ ہاں اگر شرع کا حق اس سے وابستہ ہوگیا ہے اور شرع نے اسکے قتل کردینے کی اجازت دی ہے، تو اسے حاکم اسلام قتل کردے اور وہ یہ ہیں۔﴿۱﴾۔۔مرتد ہونے کے بعد۔﴿۲﴾۔۔شادی شدہ کا زنا کرنا۔﴿۳﴾۔۔نفس معصومہ کو قتل کرنے کے بدلے میں۔ یاد رہے کہ کسی کو ناحق قتل کرنے میں، 'امرِ حق' کی تعظیم اور مخلوق پر شفقت کا ترک لازم آتا ہے اور یہ دونوں 'امرِ' دین کی بنیاد ہیں۔

تو سنو! کہ (یہ) چار 'نہی' اور ایک 'امر' وہ (ہے جسکا حکم دیا تم کو) اللہ تعالیٰ نے، تا (کہ عقل سے کام لو) اور اللہ تعالیٰ کے امر ونہی میں اسکی نافرمانی نہ کرو۔۔نمبر چھ ۶ یہ ہے کہ بدنیتی سے کام نہ لو۔۔۔

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ

اور قریب نہ پھٹکو یتیم کے مال کے، مگر اس طرح جو اسکے لئے زیادہ بہتر ہو، یہاں تک کہ بالغ جوان ہو۔

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ

اور پورا رکھو ناپ کو، اور تول کو، انصاف سے۔ ہم کسی سے کام نہیں لیتے مگر جو کر سکے۔

وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ؕ

اور جب بولو تو انصاف کی بات بولو، گو رشتہ دار ہو۔ اور اللہ کا عہد پورا کرتے رہو۔

ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾

یہ ہے جس کا حکم دیا تم کو کہ نصیحت حاصل کرو●

(اور قریب نہ پھٹکو یتیم کے مال کے)۔یعنی اسکے مال کے جسکا سن بلوغت سے پہلے باپ فوت ہوجائے۔۔اور۔۔یہ خطاب یتیموں کے متولیوں اور وصیوں کو ہے۔۔۔(مگر اسطرح جو اسکے

لئے زیادہ بہتر ہو)۔یعنی اسکے مال کی حفاظت کرتے ہوئے، بقدر ضرورت کچھ کھالیا جائے، تو کوئی حرج نہیں۔ یہ حفاظت کب تک؟ (یہاں تک کہ بالغ جوان ہو) جائے۔اور جب وہ بالغ اور سمجھدار ہوجائے، تو اسکا مال اسکے حوالے کردو۔

چونکہ پختہ عمری پچیس سال تک ہوجاتی ہے، تو جب لڑکا اس عمر کو پہنچے، تو اسکا مال اسکے حوالے کردیا جائے، لیکن شرط یہ ہے کہ پاگل نہ ہو۔یتیم کے مال کی حفاظت کا حکم اسلئے دیا کہ یتیم عاجز ہوتا ہے، اسکے عجز کے پیش نظر اللہ تعالیٰ خود اسکا متولی ہوا اور اپنے بندوں کو حکم دیا کہ وہ اس پر نظر شفقت فرماکر اسکے حقوق کی نگرانی کریں۔

نمبر سات[۷]! یہ کہ بددیانتی نہ کرو (اور پورا رکھو ناپ کو) ناپی جانے والے چیزوں میں، (اور تول کو) ترازو پر تولی جانے والی چیزوں میں، (انصاف سے)۔یعنی عدل وانصاف کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھو۔یعنی دینے والے کو چاہئے کہ حق والے کو پورا پورا حق ادا کرے، اسی طرح لینے والے پر لازم ہے کہ وہ صرف اپنے حق کا مطالبہ کرے، لالچ کرکے زائد کا طالب نہ ہو۔

اس آیت کے نزول پر صحابہء کرام نے عرض کیا یارسول اللہ ہم اس بات پر قادر نہیں ہیں، کہ تول میں ترازو کی ڈنڈی دونوں طرف ایسی برابر ہو کہ بال برابر بھی نہ جھکے۔تو حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، کہ۔۔۔

(ہم کسی سے کام نہیں لیتے مگر جو کر سکے) یعنی اگر ناپ اور تول میں تمہارے قصد وارادہ کے بغیر کمی واقع ہو اور تمہارا قصد پورا رکھنے کا ہو، تو اس کمی کو معاف کردینگے۔

نمبر آٹھ[۸]! یہ کہ ہمیشہ سچائی سے کام لو (اور جب بولو) حکومت کے متعلق۔۔یا۔۔گواہی میں اور اسی طرح جملہ امور میں (تو انصاف کی بات بولو)، اور اس میں کسی طرح کی جانبداری سے کام نہ لو (گو) وہ شخص جسکے واسطے حکم کرو۔۔یا۔۔جس پر حکم کرو۔۔یا۔۔جسکے واسطے گواہی دو۔۔یا۔۔جس پر گواہی دو، (رشتہ دار ہو)۔۔الغرض۔۔ایسے مواقع پر حق شرع کی اتباع اور طلب رضائے الٰہی ملحوظ خاطر رہنا چاہئے، رشتہ داری اور قرابت داری کا پاس ولحاظ نہیں ہونا چاہئے۔۔۔

نمبر نو[۹]! یہ کہ جرأت بے جا سے اپنے کو بچاتے رہو (اور اللہ) تعالیٰ (کا عہد پورا کرتے رہو)۔ یعنی احکام شرع ادا کرتے رہو اور جو نذر مانی ہے اُسے وفا کرو۔(یہ) تین امر اور ایک نہی وہ (ہے، جسکا حکم دیا) اللہ تعالیٰ نے (تم کو)، تا (کہ نصیحت حاصل کرو) یعنی انکی تاکید کو سمجھ کر انکے مقتضی پر عمل کرو۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ

اور بے شک یہ میری راہ ہے سیدھی، تو اس پر چلو، اور دوسری راہیں نہ چلو، کہ تم کو دور کردیں اللہ

عَنْ سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۱۵۳﴾

کی راہ سے۔ یہ ہے جس کا حکم دیا کہ تم ڈر والے ہو جاؤ●

اس سلسلے کا دسواں حکم یہ ہے کہ اچھی طرح سے جان لو(اور) یاد رکھو کہ (بیشک یہ) یعنی جو کچھ اس سورہ میں مذکور ہوا، یعنی توحید کی دلیلیں، نبوت کا اثبات اور شریعت کا بیان (میری) بنائی ہوئی اور وضع کردہ وہ (راہ ہے) جو بالکل (سیدھی) ہے، اور سیدھے جنت میں لیجانے والی ہے جس میں کسی طرح کی کجی اور غیر فطری ٹیڑھا پن نہیں۔ (تو) تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ (اُس پر چلو) اور ہمیشہ چلتے رہو (اور دوسری) جو (راہیں) ہیں۔۔ مثلاً: یہودیت، نصرانیت اور دوسری گمراہ کن ملتیں اور باطل فرقے، وغیرہ وغیرہ: ان پر (نہ چلو)، بلکہ اسکو مڑ کر پسندیدہ نظر سے دیکھو بھی نہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو (کہ) یہ ٹیڑھے میڑھے راستے (تم کو دور کردیں اللہ) تعالیٰ (کی راہ سے)۔۔ الخقر۔۔ پراگندہ راہوں اور مختلف دینوں کی اتباع سے اپنے کو بچاتے رہو۔ (یہ) راہ حق کی پیروی تمہاری وہی (ہے، جسکا حکم دیا) اللہ تعالیٰ نے تا (کہ تم ڈر والے ہو جاؤ) اور گمرہی اور راہِ حق سے دوری سے اپنے کو بچاتے رہو۔

سابقہ آیات میں نو۹ احکام ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی، اس میں رمز یہ ہے کہ انبیاء کرام کی شریعتوں کے اختلاف سے ان احکام میں اختلاف نہیں ہوا، بلکہ یہ احکام تکلیف کے ابتدائی عہد سے لیکر قیامت تک ثابت اور مستمر ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نے تورات میں دین کی کیا نعمتیں رکھی ہیں؟ فرمایا اس میں ہر چیز کی تفصیل ہے لہٰذا اس میں ہمارے نبی سیدنا محمد ﷺ کی نبوت اور رسالت کا بیان ہے اور آپکی نبوت کے تمام دلائل ہیں۔ اور یہ ہدایت اور رحمت ہے، تا کہ یہ لوگ اللہ سے ملاقات پر ایمان لائیں۔ اللہ کی ملاقات کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ثواب اور عتاب کا جو وعدہ کیا ہے، اس سے ملاقات پر ایمان لائیں۔' تو اے محبوب! مذکور بالا احکام جو ہر نبی کے عہد میں جوں کا توں رہے اور ان میں نسخ نہیں ہوا، کو واضح طور پر بیان کردینے بعد۔۔۔

ثُمَّ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ تَمَامًا عَلَى الَّذِي أَحْسَنَ وَتَفْصِيلًا

پھر دیا ہم نے موسیٰ کو کتاب، پورا کرم کرنے کو اس پر جس نے نیکی کی، اور تفصیل

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

ع ۱۹ ۶

لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

ہر چیز کی، اور ہدایت ورحمت، کہ وہ اپنے پروردگار سے ملنے کو مان جائیں ●

(پھر) یہ بھی انکو سنا دیجئے، کہ (دیا ہم نے موسیٰ کو کتاب) توریت (پورا کرم کرنے کو اس جس نے نیکی کی)۔ یعنی اسکے احکام پر خوب خوب مخلصانہ عمل کیا۔ توان نکوکاروں پر کرامت ونعمت کی تکمیل (اور) جو کچھ دین میں کام آئے اس سے متعلق (تفصیل ہر چیز کی)۔ یعنی انکا تفصیلی بیان فرمادیا (اور) وہ گمراہی سے بچا کر (ہدایت) دینے والا ہے (و) نیک عمل کرنے والوں کو عذاب سے نجات دلا کر (رحمت) عطا فرماتا ہے۔ ان خدائی انعامات اور کرم فرمائیوں کا بیان سن لینے کی وجہ سے شاید (کہ وہ) بنی اسرائیل (اپنے پروردگار سے ملنے کو مان جائیں)، اور مر کر اٹھنے پر ایمان لا کر ثواب و عقاب کی تصدیق کریں۔ منکرین کا یہ کہنا کہ پیغمبر اسلام نے اپنی طرف سے یہ کتاب بنالی ہے، یہ کلام الٰہی نہیں ہے۔۔۔ تو وہ غور سے سن لیں۔۔۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾

اور یہ کتاب ہے جس کو اتارا ہم نے برکت والی، تو اس کی پیروی کرو، اور ڈرو کہ تم رحم کیے جاؤ ●

(اور) یاد رکھیں! کہ (یہ) عظیم المرتبت (کتاب ہے، جسکو اتارا ہم نے)۔ اسکو رسول اکرم نے اپنی طرف سے نہیں بنایا ہے۔ یہ (برکت والی) ہے۔ یعنی دینی اور دنیوی منافع سے پُر ہے۔ (تو اس) کے احکام (کی پیروی کرو اور) اسکی مخالفت سے (ڈرو)، تا (کہ تم رحم کیے جاؤ) اسکی متابعت کے سبب۔ ہم نے اس کتاب کو اسلئے بھی نازل کیا، کہ ہمیں اے مکہ والو! یہ چیز ناگوار وناپسند تھی، کہ تم۔۔۔

اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآىِٕفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۪ وَاِنْ كُنَّا

آئندہ یہ کہہ ڈالو کہ کتاب اتاری جا چکی ہے، صرف دو گروہوں پر ہم سے پہلے۔ اور ہم ان لوگوں

عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۱۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ

کے پڑھنے پڑھانے سے بے خبر تھے ● یا یوں کہ ڈالو کہ اگر ہم پر کتاب اتاری جاتی، تو ہم ان سے

اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ

زیادہ ہدایت پر ہوتے۔ لہٰذا آگئی تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی کھلی دلیل اور ہدایت ورحمت۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنۡهَا ؕ سَنَجۡزِى الَّذِيۡنَ

تو اس سے زیادہ ظالم کون ہے، جس نے جھٹلایا اللہ کی آیتوں کو اور بے رخی برتی ان سے۔ ہم بہت جلد سزا دیں گے انھیں،

يَصۡدِفُوۡنَ عَنۡ اٰيٰتِنَا سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ بِمَا كَانُوۡا يَصۡدِفُوۡنَ ﴿۱۵۷﴾

جو منہ پھیرتے ہیں ہماری آیتوں سے۔ بری سزا منہ پھیرنے کی●

(آئندہ) قیامت میں عذر پیش کرتے ہوئے (یہ کہہ ڈالو)، کہ ہم پر کتاب ہی کب اتری؟ کیوں (کہ) جو (کتاب اتاری جاچکی ہے) وہ ہم پر کب اتاری گئی؟ وہ تو (صرف) ان (دو گروہوں پر) نازل کی گئی جو (ہم سے پہلے) تھے (اور ہم ان لوگوں کے پڑھنے پڑھانے سے بے خبر تھے)۔ اسلئے کہ جن یہود و نصاریٰ پر کتاب نازل کی گئی اسکو جب وہ پڑھتے تھے، تو ہماری سمجھ میں کچھ بھی نہیں آتا تھا، کہ وہ کیا پڑھ رہے ہیں اسلئے کہ وہ کتاب ہماری زبان میں نہیں تھی۔۔(یا)۔۔عذر پیش کرتے ہوئے (یوں کہہ ڈالو کہ اگر ہم پر کتاب اتاری جاتی، تو ہم ان سے زیادہ ہدایت پر ہوتے) یعنی حق، کہ وہی انسان کا مقصودِ اعظم ہے، کی طرف ہم زیادہ پہنچنے والے ہوتے۔۔یا۔۔ بڑے بڑے احکام اور شرائع اور دقائق کو ہم ان سے زیادہ سمجھتے، اسلئے کہ ہم ان سے ذہنی طور پر تیز اور ہمارے فہم ان سے زیادہ روشن ہیں۔

۔۔علاوہ ازیں۔۔ علمی فنون میں ہم ان سے زیادہ واقفیت رکھتے ہیں، ہم قصص و اشعار اور خطابتوں کے زیادہ ماہر ہیں، اگرچہ ہم ان پڑھ ہیں۔ تم قیامت میں اسطرح کا عذر نہ کرسکو۔ چونکہ تمہارے عذر کے دروازہ کو بند کردینا مقصود تھا، (لہٰذا آگئی تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی کھلی دلیل) یعنی قرآن کریم، جو تمہاری ہی زبان میں اترا (اور ہدایت)۔ جو کوئی اسکی پیروی کریگا اپنے مقصد اور مقصود کو پہنچے گا، (۔و۔رحمت) مسلمانوں کے واسطے۔ قرآن 'بینہ' بھی ہے، 'ہدایت' بھی، اور 'رحمت' بھی ہے۔۔یوں۔۔ صاحب قرآن رسول کریم بھی، ان تینوں صفات کے حامل ہیں۔ آپ 'بینہ' ہیں: اسلئے کہ 'بینہ' کے معنی گواہ کے بھی ہیں، تو آپ اپنی امت کے گواہ ہیں۔ اور مسلمانوں کیلئے خصوصی طور پر صاحب ہدایت و رحمت ہیں۔

(تو اس سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے جھٹلایا اللہ) تعالیٰ (کی آیتوں کو اور بے رخی برتی ان سے۔ ہم بہت جلد سزا دینگے انھیں جو منہ پھیرتے ہیں ہماری آیتوں سے، بری سزا منہ پھیرنے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

کی)۔ یعنی ایسا عذاب جو سارے عذابوں سے بدتر ہوگا، کیونکہ وہ گمراہ ہونے کے ساتھ ساتھ گمراہ گر بھی تھے اور وہ حق کی طرف آنے سے لوگوں کو روکتے تھے۔ اور قرآن کریم ۔۔ نیز ۔۔ پیغمبر اسلام کی تکذیب کیلئے ان لوگوں نے اپنی حالت ایسی بنا رکھی ہے، گویا ۔۔۔

هَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ تَاۡتِيَهُمُ الۡمَلٰۤٮِٕكَةُ اَوۡ يَاۡتِىَ رَبُّكَ اَوۡ يَاۡتِىَ بَعۡضُ

وہ لوگ اسی انتظار میں ہیں کہ فرشتوں کے آنے کا وقت آجائے، یا تمہارے پروردگار کے دیدار کا وقت آجائے،

اٰيٰتِ رَبِّكَ‌ ؕ يَوۡمَ يَاۡتِىۡ بَعۡضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنۡفَعُ نَفۡسًا اِيۡمَانُهَا

یا تمہارے پروردگار کی آخری نشانی آجائے۔ جس دن تمہارے پروردگار کی وہ نشانی آجائے، تو کسی کے کام اسکا ایمان

لَمۡ تَكُنۡ اٰمَنَتۡ مِنۡ قَبۡلُ اَوۡ كَسَبَتۡ فِىۡۤ اِيۡمَانِهَا خَيۡرًا‌ ؕ

نہ آئے گا، جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا۔ یا اپنے ایمان میں نیکی نہ کمائی تھی۔

قُلِ انْتَظِرُوۡۤا اِنَّا مُنۡتَظِرُوۡنَ‏ ﴿۱۵۸﴾

کہہ دو کہ خیر انتظار کیے جاؤ، ہم بھی منتظر ہیں ●

(وہ لوگ اسی انتظار میں ہیں کہ) روح نکالنے والے ۔۔ یا ۔۔ عذاب الٰہی لانے والے (فرشتوں کے آنے کا وقت آجائے، یا تمہارے پروردگار کے دیدار کا وقت آجائے)۔ یعنی حشر کے دن آپ کا رب مخلوق کے سامنے اپنی شان کے مطابق آئے ۔۔ یا ۔۔ 'انکے عذاب کے واسطے ۔۔ یا ۔۔ اپنی آیتوں کی تمامی کیلئے تیرے رب کا حکم آجائے'

ان آیتوں سے علامات قیامت مراد ہیں اور وہ بہت ہیں، جن میں چند بڑے واقعوں میں سے 'دجال' اور 'دابۃ الارض' کا نکلنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا اور امام مہدی کا ظہور اور یاجوج ماجوج کا ظاہر ہونا اور مغرب سے آفتاب کا نکلنا وغیرہ ہے۔

(یا تمہارے پروردگار کی آخری نشانی آجائے) جسکو دیکھ لینے کے بعد ایمان لانا سود مند نہ ہو۔ اور قیامت کی وہ آخری نشانی اکثر مفسرین کے بقول مغرب سے آفتاب کا طلوع ہونا ہے۔ اور جس رات کی فجر کو آفتاب مغرب سے نکلے گا، وہ رات بہت طویل ہوگی، جسکی درازی تہجد اور اوراد و وظائف پڑھنے والوں ہی کو معلوم ہو سکے گی، کہ جب وہ اوراد سے فارغ ہو نگے تو صبح کے منتظر رہیں گے اور صبح نہ ہوگی، تو وہ گمان اور شک میں پڑینگے اور پھر اوراد و وظائف

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

نئے سرے سے شروع کرینگے۔ جب دوبارہ اوراد ووظائف تمام ہونگے اور صبح کے آثار ظاہر نہ ہونگے، تو وہ لوگ سمجھ جائینگے کہ کوئی بڑی چیز ظاہر ہونے والی ہے۔ تو وہ تضرع وزاری اور توبہ واستغفار میں مشغول ہوجائینگے۔

یہاں تک کہ صبح کے آثار مغرب کی طرف نمایاں ہونگے اور آفتاب مغرب سے نکلے گا۔ اس میں کچھ روشنی نہ ہوگی، جیسے کہ گہن زدہ آفتاب کا حال ہوتا ہے اور تمام خلق اُسے دیکھے گی اور جب یہ بڑی نشانی ظاہر ہوجائیگی، تو غیب غیب نہ رہے گا اور وہ عین ہوجائیگا۔ اور اس وقت کا ایمان اضطراری ہوگا۔

۔۔الحاصل۔۔(جس دن تمہارے پروردگار کی وہ نشانی آجائے) گی (تو) اس نشانی کو دیکھ لینے والوں میں سے (کسی کے کام اسکا ایمان نہ آیگا)۔۔المختصر۔۔اس سلسلے میں صحیح تر اور اقوی قول کے پیش نظر توبہ وایمان کی عدم قبولیت مخصوص ہے صرف ان لوگوں سے، جو مغرب سے طلوعِ شمس کا مشاہدہ کرینگے۔۔لہٰذا۔۔جو شخص طلوعِ شمس کے بعد پیدا ہوا ہو۔۔یا۔۔اس وقت موجود تو تھا، لیکن اُسے کفر و ایمان کی تمیز نہیں تھی، اگر یہ طلوع شمس کے بعد بھی ایمان لائیں، تو قابل قبول ہے۔۔الغرض۔۔

مغرب سے طلوع شمس کا منظر وہ دیکھنے والا (جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا) اور اب قیامت کی آخری نشانی دیکھ کر ایمان لاتا ہے، تو وہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی نزع روح کے وقت موت کے فرشتوں کو دیکھ کر ایمان لائے۔

۔۔الغرض۔۔دونوں ہی بے سود ہیں، اسلئے کہ ایمان بالغیب ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ومنظور ہے۔

(یا) یہ کہ ایمان تو پہلے لاچکا تھا، لیکن (اپنے ایمان میں نیکی نہ کمائی تھی) یعنی کوئی نیک کام نہیں کیا تھا۔۔یا۔۔اخلاص کے ساتھ کوئی کار خیر انجام نہیں دیا تھا، تو ایسوں کیلئے خاص اس دن کیلئے جو مخصوص حکم ہے، وہ یہ ہے کہ انکی بھی اس وقت کی توبہ انکے لئے نفع بخش نہ ہوگی۔

۔۔المختصر۔۔اس دن نہ کافر کا ایمان مقبول ہے اور نہ فاسق کی توبہ۔ اسلئے کہ آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے کے بعد، توبہ منقطع ہوجائیگی اور اسکا دروازہ بند کردیا جائیگا۔

اے محبوب! ان انتظار کرنے والوں سے، یعنی اپنے کو منتظرین جیسا بنا رکھنے والوں سے (کہدو کہ خیر انتظار کئے جاؤ) اور انتظار کرنے والوں کی طرح بنے رہو (ہم بھی منتظر ہیں)، کہ جب یہ

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

نشانیاں ظاہر ہوں، تو تم غم واندوہ کا شکار ہو جاؤ اور تمہاری اس حالت میں ہماری خوشی اور رضا کا اظہار ہو۔ تو اے محبوب! آپ ان یہود و نصاریٰ۔۔یا۔۔اہل بدعت کی طرف سے فکر مند نہ ہوں۔۔۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ فَرَّقُوۡا دِیۡنَہُمۡ وَ کَانُوۡا شِیَعًا لَّسۡتَ مِنۡہُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ ؕ

بیشک جنھوں نے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا اپنے دین کو، اور ہو گئے شیعہ شیعہ، تم کو ان سے کچھ سروکار نہیں۔

اِنَّمَاۤ اَمۡرُہُمۡ اِلَی اللّٰہِ ثُمَّ یُنَبِّئُہُمۡ بِمَا کَانُوۡا یَفۡعَلُوۡنَ ﴿۱۵۹﴾

ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے، پھر وہ سزا دے گا ان کو جو وہ کرتے تھے●

(بیشک جنھوں نے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا اپنے دین کو)۔۔چنانچہ۔۔یہود کے اکہتر [۷۱]، نصاریٰ کے بہتر [۷۲]، اور اہل بدعت کے بکثرت فرقے۔۔الغرض۔۔وہ سب مختلف فرقوں میں بٹ گئے (اور ہو گئے شیعہ شیعہ)۔ ہر فرقہ نے اپنا ایک نیا دین بنالیا تھا اور اپنا علیحدہ امام بنالیا تھا۔ تو اے محبوب! (تم کو ان سے کچھ سروکار نہیں)، تو آپ انکے متفرق ہونے پر کسی بحث میں مت پڑیں، اور نہ ہی اپنے ہم عصر اہل کتاب سے انکے متعلق جھگڑا اور مواخذہ کریں۔ (انکا معاملہ اللہ) تعالیٰ (کے سپرد ہے)، وہی ایک انکے امور کا متولی و متصرف ہے، اُنکے پہلے اور پچھلے سب اسی کے قبضہ و اختیار میں ہیں۔ اپنی حکمت کے تقاضہ پر انکے امور کی تدبیر جس طرح چاہتا ہے فرماتا ہے۔ (پھر وہ سزا دیگا انکو جو وہ کرتے تھے) یعنی قیامت میں انکے کرتوتوں کو ان پر ظاہر کر کے اور انکو آگاہ کر کے اسکے مطابق ان کو سزا دیگا۔ وہ عادل حقیقی ہے، اسکا کوئی کام عدل و انصاف کے خلاف نہیں۔ ساتھ ہی ساتھ وہ بڑا ہی فضل فرمانے والا ہے۔ اسکے فضل و عدل کا عالم یہ ہے، کہ۔۔۔

مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِہَا ۚ وَ مَنۡ جَآءَ بِالسَّیِّئَۃِ

جو ایک نیکی کرے تو اس کیلئے دس گنا ہے۔ اور جو برائی کرے، تو سزا نہ دی

فَلَا یُجۡزٰۤی اِلَّا مِثۡلَہَا وَ ہُمۡ لَا یُظۡلَمُوۡنَ ﴿۱۶۰﴾

جائے گی مگر اس کے برابر، اور وہ ظلم نہ کیے جائینگے●

(جو) ایمان والا (ایک نیکی کرے، تو اسکے لئے) اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے (دس گنا ثواب (ہے)۔ یعنی ایک نیکی پر دس ۱۰ نیکی کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ (اور) اسکے برخلاف، (جو

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

برائی کرے، (تو) بتقاضہء عدلِ خداوندی، اسے (سزا نہ دیجائے گی، مگر اسکے برابر)۔ یعنی اگر ایک برائی کی ہے تو اُسے ایک ہی برائی کی سزا دی جائیگی۔ (اور وہ ظلم نہ کیئے جائینگے)۔ نہ کسی کے ثواب میں کمی کی جائیگی، اور نہ ہی کسی کے عذاب میں زیادتی۔ تو اے محبوب جنھوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالدیا ہے ان سے۔۔۔

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ۬ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ

کہہ دو، کہ بیشک راہ دی مجھ کو میرے پروردگار نے سیدھی راہ کی طرف ۔۔۔ دین برحق، ابراہیم کی ملت،

حَنِیْفًا ۚ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ (۱۶۱)

جو ہر باطل سے الگ تھے۔ اور مشرک نہ تھے ●

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (۱۶۲)

کہو کہ بیشک، میری نماز اور حج اور زندگی اور موت اللہ کیلیے ہے، پروردگار سارے جہان کا ●

(کہہ دو، کہ بیشک راہ دی مجھ کو میرے پروردگار نے سیدھی راہ کی طرف)۔ یعنی (دین برحق) اور حضرت (ابراہیم کی ملت) کی طرف، (جو ہر باطل سے الگ تھے)۔ نہ وہ یہودی خیال تھے اور نہ ہی نصرانی مزاج، (اور) وہ بت پرست اور (مشرک) بھی (نہ تھے)۔ تو اے محبوب! سنادو ان سے۔۔۔

(کہو کہ) میں دین حنیف اور ملت ابراہیمی والا ہوں، تو (بیشک میری نماز اور حج) قربانی بھی جس میں اِفراد کی صورت میں مستحب اور باقی صورتوں میں واجب ہے، (اور زندگی)۔ یعنی میں زندگی میں جس کام پر ہوں اور جو میرے معمولات ہیں (اور موت) یعنی وہ چیز جس پر میں مروں ایمان وطاعت الٰہی میں سے، سب کا سب (اللہ) تعالیٰ (کیلیے ہے)، جو (پروردگار) ہے (سارے جہان کا)۔۔۔

لَا شَرِیْكَ لَهٗ ۚ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ (۱۶۳)

اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور اسی کا مجھ کو حکم دیا گیا، اور میں پہلا مسلمان ہوں ●

(اسکا کوئی شریک نہیں) یعنی میں اپنی عبادت میں بت پرستوں کی طرح کسی کو اسکا شریک نہیں کرتا ہوں، اور قربانی اُسی کے نام پر کرتا ہوں اسکے غیر کے نام پر نہیں۔ اور حج میں لبیک کہتے وقت،

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

اُسکے ساتھ اور کسی کو میں یاد نہیں کرتا، بخلاف اہل جاہلیت کے، جو کہا کرتے تھے کہ حاضر ہوں میں، نہیں شریک ہے کوئی واسطے تیرے، مگر ایک شریک کہ ہے وہ واسطے تیرے۔۔۔چنانچہ۔۔۔انکی لبیک یہ تھی۔۔

'لَبَّیْكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ اِلَّا شَرِیْكٌ هُوَلَكَ'

۔۔۔تو میں مشرکوں کی اس روش پر نہیں ہوں، بلکہ جو کچھ کرتا ہوں، کہتا ہوں اور رکھتا ہوں، وہ سب سب خدا کے واسطے ہے اور اسی کی رضا و خوشنودی کیلئے ہے (اور اسی کا مجھ کو حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا مسلمان ہوں) اسلئے کہ امت کے اسلام پر نبی کا اسلام مقدم ہوتا ہے۔

اور چونکہ آپ اول مخلوقات بھی ہیں، تو اب یہ کہنا بھی صحیح ہوگا، کہ تمام مخلوقاتِ اولین و آخرین کے ایمان پر آپ کا ایمان مقدم ہے۔تو اب آپ حقیقی معنوں میں 'اول المسلمین' ہوئے۔

اے محبوب! ذرا کافروں کی جسارت تو دیکھو کہ وہ مسلسل آپ کو اپنے دین کی طرف پلٹانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔تو اے محبوب! ان سے صاف صاف لفظوں میں۔۔۔

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَیْءٍ ۚ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ

کہہ دو کہ کیا اللہ کے غیر کو اپنا پروردگار بنانے کیلئے جستجو کروں؟ حالانکہ وہ سب کا پالنے والا ہے۔اور نہیں کماتا کوئی

اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ

مگر اسکا ذمہ دار وہی ہے۔اور کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔ پھر اپنے پروردگار کی طرف تمہارا لوٹنا ہے۔

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۶۴﴾

تو بتادے گا تمہیں جس میں جھگڑا کرتے تھے●

(کہہ دو کہ کیا اللہ) تعالیٰ (کے غیر کو اپنا پروردگار بنانے کیلئے جستجو کروں؟) اور عبادت کیلئے اور خدا کا شریک بنانے کیلئے، کوئی اور رب ڈھونڈوں؟ (حالانکہ) اسکے سوا کوئی دوسرا رب ہے ہی نہیں، اور وہ صرف (وہ، سب کا پالنے والا ہے)۔اسکے سوا جتنے ہیں سب مخلوق و مربوب ہی ہیں اور مربوب ربوبیت کا سزاوار نہیں۔اے محبوب! یہ ولید ابن مغیرہ بھی عجیب خر دماغ ہے، جو کہتا ہے، اے عرب کے سردارو! تم میری پیروی کرو اور تمہارے گناہ میری گردن پر ہیں، یعنی تم فکر نہ کرو اسلئے کہ میری پیروی کرتے ہوئے، تم جو جو بھی گناہ کروگے، اسکا بوجھ میں اپنے سر لے لوں گا۔

تو اے محبوب! سب پر یہ ظاہر کردو (اور) واضح کردو، کہ (نہیں کماتا کوئی مگر اسکا ذمہ

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

ہے اور کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا) یعنی ہر ایک اپنے گناہ کا بوجھ خود اٹھائیگا۔ اور (پھر) حالت میں (اپنے پروردگار کی طرف تمہارا لوٹنا) طے شدہ (ہے)۔۔ الغرض۔۔ ہر شخص اپنے نیک بد ہر طرح کے اعمال کا ذمہ دار ہے۔ خدا کی بارگاہ میں روز قیامت جب حاضری ہوگی، (تو) وہ بتادیگا تمہیں) دنیا میں (جس) کے بارے (میں) تم (جھگڑا کرتے تھے) اور آپس میں اختلاف کرتے تھے۔ تو ان دنیوی امور کے تعلق سے، کہ ان میں کیا حق ہے اور کیا باطل ہے، یہ ساری باتیں پر ظاہر کردیگا۔ تو اے لوگو! آج ہی اپنی ذمہ داری کو محسوس کرو اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کا شکر ادا کرو اور جان لو کہ معبود برحق۔۔۔

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ

وہی ہے جس نے بنایا خودتم لوگوں کو زمین میں خلیفہ، اور بلند فرمادیا ایک کو ایک سے کئی درجے،

لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ ۗ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ

تاکہ آزمالے تم کو اس میں جو دے دیا ہے تم کو۔ بیشک تمہارا پروردگار جلد عذاب دینے والا ہے۔

وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٦٥﴾

اور بیشک وہ ضرور غفور رحیم ہے●

(وہی ہے جس نے بنایا خودتم لوگوں کو زمین میں خلیفہ) یعنی زمین میں نائب، جنات کے ۔۔ یا۔۔ سابقہ امتوں کے بعد۔۔ یا۔۔ تم اللہ تعالیٰ کے زمین میں نائب ہو، تو تم اسمیں تصرف کرتے ۔۔ الغرض۔۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں زمین پر اپنا نائب بنا کر، ہر ایسے تصرف واختیار کو بروئے کار لانے اجازت دیدی، جس میں خود اس سے بغاوت نہ ہو۔ (اور) اسکے علاوہ (بلند فرمادیا ایک کو ایک) بزرگی اور مالداری وغیرہ میں (کئی درجے، تاکہ آزمالے تم کو اس میں جو دیدیا ہے تم کو)۔ یعنی مال عطا کرنے میں جو فرق مراتب رکھا ہے، وہ صرف اسلئے ہے تاکہ مالداروں کا شکر اور فقیروں ر کھل کر ہر ایک کے سامنے آجائے، اور جو بے صبرے اور ناشکرے ہیں، وہ سن لیں، کہ (بیشک را پروردگار) بے صبروں اور ناشکروں کو (جلد عذاب دینے والا ہے اور بیشک وہ ضرور غفور رحیم) یعنی بخشنے والا ہے شکر گزاروں اور صابروں کو، اور خصوصی طور پر مہربان ہے ان دونوں پر۔۔۔

اس مقام پر یہ بات بھی ذہن نشین کرلینے کے قابل ہے، کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین پر

ع ۲۰ نصف

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

انسان کو اپنا نائب بنایا، تو فریضہ نیابت انجام دینے کیلئے جن صفاتِ حمیدہ کی ضرورت ہے، اس سے بھی آراستہ کردیا۔۔بلکہ۔۔انسان کو اپنی صفات یعنی حی، قیوم، سمیع، بصیر، حکیم، علیم، قدیر، مختار، متکلم اور صاحب ارادہ وغیرہا کا مظہر بھی بنادیا ہے۔ یہ انسانوں کیلئے بہت بڑا شرف ہے، اسپر وہ جتنا شکرادا کریں وہ کم ہے۔حقیقت تو یہی ہے کہ انسان اپنے رب کریم کا کماحقہ شکرادا کرنے سے عاجز وقاصر ہے، تو کم ازکم یہ تو کرے کہ خدانے جو جاہ ومال اُسے عطا فرمایا ہے، اسکو اسکی نافرمانی میں صرف نہ کرے، اورحتی المقدور اپنے کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہی میں لگائے رکھے اور اسکی نافرمانی سے اپنے کو بچاتا رہے۔

بحمدہٖ تعالیٰ آج بتاریخ
۱۵ رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ۔۔مطابق۔۔۶ ستمبر ۲۰۰۹ء
بروز یک شنبہ سورۂ انعام کی تفسیر مکمل ہوگئی۔
مولیٰ تعالیٰ قرآن کریم کے باقی حصوں کی تفسیر کی
توفیق عطا فرمائے اور اسے آسان فرمادے۔
آمین یا مجیب السائلین بحرمة
حبیبك سید المرسلین سیدنا محمد ﷺ
ابوالحمزہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

بحمدہٖ تعالیٰ آج بتاریخ
۱۶ رمضان المبارک ۱۴۳۰ء۔۔مطابق۔۔۷ ستمبر ۲۰۰۹ء
بروز دوشنبہ سورۂ اعراف کی تفسیر شروع کردی ہے۔
مولیٰ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسکی تکمیل
کی سعادت عطا فرمائے۔
آمین یا مجیب السائلین بحرمة
حبیبك و نبیك محمد ﷺ

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ ٧ مَكِّيَّةٌ ٣٩	# سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ	اٰيَاتُهَا ٢٠٦ رُكُوْعَاتُهَا ٢٤
سورۂ اعراف مکیہ		آیات ۲۰۶ رکوع ۲۴

قرآن کریم کی ساتویں[7] سورت اور ترتیب نزول کے اعتبار سے انتالیسویں[39] سورت ہے، جس میں چوبیس[24] رکوع اور دو سو چھ[206] آیتیں ہیں۔اور تین ہزار تین سو ستاسی[3387] کلمات ۔۔نیز۔۔ چودہ ہزار چھ سو پینتیس[14635] حروف ہیں۔ یہ سورت مکی ہے۔ بعض مفسرین اسکی آیت نمبر ایک سو تریسٹھ[163] سے لیکر آیت نمبر ایک سو ستر[170] تک کی آٹھ[8] آیتوں کو مدنی قرار دیتے ہیں۔ یہ سورۂ ص کے بعد اور سورۂ جن سے پہلے نازل ہوئی۔اس سورت کی تمام آیات محکم ہیں، ان میں کوئی منسوخ نہیں۔قرآن کریم میں سورۂ انعام کے بعد اسکا ذکر اسلئے ہے، کہ جو امور سورۂ انعام میں اجمالاً بیان کئے گئے ہیں، اس سورت میں انکا ذکر بہت تفصیل سے کیا گیا ہے، جسکی وجہ سے سورۂ انعام اور سورۂ اعراف میں ایک خصوصی ربط پیدا ہو گیا ہے اور اس سورہ کو سورۂ انعام سے مناسبت حاصل ہو گئی ہے۔۔الختصر۔۔ایسی باعظمت اور مینارۂ نور و ہدایت سورۂ مبارکہ کو۔۔۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نام سے اللہ کے بڑا مہربان بخشنے والا

شروع کرتا ہوں (نام سے اللہ) تعالیٰ (کے) جو (بڑا) ہی (مہربان) ہے سب پر اور مومنین کو (بخشنے والا) ہے۔ جسکی ابتداء عربی زبان کے حروف ھجا۔۔۔

الٓمّٓصٓ ﴿١﴾

ال م ص ●

(ال م ص) سے کی گئی۔

یہ حروف مقطعات ہیں، جن کے تعلق سے اسلم راہ یہی ہے، کہ کہہ دیا جائے کہ اپنے اس کلام سے اللہ تعالیٰ کی کیا مراد ہے؟ اسے وہی حق تعالیٰ ہی جانے۔۔یا۔۔اسکے بتانے سے اسکا وہ رسول جانے جن پر ان کلمات کو نازل فرمایا گیا ہے۔ان کلمات کو قرآن کریم میں رکھنے کی حکمت یہ ہو سکتی ہے، تاکہ ایمان والوں کے ایمان کا امتحان ہو جائے، کہ کیا وہ قرآن

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

کریم کی انھیں باتوں کو مانتے ہیں جو انکی سمجھ میں آجائیں۔۔یا۔۔ان باتوں کو بھی مانتے ہیں جو انکی سمجھ سے باہر ہیں۔

پہلی صورت میں وہ کتاب کی بجائے اپنی سمجھ پر ایمان لانے والے ہوئے۔کتاب الٰہی پر ایمان لانا تو یہ ہے، کہ اسکی ہر ہر بات پر ایمان لاؤ،خواہ وہ تمہاری سمجھ میں آئے۔۔یا۔۔نہ آئے۔ہم تو صرف اس بات کے مکلف ہیں کہ ان مقطعات کو کلام الٰہی مانیں، جنھیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل فرمایا گیا ہے اور بس۔رہ گیا اسکے اسرار ورموز کو سمجھنا؟ وہ ہمارے لئے ضروری نہیں۔اب اگر اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں اور دوسرے نیک بندوں کو اسکے معانی اور خدائی مراد کا علم دیدے، تو یہ ایک دوسری بات ہے۔وہ قادر مطلق ہے جو چاہے کرے۔یہ تو رہا اسلم راستہ اور اس میں ہی زیادہ احتیاط ہے۔۔مگر۔۔ایک سالم راستہ یہ بھی ہے کہ اسکی ایسی تاویل کی جائے، جو کسی محکم آیت سے نہ ٹکرائے اور نہ ہی کسی شان والے کی شان گھٹائے۔۔نیز۔۔اس تاویل کو قبول کر لینے میں کوئی شرعی۔۔یا۔۔عقلی قباحت بھی نہ ہو۔

اسی نکتے کو سامنے رکھ کر کہا گیا ہے کہ **الٓمٓصٓ** قرآن کریم۔۔یا۔۔اسی سورہ کا نام ہے ۔۔یا۔۔ان میں ہر ایک حرف اشارہ ہے خدا کے ناموں میں سے کسی ایک کی طرف، جیسے 'ا' سے الہ،'ل' سے لطیف،'م' سے ملک، اور 'ص' سے صبور۔۔یا۔۔ہر حرف کنایہ ہے ایک صفت سے، جیسے 'الف' سے اکرام،'لام' سے لطف،'میم' سے مجد اور 'صاد' سے صدق۔۔یا۔۔بعضے حروف ناموں پر دلالت کرتے ہیں اور بعضے افعال پر۔تو اصل میں یوں ہوگا۔۔

'اَنَا اللّٰهُ اَعْلَمُ وَاُفَصِّلُ'

۔۔یعنی۔۔میں خدا ہوں کہ جانتا ہوں اور بیان کرتا ہوں۔۔یا۔۔سب سے زیادہ جاننے والا ہوں اور حق کو باطل سے جدا کرتا ہوں۔۔المختصر۔۔

كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ

کتاب جو اتاری گئی تم پر، تو نہ ہو تمہارے سینہ میں کوئی جھجک اس سے، تاکہ ڈراؤ تم اس سے،

وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲

اور نصیحت ہے مان جانے والوں کیلئے●

میں نے جبرائیل کے ذریعہ، اے میرے محبوب محمد عربی! آپ کی ذات مقدسہ اور صورت

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

شریعہ پر جو کلام نازل فرمایا، وہ ایک عظیم (کتاب) ہے (جو اتاری گئی تم پر)۔ اسکی تبلیغ اور پیغام الٰہی پہنچانے کیلئے، (تو نہ ہو تمہارے سینہ میں کوئی جھجک اس سے) یعنی اس پیغام رسانی کے تعلق سے آپ دل تنگ نہ ہوں اور قوم کی تکذیب سے غمناک نہ ہوں۔۔ المختصر۔۔ یہ کتاب تم پر نازل ہی کی گئی اسلئے (تاکہ ڈراؤ تم اس سے) کافروں کو (اور) چونکہ یہ (نصیحت ہے مان جانے والوں کیلئے)، تو ان مومنین کی اس سے نصیحت کرتے رہو۔ تو اے مکلف لوگو!

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا
تم لوگ چلو اس پر جو تمہاری طرف اتارا گیا تمہارے رب کی طرف سے، اور مت پیروی کرو جو قرآن کو چھوڑ کر حاکم ہیں۔ تم لوگ کم نصیحت
تَذَكَّرُوْنَ ۝۳ وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَاۗءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَاۗىِٕلُوْنَ ۝۴
قبول کرتے ہو● اور کتنی بستیاں تھیں جن کو ہم نے تباہ کر دیا، تو وہاں آیا ہمارا عذاب رات کو سوتے میں، یا وہ دن میں قیلولہ کر رہے تھے●

(تم لوگ چلو اس پر جو تمہاری طرف اتارا گیا تمہارے رب کی طرف سے)۔ یعنی اوامر و نواہی یاد رکھ کر قرآن کریم کی متابعت کرو اور صرف اسی کی پیروی کرو۔ (اور مت پیروی کرو) انکی (جو قرآن کو چھوڑ کر حاکم ہیں) خواہ وہ شیاطین انس سے ہوں۔۔ یا۔۔ شیاطین جن سے۔ جو خلق خدا کو گمراہی میں ڈالتے ہیں۔ تو اب اگر تم نے غیر حق کی متابعت کی، تو ظاہر ہو جائیگا کہ (تم لوگ کم نصیحت قبول کرتے ہو) تھوڑی سی نصیحت پکڑتے ہو۔ سنو! (اور) یاد رکھو کہ حق کی پیروی نہ کرنے والے کافروں اور فاجروں کی (کتنی بستیاں تھیں جن کو ہم نے تباہ کر دیا، تو وہاں) یعنی انکے دیہاتوں اور شہروں میں (آیا ہمارا عذاب رات کو سوتے میں) جیسے قومِ لوط علیہ السلام پر آنے والا عذاب۔ (یا) اس وقت جبکہ (وہ دن میں قیلولہ کر رہے تھے) یعنی دوپہر میں سو رہے تھے، جیسے کہ قوم شعیب پر آنے والا عذاب۔

مذکورہ بالا دو وقتوں کی تخصیص اس جہت سے ہے کہ یہ اوقات آسائش اور استراحت کے ہیں، ان میں عذاب کا نہ تصور ہوتا ہے اور نہ ہی توقع ہوتی ہے۔ اور جو بلاء ناگہانی دفعتاً آجائے، وہ بہت سخت ہوتی ہے۔ جیسے 'نعمت غیر مترقبہ' بہت خوب اور نہایت لذیذ و مرغوب ہوتی ہے۔

فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَاۗءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝۵
تو نہ تھی ان کی کوئی بولی بات، جبکہ آگیا ان پر ہمارا عذاب، مگر یہ کہ بولے کہ بے شک ہم ظالم تھے●

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

(تو نہ تھی انکی کوئی بولی بات جبکہ آگیا ان پر ہمارا عذاب) اور ہماری بلا، (مگر یہ کہ بولے کہ بیشک ہم ظالم تھے) اور رسولوں کی تکذیب کر کے اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے۔۔الغرض۔۔وہ اس وقت اپنے گناہوں کا اعتراف کر لینگے، اور یہ گمان کرینگے کہ صرف اپنے گناہوں کا اعتراف کر لینا ہی عذاب سے نجات کا باعث ہوگا۔ حالانکہ عذاب کا نازل ہونا اور تکلیف طاعت کا اٹھ جانا، یہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں۔تو نزولِ عذاب کے وقت توبہ واستغفار کچھ مفید نہیں ہوتی۔

۔۔ہاں۔۔حضرت یونس کی قوم اس حکم سے مستثنیٰ ہے، جسکا ذکر انشاء المولیٰ تعالیٰ آگے آئیگا۔

فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۶

تو ضرور ہم سوال کریں گے ان سے جن کی طرف رسول کیے گئے۔ اور ضرور ہم پوچھیں گے رسولوں سے ●

فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ۝۷ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ

پھر ضرور ہم خود ہی بتا دیں گے اپنے علم سے۔ اور ہم تو کہیں سے غائب نہیں ● اور عمل کی تول اس دن

الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۸

ٹھیک ہے۔ تو جس کا وزن بھاری ہوا، وہی کامیاب ہیں ●

(تو ضرور ہم) قیامت کے دن (سوال کرینگے ان سے، جن کی طرف رسول) روانہ (کیے گئے) تاکہ وہ پیغام رسالت کو قبول کریں اور رسولوں پر ایمان لائیں۔۔۔یہ سوال بھی ملامت اور عذاب کے طور پر ہوگا۔۔۔(اور) یونہی (ضرور ہم پوچھیں گے رسولوں سے) کہ کیا تم نے فریضہ رسالت ادا کر دیا تھا اور حکم پہنچا دیا ہے۔

ان سے یہ سوال سرفرازی اور تکریم کیلئے ہوگا، تاکہ انکے جواب سے اہل محشر پر انکی فضیلت وعظمت ظاہر کر دی جائے۔۔یا یہ کہ۔۔امتوں سے یہ سوال ہوگا، کہ کیا تم نے انبیاء کرام کی فرمانبرداری کی تھی اور انبیاء سے یہ استفسار ہوگا، کہ کیا تم نے امت پر مہربانی کی تھی۔ لیکن وہ ایسا وقت ہوگا کہ خوف وہیبت کی وجہ سے امتی لوگ کچھ نہ بول سکیں گے۔۔نیز۔۔انبیاء کرام ادب ولحاظ کر کے خاموش رہیں گے۔۔تو۔۔

(پھر ضرور ہم خود ہی بتا دینگے اپنے علم سے) کہ ہر ایک نے کیا کیا ہے اور انکا کہنا سننا کیا تھا۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

(اور) ہماری شان تو یہ ہے، کہ (ہم تو کہیں سے غائب نہیں)۔۔الغرض۔۔نہ ہم ان سے دور تھے، نہ ان سے غائب، اور نہ ہی ان کے افعال واقوال سے بے خبر۔ قیامت کا دن عدل وانصاف کے ظہور کا دن ہے۔۔۔

(اور عمل کی تول اس دن) بالکل (ٹھیک ہے)۔ جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔

'عمل کی تول' سے مراد یہ ہے، کہ اس دن واضح کردیا جائیگا، کہ راجح عمل کون ہے؟ اور کمزور کون ہے؟ اوران میں کھرا کون ہے اور کھوٹا کون ہے؟۔۔۔

(تو جسکا وزن بھاری ہوا، وہی کامیاب ہیں)۔۔الغرض۔۔جس کے اعمال بھاری ہونگے، یعنی وہ نیکیاں جو تولی جائینگی اگر بوجھل ہونگی، تو ان نیکیوں کو انجام دینے والا کامیاب وسرفراز ہوگا۔

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهُ فَأُولَٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

اور جس کا پلہ ہلکا پڑا، تو وہ ایسے ہیں کہ گھاٹے میں ڈالا خود اپنے کو۔ یہ بدلہ ہے

بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ⑨

جو ہماری آیتوں سے زیادتی کرتے تھے●

(اور) اسکے برخلاف (جسکا) نیکیوں کا (پلہ ہلکا پڑا) گناہوں کی نحوست کی وجہ سے، (تو وہ ایسے ہیں کہ گھاٹے میں ڈالا خود اپنے کو) یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنی فطرت سلیمہ 'جس پر انکی تخلیق ہوئی تھی' ضائع کردیا، اور ایسے اعمال کا ارتکاب کیا جو عذاب کے سبب بنے، تو انھوں نے اپنے نفوس کو خسارے میں ڈالا۔

ظاہر ہے کہ جو اپنے راس المال یعنی اصل پونجی کو ضائع کردیتا ہے، وہ گھاٹے والا ہوتا ہے۔ تو انسان کی اصل پونجی اسکا اپنا نفس ہے، پھر جب وہ برے اعمال سے ہلاک وتباہ ہوا، تو گویا اس نے نفس کو ضائع کردیا اور خسارے کا شکار ہوگیا۔

اور (یہ) خسران اور گھاٹا، (بدلہ ہے) اسکا (جو ہماری آیتوں سے زیادتی کرتے تھے) یعنی انکی تصدیق کی بجائے انکی تکذیب کرتے تھے۔ تو اے خدا کی نافرمانی کرکے اپنے کو خسارے میں ڈالنے والو! اور اپنے نفس کو ہلاک کردینے والو! غلط روی اختیار کرتے وقت تمہیں اللہ تعالیٰ کے احسانات کا بھی خیال نہیں رہا، تو اے قریشیو! آؤ۔۔۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ؕ

اور ضرور بیشک ہم نے جما دیا تم کو زمین پر اور پیدا کر دیا تمہارے لئے اس میں زندگی کے سامان۔

قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝١٠ ع

تم لوگ کم شکر گزار ہوتے ہو●

(اور) سنو (ضرور بیشک ہم نے جما دیا تم کو زمین پر) اور قدرت دیدی تا کہ تم زمین پر مکان وغیرہ بنا کر اور کھیتی باڑی کر کے سکون سے اس پر رہ سکو۔ یہی ہماری عطا کردہ قدرت کا ثمرہ ہے، کہ تم گرمی اور جاڑے میں شام ویمن کی سیر کرتے رہتے ہو۔۔ الغرض۔۔ ہم نے تم پر احسان کیا (اور پیدا کر دیا تمہارے لئے اس میں زندگی کے سامان) کسب اور تجارت کے ذریعہ، اور انکے علاوہ جو وسعت معیشت کا سبب بن سکیں۔ مگر تمہارا حال یہ ہے کہ (تم لوگ کم شکر گزار ہوتے ہو) باوجود اسکے کہ ایسی نعمتیں تمہارے ساتھ مخصوص کر دی گئی ہیں۔۔ یا یہ کہ۔ تم میں کم لوگ ہیں جو شکر گزاری کے مراسم پر قائم رہتے ہیں۔ ذرا ہمارے احسانات کا جائزہ تو لو۔۔۔

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ ق

اور البتہ ہم نے پیدا فرمایا تم کو، پھر صورت بخشی تمہیں، پھر فرمایا ہم نے فرشتوں سے کہ سجدہ کرو آدم کا۔

فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝١١

توسب نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے۔ کہ وہ سجدہ کرنیوالوں میں نہ ہوا●

(اور) غور کرو کہ (البتہ ہم نے پیدا فرمایا تم کو) تمہارے باپ آدم کی پشت میں، (پھر صورت بخشی تمہیں) تمہاری ماؤں کے شکم میں۔۔ الغرض۔۔ باپوں کی پشت میں تمہیں پیدا کیا، اور پھر ماؤں کے شکم میں تمہاری صورت گری کی۔ اور تمہیں یہ اعزاز بھی بخشا کہ تمہارے وجود کی اصل الاصول تمہارے باپ آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی اور انکا پیکر تیار کر کے اسمیں روح ڈالی، جس سے وہ موجود ہو گئے۔ (پھر) انکو زمین کی خلافت عطا فرمائی اور انھیں عزت وکرامت کی مسند پر بٹھا دیا اور انکی عظمت کو ظاہر کرنے کیلئے (فرمایا ہم نے فرشتوں سے، کہ سجدہ کرو آدم کا) اور انکی تعظیم وتحیت بجالاؤ، (تو سب فرشتوں (نے) فرمانبرداری کی راہ سے (سجدہ کیا، سوا ابلیس کے) کیوں (کہ) عُجب اور حسد کی راہ

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

نے (وہ سجدہ کرنے والوں میں نہ ہوا)۔ یہ تھا ابلیس کا عمل جس نے اُسے خداوندی لعنت کا مستحق بنادیا

۔۔المختصر۔۔اللہ تعالیٰ نے اس سے۔۔۔

قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ۭ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ

فرمایا کہ "کس چیز نے روکا تجھ کو، کہ تو نے سجدہ نہ کیا؟ جبکہ میں نے تجھ کو حکم دیا" بولا "میں بہتر ہوں اس سے۔

خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾

"مجھ کو تو نے آگ سے بنایا، اور ان کو مٹی سے پیدا کیا"●

(فرمایا کہ کس چیز نے روکا تجھ کو، کہ تو نے سجدہ نہ کیا، جبکہ میں نے تجھ کو حکم دیا)۔تو وہ جواباً (بولا) کہ (میں بہتر ہوں اس سے)۔اسلئے کہ (مجھ کو تو نے آگ سے بنایا اور ان کو مٹی سے پیدا کیا)۔

اور آگ جو ہر لطیف علوی نورانی ہے، اسکے برعکس مٹی جسم کثیف، سفلی، ظلماتی ہے۔تو شیطان تعجب میں پڑ گیا اس بات سے، کہ مجھ جیسے کو اُس جیسے کے سجدہ کا حکم دیا جارہا ہے۔تو شیطان کا خود کو حضرت آدم سے بہتر سمجھنا ہی سجدہ کرنے سے مانع ہوا۔۔تو۔۔

'میں آدم سے بہتر ہوں'۔۔۔یہ ہوا شیطان کا عقیدہ

جسکی وجہ سے وہ ہمیشہ کیلئے مردود و ملعون قرار دیدیا گیا اور نبی کی گستاخی کی اُسے یہ سزا ملی کہ اس سے توبہ کی توفیق ہی چھین لی گئی۔اسی لئے اس نے مہلت تو مانگی، لیکن مغفرت نہیں مانگی۔ویسے بھی شیطان نے زبردست مغالطہ کھایا، کہ عنصر کے اعتبار سے فضیلت کا لحاظ کیا۔۔۔اگر فاعل کے اعتبار سے، کہ:

لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۭ۔۔۔

'واسطے اسکے کہ جسکو پیدا کیا میں نے دونوں ہاتھوں سے'۔۔۔اس سے عبارت ہے

۔۔۔اور حقیقت کی نسبت سے، کہ:

نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ ۔۔۔

'پھونکی میں نے اس میں اپنی روح میں سے'۔۔۔اسکی طرف اشارہ ہے

۔۔۔دیکھتا، تو اُسے معلوم ہو جاتا کہ بہتری اور بزرگی آدم ہی کو ہے۔

اور آگ کے مٹی پر افضل ہونے میں بھی اسکا قیاس صحیح نہیں تھا۔اس واسطے کہ آگ خائن ہے، جو کچھ اُسے دیجئے اسے نیست و نابود کر دیتی ہے۔اور خاک امین ہے، جو کچھ اُسے سپرد

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

کریں اسکی حفاظت کرتی ہے۔ اور امین خائن سے بہتر ہے۔ اور آگ متکبر اور سرکش ہے، اور مٹی متواضع اور فروتن ہے۔ اور تواضع تکبر سے بہتر ہے۔ خاک نقش کو قبول کر لیتی ہے، جیسے کہ حضرت آدم نے نقش معرفت قبول کر لیا:

كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ ۔۔۔ لکھا انکے دلوں میں ایمان۔

۔۔۔ اسکے برعکس آگ نقش کو جلا دیتی ہے، جیسا کہ ابلیس نے نقش معرفت جلا دیا:

فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ ۔۔۔ پس نافرمانی کی اپنے خدا کے حکم سے۔

۔۔ الختصر ۔۔ جب شیطان نے اپنی اس سرکشی کا مظاہرہ کیا، تو اسکو خدا کا ۔۔۔

قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ إِنَّكَ

فرمان ہوا، "تو یہاں سے اتر جا" "تجھے حق نہ تھا کہ یہاں غرور کرے"، "نکل، بے شک

مِنَ الصَّاغِرِينَ ﴿۱۳﴾

تو کمینوں سے ہے"●

(فرمان ہوا) کہ (تو یہاں سے اتر جا) آسمان سے ۔۔۔ یا ۔۔۔ بہشت سے ۔۔۔ یا ۔۔۔ تیری عبادت کے صلہ میں تجھے جو بلند مرتبہ عطا کیا گیا ہے، عزت و کرامت کی اس مسند سے نیچے اتر جا، اس معصیت کے سبب جسکا تو مرتکب ہوا۔۔ الغرض ۔۔۔ یہ حکم بھی عذاب الٰہی تھا اسکے گناہ پر۔

اے ابلیس! (تجھے حق نہ تھا) اور یہ کسی حال میں بھی تیرے لئے روا نہ تھا (کہ یہاں غرور کرے) اور فرشتوں کو سجدۂ تعظیمی کرتے ہوئے دیکھنے کے باوجود تو اڑا رہے۔ کیا تیرا آتشی مادہ ان فرشتوں کی نورانی حقیقت پر بھی فضیلت رکھتا ہے، تو یہ تیرے ہی بنائے ضابطے سے تجھ سے افضل ہوئے، اسلئے کہ انکا مادہ تیرے مادے سے افضل ہے۔ تو جب تجھ سے کہیں زیادہ فضیلت رکھنے والے جھک گئے، تو تو نے مفضول تر ہونے کے باوجود سجدہ کرنے میں کیوں عار محسوس کی؟ اچھا اب تو اس قابل نہیں رہا کہ عزت و کرامت کی جگہ بہشت میں رہ سکے ۔۔۔ یا ۔۔۔ آسمان کی بلندی پر تیرا ٹھکانا ہو، اسلئے کہ آسمان متواضعین کے رہنے کی جگہ ہے، نہ کہ مغرورین کی قیامگاہ۔

۔۔ لہٰذا ۔۔ (نکل) جا، اسلئے کہ (بیشک تو کمینوں سے ہے) یہ تیری کتنی بڑی کمینگی تھی، کہ حکم کو تو دیکھا، لیکن حکم کرنے والے کو نہیں دیکھا اور اسکی عظمتوں کا خیال نہیں کیا [illegible]

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

ن پیکر آدم میں نہیں دیکھا۔ اگر تو پیکر آدم میں دیکھتا، تو نور محمدی کے جلوے نظر آتے، اور تجھ پر ظاہر جاتا کہ دراصل پیکر آدم کی طرف رخ کرا کے اسی نور کی تعظیم کرانی مقصود تھی۔۔علاوہ ازیں۔۔اگر تو پیکر آدم میں دیکھتا، تو تجھے اس میں خلافتِ الٰہیہ اور نیابتِ خداوندی کی تجلیاں نظر آتیں۔۔۔پھر اس مردود نے جسارت کا مظاہرہ کیا۔۔اور۔۔

قَالَ اَنْظِرْنِیْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴﴾

بولا، "میری جان بخشی کی جائے اس دن تک کہ لوگ اٹھائے جائیں"●

(بولا میری جان بخشی کی جائے اس دن تک کہ لوگ اٹھائے جائیں)، وہ حشر کا دن ہے اور اس دن کے بعد کسی کو موت نہیں آئیگی۔

تو اس گزارش میں ابلیس کی دبی ہوئی خواہش یہ تھی کہ اُسے موت ہی نہ آئے، اور وہ اس عمومی قاعدے سے بچ جائے کہ ہر شخص کو موت آنی ہے۔۔تو۔۔

قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۱۵﴾

فرمان ہوا، "بیشک تجھ کو مہلت ہے"●

اسکی اس عرض پر خدائی (فرمان ہوا کہ بیشک تجھ کو مہلت ہے) وقت معلوم تک کیلئے۔یعنی نفخہ اولیٰ تک۔اسلئے کہ اس دن تمام مخلوق مر مٹے گی۔اس میں ان کے ساتھ ابلیس بھی مرے گا۔

۔۔الغرض۔۔حق تعالیٰ نے، نہ تو یہ کیا کہ ابلیس کی درخواست کو بالکلیہ مسترد فرما دیا، اور نہ یہی کیا کہ اسکو كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ کے ضابطے سے مستثنیٰ فرما دیا۔۔لہٰذا۔۔اسکو صرف اتنی مہلت عطا فرمائی، جس سے مہلت مانگنے سے ابلیس کا جو مقصد ہے اسکے حصول کا ظاہری امکان باقی رہے۔ یہاں یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ استدراجاً کافر کی بعض دعا بھی قبول کر لی جاتی ہے۔ ابلیس ہی ایک تھا جسکو اس درخواست پر مہلت عطا فرمائی گئی، اسکے سوا اور کوئی مہلت یافتہ نہیں تھا۔۔چنانچہ۔۔اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ۔۔تو مہلت پانے والوں میں سے ہے۔ تو یہ گویا آنے والوں کو مدنظر رکھ کر کہا گیا۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ تجھ کو اتنی زندگی عطا فرمائی جائیگی، کہ تو ان لوگوں کا ساتھی ہو جائے، جن کی موت نفخہ اولیٰ سے ہوگی۔ اس مہلت کی خبر سننے کے بعد۔۔۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۶﴾

بولا، ''تو چونکہ میری گمراہی تو نے ظاہر کردی، ضرور آسن جماؤں گا تیرے سیدھے راستہ میں جوانکے لئے ہے''●

ابلیس (بولا، تو چونکہ میری گمراہی تو نے ظاہر کردی) اور مجھے اپنی رحمت سے بے نصیب کردیا، تو (ضرور آسن جماؤں گا تیرے سیدھے راستے میں، جوان کیلئے ہے)۔ یعنی اولاد آدم کو سیدھے راستے سے باز رکھنے کیلئے اور انھیں دین اسلام سے دور کرنے کیلئے۔۔ المختصر۔۔ میں ہمیشہ اس بات کے درپے رہونگا کہ انکی رہزنی کروں اور صراط مستقیم پر چلنے نہ دوں اور اس کام کیلئے میں انکا چکر لگاتار ہونگا۔۔اور۔۔

ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ

''پھر ضرور آؤں گا ان کے پاس، سامنے سے، پیچھے سے، اور داہنے سے،

وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾

اور بائیں سے، اور تو ان کے بہتیروں کو شکر گزار نہ پائے گا''●

(پھر ضرور آؤنگا انکے پاس سامنے سے) یعنی امر آخرت میں، اور کہونگا بعث وحشر اور بہشت دوزخ کچھ بھی نہیں، اور انکے دلوں میں حسد ڈالونگا اور اس طرح سے بہتر بنا کر انکے دلوں میں حسد پیش کرونگا، کہ وہ اپنے ہم عصر علماء ومشائخ پر حسد کر کے انکے احوال واعمال واقوال پر طعنہ زنی کرینگے۔ اور انکے (پیچھے سے) یعنی دنیوی جہت سے انھیں دنیوی امور کی رغبت دلاؤنگا۔۔یا۔۔از جہت تعصب کہ وہ صحابہ وتابعین اور سابقہ مشائخ واولیاء کرام پر طعن وتشنیع کرینگے، اور انکے بغض میں مبتلا ہونگے (اور داہنے سے) یعنی حسنات کی جہت سے، کہ انھیں عُجب وریاء میں مبتلا کرونگا۔۔یا۔۔ از جہت انبساط: کہ مریدین کو باوجودیکہ مشائخ وعلماء واولیاء کی صحبت میں گزارینگے، لیکن آداب مجلس سے محروم ہونگے، کہ انکی عظمت وہیبت انکے دلوں سے اٹھالونگا اور ایسا بے باک بنادونگا، کہ وہ ان کے ساتھ بیٹھ کر بلا تکلف کلام کرینگے اور ہنسی مذاق کرنے سے نہ رکیں گے۔ اس بنا پر وہ صحبت کے فیوض برکات سے محروم ہوجائینگے (اور بائیں سے) یعنی مخالفت کی جہت سے، کہ اپنے علماء ومشائخ کے اوامر ونواہی کی صریح مخالفت کرینگے۔ میں انھیں انکی مخالفت پر سخت اکساؤنگا۔ وہ اگرچہ انکے ارشادات کے قبول کرنے کے مدعی ہونگے، لیکن درحقیقت وہ ہونگے پکے مخالف۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

ان چہار جہتوں کی تخصیص صرف اسلیئے ہے، کہ دشمن کا حملہ ہمیشہ انھیں جہات سے ہوتا ہے۔اس سے شیطان کی سخت جدوجہد کا بیان مقصود ہے، کہ وہ انسان کو بہکانے اور سیدھی راہ سے ہٹانے میں یونہی جدوجہد کرتا ہے اور جس طرح سے اس سے بن پڑتا ہے وہ انسان کو راہِ حق سے ہٹا کر جہنم کی طرف لے جانا چاہتا ہے۔اس میں تحت وفوق یعنی 'نیچے اور اوپر' کا ذکر نہیں۔اسلیئے کہ عموماً دشمن کا حملہ ان دو جہتوں سے نہیں ہوتا۔اور اگر ہوتا بھی ہے، تو بہت کم۔آخر میں شیطان کہتا ہے کہ میری اس جدوجہد۔۔۔

(اور) بھرپور محنت کا نتیجہ یہ ہوگا، کہ (تو انکے بہتیروں کو شکر گزار نہ پائیگا)۔

شیطان نے یہ بات بطور ظن وتخمین کہی۔اسلیئے کہ جب اس نے اولادِ آدم کے اوصاف سنے اور متضاد عناصر سے انکے پیکر کی ترکیب دیکھی، تو اسے متعدد اوصاف ایسے دکھائی دیئے، جو شر وفساد کا مبدء تھے۔۔مثلاً: شہوت، غضب وغیرہ اور مبدء خیر، صرف عقل نظر آئی، تو اُسے خیال گزرا کہ متعدد کو اکیلے پر غلبہ ہوسکتا ہے۔۔چنانچہ۔۔اس نے وہی کہا جسکا ذکر اوپر ہوا۔۔پھر۔۔

قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ

فرمان ہوا، "نکل یہاں سے، مردود۔ملعون۔جو ان میں سے تیری چال چلا،

لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۸﴾

تو بھردوں گا جہنم کو، تم سب سے"●

(فرمان) الٰہی (ہوا، نکل) جا (یہاں سے)۔بہشت سے۔۔یا۔آسمان سے۔۔یا۔۔عزت وکرامت کے ایوان سے، کیونکہ تو سخت عیب دار اور (مردود) ہے اور دھتکارا ہوا (ملعون) ہے۔ایک طرف عیب کیا اور پھر اپنے کو اعلیٰ وافضل سمجھا؟۔۔۔اے ابلیس سن لے! کہ تجھے جو سزا ملی، وہ تو ملی ہی، میں نے طے کرلیا ہے کہ (جو ان میں سے) یعنی اولادِ آدم میں سے یا خود تیری اولاد میں سے ہو، اگر (تیری چال چلا) اور کفر وطغیان میں تیری پیروی کی، (تو بھردونگا جہنم کو تم سب سے)۔یعنی تجھ سے اور تیری پیروی کرنے والوں سے۔۔۔ابلیس کو بہشت سے نکال دینے کے بعد ہم نے آدم کو مخاطب کیا۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَيٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا

"اور اے آدم تم رہو اور تمہاری بی بی جنت میں، پھر کھایا کرو جہاں چاہو"

وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾

"اور اس پیڑ کے قریب نہ جانا کہ اپنا بنا بگاڑ دو"●

(اور) ارشاد فرمایا، کہ (اے آدم! تم رہو اور تمہاری بی بی) حواء (جنت میں، پھر کھایا کرو) جنت کے میووں اور نعمتوں میں سے جو چاہو، جب چاہو اور (جہاں) سے (چاہو)، مگر یہ خیال رہے (اور) دھیان رہے کہ (اس) گیہوں۔۔یا۔۔انگور کے (پیڑ کے) دانوں کو تناول کرنے کے (قریب نہ جانا)۔اور اب اگر تم اس میں سے کھالو گے، تو اپنے نفس پر زیادتی کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے، تو ایسا نہ کرو جس سے (کہ اپنا بنا بگاڑ دو)۔

بھلا شیطان کو کب گوارا ہو سکتا تھا کہ وہ حضرت آدم وحواء کی اس عزت وکرامت کو دیکھ سکتا، تو اس نے جس کام کیلئے مہلت چاہی تھی اسکا آغاز وہیں سے کردیا، اور۔۔۔

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا

پھر وسوسہ ڈالا ان دونوں میں شیطان نے، تاکہ ظاہر کردے ان پر جو پوشیدہ تھیں ان سے ان کی شرمگاہیں۔

وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ

اور بولا" کہ نہیں روکا ہے تم کو تمہارے پروردگار نے اس پیڑ سے، مگر یوں کہ ہو جاؤ گے فرشتے،

اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَاسَمَهُمَاۤ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۱﴾

یا ہمیشہ جنت میں رہا کرو گے"● "اور قسم کھائی کہ میں تمہارے خیر خواہوں سے ہوں"●

(پھر وسوسہ ڈالا ان دونوں میں شیطان نے)۔اس سے شیطان کا مقصد یہ تھا (تاکہ ظاہر کردے ان پر جو پوشیدہ تھیں ان سے)، یعنی (انکی شرمگاہیں)۔

اہل بہشت میں ان کی شرمگاہوں کو کوئی نہیں دیکھتا تھا اور حضرت آدم وحواء علیہما السلام بھی باہم ایک دوسرے کی شرمگاہ نہ دیکھتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے ستر عورت کے واسطے ان دونوں کو کپڑے پہنائے تھے۔ابلیس نے سمجھا کہ نافرمانی کے سبب سے وہ لباس ان سے دور ہو جائیگا، تو شیطان نے چاہا کہ انھیں خدا کی نافرمانی میں پھنسائے، تاکہ لباس ان سے اُتر

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

جائے اور شرمگاہ کھل جانے کی وجہ سے ملائکہ میں رسوا ہوں۔

۔۔الختصر۔۔وہ کسی صورت سے بہشت میں آیا اور یہ بات اسی صورت میں ممکن ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے اُسے بہشت سے نکال دیا ہو، اور بہشت میں اسکا رہنا سہنا ختم فرما دیا ہو۔۔مگر ۔۔بالکلیہ کبھی کبھار اس میں داخل ہونے سے نہ روکا ہو۔ ورنہ پھر دوسری صورت یہ ہے، کہ وہ صرف بہشت کے دروازے تک آیا ہو، اور حضرت آدم وحواء سے بہشت کے دروازے سے باہر رہ کر بات کی ہو۔۔الختصر۔۔شیطان اپنا شیطانی منصوبہ بنا کر آیا۔

(اور) حضرت آدم وحواء سے (بولا، کہ نہیں روکا ہے تم کو تمہارے پروردگار نے اُس پیڑ سے، مگر یوں کہ) اس سے کھا لینے سے تم (ہو جاؤ گے فرشتے) علو منزل۔۔یا۔۔حسن صورت۔۔یا۔۔غذا سے مستغنی ہونے میں (یا ہمیشہ جنت میں رہا کرو گے) اور ہمیشہ زندہ رہو گے، تمہیں موت نہیں آئیگی جیسے کہ ملائکہ بہشت میں ہیں۔

جب اس وسوسہ کے باوجود حضرت آدم نے درخت سے کھانے پر تامل فرمایا، تو شیطان نے دوسری تدبیر کی۔

(اور قسم کھائی) اللہ تعالیٰ کی (کہ میں تمہارے خیر خواہوں سے ہوں)۔۔الغرض۔۔میں تم سے جو کہہ رہا ہوں، وہ شفقت کی راہ سے کہہ رہا ہوں، تا کہ تم مرو ہی نہیں اور ہمیشہ جنت میں رہو۔ حضرت آدم نے خیال کیا کہ خدا کی جھوٹی قسم کوئی نہیں کھاتا۔۔چنانچہ۔۔قسم کی وجہ سے فریب میں آ گئے۔۔۔

فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا

تو اتار لایا ان کو دھوکہ سے۔ پھر جب چکھا دونوں نے اس پیڑ سے، تو برہنہ ہو گئیں ان کی شرمگاہیں۔ اور لگے دونوں

يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا

رکھنے پتہ سے پتہ جوڑ کر اپنے اوپر، جنت کے پتوں سے۔ اور ندا فرمائی دونوں کو ان کے پروردگار نے،

عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۲﴾

کہ کیا ہم نے تم دونوں کو روکا نہیں تھا اس پیڑ سے، اور نہیں کہہ دیا تھا کہ بیشک شیطان تم لوگوں کا کھلا دشمن ہے؟●

(پھر) اس ترکیب سے شیطان (اتار لایا انکو دھوکے سے)۔۔چنانچہ۔۔انھیں بلند درجہ سے نچلے مرتبہ پر ڈال دیا۔۔الغرض۔۔(پھر جب چکھا) ان (دونوں نے اس پیڑ سے، تو برہنہ ہو گئیں انکی

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

شرمگاہیں) اوران دونوں میں سے ہرایک نے دوسرے کی شرمگاہ دیکھی، اورانکے سواکسی نے شرمگاہ نہیں دیکھی۔ اوروہ دونوں اس صورت سے شرمندہ ومنفعل ہوئے، (اور) ستر پوشی کے خ... سے (لگے دونوں رکھنے پتہ سے پتہ جوڑکر اپنے اوپر جنت کے پتوں سے)۔

قولِ مشہور کے مطابق جنتی انجیر کے پتوں سے۔ پتوں پر پتے اسطرح رکھے کہ ازار کی صورت ہوگئی اوراسطرح انھوں نے اپنی شرمگاہوں کو پتوں سے چھپایا اورندامت وشرمندگی کی وجہ سے اِدہراُدھر بھاگنے لگے۔۔۔

اس وقت آواز دی (اورندا فرمائی دونوں کوانکے پروردگار نے)، اے آدم وحواء بتاؤ (کیا) ہم نے تم دونوں کوروکا نہیں تھا اس پیڑ سے) کچھ کھانے سے، (اور) کیا (نہیں کہہ دیا تھا، کہ بیشک) شیطان تم لوگوں کا کھلا دشمن ہے)۔

ظاہر ہے کہ اسکی دشمنی اسی وقت کھل کر سامنے آگئی تھی، جب اس نے حضرت آدم کا سجدۂ تعظیمی کرنے سے انکار کردیا تھا اوراپنے کوان سے بہتر قرار دیا تھا۔ اسکی عداوت سارے ملائکہ پر ظاہر ہوگئی تھی۔ جب حضرت آدم شرمندگی کے سبب اِدھر سے اُدھر بھاگ رہے تھے تو حق سبحانہ نے فرمایا، کہ۔۔۔'اے آدم مجھ سے بھاگتا ہے'؟۔۔۔آپ نے عرض کیا۔۔۔'نہیں یا رب بلکہ یہ بھاگنا تجھ سے حیا کے سبب ہے'۔۔۔المختصر۔۔۔حضرت آدم نے اپنی لغزش کا اعتراف کیا اورحق سبحانہ کی بارگاہ میں اپنی عاجزانہ عرض پیش کردی، اورپھر آدم وحواء۔۔۔

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ٚ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ

دونوں کہنے لگے، "اے ہمارے پروردگار، ہم نے اپنا بنا بگاڑ ڈالا○ اوراگر تو نے نہ بخشا ہم کو اوررحم نہ فرمایا ہم پر، تو ہم ہوں...

الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ

گھاٹے والوں سے"● فرمان ہوا، "اترو، تم میں ایک دوسرے کا دشمن ہے۔ اورتمہارے لئے زمین میں

مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ

ٹھہراؤ، اورکچھ وقت تک رہن سہن ہے"● فرمان ہوا، "اسی میں جیو گے،

وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۵﴾ ع

اوراسی میں مرو گے۔ اوراسی سے نکالے جاؤ گے●

(دونوں کہنے لگے، کہ اے ہمارے پروردگار، ہم نے اپنا بنا بگاڑ ڈالا) اوراس نافرمانی کے...

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

ب اپنے نفس پر زیادتی کی، (اور) اب (اگر تو نے نہ بخشا ہم کو) یعنی ہماری لغزشوں کو، (اور رحم نہ
رمایا ہم پر) اپنی بخشش سے نواز کر، (تو ہم ہونگے گھاٹے والوں سے)۔۔۔
پھر (فرمان ہوا) اے آدم وحواء اور اے ابلیس، تم سب (اترو) زمین پر، اور جان لو کہ (تم میں
یک دوسرے کا دشمن ہے)۔ تمہاری اولادوں کا بھی یہی حال ہوگا، کہ ان میں بعض بعض کا دشمن ہوگا۔
یہ فرمان سن کر حضرت آدم مغموم ومحزون ہوئے، کہ شاید اب انکی بہشت کی طرف واپسی نہ ہو۔
تو ارشاد ہوا (اور) فرمایا کہ (تمہارے لئے زمین میں ٹھہراؤ) ہے (اور کچھ وقت تک رہن
سہن ہے) یعنی یہ زمین تمہاری قرارگاہ اور آرام کی جگہ ہے، ایک وقت تک۔ یعنی تمہاری عمروں کے
تمام ہونے تک۔۔نیز۔۔
(فرمان ہوا) کہ (اسی میں جیو گے) یعنی زندگی بسر کرو گے (اور اسی میں مَرو گے)۔ یعنی
سی میں تمہاری قبر ہوگی جس میں تم مدفون ہوگے، (اور) پھر (اسی سے نکالے جاؤ گے) حساب و
جزا کے واسطے۔

حضرت آدم نے اس خطاب کے مضمون سے سمجھ لیا کہ دوبارہ جنت میں جائینگے۔ حضرت آدم کے مذکورہ بالا حالات سے لباس کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے اور ستر پوشی کی ضرورت کا علم ہوجاتا ہے۔ ستر پوشی انسانی حیا کا تقاضہ اور اسکی فطرت سلیمہ کا مطالبہ ہے۔۔ چنانچہ۔۔ اللہ تعالیٰ تمام بنی آدم کو اور اہل عرب کو خصوصا جن کی عادت تھی، کہ وہ بیت اللہ شریف میں ننگے ہوکر طواف کرتے تھے اور کہتے، کہ ہم وہ لباس پہن کر طواف نہیں کرتے، جن سے ہم نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے۔۔ الغرض۔۔ ان سب کو مخاطب فرما کر ارشاد فرماتا ہے، کہ۔۔۔

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِیْشًا ؕ وَلِبَاسُ
اے اولادِ آدم! "بیشک اتارا ہم نے تم پر لباس، جو چھپالے تمہاری شرمگاہوں کو اور زیبائش والا۔ اور خوفِ خدا کا
التَّقْوٰی ۙ ذٰلِكَ خَیْرٌ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾
لباس سب سے بہتر ہے۔" یہ اللہ کی آیتیں ہیں کہ وہ لوگ نصیحت پائیں ●

(اے اولادِ آدم بیشک اتارا ہم نے تم پر لباس جو چھپالے تمہاری شرمگاہوں کو) یعنی آسمانی
ہیروں اور آسمان سے نازل ہونے والے سببوں سے ہم نے پیدا کیا۔ جسکا پہلا فائدہ تو وہی ہے جسکا

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

اوپر ذکر ہوا کہ اس سے ستر پوشی ہوتی ہے اور وہ لباس تمہاری شرمگاہیں چھپاتا ہے (اور) دوسرا فائدہ یہ ہے کہ وہ (زیبائش والا) ہے، جس سے زینت وآرائش کی جاتی ہے۔

'لباس' اور 'ریش' میں کیا فرق ہے، اسکے بارے میں مختلف اقوال ہیں: ایک قول کے پیش نظر 'لباس' وہ ہے جو شرمگاہ کو چھپائے اور جو کپڑا اس سے زیادہ ہو وہ 'ریش' ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ روئی سے جو بنا ہو، وہ 'لباس' ہے اور ریشم یا اون یا کتان سے جو بنا ہے، وہ 'ریش' ہے۔ بعض مفسرین کے نزدیک گھر کے اسباب کو 'ریش' کہتے ہیں۔

(اور) اچھی طرح سے جان لو کہ (خوف خدا کا لباس) ان مذکورہ بالا لباسوں میں (سے بہتر ہے)۔ کیونکہ لباسِ تقویٰ عفت والا بھی ہے اور حیا والا بھی، خوف الٰہی والا بھی ہے اور اطاعت الٰہی والا بھی۔۔ المختصر۔ 'لباسِ تقویٰ' آدمی کے عیوب کو ایسا چھپالیتا ہے، جیسے شرمگاہ کپڑے سے پوشیدہ ہوتی ہے۔۔ الحاصل۔۔ **(یہ اللہ) تعالیٰ (کی آیتیں ہیں)۔** اور اللہ تعالیٰ کی عنایات ونوازشات ہیں، کہ ان سے آدمیوں کی شرمگاہیں چھپتی ہیں اور انھیں درخت کے پتے چپکانے سے مستغنی کردیتی ہیں۔ فضل الٰہی اور عنایت خداوندی اسلئے ہے، **تا (کہ وہ لوگ نصیحت پائیں)** اور اس نعمت کی قدر جانیں۔

حضرت آدم اور ابلیس کے واقعات بیان کرنے کے بعد تمام انسانوں کو خصوصی طور پر متنبہ اور انھیں چوکنا کیا جارہا ہے، کہ وہ اس واقعہ سے سبق حاصل کریں اور شیطان کے مکرو فریب سے غافل نہ ہوں۔۔۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ

اے آدمیو! "نہ فتنہ میں ڈالے تم کو شیطان، جیسا کہ تمہارے ماں باپ کو نکالا جنت سے، ان دونوں

عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ؕ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ

کے لباس اتارے، کہ ان کو ان کی شرمگاہیں دکھلادے۔ بیشک وہ اور اس کا کنبہ تمہیں دیکھتا ہے، ایسا کہ

حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

تم ان کو نہیں دیکھ سکتے۔" ہم نے کردیا شیطانوں کو دوست ان کا جو ایمان نہ لائیں●

تو (اے آدمیو! نہ فتنہ میں ڈالے تم کو شیطان، جیسا کہ تمہارے ماں باپ کو نکالا جنت سے) یعنی جنت سے نکلنے کا سبب ہوگیا۔ سوچو کہ جو حضرت آدم وحواء کے ساتھ مکر کرکے لغزش کرانے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

قدرت پاگیا، تو وہ انکی اولاد کو گمراہ کرنے اور فریب دینے پر بطریق اولیٰ قدرت رکھتا ہے۔ اسلئے تمہیں واجب ہے کہ تم اسکے وسوسے سے احتراز کرتے رہو۔

اس آیت میں 'نہی' شیطان کی طرف منسوب ہے، لیکن مراد عوام ہیں۔ یعنی اے لوگو! تم شیطان کے فتنوں کا شکار ہونے سے اپنے کو بچاؤ اور اسکی پیروی نہ کرو۔

کیا تم نے نہیں سنا، کہ اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکالا اور (ان دونوں کے لباس اتارے) یعنی انکے لباس اترنے کا سبب بن گیا۔ تا (کہ انکو انکی شرمگاہیں دکھلا دے)۔ اسلئے کہ اس سے پہلے نہ انھوں نے اپنا ستر دیکھا تھا اور نہ ہی کسی دوسرے کا۔ ستر کھلنے سے آپ کو حیاء دامن گیر ہوئی جیسا کہ اوپر اسکا بیان ہو چکا ہے۔۔۔ اس مقام پر یہ بھی ذہن نشین رکھو کہ (بیشک وہ اور اسکا کنبہ تمہیں دیکھتا ہے ایسا کہ تم ان کو نہیں دیکھ سکتے) انکی اصلی شکل میں۔ چونکہ تمہارے اجسام کثیف ہیں، اسلئے شیطان اور اسکی اولاد۔۔ الغرض۔۔ وہ سب تمہیں دیکھتے ہیں، مگر تمہیں شیطان اور اسکی اولاد نظر نہیں آتی، کیونکہ انکے اجسام باریک اور لطیف ہیں۔ جس طرح اپنی لطافت کی وجہ سے ہوائیں نظر نہیں آتیں۔ اور ظاہر ہے کہ جسکا دشمن چھپا ہوا ہو، وہ بہت زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔۔ بنابریں۔۔ تمہیں اس سے زیادہ خوف رکھنا چاہئے۔

اب اس مقام پر یہ سوچنے کی بات ہے کہ جسے ہم دیکھتے ہی نہیں، تو اس سے مقابلہ کیسے کرسکتے ہیں؟ اور اس سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ تو اسکا جواب یہ ہے کہ ہمیں انکی ذات سے لڑائی اور بچنے کا حکم نہیں۔۔ بلکہ۔۔ انکے وسوسوں کو دور کرنے اور انکے شر کو قبول نہ کرنے کا حکم ہے، جسکی صورت یہ ہے کہ جب وہ ہمارے دلوں میں وسوسے ڈالیں، تو ہم انکار کردیں اور اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آکر اسکے شر سے بچیں۔

اس مقام پر یہ نکتہ بھی قابل لحاظ ہے، کہ اگرچہ ہم تو شیطان کو نہیں دیکھتے، لیکن ہمارا رب تو اُسے دیکھتا ہے اور وہ رب تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتا۔ تو جسے ہم نہیں دیکھ سکتے، یعنی شیطان اور اسکی اولاد، تو انکے شر سے بچنے کیلئے اس ذات سے مدد طلب کی جائے، جسکو وہ نہیں دیکھتے اور ظاہر ہے، اسکا مکر اور شر اللہ تعالیٰ کے سامنے بیکار ہے اور نہایت کمزور ہے۔

شیطان کی بات سب سے زیادہ کفار قبول کرتے ہیں۔ جیسے ایک دوست اپنے دوسرے دوست کی بات بے چون وچرا مان لیتا ہے، ایسے ہی کفار بھی شیطان کی بات ایسے مان لیتے ہیں، جیسے کوئی دوست کسی دوست کی بات مانے۔ اسی لئے شیطانوں اور کافروں میں خذلان

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

محرومی اور غوایت وگمرہی امر مشترک ہوگئی، اور اس حیثیت سے دونوں کوایک دوسرے سے مناسبت حاصل ہوگئی۔۔الغرض۔۔یہ مناسبت پیدا کر کے۔۔۔
(ہم نے کردیا شیطانوں کو دوست انکا جو ایمان نہ لائیں) ور اپنے کفر پر جمے رہیں۔۔۔

وَإِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَاءَنَا وَاللَّهُ أَمَرَنَا بِهَا ۗ
اور جب انھوں نے کی کوئی بے حیائی، تو بولے کہ "اسی پر پاتے رہے ہم اپنے باپ دادوں کو، اور اللہ نے ہمیں اسکا حکم دے رکھا ہے"،
قُلْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ ۖ أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢٨﴾
کہہ دو کہ "بیشک اللہ نہیں حکم فرماتا ننگ کاموں کا" کیا اللہ پر وہ گڑھتے ہو، جس کو جانتے ہی نہیں؟●

(اور) ان بے ایمانوں کا حال یہ ہے کہ (جب انھوں نے کی کوئی بے حیائی) یعنی ایسا فعل جو برائی کی انتہاء کو پہنچا ہوا ہو۔۔مثلاً: بت پرستی اور ننگے ہوکر طواف کرنا، وغیرہ وغیرہ: تو وہ نصیحت کرنے والوں کو جواب دیتے، تو اب اگر کسی نے انکی نصیحت کی اور انکے عمل کی قباحت کو ظاہر کیا، (تو) اسکے جواب میں (بولے کہ اسی پر پاتے رہے ہم اپنے باپ دادوں کو اور اللہ) تعالیٰ (نے ہمیں اسکا حکم دے رکھا ہے)۔

اس بیان میں کافروں نے اپنے بے حیائی کے کاموں کے جواز کی دو وجہیں بتائیں:
۱۔۔تقلید آباء ۲۔۔امر الٰہی۔ چونکہ تقلید آباء درحقیقت ایسی دلیل نہیں، جسے صحت فعل کیلئے حجت قرار دیا جائے، بالخصوص ایسے فعل کیلئے جسکے بطلان پر دلائل قاطعہ موجود ہوں۔۔المختصر ۔۔تقلید آباء کی حجت ایسی ظاہر البطلان ہے، جسکی تردید کی ضرورت ہی نہیں، لیکن چونکہ اسکی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف انکا افتراء تھا، اس بنا پر اسکی تردید میں فرمایا۔

اے محبوب! (کہہ دو کہ بیشک اللہ) تعالیٰ (نہیں حکم فرماتا ننگ کاموں کا) اسلئے کہ اسکی عادت کریمہ ہے، وہ صرف محاسن افعال کا حکم فرماتا ہے اور مکارم خصال کی ترغیب دیتا ہے، تو (کیا اللہ) تعالیٰ (پر وہ گڑھتے ہو جسکو) تم خود بھی (جانتے ہی نہیں)۔ جس امر کی غلط نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے اسکی نفی کے بعد، اب مامور بہ کا بیان فرمایا۔۔تو اے محبوب!۔۔

قُلْ أَمَرَ رَبِّي بِالْقِسْطِ ۖ وَأَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ
کہہ دو کہ حکم دیا ہے میرے پروردگار نے انصاف کا۔۔ اور سیدھا رکھو اپنے رخ کو ہر سجدہ والی عبادت میں،

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَّادۡعُوۡهُ مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ ؕ كَمَا بَدَاَكُمۡ تَعُوۡدُوۡنَ ؕ‏ ﴿۲۹﴾

اور اس کی دہائی دو اس کے کھرے دیندار ہو کر۔ جیسا تمہیں شروع میں بنایا پھر لوٹو گے ●

(کہہ دو کہ حکم دیا ہے میرے پروردگار نے انصاف کا) ہر اس عمل کا جو افراط و تفریط سے خالی ہو۔ اسلئے کہ امور میں وہ امر بہتر ہوتا ہے، جو درمیانی ہو۔ (اور) فرمادو اے محبوب! کہ اے ایمان والو (سیدھا رکھو اپنے رخ کو ہر سجدہ والی عبادت میں) جہاں بھی سجدہ کرنے کا وقت ۔۔۔یا۔۔سجدہ کرنے کی متعین جگہ سامنے آجائے، تو تم اپنے چہرے کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کر کے خلوص قلب سے عبادت کرو۔۔یا یہ کہ۔۔تم اپنے چہرے کو قبلہ کی طرف متوجہ رکھو۔ اور جب نماز پڑھنے کا وقت آجائے، تو اس وقت تم جس مسجد میں ہو اسی میں نماز پڑھ لو اور یہ نہ کہو کہ ہم اپنی مسجد میں جا کر نماز پڑھیں گے۔ اور اگر مسجد نہ ہو اور نماز کا وقت ہو جائے، تو جو بھی جگہ مل جائے اس میں نماز پڑھ لو۔

(اور اسکی دہائی دو) یعنی اسکو معبود سمجھ کر پکارو۔۔ الغرض۔۔ اسکی عبادت کرو (اسکے کھرے اور مخلص (دیندار ہو کر) ۔یعنی سراپا اخلاص بندہ بن کر اسکی بندگی کرو۔ اور یاد رکھو کہ (جیسا تمہیں) اللہ تعالیٰ نے (شروع میں بنایا) یعنی ابتداء پیدا فرمایا، اسی طرح اسکے طلب کرنے پر (پھر) اسی کی طرف (لوٹو گے)۔ یعنی اپنے لوٹانے کو اپنی پہلی پیدائش پر قیاس کر کے قیامت میں لوٹنے کا انکار نہ کرو، کہ جو ذات ابتدائی تخلیق پر قدرت رکھتی ہے، اُسے لوٹانے کی بھی طاقت و قدرت ہے۔ اسے تمہاری تخلیق سے تمہارا لوٹانا کوئی مشکل نہیں۔۔یا یہ کہ۔۔ جس طرح تمہیں پہلے خاک سے پیدا کیا اسی طرح خاک ہی کی طرف پھر جاؤ گے۔

فَرِيۡقًا هَدٰى وَفَرِيۡقًا حَقَّ عَلَيۡهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيۡنَ

ایک فریق راہ پر، اور ایک فریق تھے جس پر گمراہی ٹھیک اتری، بیشک انھوں نے بنالیا شیطانوں کو

اَوۡلِيَآءَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَيَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ مُّهۡتَدُوۡنَ‏ ﴿۳۰﴾

دوست اللہ کو چھوڑ کر۔ اور گمان یہ رکھتے ہیں کہ وہ ہدایت پائے ہیں ●

تمہارا (ایک فریق راہ پر) رہا۔ یعنی ہدایت یافتہ رہا، جسے اللہ تعالیٰ نے ایمان کی توفیق دیدی۔ (اور ایک فریق) دوسرے (تھے) کہ مقتضائے قضاءِ سابق (جس پر گمراہی ٹھیک اتری)۔ یعنی وہ قضا

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وقدر کی روشنی میں اس بات کے سزاوار تھے، کہ انھیں انکی گمراہی ہی میں رہنے دیا جائے۔ اسکی وجہ یہ
کہ وہ روحِ سعادت سے بالکلیہ خالی تھے۔ تو (بیشک انھوں نے بنالیا شیطانوں کو دوست، اللہ) تعا
(کو چھوڑ کر)۔۔۔الغرض۔۔۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے رہے اور شیاطین کی اطاعت وفرمانبردار
میں لگ گئے۔ (اور) یہ بھی انکی ایک خام خیالی ہے کہ اپنے تعلق سے (گمان یہ رکھتے ہیں کہ وہ ہدایہ
پائے) ہوئے (ہیں)۔ حقیقت یہ ہے کہ سراسر گمراہ اور کھلے کافر ہیں۔

تو اے مسلمانو! تم انکے افعال قبیحہ کی نقل سے اپنے کو بچاتے رہو، تو نہ تو بنوثقیف وغیر
مشرکین کی عورتوں اور مردوں کی طرح برہنہ ہوکر کعبے کا طواف کرو، یہ گمان کرتے ہوئے کہ تم اسطر
گناہوں سے پاک صاف ہوجاؤ گے۔ اور نہ ہی بنوعامر کی پیروی کرو، جو حالت احرام میں گوشت
کھانے سے پرہیز کرتے تھے، اور تھوڑے سے کھانے پر قناعت کر کے اس فعل کو طاعت جانتے تھے
اور سمجھتے تھے کہ یہی کعبہ کی تعظیم ہے، اور مسلمانوں سے کہتے، کہ اسطرح تعظیم وتکریم کرنا ہم کو بہت
سزاوار اور لائق ہے۔ تو مسلمانو! غور سے سنو اور ان نادانوں کو بتادو، کہ برہنہ ہوکر طواف کرنے میں
کعبہ کی تعظیم نہیں ہوتی، اور نہ ہی کم خوراکی اور گوشت کھانے سے پرہیز میں اسکی تکریم ہے۔ تو ان تک
یہ خدائی پیغام پہنچادو، کہ۔۔۔

يٰبَنِيٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا

اے اولادِ آدم اختیار کرو اپنی آراستگی، ہر بار مسجد آنے میں۔

وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾ ع ۱۰

اور کھاؤ اور پیو اور بے وجہ خرچ نہ کرو۔ بیشک اللہ نہیں پسند فرماتا بے وجہ خرچ کرنیوالوں کو●

(اے اولادِ آدم) برہنہ ہونے سے باز رہو اور (اختیار کرو اپنی آراستگی، ہر بار مسجد آنے میں)
وہ مسجد حرام ہو۔۔۔یا۔۔۔کوئی بھی مسجد۔ انسان کی زینت کپڑا پہننے اور ستر پوشی میں ہے، نہ کہ برہنہ ہونے
میں۔۔۔الغرض۔۔۔ جب جب تم کسی مسجد آؤ، خواہ مسجد حرام میں طواف کیلئے۔۔۔یا۔۔۔کسی بھی مسجد میں
کیلئے، تو پاکیزہ صاف ستھرا لباس پہن کر آؤ، اور صرف ظاہری آرائش پر اکتفاء نہ کرو، بلکہ خشوع وخضو
اور اخلاص سے اپنے باطن کو بھی سنوار لو۔ اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حلال فرمادیا ہے، تو اسے استعمال
کرو (اور کھاؤ) احرام کی حالت میں گوشت چربی وغیرہ کھانے کی چیزیں۔ (اور پیو) دودھ اور سب

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

پینے کی پاکیزہ چیزیں۔ (اور بے وجہ خرچ نہ کرو۔ بیشک اللہ) تعالیٰ (نہیں پسند فرماتا ہے بے وجہ خرچ کرنے والوں کو)۔۔الغرض۔۔نہ تو تم حلال کو حرام ٹھہرا کر حد سے گزرو اور نہ ہی کھانے پینے اور دوسرے کاموں میں فضول خرچی سے کام لو۔ یعنی ہر حال میں اپنے کو اسراف سے بچاؤ۔

یہاں یہ ذہن نشین رہے کہ اسراف بے وجہ خرچ کرنے کو کہتے ہیں، لیکن اگر کوئی مقصد حسن ہو، تو اسکے لئے کتنا بھی خرچ کیا جائے وہ بے وجہ نہیں۔۔لہٰذا۔۔اسراف بھی نہیں۔ اسلئے کہ اگر یہ ایک حقیقت ہے:

'لَا خَیْرَ فِی الْاَسْرَافِ'

اسراف میں کوئی بھلائی نہیں،

۔۔۔تو یہ بھی اپنی جگہ ایک روشن حقیقت ہے، کہ

'لَا اَسْرَافَ فِی الْخَیْرِ'

نیک کام کیلئے کتنا بھی صرف کر دیا جائے وہ اسراف نہیں۔

۔۔۔اپنے کھانے پینے میں ضرورت سے زیادہ خرچ کر دیا، تو اسراف ہے۔۔لیکن۔۔ اگر غرباء و مساکین میں اپنا پورا سرمایہ تقسیم کر دیا، تو اسراف نہیں۔

۔۔چنانچہ۔۔صدیق اکبر کا یہ عمل کہ ایک نیک مقصد کیلئے جو کچھ انکے پاس تھا سب لا کر بارگاہِ رسالت میں حاضر کر دیا، ہرگز ہرگز اسراف نہیں۔ جب مسلمانوں نے کعبہ شریف کا طواف کپڑے پہن کر شروع کر دیا اور حالتِ احرام میں گوشت اور گھی والی اشیاء کھانے لگے، تو مشرکین نے مسلمانوں کو عار دلائی اور مسلمانوں کے عمل کو غلط بتانے لگے، تو اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سے فرمایا۔۔اے محبوب! ان سے۔۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ

کہہ دو کہ کس نے حرام کیا اللہ کی پیدا کی ہوئی اس زینت کو، جو اس نے نکالی اپنے بندوں کیلئے، اور پاکیزہ روزی کو۔

قُلْ هِیَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا خَالِصَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ

کہہ دو کہ یہ سب ان کیلئے ہے جو ایمان لا چکے دنیاوی زندگی میں، اور صرف انھیں کیلئے ہے قیامت کے دن۔

كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾

اس طرح ہم آیتوں کی تفصیل کرتے ہیں اہل علم قوم کیلئے ●

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

(کہہ دو کہ کس نے حرام کیا اللہ) تعالیٰ (کی پیدا کی ہوئی اس زینت کو، جو اس نے نکالی ا... بندوں کیلئے)۔۔مثلاً: کپڑے اور اسی طرح کی دوسری چیزیں، جن سے زینت اور سنگار کیا جاتا ہے اور جنھیں اللہ تعالیٰ نے محض اپنی قدرتِ کاملہ سے اپنے بندوں کیلئے پیدا کیا ہے۔۔مثلاً: نباتات ... لباس کتان وغیرہ، حیوانات سے ریشم اور اون وغیرہ اور معادن سے۔۔مثلاً: سونا چاندی وغیرہ۔(اور یونہی کس نے حرام کردیا (پاکیزہ روزی کو)۔یعنی حالت احرام میں گوشت وگھی وغیرہ کو۔

۔۔الحتصر۔۔خوراک و پوشاک میں ہر قسم کے کھانے اور لباس استعمال کرنا مباح ہے، جب تک کہ اس میں شرعی قباحت کی صراحت نہ ہو۔ یہ بھی خیال رہے طیبات کی تخلیق کا اصل مقصود یہی ہے کہ بندگانِ خدا کو عبادتِ الٰہی پر تقویت حاصل ہو، تا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں پاکر عبادتِ الٰہی میں مصروف ہوں اور کفر و معاصی سے بےزاری کا اظہار کریں۔

۔۔لہٰذا۔۔اے محبوب! یہ (کہہ دو کہ یہ سب) نعمتیں (انکے لئے ہیں، جو ایمان لاچکے دنیاوی زندگی میں)۔رہ گئے کفار، تو وہ اہل ایمان کے طفیلی ہیں، تا کہ قیامت میں انکو کوئی عذر نہ ہو۔۔الحتصر۔ دنیاوی اور عارضی نعمتوں میں کفار وفجار بھی تابع ہوکر مسلمانوں کے شریک ہونگے، مگر آخرت کی جاودانی اور ہمیشہ رہنے والی نعمتیں (اور) عنایتیں (صرف انھیں کیلئے) یعنی صرف مسلمانوں ہی کیلئے (ہے قیامت کے دن)۔ جس طرح ہم نے اس حکم کی تفصیل کی، بالکل (اسطرح) ہی (ہم آیتوں) یعنی نشانیوں اور احکام۔۔یا۔۔توحید کے دلائل (کی تفصیل کرتے ہیں)، یعنی مفصل طور پر بیان کرتے ہیں (اہل علم قوم کیلئے)، یعنی انکے لئے جو علم وفہم رکھتے ہیں۔ اسلئے کہ ان نشانیوں کو وہی سمجھ سکتے ہیں۔ اے محبوب! ان خوگرانِ فواحش وکبائر سے خصوصاً اور باقی لوگوں سے عموماً۔۔۔

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ

کہہ دو کہ حرام فرمادیا ہے ہمارے پروردگار نے بس بےشرمیوں کو، جو کھلی اور جو ڈھکی ہوں، اور گناہ،

بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا

اور ناحق ظلم کو، اور یہ کہ شریک بناؤ اللہ کا اسے، جس کی نہیں اتری کوئی سند،

وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾

اور یہ کہ اللہ پر وہ لگاؤ جس کا تمہیں علم ہی نہیں●

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

(کہہ دو کہ حرام فرمادیا ہے ہمارے پروردگار نے بس بے شرمیوں کو)۔فواحش سے مراد وہ ہیں، جن کا قبح واضح اور ظاہر ہو۔یہاں ان سے کبائر مراد ہیں۔۔المختصر۔۔وہ بے شرمی بھی حرام ہے (جو کھلی) ہوئی اور کھلم کھلا انجام دی جاتی ہو، (اور) وہ بے شرمی بھی حرام ہے (جو ڈھکی ہوں) یعنی پوشیدہ طور پر کی جاتی ہوں۔(اور) وہ امور بھی حرام ہیں جو (گناہ) کا سبب بنیں خواہ صغائر ہوں۔۔یا۔۔ کبائر۔(اور) اللہ تعالیٰ نے حرام فرمادیا (ناحق ظلم) وزیادتی اور تکبر (کو)۔۔۔

خیال رہے کہ ظلم وتکبر ہمیشہ ناحق ہی ہوتا ہے اس میں حق کا مفہوم پیدا ہوسکتا ہی نہیں۔۔۔ (اور یہ) بھی حرام ہے (کہ شریک بناؤ اللہ) تعالیٰ (کا اُسے جسکی نہیں اتری کوئی سند)۔یعنی ایسی چیزیں جنھیں اللہ تعالیٰ کیلئے شریک ماننے پر اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی، اور نہ ہی انکی عبادت کا حکم دیا۔اس سے مشرکین کے ساتھ تحکم، ان سے استہزا مقصود ہے، اسلئے کہ اشراک باللہ کیلئے کوئی برہان ہو، تو اُسے نازل کیا جائے۔جب دلیل ہے ہی نہیں، تو اسکے نزول کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔(اور یہ) بھی حرام ہے (کہ اللہ) تعالیٰ (پر وہ لگاؤ جسکا تمھیں علم ہی نہیں)۔۔مثلاً: الحاد یا اللہ تعالیٰ پر افتراء اور بہتان تراشی وغیرہ۔جیسے کہ بول بیٹھے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اسکا حکم دیا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انھیں کسی قسم کا امر نہیں فرمایا۔

اب آگے کی آیات میں انبیاء کرام کے جھٹلانے والے مشرکین کی تہدید کی جارہی ہے کہ اے مشرکو! اس خیال میں نہ رہو کہ تمھیں یہاں ہمیشہ رہنا ہے۔اور پچھلی امتوں کے حالات سے سبق لو، کہ جب انکی ہلاکت کا وقت آگیا، تو وہ ہلاک ہوکے رہیں اور اپنے کو ہلاکت سے بچا نہ سکیں۔تو اچھی طرح سمجھ لو اور سن لو، کہ جتنی امتیں ہلاک ہوئیں انکا ایک آخری وقت تھا، کہ جب وہ آگیا، تو ایک گھڑی کیلئے آگے پیچھے نہیں ہوا۔اور انکا کام تمام ہوگیا۔تو یوں جان لو۔۔۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ۖ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً

اور ہر امت کا ایک وقت آخری ہے۔تو جب آگیا ان کا وہ وقت، تو نہ پیچھے ہوں ایک گھڑی

وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٣٤﴾

اور نہ آگے ہوں●

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

(اور) یقین رکھو کہ (ہر امت کا ایک وقت آخری ہے۔تو جب آ گیا انکا وہ وقت، تو نہ پیچھے ہوں ایک گھڑی اور نہ آگے ہوں)۔

۔۔الختصر۔۔موت کا جو وقت متعین ومقرر ہے، نہ اس سے پہلے کسی کی موت آسکتی ہے اور نہ ہی اس وقت کے بعد کیلئے کوئی زندہ رہ سکتا ہے۔اور چونکہ کسی کو اسکی موت کا وقت بتایا نہیں گیا، اسلئے وہ ہر وقت موت کا منتظر رہے اور حرام کاموں سے بچتا رہے۔ایسا نہ ہو کہ وہ کسی حرام کام میں مشغول ہو اور اسکی موت کا وہی وقت مقرر ہو۔۔اس سے پہلی آیت میں انسانوں کی زندگی کے بعد انکی موت کا ذکر فرمایا گیا تھا۔اور اب اگلی آیت میں یہ بتایا جارہا ہے، کہ اب اگر انھوں نے اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت کی تھی، تو مرنے کے بعد انھیں کوئی خوف اور غم نہیں ہوگا۔اور اگر انھوں نے اپنی یہ زندگی سرکشی اور انحراف میں گزاری تھی، تو پھر مرنے کے بعد انھیں دائمی عذاب کیلئے دوزخ میں ڈالدیا جائیگا۔۔الحاصل۔۔

یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْكُمْ اٰیٰتِیْ

اے نسل آدم! اگر آتے رہیں تمہارے پاس تم میں سے رسول، جو پڑھا کریں تم پر ہماری آیتیں،

فَمَنِ اتَّقٰى وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۳۵﴾

تو جو ڈرا اور درست ہو گیا، تو نہ کوئی ڈر ان پر، اور نہ وہ رنج پائیں●

ارشاد ہوتا ہے کہ (اے نسل آدم! اگر آتے رہیں تمہارے پاس تم میں سے) یعنی تمہاری ہی نوع سے اور تمہاری ہی زبان میں گفتگو فرمانے والے (رسول، جو پڑھا کریں) اور تلاوت فرماتے رہیں (تم پر ہماری آیتیں) اور خبر دیتے رہیں احکام شریعت سے، (تو) پھر (جو ڈرا) اور پرہیز کیا شرک اور تکذیب سے، (اور درست ہو گیا)، یعنی اعمال صالحہ کو مخلصانہ طور پر انجام دے کر اپنے کاموں کی اصلاح کرلی، (تو نہ کوئی ڈر ان پر) یعنی جس سے ڈرتے ہیں اُس سے بے خوف ہوجائینگے (اور نہ وہ) کسی طرح کا (رنج پائیں) گے۔اور جس کی وہ امید رکھتے ہیں وہ انھیں میسر ہوگی۔

وَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَاۤ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ

اور جنھوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو، اور غرور کیا اس سے، وہ جہنم والے ہیں۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

هُمۡ فِيهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۳۶﴾

وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں●

(اور) اسکے برخلاف (جنھوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو)، یعنی ہماری آیتوں کو رد کر کے رسولوں کی تکذیب کی (اور غرور کیا)، یعنی سرکشی کا مظاہرہ کیا (اس سے) یعنی ایمان سے، ہماری وحدت کی دلیلوں کے ساتھ، تو (وہ جہنم والے ہیں) اور (وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں)۔ یعنی یہ وہ دوزخی ہیں، جو ہمیشہ دوزخ میں مقیم رہیں گے۔ ذرا سوچو تو، کہ یہ اللہ کا شریک اور اس کیلئے زوجہ اور اولاد ثابت کر کے اور اللہ تعالیٰ کی طرف غلط باتوں کی نسبت کر کے، اللہ تعالیٰ پر افتراء کرتے تھے۔۔۔

فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوۡ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمۡ

تو کون زیادہ ظالم ہے اس سے جس نے گڑھ لیا اللہ پر جھوٹ، یا جھٹلایا اس کی آیتیں، وہ ہیں جنہیں

نَصِيۡبُهُمۡ مِّنَ الۡكِتٰبِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوۡنَهُمۡ ۙ

ان کی تقدیر کا لکھا ملتا رہے گا۔ یہاں تک کہ جب آئے اسکے پاس، ہمارے بھیجے قاصدانِ موت، کہ زندگی پوری کر دیں،

قَالُوۡۤا اَيۡنَ مَا كُنۡتُمۡ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوۡا ضَلُّوۡا عَنَّا وَشَهِدُوۡا

تو پوچھا، کہ "کہاں ہیں تمہاری پوجا پکار والے اللہ کو چھوڑ کر؟" بولے "وہ تو ہم سے گم گئے"، اور اپنے اوپر

عَلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ اَنَّهُمۡ كَانُوۡا كٰفِرِيۡنَ ﴿۳۷﴾

گواہی دی، کہ بیشک وہ کافر تھے●

(تو) غور کرو کہ (کون زیادہ ظالم ہے اس سے جس نے گڑھ لیا اللہ) تعالیٰ (پر جھوٹ)، یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف ایسی بات کی نسبت کی جو اُس نے نہیں فرمائی۔ (یا جھٹلایا اسکی آیتیں) یعنی جو کچھ اس نے فرمایا اُسے جھوٹا قرار دیا۔ اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ پر افتراء اور اس کی آیات کی تکذیب دونوں کا گناہ برابر ہے۔ تو ایسے لوگ (وہ ہیں جنھیں انکی تقدیر کا لکھا ملتا رہیگا)، یعنی کتاب لوح محفوظ میں انکی زندگی اور انکے رزق کے تعلق سے جو بات لکھی ہے، وہ انکو ملتی رہے گی اور یہ کب تک؟ (یہاں تک کہ جب آئے اسکے پاس ہمارے بھیجے قاصدان موت) یعنی ملک الموت اور انکے خدام، تا (کہ انکی (زندگی پوری کر دیں) یعنی انکی روحیں قبض کرلیں۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

(تو) پھر زجر و توبیخ کرتے ہوئے ان فرشتوں نے (پوچھا) ان مرنے والوں سے، (
کہاں ہیں تمہاری پوجا پکار والے) جنھیں تم نے (اللہ) تعالیٰ (کو چھوڑ کر) اور اس سے بے نیاز ہو کر
۔۔نیز۔۔اسکی توحید سے انکار کر کے، معبود سمجھ کر پکارتے رہے۔ اس جواب میں وہ لوگ (بولے، وہ
ہم سے گم گئے)، یعنی ہم سے غائب ہو گئے۔ اب ہم انھیں نہیں جانتے کہ وہ کہاں ہیں۔ اور پھر انھوں
نے اپنے کفر کا اعتراف کیا، (اور اپنے اوپر گواہی دی کہ) دنیا میں (بیشک وہ کافر تھے)۔

بعض مقام پر ان کافروں کا یہ قول نقل کیا گیا ہے، کہ 'خدا کی قسم ہم مشرک نہیں تھے'۔ اس سلسلے میں اصل بات یہ ہے، کہ مختلف فرقے مختلف جواب دینگے۔ کوئی اپنے کفر کا اعتراف کریگا، اور کوئی اپنے کفر سے انکار کریگا۔۔یا۔۔ایک ہی جماعت اپنی خبط الحواسی میں مختلف اوقات میں مختلف جواب دیگی۔

قَالَ ادْخُلُوا فِيٓ أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِكُم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ فِي النَّارِ

فرمانِ الٰہی ہوا، کہ "داخل ہو جاؤ ان امتوں میں جو تم سے پہلے گزریں، جن وانس سے، جہنم میں"۔

كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَّعَنَتْ أُخْتَهَا ۖ حَتَّىٰٓ إِذَا ادَّارَكُوا فِيهَا جَمِيعًا

جب کوئی امت داخل ہوئی، تو لعنت بھیجی اپنی جیسی پر۔ یہاں تک کہ جب اکٹھا ہو گئے جہنم میں سب،

قَالَتْ أُخْرَاهُمْ لِأُولَاهُمْ رَبَّنَا هَٰٓؤُلَآءِ أَضَلُّونَا فَآتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا

تو پچھلی نے پہلی کیلئے کہا، "کہ اے ہمارے پروردگار انھوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا، تو انھیں دوگنا عذاب دے

مِّنَ النَّارِ ۖ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَلَٰكِن لَّا تَعْلَمُونَ ﴿٣٨﴾

جہنم کا۔" فرمان الٰہی ہوا، کہ "ہر ایک کو دونا عذاب ہے،" لیکن تم بے علم ہو۔

ان سب کیلئے میدان قیامت میں فرشتوں کے ذریعہ (فرمانِ الٰہی ہوا کہ داخل ہو جاؤ ان
امتوں میں، جو تم سے پہلے گزریں جن وانس سے) اور پھر ان میں شامل ہو کر اکٹھے ہو کر تم سب جاؤ
(جہنم میں)۔

چونکہ جنات کی تخلیق انسانوں کی تخلیق سے پہلے ہے اسلئے 'جن' کے ذکر کو انسان کے ذکر سے مقدم رکھا۔۔الغرض۔۔اگلی پچھلی تمام امتیں جہنم میں داخل ہوں گی۔

تو (جب کوئی امت داخل ہوئی تو لعنت بھیجی اپنی جیسی پر)۔ یعنی ہر امت اس دوسری امت

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

پر لعنت کریگی، جس نے اُسے گمراہ کیا ہوگا۔۔یا۔۔جسکی تقلید میں اس سے گمراہی، سرزد ہوئی ہوگی ۔۔الختصر۔۔کافروں کو گروہوں میں بانٹ دیا جائیگا، اور پھر گروہ در گروہ جہنم میں داخل ہونگے۔ جب ایک گروہ داخل ہوگا، تو وہ دوسرے پر لعنت کرتا ہوا داخل ہوگا (یہاں تک کہ جب اکٹھا ہوگئے جہنم میں سب تو پچھلی نے پہلی کیلئے کہا)، یعنی تابعداروں نے لیڈروں کے تعلق سے کہا، (کہ اے ہمارے پروردگار انھوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا، تو انھیں دوگنا عذاب دے جہنم کا)۔

اسپر (فرمان الٰہی ہوا کہ) لیڈر ہو۔۔یا۔۔اسکا پیروکار (ہر ایک کو دونا عذاب ہے) لیڈروں پر بوجہ کفر اور دوسروں کو گمراہ کرنے کی وجہ سے، اور انکے مقتدیوں کو بوجہ کفر اور لیڈروں کی تقلید کرنے کی وجہ سے (لیکن تم بے علم ہو) یعنی تمہیں معلوم نہیں ہورہا ہے کہ تمہیں کیا ہورہا ہے؟ اور تمہارے دوسروں کو کس طرح عذاب میں مبتلا کیا جارہا ہے؟ اس وقت خاموش نہ رہ سکی۔۔۔

وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ

اور بولی پہلی دوسری کیلئے، "نہیں ہے تمہیں ہم پر کوئی فضیلت، پس تم بھی عذاب چکھو

بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۳۹﴾ ع ۱۱/۸

جو تم کمائی کر رہے تھے"●

(اور بولی پہلی) لیڈروں کی جماعت (دوسری کیلئے) یعنی اپنے پیروکاروں کی جماعت کیلئے، یعنی جب وہ اللہ تعالیٰ کا عذاب سن لینگے، تو اپنے مقلدین سے کہیں گے، کہ (نہیں ہے تمہیں ہم پر کوئی فضیلت)۔نہ تم کفر سے دور رہے اور نہ ہی گمراہی سے کنارہ کشی کی، بلکہ تم کفر و گمراہی میں ہمارے برابر کے شریک ہو۔ پھر اب کس خیال میں ہو کہ تمہیں بہ نسبت ہمارے عذاب میں تخفیف ہوگی۔ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ ہمیں تمہارے سے زیادہ عذاب ہو۔ ہم نے کب تمہیں کفر پر مجبور کیا تھا؟ بلکہ تم خود اس میں مبتلا ہوئے، اسلئے کہ وہ تمہاری خواہشات کے عین مطابق تھا۔ (پس تم بھی عذاب چکھو) بہ سبب اسکے (جو تم کمائی کررہے تھے)۔۔الغرض۔۔کفر کا ارتکاب تم نے خود کیا اور اب اسکا عذاب دوسروں پر ڈالنا چاہتے ہو۔ یہ سب کفار کے لیڈر اپنی دل کی تسلی کیلئے کہیں گے۔

اس سے پہلی آیتوں میں بھی کفار کے عذاب کا ذکر فرمایا تھا۔ یہ آیت بھی اسی سلسلے سے متعلق ہے۔۔چنانچہ۔۔ارشاد ہوتا ہے کہ۔۔۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ

بیشک جنھوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور بڑے بنے اس سے، نہ کھولے جائینگے انکے لئے آسمان کے

السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ

دروازے، اور نہ جائینگے جنت میں، یہاں تک کہ داخل ہو جائے اونٹ سوئی کے ناکے میں۔

وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِينَ ﴿۴۰﴾

اور ایسی ہی سزا ہم دیتے ہیں جرائم پیشہ کو●

(بیشک جنھوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو) یعنی ان دلائل کو جو اصول دین پر دلالت کرتے ہیں اور توحید الٰہی، نبوت اور بعثت کو ثابت کرتے ہیں (اور بڑے بنے) رہے (اس سے)۔ یعنی انھوں نے تکبر کیا آیات سے اور ان سے انکار کر کے ایمان سے محروم رہے اور انکے تقاضوں پر عمل نہیں کیا، تو (نہ کھولیں جائینگے انکے لئے آسمان کے دروازے)۔ یعنی نہ انکی دعائیں مستجاب ہونگیں اور نہ ہی انکے اعمال قبول کئے جائینگے، اور نہ ہی آسمان کی طرف انکی روحیں جاسکتی ہیں، جیسے کہ اہل ایمان کی شان ہے کہ انکی دعائیں بھی مستجاب ہوتی ہیں، اور انکے اعمال بھی مقبول ہوتے ہیں، اور انکی ارواح بھی آسمان پر جاتی ہیں۔

--چنانچہ-- مومن کی روح آسمان پر لے جائی جاتی ہے، تو اسکے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں، پھر اُسے کہا جاتا ہے کہ مبارک ہو اس نفس کو جو پاکیزہ جسم کے اندر رہا۔ اسی طرح اسے ساتوں آسمانوں پر لے جایا جاتا ہے، اور ہر آسمان پر فرشتے اسکا استقبال کرتے ہیں۔ اسکے برعکس کافر کی روح کیلئے جب آسمان کا دروازہ کھولنے کیلئے کہا جاتا ہے، تو اسکے لئے جواب آتا ہے، اے خبیث روح ذلیل وخوار ہو۔ واپس لوٹ جا اور پھر اسی طرح اسے سجین میں ڈھکیلا جاتا ہے۔ یہ ابلیس کے ٹھہرنے کی جگہ ہے، جو ساتوں زمینوں کے نیچے واقع ہے۔

یہ خیال رہے کہ تمام ارواح خواہ سعید ہوں --یا-- شقی، سب کی سب اپنے اجسام سے متعلق رہتی ہیں، اس بنا پر جب روح کو عذاب ہوتا ہے، تو جسم کو اس سے درد محسوس ہوتا ہے-- اہل ایمان گنہگاروں کی روحیں زمین وآسمان کے درمیان ہوا میں لٹکی رہتی ہیں

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

ان میں بعض اپنے قبور میں مقید ہوتی ہیں۔ کسی کو ہفتہ تک، کسی کو ایک مہینہ، کسی کو ایک سال اور کسی کو کم اور کسی کو زائد۔ لیکن انکو اس وقت نجات نصیب ہوتی ہے، جب انکے لئے ایصال ثواب کیا جاتا ہے اور نیکیوں کے ذریعہ انکی امداد کی جاتی ہے، تب کہیں جاکے انھیں صرف آسمان دنیا کی کسی ایک اقامت گاہ میں جگہ ملتی ہے۔۔الحاصل۔۔

کفار کیلئے نہ تو آسمان کے دروازے کھولے جائینگے (اور) نہ ہی وہ (جائینگے جنت میں، یہاں تک کہ داخل ہو جائے اونٹ سوئی کے ناکے میں)۔۔۔اور یہ صورت ہرگز ہو ہی نہیں سکتی کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے، تو کافر بھی ہرگز ہرگز جنت میں جا ہی نہیں سکتے۔۔۔(اور ایسی ہی سزا ہم دیتے ہیں جرائم پیشہ کو)۔۔الختصر۔۔جو بھی جرم کفر کا مرتکب ہوگا، وہ ہر حال میں جنت سے محروم رہیگا۔۔بلکہ۔۔

لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ

انھیں جہنم کی آگ کا نیچے بچھونا، اور اوپر سے اوڑھنا ہے۔

وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾

اور یوں ہی سزا ہم دیتے ہیں اندھیر مچانے والوں کو●

(انھیں جہنم کی آگ کا نیچے بچھونا اور اوپر سے اوڑھنا ہے)۔ خلاصہ یہ ہے کہ جہنم انھیں ہر طرف سے گھیر لے گی اور انکے نیچے اوپر آگ ہی آگ ہوگی (اور یونہی سزا ہم دیتے ہیں اندھیر مچانے والوں کو)۔ بڑا جرم کرنے والے بڑے عذاب ہی کے مستحق ہوتے ہیں۔

قرآن مجید کا اسلوب یہ ہے کہ وعدہ اور وعید دونوں ساتھ ساتھ ذکر فرماتا ہے۔ اس سے پہلی آیتوں میں کفار کیلئے عذاب کی وعید بیان فرمائی تھی اور اب اگلی آیت میں مسلمانوں کیلئے ثواب کا وعدہ بیان فرمارہا ہے۔۔چنانچہ۔۔ارشاد فرمایا جارہا ہے کہ۔۔۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ؗ

اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے، ہم حکم ہی نہیں دیتے مگر جس کی سکت ہو۔

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۴۲﴾

وہ لوگ جنت والے ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں●

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

(اور جو ایمان لائے) اللہ تعالیٰ کی آیات پر (اور نیک عمل کئے) یعنی ان اعمال صالحہ کو اپنا
اوران پر عمل کرتے رہے، جو آیات مذکورہ سے مشروع ہیں۔۔الحتصر۔۔ایسے اعمال انجام دیتے رہے
جن میں رضائے الٰہی مطلوب ہو، ایسی بات بھی نہیں کہ ہم نے جن کاموں کا حکم دیا انھیں انجام د
۔۔یا۔۔جن کاموں سے روکا ہے اُن سے خود کو بچائے رکھنا انسانی طاقت وقوت سے باہر ہے۔اسلئے
کہ یہ ہماری سنت ہے کہ (ہم حکم ہی نہیں دیتے مگر) وہی، کہ مکلف میں (جس) پر عمل کرنے (کی
سکت ہو)۔۔الحتصر۔۔ابھی جن صالحین کا ذکر کیا گیا ہے، وہی (وہ لوگ) ہیں جو (جنت والے ہیں)
اور (وہ اس میں ہمیشہ) ہمیش (رہنے والے ہیں)۔

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ

اور ہم نے کھینچ لیا جو ان کے سینوں میں تھا کینہ۔ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۗ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ

اور سب نے کہا کہ ساری خوبی اللہ کیلئے ہے، جس نے ہمیں اس کی راہ دی۔۔۔ اور نہ راہ پاتے

لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۗ وَنُوْدُوْٓا

اگر نہ ہدایت فرماتا اللہ۔ بیشک آئے ہمارے پروردگار کے کئی رسول حق لے کر۔ اور انھیں ندا

اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾

دی گئی کہ یہ جنت ہے، جس کے تم وارث کیے گئے، جو تم عملِ صالح کرتے تھے●

اوران پر ہمارا کرم بالائے کرم (اور) خاص عنایت دیکھو کہ (ہم نے کھینچ لیا جو انکے سینوں
میں تھا) آپس میں ایک دوسرے سے (کینہ) اور سخت رنجش اور آپس کا بغض۔یعنی دنیا میں ایک
دوسرے پر جو کچھ بغض وعداوت کے اسباب انکے دلوں میں پیدا ہوئے، انھیں ہم نکال دینگے۔اسلئے
کہ وہ اسباب دنیا میں رہنے کی وجہ سے اور اس سے متعلق ہونے کی وجہ سے تھے۔اور اب جبکہ دنیا میں
نہ رہے، تو ان اسباب کا ہونا کس لئے؟

ذہن نشین رہے کہ حسد، بغض، کینہ وغیرہ دنیا میں شیطان کے وسوسے سے پیدا ہوتا ہے،
تو جب یہ دارِ آخرت میں پہنچیں گے، تو وہاں نہ شیطان ہوگا اور نہ کوئی وسوسہ ڈالنے والا ہوگا،
اسلئے کہ شیطان تو خود اپنے عذاب میں مبتلا ہوگا اور جب اُسے اس سے فراغت ہی نہ ہوگی،

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

تو قلب انسانی میں کس طرح وسوسہ ڈال سکے گا۔۔یا۔۔آیت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ ہم انکے قلوب سے حسد اور بغض وعداوت کو دھوڈالینگے۔تو جب انکے دلوں میں مادہ فاسد ہی نہیں رہا،تو وہاں آپس کی محبت کے سوا اور کچھ نہ ہوگا۔

اس ارشاد نے ظاہر فرمادیا، کہ دنیا میں حضرات ِابوبکر،عمر،عثمان،علی،طلحہ،زبیر،ابن مسعود،عمار بن یاسر،سلمان اور ابوذر،امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مابین معمولی طور پر جو اختلافات ہوئے۔۔یا۔۔جنگیں ہوئیں،آخرت میں انکے تمام خیالات وتصورات مٹادیئے جائینگے اور بھائی بھائی ہوکر بہشت کے بلند تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے نظر آئینگے،اور حال یہ ہوگا کہ صاف نظر آئیگا،کہ۔۔۔

(بہتی ہیں انکے) درختوں اور بالاخانوں کے **(نیچے نہریں)**،تاکہ انکے سرور اور لذت میں اضافہ ہو۔جب اہل جنت نے اپنی منزلیں دیکھیں،تو بول پڑے **(اور سب نے کہا،کہ ساری خوبی اللہ)** تعالیٰ **(کیلئے ہے،جس نے ہمیں اسکی راہ دی)** اور اپنے فضل وکرم سے ہمیں ہدایت بخشی اور اس دین حق کو قبول کرنے اور اعمالِ صالحہ کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائی۔ **(اور)** یہ حقیقت ہے کہ ہم جس بلند مرتبہ پر پہنچے،وہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہی کی وجہ سے پہنچے،ورنہ ہم **(نہ راہ پاتے)** اس مرتبہءعلیا تک پہنچنے کی، **(اگر نہ ہدایت فرماتا اللہ)** تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے۔

۔۔الختصر۔۔جب اہل جنت اپنے رسولوں کے دیئے ہوئے وعدوں کے مطابق نعمتوں کو آنکھوں سے دیکھیں گے،تو وہ خوشی اور سرور ومستی سے اقرار کرتے ہوئے،اپنی مسرت کا اظہار کرینگے اور اس بات کی شہادت دینگے،کہ **(بیشک آئے ہمارے پروردگار کے کئی رسول حق لیکر)** اور ہم نے انکی مدد سے راہِ توحید پائی۔اہل بہشت کو ملائکہ دور سے خوشخبری دینگے۔۔چنانچہ۔۔انھیں ملائکہ کے توسط سے پکارا گیا **(اور انھیں ندادی گئی)** اور خوشخبری سنائی گئی **(کہ یہ)** وہی **(جنت ہے)** جسکا تم سے وعدہ کیا گیا تھا،اور آج **(جسکے تم وارث کیئے گئے)** ہو،طریق شریعت اور سنت نبوی پر عمل کرنے کے سبب۔

حق تعالیٰ نے 'میراث' اس واسطے فرمایا کہ عطائے بے رنج ہے۔وراثت حاصل کرنے کیلئے کسی مشقت کی ضرورت نہیں پڑتی۔ہر چھوٹے بڑے کو بغیر مشقت ہی مل جاتی ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ جنت میں مسلمان میراث لینے والے ہیں کافروں سے۔۔چنانچہ۔۔ارشاد رسول ہے،کہ کوئی شخص ایسا نہیں ہے،کہ اسکی ایک جگہ بہشت میں اور ایک جگہ دوزخ میں نہ ہو۔۔ہاں۔۔جنت میں اپنی اس جگہ پر پہنچنے کیلئے ایمان کی شرط ہے اور جہنم میں کسی کو

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

اسکی اپنی جگہ پر اسکا کفر لیجائیگا۔

کافروں کیلئے جنت میں اسلئے جگہ مقرر فرمائی گئی ہے، تا کہ کوئی کافر یہ نہ کہہ سکے، کہ جب جنت میں ہمارے لئے جگہ ہی نہیں تھی، تو پھر اگر ہم ایمان لاتے بھی تو کیا فائدہ تھا؟ ہمیں جنت میں کہاں رکھا جاتا؟ یونہی جہنم میں جو جگہیں مسلمانوں کیلئے نامزد تھیں، تو اس سے انکو یہ فائدہ ملے گا کہ ان جگہوں کے بدلے جنت میں کافروں کی جو جگہیں ہیں، انکے وہ وارث ہو جائینگے۔

۔۔الختصر۔۔مسلمانو! جنت کی یہ وراثت اسکا ثمرہ ہے **(جو تم عمل صالح کرتے تھے)**۔

جنت میں جانے کا حقیقی سبب تو صرف اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے، لیکن اسکا ظاہری سبب وہ اعمال صالحہ ہیں اللہ تعالیٰ کے کریمانہ وعدے جن سے وابستہ ہیں۔ غور کیجئے کہ ہمارے اعمال کی حقیقت کیا ہے؟ انعامات الٰہیہ کے سامنے۔ تو ہمارے سارے اعمال انھیں دنیوی نعمتوں کا بدل نہیں ہو سکتے ۔۔بلکہ۔۔اگر بالفرض ایسا ہو کہ ہمارے بدن کا ہر بال زبان ہو جائے اور سب شکر الٰہی میں مصروف ہو جائیں اور اسکی ایک ہزار نعمتوں پر صرف ایک شکر ادا کرنے کا التزام کریں، جب بھی اسکی تمام نعمتوں کا شکر ادا کرنا ناممکن ہے۔

یہ بات تو ہر ایک سمجھ سکتا ہے، کہ کسی نے اگر کسی کو سو کروڑ روپے عطا کر دیئے اور اسکے عوض اس لینے والے نے عطا کرنے والے کو۔۔بالفرض۔۔پچاس ہزار دیدیا، تو کیا اس دینے والے کی عطا کا بدلہ ہو گیا؟ ۔۔الختصر۔۔ ہمارے جملہ اعمال جب خداوند کریم کے دنیاوی انعامات واحسانات کا بدل نہیں، تو وہ جنت کا بدل کیسے ہو سکتے ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ان اعمال صالحہ کے ساتھ حق تعالیٰ کے کچھ کریمانہ وعدے وابستہ ہیں اور یقین ہے کہ رب کریم اپنے فضل وکرم سے ان وعدوں کو ضرور پورا فرمائیگا۔ اور اپنے فضل وکرم سے جنت عطا فرمائیگا۔ تو اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہی جنت میں پہنچنے کا حقیقی سبب ہے۔

۔۔الختصر۔۔اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے جنتیوں کو بلند درجات عطا فرمائیگا، اور چونکہ اہل نار کے درجے جہنم میں نیچے ہونگے، تو ان دونوں کے درجات میں اتنا بڑا بُعد ہوگا، جسکی مقدار صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جنتیوں کو جہنمیوں کے درجوں پر جھانکنے کی قدرت دیگا، تو جنتی جھانک کر جہنم کے وسط کو دیکھے گا اور اپنے حال پر مسرور ہو کر اور اعداء اسلام کا برا حال دیکھ کر انھیں حسرت میں ڈالنے کی غرض سے انھیں پکارے گا۔ انکی خیریت لینے کیلئے نہیں، بلکہ انکو حسرت ویاس کا شکار بنانے کیلئے انھیں ندا کریگا۔ تو ایسا ہوگا۔۔۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَنَادٰۤی اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا

اور آواز دی جنتیوں نے جہنمیوں کو، "کہ ہم نے تو پالیا جو وعدہ فرمایا تھا ہم سے ہمارے پروردگار نے حق،

فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَیْنَهُمْ

تو کیا تم نے بھی پایا جو وعدہ کیا تھا تمہارے پروردگار نے حق؟" بولے 'ہاں'، تو انکے بیچ میں ہاتف نے صدا دی،

اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۴﴾

کہ "اندھیر والوں پر اللہ کی پھٹکار ہو"●

(اور) یہ صورت پیش آئیگی، کہ (آواز دی جنتیوں نے جہنمیوں کو، کہ ہم نے تو پالیا جو وعدہ فرمایا تھا ہم سے ہمارے پروردگار نے حق)۔۔الغرض۔۔جن جن ثوابوں کا ہم سے وعدہ کیا گیا، وہ سب ہمیں مل گیا اور وہ سارے وعدے سچ ثابت ہوئے، (تو کیا تم نے بھی پایا جو وعدہ کیا تھا تمہارے پروردگار نے) عذابوں کا (حق) یعنی سچ اور درست۔تو (بولے) دوزخی لوگ کہ (ہاں) یعنی ہم نے بھی وہ پایا جو کچھ حق تعالیٰ نے ہمارے تعلق سے فرمایا تھا۔ (تو ان کے بیچ میں ہاتفِ) غیبی یعنی حق تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ فرشتہ۔۔یا۔۔حضرت اسرافیل (نے صدا دی) اور کافروں کو مزید حسرت و یاس میں ڈال دیا، (کہ اندھیر والوں پر اللہ) تعالیٰ (کی پھٹکار ہو) جو ظلم کے آخری درجہ یعنی کفر تک پہنچ چکے ہیں، اور یہ وہ ہیں۔۔۔

الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ یَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ

جو روکیں اللہ کے راستہ سے، اور کرنا چاہیں اس کو ٹیڑھا۔

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۵﴾

اور وہ آخرت کے منکر ہیں●۔۔۔

(جو روکیں اللہ) تعالیٰ (کے راستہ سے) یعنی دین حق سے جو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ اور جنت کے داخلہ کا سبب تھا، (اور کرنا چاہیں اسکو ٹیڑھا) یعنی اس تلاش میں رہتے ہیں کہ کوئی بات مل جائے، جس سے ہم اللہ تعالیٰ کے واضح اور سیدھے راستے کو ٹیڑھا ثابت کر دیں، کیونکہ اسکو وہ اپنے گمان فاسد سے حق سے بہت دور سمجھتے تھے۔ (اور وہ آخرت کے منکر ہیں)۔۔چنانچہ۔۔انکا کہنا یہ ہے کہ مرنے کے بعد اٹھنا نہیں ہے۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمٰهُمْ ۚ وَنَادَوْا

اور جنت وجہنم کے درمیان ایک پردہ ہے، اور اعراف پر کچھ لوگ ہیں کہ سب کو پہچان لیں گے انکے حلیہ سے۔ اور پکارا

أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ أَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۚ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ ۝٤٦

جنتیوں کو "کہ آپ لوگوں پر سلام ہو"۔۔ یہ خود جنت گئے نہیں اور اسکی لالچ رکھتے ہیں ●

ان دونوں فریقوں یعنی اہل جنت (اور) اہل نار۔۔یا۔۔(جنت وجہنم کے درمیان ایک پردہ ہے) جیسے دیوار اور شہر پناہ، کہ دوزخی جنت میں نہ جائیں۔ اُس حجاب اور آڑ کو 'اعراف' کہتے ہیں۔ ایک قول کے مطابق 'اعراف' مشکِ سفید کا ایک ٹیکرا ہے (اور) اس (اعراف پر کچھ لوگ ہیں)۔ ان کی شان ایسی ہوگی کہ وہ بہشت اور دوزخ پر آگاہی رکھنے والے ہونگے۔ ایسا (کہ سب) جنتیوں اور دوزخیوں (کو پہچان لینگے ان کے حلیہ سے)۔ اس واسطے کہ جنتیوں کے چہرے سفید اور نورانی ہونگے اور دوزخیوں کے منہ کالے ہونگے۔

اس مقام کو 'اعراف' اسلئے کہتے ہیں، کہ وہاں کے رہنے والے دونوں فریق کے حال کے عارف اور پہچاننے والے ہونگے۔ اور یہ کون لوگ ہونگے، انکے تعلق سے بہت سارے اقوال منقول ہیں۔۔ الحتصر۔۔ یہ لوگ انبیاء علیہم السلام ہونگے۔۔یا۔۔ شہید لوگ۔۔یا۔۔ بزرگ مسلمان۔۔یا۔۔ ملائکہ مردوں کی صورت میں، اور 'اعراف' پر انکا ہونا انکی بزرگی کی دلیل ہے۔ اس واسطے کہ وہاں سے بہشت میں اپنے مقام دیکھیں گے اور فرحت ولذت حاصل کرینگے، اور عذاب دوزخ کو بھی دیکھیں گے اور اس سے نجات اور خلاصی پانے پر خوش اور مسرور ہونگے۔

ایک قول کی بنیاد پر 'اعراف' موضع بلند ہے صراط سے، کہ حضرات عباس، حمزہ، علی اور جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس پر ہونگے اور خدا کے دوستوں کو پہچانیں گے، تر وتازہ اور سفید نورانی چہرہ ہونے کی وجہ سے، اور خدا کے دشمنوں کو پہچانیں گے تیرگی اور روسیاہ ہونے کے سبب سے۔ ایک قول کے مطابق اعراف میں وہ لوگ جن کے نیک اور بد اعمال برابر ہونگے ۔۔یا۔۔ جن کے ماں باپ میں ایک ان سے راضی ہوگا اور دوسرا راضی نہ ہوگا۔۔یا۔۔ یہ وہ موحد لوگ ہونگے، جنھوں نے عمل میں تقصیر اور کمی کی ہے اور اس قول پر اعراف پر لوگوں کا

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

ہونا، انکے ثواب کی کمی کی جہت سے ہوگا، کہ وہ بہشت میں داخل ہونے کے مستحق نہیں ہیں۔

ان 'اہل اعراف' نے اپنے مقام سے آواز دی (اور پکارا جنتیوں کو) تہنیت اور مبارکبادی پیش کرنے کے طور پر، (کہ آپ لوگوں پر سلام ہو) اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر سلامتی وتحیت ہو۔۔۔یا۔۔ خوشا حال تمہارا کہ دارالسلام میں سلامتی سے پہنچے۔ یہ اس وقت کی بات ہے کہ ابھی (یہ) اہل اعراف (خود جنت گئے نہیں) یعنی ابھی 'اہل اعراف' جنت میں نہ داخل ہوئے ہونگے (اور اسکی لالچ رکھتے ہیں) یعنی وہ طمع رکھتے ہونگے کہ جنت میں داخل ہوں۔ ایک روایت یہ ہے کہ سب کے بعد یہ لوگ جنت میں داخل ہونگے۔

یہ بھی روایت ہے کہ 'اہل اعراف' کی نیکیوں اور برائیوں کا پلہ برابر ہوگا۔ وہ بہشت میں بھی دیکھیں گے اور دوزخ میں بھی اور کسی میں داخل ہونے کے واسطے کوئی عمل ان کو ترجیح دینے والا نہ ہوگا۔ پھر جب خلق کو سجدہ کرنے کا حکم کرینگے اور وہ آخری تکلیف ہے قیامت کے دن، تو اہل اعراف سجدہ کرینگے اور ان کی نیکی کا پلہ بھاری ہو کر انھیں دخول جنت کے واسطے ترجیح دیگا اور وہ جنت میں داخل ہو جائینگے۔ یہ دراصل ایک بہانہ ہے ان بعض 'اہل اعراف' کی مغفرت کیلئے رب غفور رحیم کی طرف سے، کہ 'دارالجزاء' کو ایک ساعت کیلئے انکے حق میں 'دارالعمل' بنا دیا۔ اور اللہ تعالیٰ مالک کل، قادر مطلق ہے، جو چاہے کرے۔

وَإِذَا صُرِفَتْ أَبْصَارُهُمْ تِلْقَاءَ أَصْحَابِ النَّارِ

اور جب ان کی آنکھیں پھیر دی گئیں جہنمیوں کی طرف،

قَالُوا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٤٧﴾

ع۸ ۱۲

بولے "پروردگارا نہ کر ہم کو ظالم قوم کے ساتھ"●

ان اہل اعراف کے تعلق سے یہ واقعہ بھی سبق آموز (اور) انکی ذہنی سوچ کی معرفت کیلئے سننے کے لائق ہے کہ (جب انکی آنکھیں) ایک فرشتے کے ذریعہ (پھیر دی گئیں جہنمیوں کی طرف) ۔۔۔الغرض۔۔۔ جب حکم الٰہی پا کر فرشتے نے انکا رخ دوزخیوں کی طرف کر دیا، تو انکا حال دیکھ کر یہ کہہ پڑے اور (بولے پروردگارا، نہ کر ہم کو ظالم قوم کے ساتھ) یعنی ہمیں اور انھیں دوزخ میں اکٹھا نہ کر ۔۔۔الحاصل۔۔۔ ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا یَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِیْمٰىهُمْ قَالُوْا

اور آواز دی اعراف والوں نے، ان لوگوں کو جن کو پہچانتے ہیں، قیافہ سے بولے،

مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَ مَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۸﴾

"کیا بنادیا تمہارا تمہاری جتھابندی نے؟ اور جو تم بڑے بنا کرتے تھے"●

(اور) پھر (آواز دی اعراف والوں نے ان لوگوں کو جن کو پہچانتے ہیں قیافہ سے) اور انکے چہرے کی سیاہی سے۔

یہ وہ لوگ ہیں جو کافروں کے سردار تھے اور پہلے ہی سے جانے پہچانے تھے۔ یعنی ولید ابن مغیرہ، ابوجہل اور عاص بن وائل اور انکے سوا دوسرے مشرکین کے سردار لوگ، جو دنیا میں کہتے تھے کہ بلال، عمار، اور صہیب ایسے فقیر صحابہ کو خدا جنت میں داخل کرے اور ہمیں دوزخ میں، ہرگز ایسا نہ ہوگا۔ اور قسم کھاتے تھے کہ ہمارے غلاموں اور چرواہوں کو خدا ہم پر تفضیل نہ دیگا۔

ایسوں کو مخاطب کر کے (بولے) اعراف والے، (کیا بنادیا تمہارا تمہاری جتھابندی نے)؟ یعنی دنیا میں تمہارے ساتھ تمہارے یاروں اور مددگاروں کی گٹھ بندی آج تمہارے کام نہ آسکی اور تم نے جو گروہ بنا رکھا، وہ تمہارے لئے کارآمد ثابت نہ ہوسکا (اور جو تم بڑے بنا کرتے تھے) اور متکبرانہ گفتگو کیا کرتے تھے اس سے بھی تمہارا عذاب نہ رک سکا۔ پھر 'اہل اعراف' حضرات بلال، عمار، سلمان، خباب اور صہیب اور انکے مثل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف اشارہ کرینگے اور کافروں سے کہیں گے، کہ۔۔

اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا یَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ

کیا جو تم قسم کھایا کرتے تھے کہ ان کو اللہ نہ لیگا اپنی رحمت میں، یہی غریب جنت میں یوں جانیوالے ہیں کہ داخل ہو جنت میں،

لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمْ وَ لَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۴۹﴾

نہ تمہیں کوئی ڈر ہے اور نہ تم رنجیدہ ہو●

(کیا جو تم قسم کھایا کرتے تھے کہ ان) نفوس قدسیہ والوں (کو اللہ) تعالیٰ (نہ لے گا اپنی رحمت میں)، تو اب دیکھو کہ خدا کی رحمت سے (یہی) جن کو تم نے (غریب) و نادار سمجھ رکھا تھا اور انھیں جنت کا مستحق نہیں خیال کیا تھا، ہاں وہی (جنت میں یوں جانے والے ہیں کہ) اللہ تعالیٰ اپنے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

کرم سے ان سے کہے گا کہ (داخل ہو) جاؤ (جنت میں، نہ تمہیں کوئی ڈر ہے) خوفزدہ کرنے والی چیزوں اور شدتوں سے، (اور نہ) ہی (تم رنجیدہ) خاطر (ہو) نے والے ہو۔ یعنی تمہیں اپنے مطلبوں اور مقصدوں کے فوت ہوجانے کا غم بھی نہ ہوگا۔۔۔

جب 'اہل اعراف' کو بہشت میں داخل کردیا جائیگا، تو دوزخیوں میں اسکے بعد امید اور فرحت پیدا ہوگی۔ عرض کرینگے، کہ اے اللہ ہمارے قرابتی جنت میں ہیں، ہمیں اجازت دے کہ ان سے باتیں کریں۔ حق تعالیٰ انھیں اجازت مرحمت فرمائیگا اور صورت حال یہ ہوگی، کہ جب جنتی لوگ دوزخیوں کو دیکھیں گے، تو وہ اپنے قرابت داروں کو نہ پہچان سکیں گے، اسلئے کہ انکی خلقت اور صورت بدل گئی ہوگی، مگر دوزخی لوگ انھیں پہچان لینگے اور انکے نام اور کنیت سے انھیں پکاریں گے۔ اور اُن سے جنت کا کھانا پینا مانگیں گے۔۔ الختصر۔۔

وَنَادٰۤى اَصۡحٰبُ النَّارِ اَصۡحٰبَ الۡجَـنَّةِ اَنۡ اَفِيۡضُوۡا عَلَيۡنَا مِنَ الۡمَآءِ

اور چلائے جہنمی لوگ جنتیوں سے، "کہ ہم پر کچھ پانی پھینک دو، یا جو روزی دی

اَوۡ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ‌ ؕ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ ۙ‏ ﴿۵۰﴾

تم کو اللہ نے"۔ جواب دیا جنتیوں نے، "کہ بے شک اللہ نے حرام فرمادیا دونوں کو کافروں پر"●

اجازت ہم کلامی پاکر آواز دی (اور چلائے جہنمی لوگ جنتیوں سے، کہ ہم پر کچھ پانی پھینک دو، یا) اس میں سے کچھ حصہ (جو روزی دی تم کو اللہ) تعالیٰ (نے) انواع و اقسام کے کھانے میں سے، تاکہ کھائیں ہم اور اپنی بھوک مٹائیں۔۔ نیز۔۔ پانی بھی اس مقدار میں ہو جو ہماری پیاس بجھا سکے۔ (جواب دیا جنتیوں نے) ان دوزخیوں کو (کہ بیشک اللہ) تعالیٰ (نے حرام فرمادیا) ہے جنت کے کھانے اور پینے۔۔ الغرض۔۔ ان (دونوں کو کافروں پر)۔

الَّذِيۡنَ اتَّخَذُوۡا دِيۡنَهُمۡ لَهۡوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتۡهُمُ الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا‌ ۚ فَالۡيَوۡمَ

جنھوں نے بنالیا اپنا دین کھیل کودکو، اور دھوکا دیا ان کو دنیاوی زندگی نے، تو آج ہم انھیں یاد سے محروم

نَنۡسٰٮهُمۡ كَمَا نَسُوۡا لِقَآءَ يَوۡمِهِمۡ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوۡا بِاٰيٰتِنَا يَجۡحَدُوۡنَ‏ ﴿۵۱﴾

کردینگے، جیسا کہ وہ خود محروم رہے اپنے اس دن کے پانے کی یاد سے۔ اور جو ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے●

(جنھوں نے) دنیوی زندگی میں (بنالیا اپنا دین کھیل کود کو)۔۔ چنانچہ۔۔ عید کے دن وہ کعبے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

کے گرد آتے تھے اور تالیاں بجاتے تھے اور کھیل تماشے میں لگ جاتے۔ تو انھوں نے اپنی خام خیالی سے کھیل کود ہی کو اپنا دین سمجھ رکھا تھا (اور) یہ اسلئے ہوا کہ (دھوکا) دے (دیا انکو دنیاوی زندگی نے اور طول مہلت نے، یہاں تک کہ خدا کو بھول گئے اور نہ سمجھے کہ دنیا غدار، مکار، اور فریب دینے والی ہے۔ (تو آج ہم انھیں) رحمت بھری (یاد سے محروم کردینگے) اور انکو ان کی بھول میں پڑا رہنے دینگے اور پھر انھیں جہنم رسید کردینگے (جیسا کہ وہ خود محروم رہے اپنے اس دن کے پانے کی یاد سے) یہاں تک کہ اس دن کے آنے کا خیال بھی ذہن میں نہیں لاتے تھے (اور) یہی وہ لوگ ہیں (جو) ہماری ربوبیت کی علامتوں اور (ہماری) کتاب کی (آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے)۔

آیاتِ سابقہ میں اللہ تعالیٰ نے 'اہل جنت'، 'اہل دوزخ' اور 'اہل اعراف' کے احوال تفصیل سے بیان فرمائے اور یہ بیان کیا کہ وہ ایک دوسرے سے کیا گفتگو کرینگے تاکہ ان کے کلام میں غور وفکر کر کے ان کاموں اور ان چیزوں سے بچیں، جو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا موجب ہیں اور اللہ تعالیٰ کی توحید کے دلائل میں غور وفکر کیلئے تیار ہوں۔

اب اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عظیم کتاب کی خصوصیات بیان فرمائیں، کہ ہم نے ایسی کتاب نازل کی جس میں جدا جدا احکام بیان کئے ہیں۔ جن کی وجہ سے ہدایت گمراہی سے ممتاز ہو جاتی ہے اور انسان الجھن اور پریشانی سے محفوظ رہتا ہے۔۔یا۔۔اسکا معنی یہ ہے کہ ہم نے اپنی اس کتاب میں اپنی آیات کو تفصیل سے بیان فرمایا ہے اور ان میں اجمال اور اغلاق نہیں ہے اور یہ کتاب ایمان والوں کیلئے ہدایت اور رحمت ہے۔ ہر چند کہ اس کتاب کی ہدایات تمام انسانوں کیلئے ہے، لیکن چونکہ اسکی ہدایت سے صرف مومن اور مسلمان ہی فائدہ اٹھاتے ہیں، اسلئے فرمایا کہ یہ کتاب ایمان والوں کیلئے ہدایت اور رحمت ہے ۔۔چنانچہ۔۔ارشاد ہوتا ہے کہ۔۔۔

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى

اور بیشک لائے ہم ان کے پاس کتاب، جس کو ہم نے مفصل فرمایا اپنے علم سے، ہدایت

وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾

ورحمت ان کیلئے جو مانیں●

(اور بیشک لائے ہم) ان گروہ کفار کی ہدایت کیلئے (انکے پاس کتاب جسکو ہم نے مفصل

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

(فرمایا) اور اسمیں جو کچھ ضروری اور کام میں آنے والی باتیں تھیں، سب کی تفصیل بیان فرمادی (اپنے علم سے)۔ یعنی جن باتوں کی ہم نے وضاحت کی ہے ان سب کا تفصیلی علم ہمیں حاصل ہے۔ تو جو بات کہی گئی وہ علم کی بنیاد پر کہی گئی ہے۔ اس کتاب کی خوبی یہ ہے کہ یہ (ہدایت) یعنی راہ دکھانے والی اور رحمت) یعنی رحمت والی ہے، خصوصی طور پر (انکے لئے جو مانیں)۔ اسلئے کہ یہی ایمان والے ہی اس سے فائدہ اٹھانے والے ہیں۔ ان کافروں کا عجیب حال ہے کہ جس کتاب سے انھیں ہدایت لینی چاہئے وہ اس سے ہدایت نہیں لیتے اور خواہ مخواہ کے انتظار میں اپنے کو ڈال رکھا ہے۔۔ چنانچہ۔۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ۭ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ

انھیں نہیں انتظار ہے مگر اس کے کہے کے انجام کا۔ جس دن اس کا انجام آئے گا، تو چلائینگے وہ، جو اسے بھولے تھے

مِنْ قَبْلُ قَدْ جَاۗءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَاۗءَ

پہلے سے، کہ بیشک آئے ہمارے پروردگار کے کئی رسول حق لے کر۔ تو کیا ہمارے کچھ سفارشی ہیں، کہ ہماری شفاعت

فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

کردیں، یا ہم واپس کیے جائیں، تو ہم کریں اسکے خلاف جو کیا کرتے تھے؟ بیشک گھاٹے میں ڈالا انھوں نے اپنے کو

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ۧ ۵۳

اور بیکار ہو گیا جو گڑھی گڑھی بات بکا کرتے تھے●

(انھیں نہیں انتظار ہے، مگر اسکے کہے کے انجام کا) یعنی وہ اس بات کے منتظر ہیں کہ اس کتاب میں خدا نے جو ثواب وعذاب کا جو وعدہ و وعید کیا ہے، دیکھیں کہ وہ سچ ہوتا ہے کہ نہیں۔ یہ بے خبر کیا جانیں کہ (جس دن اسکا انجام آئیگا) اور اسکے وعدے اور وعید کے اثرات ظاہر ہونگے۔۔ الغرض جب قیامت قائم ہو جائیگی، (تو) پھر (چلائیں گے وہ، جو اسے بھولے تھے پہلے سے) یعنی دنیا میں تو ایمان نہ لائے اور جب قیامت کے دن کلام الٰہی کا صدق ظاہر ہو جائیگا، تو وہ اعتراف کرینگے اور کہیں گے، (کہ بیشک آئے ہمارے پاس پروردگار کے کئی رسول حق لیکر) اور ہم نے انکی تکذیب کی اور یہ ہماری بڑی خطا تھی، (تو کیا ہمارے کچھ سفارشی ہیں کہ ہماری شفاعت کردیں یا ہم واپس کیے جائیں) دنیا میں، (تو ہم کریں اس کے خلاف جو کیا کرتے تھے)، یعنی ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیج کر نیک اعمال انجام دینے کا موقع دیا جائے، تا کہ انبیاء کرام کی تصدیق کریں، وحدت الٰہی کے قائل ہوں اور نبی

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

کریم کی پوری پوری اطاعت وفرمانبرداری کریں۔

انھیں کیا خبر؟ کہ یہ روز قیامت ہے، جو حساب وکتاب اور سزا و جزاء کا دن ہے، دنیا دوبارہ واپس کرنے کا دن نہیں ہے۔ انھیں ماننا تھا، تو دنیا ہی میں مان لیتے اور قیامت میں مان لینے وعدہ ان کیلئے مفید نہیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ کفر وشرک نے گویا ان کو نجس العین بنا دیا ہے۔ نجس پاک ہوسکتا ہے، مگر نجاست پاک نہیں ہوسکتی۔ تو اگر انھیں بالفرض دنیا میں بھیج بھی دیا جائے، تو یہ وہ کرینگے جواب تک کرتے رہے ہیں۔۔ الغرض۔۔ اپنے سارے وعدے فراموش کر کے اپنی پرانی روش اختیار کر لینگے۔

(بیشک گھاٹے میں ڈالا انھوں نے اپنے کو) یعنی اپنی عمر کا سرمایہ بتوں کی پرستش میں رائگاں کر دیا (اور بیکار ہوگیا جو گھڑی گھڑی بات بکا کرتے تھے) کہ بت ہمارے شفیع ہیں خدا کے پاس وغیرہ وغیرہ۔۔۔

قیامت کے دن کی منظر کشی کے بعد، اب پھر عہد رسالت میں موجود لوگوں کی طرف خطاب کا رخ پھیرا جا رہا ہے، جن میں وہ لوگ بھی تھے جنھوں نے بے شمار معبود بنا رکھے تھے۔

إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ

بیشک تمہارا پروردگار اللہ ہے، جس نے پیدا فرمایا آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن میں،

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ

پھر برابر مکمل کر دیا عرش پر۔۔۔ وہ ڈھانپ دیتا ہے باہم رات دن کو، کہ باہم لگے رہتے ہیں

حَثِيثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرٰتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا

جلد جلد۔ اور سورج کو، اور چاند کو، اور تاروں کو، سب مسخر اسکے حکم کے۔ یاد رکھو!

لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِينَ ۝

کہ اسی کی شان ہے پیدا کرنا اور حکم دینا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سارے جہان کا پالنے والا۔

تو لوگو! جان لو کہ (بیشک تمہارا پروردگار اللہ) تعالیٰ (ہے)، جو جمیع کمالات کا جامع ہے۔

چنانچہ۔۔ (جس نے پیدا فرمایا آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن میں) یعنی چھ وقتوں میں۔

چونکہ دن کا وجود گردش افلاک اور شمس وقمر کے دوروں سے وابستہ ہے اور انکا وجود بعد

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

میں ہوا، اسلئے یہاں دن سے وقت مراد لینا زیادہ مناسب ہے۔ چونکہ دن کی مقدار ہر ایک کیلئے جانی پہچانی ہے، تو اس سے لوگ وقت کی مقدار کا اندازہ لگا سکیں گے، تو تقریب فہم کیلئے وقت کی تعبیر دن سے کردی گئی۔ خالق مطلق، ایسا قادر مطلق ہے کہ اگر چاہتا، تو صرف ایک ہی دن میں بلکہ ایک ہی لمحے میں تمام کائنات کو پیدا فرمادیتا، لیکن چھ ۶ دنوں میں پیدا فرمانے کا ذکر کر کے اپنے بندوں کو بتادیا کہ دیر میں خیر ہوتی ہے۔

ویسے بھی عام طور سے دفعتاً تو حادثات ہوا کرتے ہیں، تو تدریجی عمل سے بھی یہ ہی ظاہر ہوتا ہے کہ کائنات کی تخلیق کوئی حادثہ نہیں، بلکہ ایک علیم وحکیم کے بنائے ہوئے منصوبے اور اسکے علم وحکمت کے تقاضوں کا تدریجی عمل ہے۔ ویسے یہ بات بھی ہے کہ اشیاء کو صرف لفظ کُنْ سے پیدا کرنے کی قدرت ہوتے ہوئے، انھیں بتدریج پیدا کرنا دلیل ہے قادر مطلق کی قدرت کاملہ پر، اور اشارہ ہے کہ کاموں میں دیر کرنے کی رعایت کی جائے، اور عجلت واضطراب سے بچا جائے، جیسا کہ ابھی اوپر ذکر ہوا کہ دیر میں خیر ہوتی ہے۔

۔۔الختصر۔۔آسمانوں اور زمینوں کی چھ ۶ دنوں میں تخلیق فرمائی **(پھر برابر مکمل کردیا)** اپنی شان کے لائق اپنے غلبہ واستیلاء کو۔۔چنانچہ۔۔اپنی ربوبیت کے امر کو مستقر فرمادیا اور انکے امر کا اجراء ہوا اور اس نے اپنی حکمت کے تقاضہ پر اپنی مصنوعات میں تدبیر فرمائی **(عرش پر)**، جو سب سے بڑی مخلوق اور ساری کائنات کو محیط ہے۔ اسلئے خصوصیت کے ساتھ اسکا ذکر فرمایا، کہ جو اس پر غالب ومستولی ہے، وہ ساری کائنات پر بدرجہ اولیٰ غالب ومستولی ہے۔ اب اسکا معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے کے بعد، جس طرح چاہا اپنے ملک پر تصرف فرمایا۔۔مثلاً: افلاک کو حرکت اور ستاروں کو گردش اور راتوں اور دنوں کو باری باری بدلنے کی قوت بخشی، اور حکمت کاملہ کے تحت جس طرح چاہا اپنی مصنوعات کو تیار فرمایا۔

چونکہ مترجم قدس سرہ نے اپنے ترجمہ میں 'مسلکِ سالم' کی رعایت فرمائی ہے، تو اسکی تفسیر میں اسی کا لحاظ کیا گیا ہے۔ رہ گیا 'مسلک اسلم'، تو یہ آیت کریمہ متشابہات میں ہے، جس میں مذکور استواء معلوم ہے، اسکی کیفیت مجہول ہے، اسپر ایمان واجب ہے، اس سے انکار کفر ہے، اور اسکے تعلق سے سوال بدعت وگمراہی ہے۔ رب تعالیٰ ہی جانے۔۔یا۔۔اسکے بتانے سے اسکے محبوبین ہی جانیں، کہ کلام سے رب تعالیٰ کی خود اپنی مراد کیا ہے؟۔۔۔'استوائے عرش' پر اپنی قدرت کاملہ اور اپنے امور میں اجراء احکام کے تصرف کو بیان فرما کر، اپنی قدرت

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وامر کے بعض دوسرے مناظر کا ذکر فرما رہا ہے۔

۔۔چنانچہ۔۔ارشاد ہوتا ہے، کہ (وہ ڈھانپ دیتا ہے باہم رات دن کو) یعنی رات کو دن کیلئے بمنزلہ ایک حجاب کے بنایا، کہ وہ اوراسکی تاریکی پردوں کے طور پر دن کو چھپالے۔

اسی سے یہ بھی سمجھ میں آجاتا ہے کہ جس طرح رات کی تاریکی دن کو چھپالیتی ہے، اسی طرح دن کی روشنی رات کو غائب کر کے اسکی تاریکی کو چھپالیتی ہے۔ مذکورہ بات سمجھ میں آنے کی وجہ یہ ہے، کہ قاعدہ ہے کہ ضدین میں سے ایک کا ذکر کیا جائے، تو اسکی ضداوراسکا مقابل خود بخود ذہن میں اُتر جاتا ہے، اسی لئے اسکی ضد کے ذکر کی ضرورت بھی نہیں رہتی۔

چونکہ دن اوررات کے گزر جانے کے بعد ایک دوسرے کا آنا بلا فصل ہوتا ہے، ایسا۔۔۔ (کہ باہم لگے رہتے ہیں جلد جلد)، تو ایسا لگتا ہے کہ گویا وہ ایک دوسرے کی طلب میں ہیں۔ (اور) پیدا فرمایا (سورج کو اور چاند کو اور تاروں کو) جو (سب) کے سب (مسخر) ہیں (اسکے حکم کے)۔

یعنی وہ تمام اللہ تعالیٰ کے حکم اوراسکی قضا وقدر کے تابع ہیں۔۔الغرض۔۔انکے طلوع و غروب کیلئے، جیسے وہ چاہتا ہے، یہ ویسے ہی سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ انکی حرکاتِ مقدرہ اور انکے احوال سب کے سب حکم الٰہی کے تحت ہیں۔

تو (یادرکھو کہ اسی کی شان ہے پیدا کرنا) تمام مخلوقات کا (اور حکم دینا) یعنی ان پر اپنا حکم نافذ کرنا اوران میں تصرف کرنا۔ اور کیوں نہ ہو؟ اسلئے کہ (اللہ تبارک وتعالیٰ) وحدانیت، الوہیت اور فردانیت کے ساتھ ساتھ ربوبیت کاملہ یعنی (سارے جہان کا پالنے والا) ہے۔

لوگو! سمجھ سے کام لو کہ جب خلق وامر صرف خدا ہی کیلئے ہے، تو کوئی بھی اس بات کا مستحق نہیں کہ اسکو معبود سمجھ کر کچھ مانگا جائے۔ خیال رہے کہ کسی کو معبود سمجھ کر پکارنا عبادت ہے۔۔ یونہی۔۔معبود سمجھ کر کچھ طلب کرنا دعا ہے۔ اب اگر کسی کو معبود نہیں سمجھا، اوراس سے کچھ طلب کیا، تو یہ دعا نہیں بلکہ سوال ہے۔ اور سوال غیر خدا سے کیا جاسکتا ہے۔۔الختصر۔۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝

تم لوگ دعا کرو اپنے پروردگار سے گڑگڑا کر اور آہستہ۔ بیشک وہ نہیں پسند فرماتا حد سے نکل جانے والوں کو●

(تم لوگ دعا کرو اپنے پروردگار سے) عاجزی اور زاری کے ساتھ، یعنی (گڑگڑا کر اور آہستہ) پوشیدگی کے ساتھ یعنی ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی اُسے پہچانو اوراسکی عبادت کرو۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

یادرکھو کہ تضرع آدمی کے محتاج ہونے کی نشانی ہے اور پوشیدہ رکھنا اخلاص کی دلیل ہے۔ اور جو محتاج مخلص ہو، وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید کیسے ہوسکتا ہے؟ اس مقام پر یہ بھی خیال رہے کہ دعا کرنے میں بھی حد سے تجاوز نہیں کرنا چاہئے، اور ہر حال میں راہ اعتدال ہی کو اپنانا چاہئے۔ تو دعا کرنے کو کرلو، مگر کسی ایسے کیلئے دعائے بد نہ کرنا، جو بددعا کا مستحق نہیں ۔۔یا۔۔ دعا میں ریاکارانہ طور پر نالہ وفریاد نہ کرنا۔۔یا۔۔ خدا سے ایسی چیز نہ مانگنا جو تمہارے لائق نہیں۔۔ مثلاً: انبیاء کرام کا مرتبہ اور آسمانوں پر چڑھ جانا وغیرہ۔ اسلئے کہ۔۔۔

(بیشک وہ) رب کریم (نہیں پسند فرماتا حد سے نکل جانے والوں کو)، دعا تو بعد کی چیز ہے اپنے کو دعا کرنے کے لائق تو بنالو۔۔۔

وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ؕ

اور مت فساد ڈالو زمین میں، اسکے درست ہوجانے کے بعد۔ اور دعا کرو اس سے ڈرتے ہوئے، رحمت کے لالچی بن کر۔

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾

بیشک اللہ کی رحمت نزدیک ہے، مخلص بندوں کے ●

(اور) کفر وظلم کے سبب (مت فساد ڈالو زمین میں) ایمان وعدل کے سبب (اسکے درست ہوجانے کے بعد)۔۔ المختصر۔۔ اپنے معبود برحق کو پکارو (اور) اس سے (دعا کرو اس) کے عذاب سے ڈرتے ہوئے) اور اسکے ثواب کی امید پر اسکی (رحمت کے لالچی بن کر)۔ (بیشک اللہ) تعالیٰ کی رحمت نزدیک ہے مخلص بندوں کے) جو نیک اعمال انجام دیتے ہیں۔۔یا۔۔ خدا کی ذات سے نیک امید وابستہ کئے ہوتے ہیں۔۔ المختصر۔۔ نیک عمل والے ہوں۔۔یا۔۔ نیک امید والے دونوں کو اس کی رحمت بے غایت اور فضل بے نہایت سے امید ہے۔۔ الغرض۔۔ اگر خدا کے وفادار لوگ اس سے امید رکھتے ہیں، تو ایمان والے جفا کار بھی اسکے سوا کوئی پناہ نہیں رکھتے۔

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ وہ آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے والا ہے۔ وہی کائنات میں حاکم اور تصرف کرنے والا ہے۔ اور اس نے انسان کیلئے کائنات کو مسخر کردیا ہے۔ اور اس نے انسانوں کو یہ ہدایت دی ہے کہ وہ اپنی ہر ضرورت میں اور ہر آفت اور مصیبت میں اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ اور اس نے یہ بیان فرمایا کہ اسکی رحمت

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

نیکی کرنے والوں کے قریب ہے۔ اور اب اس پر متنبہ فرمایا ہے کہ وہی رزاق ہے، اور حصول رزق کا اہم ذریعہ آسمانی بارش ہے، جسکی وجہ سے دریاؤں چشموں اور کنوؤں سے، انسانوں اور جانوروں کیلئے پینے کا پانی اور کھیتوں کو سیراب کرنے کیلئے، پانی فراہم ہوتا ہے اور جس طرح وہ بنجر زمین کو بارش کے ذریعہ سرسبز اور زندہ فرماتا ہے، اسی طرح قیامت کے دن مُردوں کو زندہ فرمائیگا۔۔ الحاصل۔۔ ارشاد ہوتا ہے کہ۔۔۔

وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا

اور وہی ہے جو چلاتا ہے ہوا کو، خوش خبری کیلئے اپنی رحمت سے آگے۔ یہاں تک کہ جب

أَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنَاهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَنزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا

ہوائیں اٹھالائیں بھاری بھاری بادل، تو بھیج دیا ہم نے اس کو بے جان مقام کیلئے، پھر اتارا ہم نے اس سے پانی کو،

بِهِ مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۚ كَذَٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٥٧﴾

پھر نکالا ہم نے اس سے قسم قسم کے پھل۔ اسی طرح ہم مُردوں کو بھی نکالیں گے۔ اب تو نصیحت قبول کرو●

(اور وہی ہے جو چلاتا ہے ہوا کو خوشخبری کیلئے اپنی رحمت سے آگے)۔ یعنی بارش جو رحمت الٰہی ہے اسکے آنے سے پہلے بادل اسکی آمد کی خوشخبری دے دیتے ہیں (یہاں تک کہ جب ہوائیں اٹھالائیں بھاری بھاری بادل) 'بادِ صبا' یعنی پوربی ہوا ابر کو زمین سے اٹھاتی ہے اور 'بادِ شمال' جمع کرتی ہے، اور 'بادِ جنوب' مینھ برساتی ہے اور 'بادِ دبور' یعنی پچھمی ہوا برسنے کے بعد تمام ابر کو متفرق کردیتی ہے۔ بہرتقدیر جب ہواؤں نے ابر کو اٹھایا (تو بھیج دیا ہم نے اس کو بے جان مقام کیلئے) تاکہ مُردہ زمین زندہ ہوجائے۔

(پھر اتارا ہم نے اس سے پانی کو) یعنی اس ابر کے ذریعہ پانی برسایا اور (پھر) اس پانی کے ذریعہ (نکالا ہم نے اس سے) یعنی زمین سے (قسم قسم کے پھل) وغیرہ اور جس طرح مردہ زمین کو نباتات سے ہم زندہ کرتے ہیں (اسی طرح ہم مُردوں کو بھی نکالینگے) انکی قبروں سے زندہ کرکے۔۔ الغرض۔۔ زمین کو زندہ کرنا مُردوں کو زندہ کرنے کا ایک نمونہ ہے، تو یہ سب کچھ معلوم کرکے (اب تو نصیحت قبول کرو) اور قیامت پر ایمان لاؤ اور اس صورت سے اس معنی پر دلیل پکڑو۔ اور یہ بھی اپنی جگہ ایک حقیقت۔۔۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ

اور اچھی جگہ کا سبزہ نکلتا ہے اپنے پروردگار کے حکم سے۔ اور جو خراب ہو چکی، نہیں پیداوار ہوتی اسکی،

اِلَّا نَكِدًا ؕ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّشْكُرُوْنَ ﴿۵۸﴾

مگر بمشکل تھوڑی۔ اسی طرح سے ہم طرح طرح بیان کرتے ہیں آیتیں، شکر گزار قوم کیلئے●

(اور) صحیح بات ہے کہ (اچھی جگہ) یعنی وہ جگہ جو پتھر اور ریگ سے پاک ہو، تو اس (کا سبزہ نکلتا ہے اپنے پروردگار کے حکم سے) بخوبی اور بآسانی (اور) اسکے برخلاف (جو) زمین (خراب ہو چکی) اور بنجر ہو گئی، تو (نہیں پیداوار ہوتی اسکی، مگر بمشکل) اور وہ بھی (تھوڑی)۔۔الغرض۔۔ایسی زمین سے محنت ومشقت کے بعد اچھی پیداوار حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ اتنی تھوڑی ہوتی ہے، جس میں کچھ فائدہ نہیں ہوتا اور محنت بے کار جاتی ہے۔

اس مثال میں حق تعالیٰ نے مومن کے دل کو پاکیزہ زمین سے تشبیہ دی اور کافر کے دل کو بنجر زمین کے ساتھ۔ پھر جب نصیحتوں کی بارش کلام الٰہی کے ابر سے مومن کے دل پر برستی ہے، تو طاعت وعبادت کے انوار اسکے جسم ظاہری پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور جب کافر کلام الٰہی سنتا ہے، تو اسکے دل کی زمین نصیحت کا بیج قبول نہیں کرتی، اور جو کار آمد صفتیں ہیں اُن میں سے کوئی صفت اس میں پیدا نہیں ہوتی۔ ارشاد خداوندی ہے کہ جس طرح یہ مثل ہم نے بیان کی۔۔۔

(اسی طرح سے ہم طرح طرح بیان کرتے ہیں آیتیں، شکر گزار قوم کیلئے) جو فہم وادراک کی نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں اور مثالوں میں غور وفکر کر کے انکا اعتبار کرتے ہیں۔ ہماری مثالیں احوال کے موافق ہوتی ہیں، مگر اسکو سمجھنے کیلئے فکر سلیم اور طبع مستقیم کی ضرورت ہے۔

۔۔المختصر۔۔ بارش تو ساری زمین کیلئے ہے، لیکن سرسبز وشاداب ہونا ہر زمین کا مقدر نہیں ۔۔یوں۔۔ انبیاء کرام کے ذریعہ ہدایت ونصیحت کے ابر کرم تو ہر قوم پر برسے، لیکن ان سے فائدہ اٹھا کر حیات ابدی حاصل کر لینا ہر ایک کے نصیب میں نہیں رہا، جیسا کہ انبیاء کرام کے واقعات اور انکی قوم کے حالات سے ظاہر ہے، جنکا ذکر نصیحت وعبرت کیلئے قرآن کریم فرما رہا ہے۔۔ چنانچہ۔۔ ارشاد ربانی ہے کہ۔۔۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ

البتہ بیشک بھیجا ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف، تو انھوں نے کہا "کہ اے میری قوم پوجو اللہ کو، نہیں ہے

مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّىْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۵۹﴾

تمہارا کوئی معبود اس کے سوا۔ بے شک میں ڈرتا ہوں تم پر بڑے دن کے عذاب کو"●

(البتہ بیشک بھیجا ہم نے نوح کو انکی قوم کی طرف)۔۔۔آپ کی قوم کے اکثر لوگ قابیل کی اولاد سے تھے اور بت پرست تھے۔۔۔(تو انھوں نے) اپنی قوم کو مخاطب فرما کر (کہا، کہ اے میری قوم پوجو اللہ) تعالیٰ (کو) کیونکہ وہ یگانہ ولاشریک ہے، اور یاد رکھو، کہ (نہیں ہے تمہارا کوئی معبود اسکے سوا) تو اسی کا حکم مانو اور اسکی عبادت میں دوسرے کو شریک نہ کرو۔ اور سن لو کہ (بیشک میں ڈرتا ہوں تم پر) اگر تم ایمان نہ لائے تو (بڑے دن کے عذاب کو)، وہ طوفان کا دن ہے۔۔یا۔۔قیامت کا روز۔ حضرت نوح کی بات سن کر۔۔۔

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۰﴾ قَالَ

بولے ان کی قوم کے چودھری لوگ، "کہ بیشک ہماری رائے میں تم کھلی گمراہی میں ہو"● انھوں نے جواب دیا

يٰقَوْمِ لَيْسَ بِىْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّىْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۱﴾

"کہ اے قوم مجھ میں کوئی گمراہی نہیں ہے، لیکن میں رسول ہوں سارے جہاں کے پروردگار کا"●

(بولے انکی قوم کے چودھری لوگ، کہ) اے نوح (بیشک ہماری رائے میں تم کھلی گمراہی میں ہو) کہ ہمیں اپنے خداؤں کی عبادت سے منع کر کے ایک خدا کی راہ بتاتے ہو۔۔تو (انھوں نے جواب دیا کہ اے قوم مجھ میں کوئی گمراہی نہیں ہے) اور میں راہ حق، طریق صواب سے دور نہیں ہوں (لیکن میں رسول ہوں سارے جہاں کے پروردگار کا) اور یہ میرا فریضہ ہے، کہ میں۔۔۔

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّىْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾

"تم لوگوں تک پہنچاتا ہوں اپنے پروردگار کے پیغاموں کو، اور تمہارا خیر خواہ ہوں اور اللہ کی عطا سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے"●

(تم لوگوں تک پہنچاتا ہوں اپنے پروردگار کے پیغاموں کو اور تمہارا خیر خواہ ہوں)۔۔چنانچہ۔۔ میں جو نصیحت کرتا ہوں اسکو قبول کر لینے ہی میں تمہاری بہتری ہے (اور اللہ) تعالیٰ (کی عطا سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے)۔۔الغرض۔۔وحی الٰہی نے مجھ پر سب کچھ ظاہر کر دیا ہے۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

چونکہ حضرت نوح کی قوم نے یہ نہیں سنا تھا، کہ جو قوم اپنے نبی کا انکار کرتی ہے اسپر عذاب الٰہی آجاتا ہے۔ پیغام خداوندی اور وحی الٰہی کے نام سے بھی وہ آشنا نہیں تھے۔۔لہٰذا۔۔ جب انھوں نے یہ سب کچھ حضرت نوح کی زبان سے سنا تو تعجب میں پڑ گئے، اسپر حضرت نوح نے فرمایا۔۔۔

أَوَعَجِبْتُمْ أَن جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنكُمْ لِيُنذِرَكُمْ

کیاتم بھو چکے ہوگئے کہ آئی تمہارے پاس نصیحت، تمہارے پالنہار کیطرف سے ایک ایسے شخص پر، جو تم میں سے ہے، تاکہ وہ تمکو ڈرائے

وَلِتَتَّقُوا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٦٣﴾

اور تاکہ تم ڈرو، اور کسی طرح رحم کیے جاؤ●

(کیاتم بھو چکے ہوگئے کہ آئی تمہارے پاس نصیحت تمہارے پالنہار کی طرف سے ایک ایسے شخص پر جو تم میں سے ہے) یعنی آدمی ہے اور تمہارا ہم زبان ہے اور وہ تم میں سے ہے، تمہارے نسب میں شریک ہے، تم اُسے جانتے ہو، وہ تمہیں جانتا ہے اور اسپر نصیحت۔۔یا۔۔بیان اترنے کا سبب یہ ہے (تاکہ وہ تم کو ڈرائے) گناہ کے عقوبت وعذاب سے، (اور تاکہ تم ڈرو) غضب الٰہی سے اور تقوے کی زندگی اختیار کرو (اور کسی طرح رحم کیے جاؤ) یعنی رحمتِ خداوندی کے مستحق بن جاؤ اور بخشے جاؤ تم شرک سے پرہیز کرنے کے سبب۔۔۔

فَكَذَّبُوهُ فَأَنجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ

توسب نے جھٹلایا انکو، تو ہم نے نجات دی انھیں ساتھیوں کے ساتھ کشتی میں۔ اور ڈبو دیا انھیں، جنہوں نے ہماری

كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا عَمِينَ ﴿٦٤﴾ ع

آیتوں کو جھٹلایا۔ بیشک وہ لوگ اندھے تھے●

(توسب نے جھٹلایا انکو)۔

اور پھر حضرت نوح نے قوم کے ہلاک ہوجانے کی دعا کی، اور خدا کے حکم سے ایک کشتی بنائی اور مومنوں کے ساتھ کشتی میں سوار ہو گئے۔ حق تعالیٰ نے طوفان بھیجا اور سب کافروں کو ہلاک کردیا۔ اور حضرت نوح علیہ السلام ان لوگوں کے ساتھ سلامت بچے جو کشتی میں سوار تھے۔۔چنانچہ۔حق تعالیٰ فرماتا ہے۔۔۔

(تو ہم نے نجات دی انھیں) ان (ساتھیوں کے ساتھ) جو (کشتی میں) انکے ساتھ سوار تھے (اور ڈبو دیا انھیں جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا) ہماری وحدانیت کی دلیلوں اور حضرت نوح کی نبوت کی تکذیب کی، (بیشک وہ لوگ اندھے تھے)۔ یعنی حق دیکھنے کی صلاحیت کھو چکے تھے۔۔ چنانچہ وحدانیت کی نشانیاں نہ دیکھ سکے۔۔۔

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ

اور عاد کی طرف ان کی برادری کے ہود کو۔ انھوں نے کہا، کہ "اے قوم پوجو اللہ کو، کوئی نہیں ہے

إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۚ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٦٥﴾

تمہارا معبود اسکے سوا۔ تو کیا تم لوگ ڈرتے نہیں"●

جس طرح ہم نے نوح کو انکی قوم کی طرف بھیجا، اسی طرح (اور) ویسے ہی اپنی سنت کو جاری رکھتے ہوئے، بھیجا ہم نے قومِ (عاد کی طرف انکی برادری) یعنی ان (کے) ہم قوم (ہود کو)۔

عاد چوتھی پشت میں حضرت ہود کے دادا تھے، انھیں کی طرف نسبت کر کے انکے قبیلے کو قوم عاد کے نام سے جانا پہچانا جانے لگا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت ہود عاد کے چچا کی اولاد میں سے تھے۔ قبیلہ عاد کے لوگ دراز قد اور فربہ، اور اس زمانے میں تمام روئے زمین پر اُن سے بڑا کوئی قبیلہ نہ تھا۔ اور بہت لوگ تھے اور مال جمع رکھتے تھے اور بت پرستی میں عمر بسر کرتے تھے، تو حق تعالیٰ نے ہود علیہ السلام کو ان پر رسول کیا، یہاں تک کہ حضرت ہود اس قبیلے میں آئے اور انھیں حق کی طرف بلایا۔

اور (انھوں نے کہا کہ اے قوم پوجو اللہ) تعالیٰ (کو) کیونکہ (کوئی نہیں ہے تمہارا معبود اسکے سوا) اور بت عبادت کے مستحق نہیں، (تو کیا تم لوگ) عذاب الٰہی سے (ڈرتے نہیں)؟ یہ سن کر۔۔۔

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ

بولے چودھری ان کی قوم کے جو کافر تھے، "کہ بیشک ہماری رائے میں تم بیوقوف ہو۔ اور بیشک ہمارے خیال میں

مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٦٦﴾ قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلَٰكِنِّي رَسُولٌ مِّن

تم جھوٹے ہو"● جواب دیا، کہ "اے قوم، مجھ میں کوئی بیوقوفی نہیں ہے، لیکن رسول ہوں سارے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٧﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ﴿٦٨﴾

جہان کے پالنے والے کا ● تم کو پہنچاتا ہوں اپنے پروردگار کے پیغام، اور میں تمہارا خیر طلب معتمد ہوں" ●

(بولے چودھری انکی قوم کے جو کافر تھے) اس واسطے کہ انکی قوم میں بعض اشراف مسلمان تھے، جیسے مرثد بن سعد اور انکے پیرو کار لوگ۔۔۔ الغرض۔۔۔ ان میں جو کافر تھے، وہ بولے (کہ) اے ھود (بیشک ہماری رائے میں تم بے وقوف ہو) کہ اپنے قدیم دین کو چھوڑ کر نئے دین کی طرف بلاتے ہو، (اور بیشک ہمارے خیال میں تم جھوٹے ہو) اس بات میں جو کہتے ہو۔۔۔ اسپر حضرت ھود نے۔۔۔ (جواب دیا کہ اے قوم مجھ میں کوئی بیوقوفی نہیں ہے) نہ ہی مجھ میں عقل کی کمی ہے، (لیکن رسول ہوں سارے جہان کے پالنے والے کا) اور اہل عالم کے رب کی طرف سے۔ (تم کو پہنچاتا ہوں اپنے پروردگار کے پیغام) کو، (اور میں تمہارا خیر طلب معتمد ہوں) یعنی نصیحت کرنے والا سچا امانتدار ہوں۔

اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ

کیا تم کو تعجب ہوا اسکا، کہ آئی تمہارے پاس نصیحت تمہارے پروردگار کی طرف سے ایسے پر، جو تم میں سے ہے، تاکہ تم کو ڈرائے۔

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِى الْخَلْقِ

اور یاد کرو، جب کہ بنادیا تھا تم کو جانشین قوم نوح کا، اور بڑھایا تمہارے ڈیل ڈول کے

بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٦٩﴾

پھیلاؤ کو، تو یاد کرتے رہو اللہ کی نعمتوں کو، کہ کامیابی پاؤ ●

(کیا تم کو تعجب ہوا اسکا کہ آئی تمہارے پاس نصیحت تمہارے پروردگار کی طرف سے ایسے پر جو تم میں سے ہے) یعنی تمہارا ہم زبان ہے، تمہارے نسب میں شریک ہے، تم اُسے جانتے ہو، وہ تمہیں پہچانتا ہے، اور یہ بیان اترنے کا سبب یہ ہے (تاکہ تم کو ڈرائے) عقوبت الٰہی سے، (اور) اے میری قوم ذرا (یاد کرو) اللہ تعالیٰ کی نعمت کو (جبکہ بنادیا تھا تم کو جانشین قوم نوح کا، اور بڑھایا تمہارے ڈیل ڈول کے پھیلاؤ کو) یعنی اس خدائی نعمت کو یاد کرو، کہ طوفان نوح سے قوم نوح کے تباہ ہوجانے کے بعد جس زمین میں وہ رہتے تھے، وہ تمہارے حوالے کردی اور زمین احقاف پر حضر موت سے عمان تک کے تم رہنے والے بن گئے۔ ایسے ہی تمہیں جسمانی قوت سے بھی نوازا اور دوسروں پر تمہیں غلبہ عطا فرمایا۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

--چنانچہ--جوان میں پستہ قد تھے، وہ ساٹھ ۶۰ گز کے تھے اور جو دراز قد تھے وہ سو ۱۰۰ گز کے تھے۔
(تو) اے میری قوم کے لوگو! (یاد کرتے رہو اللہ) تعالیٰ (کی نعمتوں کو) تا (کہ کامیابی پاؤ)
اور ان نعمتوں کے عملی طور پر شکرگزار ہو کر اپنے منعم حقیقی کی معرفت حاصل کرو، اور پھر کفر و شرک کی
لعنتوں سے چھٹکارا حاصل کر کے دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کر لو۔۔اس پیغام کو سن کر۔۔

قَالُوٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ

سب بولے "کہ تم ہمارے پاس اسلئے آئے ہو؟ کہ ہم ایک اللہ کو پوجیں اور چھوڑ دیں جن کو پوجتے تھے ہمارے باپ دادے

فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

تو جاؤ لے آؤ جس عذاب کا ہم سے وعدہ دیتے ہو، اگر سچے ہو"●

(سب بولے کہ) اے ھود، کیا (تم ہمارے پاس اسلئے آئے ہو، کہ ہم ایک اللہ) تعالیٰ (کو)
پوجیں اور چھوڑ دیں جن کو پوجتے تھے ہمارے باپ دادے)، تو سن لو ہم کسی طرح انکی پرستش
چھوڑینگے۔اور تو ہمیں عذاب سے ڈراتا ہے (تو جاؤ لے آؤ جس عذاب کا ہم سے وعدہ دیتے ہو، اگر
سچے ہو)۔عذاب نازل ہونے کی خبر دینے میں۔۔۔

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ۭ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ

جواب دیا، کہ "بیشک واقع ہو گیا تم لوگوں پر تمہارے پروردگار کی طرف سے نفرت و عذاب۔" "کیا تم جھگڑا نکالتے ہو مجھ سے

فِيْٓ اَسْمَاۗءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ

ان نام ہی نام پر، جو تم نے رکھ دیا اور تمہارے باپ دادوں نے؟ نہیں نازل فرمائی اللہ نے

بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝

جس کی کوئی سند۔ تو کرو عذاب کا انتظار، میں بھی ساتھ ساتھ نظر رکھتا ہوں●

(جواب دیا، کہ بیشک واقع ہو گیا تم لوگوں پر تمہارے پروردگار کی طرف سے نفرت) یعنی
برے، ناپسندیدہ اور قابل نفرت فعل پر ہونے والا غضب (وعذاب)۔یعنی وہ غضب جو ارادۂ انتقام کا
سبب ہو۔۔المختصر۔تم اسکے عذاب و غضب کے مستحق ہو چکے، اب اس عذاب کا نازل ہونا اتنا ہی یقینی
ہے، گویا کہ وہ واقع ہو چکا۔اور میری قوم کے لوگوں (کیا تم جھگڑا نکالتے ہو مجھ سے ان) اپنے خ

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

ساختہ بتوں کے (نام ہی نام پر)۔ایسے بے اصل نام پر جن کے معنی کی کوئی حقیقت نہیں، اور ایسے لایعنی نام (جو تم نے رکھ دیا) ہے (اور تمہارے باپ دادوں نے) گڑھ لیا ہے۔

--چنانچہ--تم ان میں بعضوں کو 'ساقیہ' کہتے ہو اور انکے تعلق سے یہ گمان رکھتے ہو کہ بارش انکے حکم سے نازل ہوتی ہے۔اور بعضوں کو 'حافظ' کہتے ہو اور انکے تعلق سے تمہارا خیال یہ ہے کہ سفر میں یہ تمہاری حفاظت کرتے ہیں۔اسی طرح بعضوں کو 'رازقہ' اور بعضوں کو 'سالمہ' کہتے ہو، اس گمان سے کہ ہمارا رزق اور سلامتی انھیں کے سبب سے ہے۔

اور صورتِ حال یہ تھی کہ یہ الفاظ بے اصل نام تھے، اس واسطے کہ بت جو کنکر پتھر کے تھے انھیں ان کاموں کی قدرت نہ تھی۔اسی لئے ھود علیہ السلام نے فرمایا کہ ان فرضی ناموں کے تعلق سے تمہارے جھگڑے تمہاری جہالت کا نتیجہ ہیں۔

کیونکہ یہ ایسے نام ہیں، کہ (نہیں نازل فرمائی اللہ) تعالیٰ (نے جسکی) پرستش جائز ہونے پر (کوئی سند) اور دلیل۔اور جب حق بات ظاہر ہوگئی اور تم ناحق جھگڑے پر اڑے ہو، (تو) امیدوار ہو جاؤ اور (کرو عذاب) نازل ہونے (کا انتظار۔میں بھی ساتھ ساتھ نظر رکھتا ہوں)۔تم اپنے اوپر عذاب دیکھو گے، اور میں تمہارے اوپر عذاب نازل ہوتا دیکھونگا---

--الختصر--جب اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل فرمانا شروع کیا، تو ان پر تین[۳] برس تک بارش نازل نہیں فرمائی، یہاں تک کہ وہ سب قحط میں مبتلا ہوگئے۔اس زمانہ میں جب کوئی بلا نازل ہوتی، تو لوگ اس جگہ کی طرف متوجہ ہوتے جہاں اب خانہ کعبہ ہے۔اس وقت وہاں سرخ ریت کا ایک ٹیکرا تھا--الغرض--مسلم و مشرک ہر ایک اس جگہ کی طرف رجوع کرتے اور اپنی حاجتیں عرض کرتے اور آفتیں دفع ہونے کی دعا کرنے کے بعد، اپنے مطالب کو پہنچتے اور خوف سے نجات پاتے۔

--چنانچہ--قوم عاد نے اس سفر کا سامان کیا اور قیل بن عنز اور مرثد بن سعد کی جو قبیلے کے سردار تھے قیادت میں ستر[۷۰] افراد مکہ معظمہ گئے۔اس وقت معاویہ بن بکر مکے کا حاکم تھا، اسکے یہاں یہ لوگ اترے اور رسم ضیافت کے بعد، ان لوگوں نے اجازت لیکر چاہا کہ دعا اور پانی مانگنے کو اُس مقام پر جائیں۔مرثد جو قوم میں ایک رئیس تھا اور حضرت ھود علیہ السلام پر ایمان رکھتا تھا، بولا کہ تمہاری دعا سے بارش نہ ہوگی۔ہاں اگر تم ھود علیہ السلام کی اطاعت کرو

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

اور پھر توبہ واستغفار کے دروازے پر آؤ، تو ضرور تم پر رب کریم بارش نازل فرمائیگا۔ یہ سن کر قیل اور اسکے یاروں نے معاویہ سے درخواست کی۔۔ چنانچہ۔۔ اس نے مرثد کو قید اور نظر بند کر دیا اور دعا کے مقام پر نہ جانے دیا۔

۔۔ الختصر۔۔ جب قیل اپنی قوم کے ساتھ اس مقام پر گیا اور دعا مانگی، اے خدا قوم عاد بارش چاہتی ہے اسے عطا فرما، فوراً ہی ابر کے تین ٹکڑے اٹھے، ایک سفید، ایک سیاہ اور ایک سرخ، اور ہاتف غیبی نے نداء کی، اے قیل! ان میں سے جسکو تیرا جی چاہے، اپنی قوم کے واسطے اختیار کر۔ اس نے ابر سیاہ اختیار کیا، اس واسطے کہ ابر سیاہ سے بہت بارش ہوتی ہے۔ پھر مکہ سے اپنی قوم سمیت باہر آیا اور اپنی قوم کے شہروں کی طرف چلا۔ جب وادی مغیث میں پہنچا کہ وہاں بھی اسکی قوم کے لوگ رہتے تھے، تو ان لوگوں کو ابر کی خوشخبری سنائی، تو پوری قوم بہت خوش ہو کر ابر کی خوشی میں اپنے گھروں سے باہر نکل آئی، پس ان پر عذاب الٰہی نازل ہوا۔ اس واسطے کہ اس ابر میں رِیح عاصف تھی، جسے آندھی کہتے ہیں۔ اُس آندھی نے سات آٹھ دن میں تمام قوم عاد کو ہلاک کر دیا اور ھود علیہ السلام اپنی قوم سمیت صحیح سلامت رہے۔ حق تعالیٰ مومنوں کی نجات اور کافروں کے ہلاک ہونے کی خبر دیتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے۔۔۔

فَأَنْجَيْنَٰهُ وَٱلَّذِينَ مَعَهُۥ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ ٱلَّذِينَ

تو بچالیا ہم نے ان کو اور جو ان کے ساتھی تھے اپنی رحمت سے، اور کاٹ کے رکھ دی ہم نے جڑ ان کی،

كَذَّبُوا۟ بِـَٔايَٰتِنَا ۖ وَمَا كَانُوا۟ مُؤْمِنِينَ ﴿٧٢﴾ ع ۹ ۸ ۱۶

جنھوں نے جھٹلایا تھا ہماری آیتوں کو، اور ماننے نہ تھے ●

(تو بچالیا ہم نے انکو) یعنی ھود علیہ السلام کو (اور جو انکے ساتھی تھے) اور دین میں انکی متابعت کرتے تھے۔۔ الغرض۔۔ ان سب کو ہم نے عذاب سے نجات دی (اپنی رحمت) اور اپنے فضل وکرم (سے)۔ یعنی کسی کی نجات دنیوی ہو۔۔ یا۔۔ نجات اخروی، وہ حقیقی طور پر اسکے عمل کا نتیجہ نہیں، بلکہ صرف فضل ربانی کی دین ہے۔ (اور) اسکے برخلاف (کاٹ کے رکھ دی ہم نے جڑ انکی جنھوں نے جھٹلایا تھا ہماری آیتوں کو)، یعنی جنھوں نے تکذیب کی اور ایمان نہ لائے، ہم نے انکا استیصال کیا اور بیخ و بنیاد سے انھیں اکھاڑ دیا (اور) ایسا اسلئے ہوا کہ قوم عاد والے (ماننے نہ تھے) وحدت معبود اور رسالت ھود علیہ السلام کو۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ

اور ثمود کی طرف ان کی برادری کے صالح کو۔۔۔ انھوں نے کہا "کہ اے قوم پوجو اللہ کو، نہیں ہے تمہارا کوئی معبود

غَیْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً

اس کے سوا۔ بیشک آگئی تمہارے پاس روشن دلیل تمہارے رب کی طرف سے۔ یہ ہے اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے معجزہ،

فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا

تو اس کو چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھاتی رہے۔ اور برائی سے تم اس کو

بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۷۳﴾

ہاتھ نہ لگاؤ، کہ تم کو پکڑ لے دکھ دینے والا عذاب"●

ہم نے جس طرح نوح کو انکی قوم کی طرف اور ھود کو انکی قوم کی طرف مبعوث کیا (اور) انکا رسول بنایا، اسی طرح بھیجا ہم نے قوم (ثمود کی طرف انکی برادری کے صالح کو)، جو انکے ہم نسب تھے۔

ثمود حضرت صالح کی پانچویں پشت میں تھے۔قبیلہ ثمود عرب کا ایک قبیلہ تھا جسکا نسب حضرت نوح سے یوں ملتا تھا، ثمود بن عابر بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام اور انکے مکان ملک حجاز اور ملک شام کے بیچ اس جگہ تھے جسے 'حجر' کہتے تھے۔ یہ لوگ بھی بت پرست تھے۔

۔۔چنانچہ۔۔(انھوں نے) یعنی حضرت صالح نے (کہا کہ اے قوم پوجو اللہ) تعالیٰ (کو)۔ نہیں ہے تمہارا کوئی معبود اسکے سوا) یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی عبادت کا مستحق نہیں۔

قوم ثمود چونکہ بہت کثرت سے تھی اور اسکو زور وزر بہت حاصل تھا، اس وجہ سے صالح علیہ السلام کی تکذیب کی۔۔چنانچہ۔۔انکی قوم کے لوگ بولے کہ ہمیں کوئی معجزہ دکھایئے جو آپ کی نبوت پر ہمارے واسطے دلیل ہو۔ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کیا معجزہ چاہتے ہو، وہ بولے کل ہمارے ساتھ میدان میں چلئے، کل ہماری عید ہے ہم بتوں کو آرائش کر کے نکالینگے، تو بھی اپنے خدا سے کچھ مانگ، ہم بھی اپنے خداؤں سے کچھ مانگیں۔ پھر جسکی دعا قبول ہو جائے دوسرے سب اسکی اطاعت کریں۔۔المختصر۔۔حسب پروگرام سب باہر نکلے اور ان بت پرستوں کی جو حاجت تھی بتوں سے مانگی، مگر کسی کے پورے ہونے کا اثر بھی ظاہر نہیں ہوا۔ پس ذلیل وشرمندہ ہو کر سبھوں نے سر جھکا لئے۔ جندع بن عمر کہ شرفاء قبیلہ

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

میں سے ایک شخص تھا، اس نے ایک پتھر کی طرف اشارہ کیا، جسکا نام 'کاثبہ' تھا اور بولا کہ اے صالح اس پتھر سے ایک اونٹنی 'بختی اونٹ' سے مشابہ جس پر بال بہت ہوں اور وہ گابھن ہو، ہمارے واسطے نکال۔

حضرت صالح نے فرمایا کہ اگر میرا خدا اپنی قدرت کاملہ سے، کہ اس میں عجز کا کوئی دخل نہیں، ایسی اونٹنی پیدا کردے، تو کیا کروگے؟ وہ بولے کہ ہم ایمان لائینگے اور تیرے خدا کی عبادت کرینگے، اور اس بات پر قسم کھائی۔ حضرت صالح علیہ السلام نے دو رکعت نماز پڑھی اور دعا میں حق تعالیٰ سے وہ معجزہ ظاہر کرنے کی درخواست کی، فوراً پتھر کو حرکت ہوئی اور جیسے اونٹنی جنتے وقت چلاتی ہے، اُسی طرح کی آواز اس پتھر میں سے نکلی اور وہ پتھر پھٹ گیا، اور جیسی اونٹنی اس قوم کے لوگ چاہتے تھے اس پتھر میں سے باہر نکل آئی۔ بہت بڑی اونٹنی تھی اور پیدا ہوتے ہی اپنے برابر بچہ جنی۔ لوگوں نے اُسے دیکھا۔ جندع کو ایمان کی توفیق رفیق ہوئی، وہ فوراً ایمان لایا۔ اور قبیلۂ ثمود کے باقی شرفاء گمراہ رہے اور منکر ہوئے۔ غرضیکہ وہ اونٹنی قوم میں رہی اور انکی چراگاہوں میں چرتی اور انکے کنوؤں کا پانی دوسرے دن باری سے اُسے ملتا۔

حضر صالح نے یہ معجزہ ظاہر ہونے کے بعد اپنی قوم سے کہا، کہ (**بیشک آگئی تمہارے پاس روشن دلیل تمہارے رب کی طرف سے**) جو اسکی کمال قدرت اور میری صحت رسالت پر دلیل ہے۔ دیکھو (**یہ ہے اللہ**) تعالیٰ (**کی**) 'سنگ کاثبہ' سے پیدا کی ہوئی (**اونٹنی تمہارے لئے**)، تمہارا فرمائشی (**معجزہ**)، جسکو تمہارے مطالبے پر اللہ تعالیٰ نے تخلیق کے تعلق سے جو عادت جاری ہے، اس سے الگ صرف اپنی قدرت کاملہ سے پیدا فرمایا ہے، (**تو**) تم معجزہ دیکھ کر ایمان لانے کا اپنا عہد پورا کرو۔۔۔ نیز۔۔۔ اس معجزہ کے طور پر پیدا ہونے والی اونٹنی کا پاس ولحاظ کرو اور (**اسکو چھوڑ دو کہ اللہ**) تعالیٰ (**کی زمین میں کھاتی رہے**) اور تم کو اسکے کھانے میں کچھ رنج اور تکلیف نہ ہو، یعنی بخوشی جہاں سے وہ چاہے اُسے چرنے دو (**اور برائی سے تم اس کو ہاتھ نہ لگاؤ، کہ تم کو پکڑ لے دکھ دینے والا عذاب**)۔

دردناک عذاب کا مستحق ہونا اونٹنی کو تکلیف پہنچانے کے سبب سے نہیں، بلکہ اپنا مطلوبہ معجزہ دیکھ کر پھر کفر پر انکے قائم رہنے کے سبب سے تھا، اور اس اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالنا کفر میں انکے تکبر کی دلیل ہے۔۔۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّ بَوَّاَكُمْ فِی الْاَرْضِ

"اور یاد کرو جب کہ تم کو بنادیا تھا جانشین عاد کا، اور زمین میں

تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّ تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُیُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا

تم کو ٹھکانہ دیا، کہ بناتے ہو نرم زمین پر محل، اور تراشتے ہو پہاڑوں میں گھر۔ تو یاد رکھا کرو

اٰلَآءَ اللّٰهِ وَ لَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۝

اللہ کی نعمتوں کو، اور مت پھرو زمین میں فساد مچاتے●

اے میری قوم کے لوگو! عقل سے کام لو (اور یاد کرو) خدا کی نعمت کو (جبکہ تم کو بنادیا تھا جانشین عادکا) قوم عاد کو ہلاک کرنے کے بعد (اور زمین) حجر (میں تم کو ٹھکانہ دیا) جہاں پہلے قوم عاد کی بستی تھی۔ اور تم کو یہ ہنر دیا (کہ بناتے ہو نرم زمین پر محل) تاکہ جاڑے میں آرام سے رہا جاسکے (اور) ایسی طاقت دی، کہ (تراشتے ہو پہاڑوں میں گھر) گرمی میں رہنے کیلئے (تو) اب تم پر لازم ہے کہ (یاد رکھا کرو اللہ) تعالیٰ (کی نعمتوں کو) یعنی زمین پر محلوں میں رہنا اور پتھر کھودنے کی قوت، یہ سب خدا ہی کی عطا کردہ نعمتیں ہیں، تو انکو فراموش نہ کرو اور عملی طور پر بھی ثبوت دو، کہ تمہیں خدا کی نعمتیں یاد ہیں اور تم اسکے شکر گزار ہو۔

۔۔الحتصر۔۔ان نعمتوں کے شکر میں حق تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کرو (اور مت پھرو زمین میں فساد مچاتے)۔

انھوں نے حضرت صالح علیہ السلام کو تو کوئی جواب نہ دیا اور مومنوں سے الجھ گئے اور ان سے معترض ہوئے۔۔چنانچہ۔حق تعالیٰ خود فرماتا ہے۔۔کہ۔۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ

کہا ان کی قوم کے چودھریوں نے، جو بڑے بنتے تھے ان سے، جو کمزور کردیئے گئے تھے،

اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ

جو ان میں سے مان گئے تھے، کہ "کیا تمہارے نزدیک صالح اپنے پروردگار کے رسول ہیں"۔

قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝

انھوں نے کہا کہ بیشک ہم مانتے ہیں جو کچھ پیغام دیا گیا انکے ذریعہ سے"●

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

(کہا انکی قوم کے چودھریوں نے جو بڑے بنتے تھے ان سے جو کمزور کردیئے گئے تھے) ا
ضعیف وکمزور اور عاجز و بے چارہ ہونے کے باوجود (جوان) کی قوم (میں سے مان گئے تھے)
ایسوں کو مخاطب بنا کر چودھریوں نے سوال کیا (کہ کیا تمہارے نزدیک صالح اپنے پروردگار کے
رسول ہیں) یہ بات انھوں نے بطورِ استہزاء کہی۔ اس سوال کے جواب میں (انھوں نے کہا، کہ بیشک
ہم مانتے ہیں جو کچھ پیغام دیا گیا انکے ذریعہ سے)۔۔ چنانچہ۔۔ ہمارا ایمان خدا کی توحید پر بھی ہے او
اس بات پر بھی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ یہ سن کر۔۔۔

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۷۶﴾

بولے وہ، جو بڑے بنتے تھے، "کہ ہم لوگ جس کو تم مانتے ہو اس کے منکر ہیں"●

(بولے وہ جو بڑے بنتے تھے کہ ہم لوگ جسکو تم مانتے ہو اسکے منکر ہیں)۔
قوم اس اونٹنی سے بہت تنگ آ گئی، اس واسطے کہ جس دن اسکی باری ہوتی تھی، تو وہ انکے کنوؤں کا سب پانی پی جاتی تھی اور جس دن قوم کی باری ہوتی، تو کنوؤں کا پانی انکے جانوروں کو کافی نہ ہوتا تھا اور دوسرے یہ کہ گرمی کے دنوں میں پہاڑ کی آڑ میں چلی جاتی کہ وہاں خنکی ہوتی ہے اور قوم کے چوپائے اس سے ڈر کر پہاڑ سے میدان میں بھاگ آتے، اس سبب سے انھیں نقصان پہنچتا تھا۔ دو عورتیں عنیزہ اور صدوقہ نام کی' جن کے چوپائے بہت تھے' ان پر یہ صورت بہت شاق ہوئی، تو انھوں نے قیدار بن سالف اور مصدع بن دہر کو آمادہ کیا اور ان دونوں نے اونٹنی کے پاؤں کاٹ کر اُسے ہلاک کر ڈالا۔ انکا یہ فعل ان پر عذاب نازل ہونے کا سبب بن گیا۔۔ الغرض۔۔ قوم نے حضرت صالح کی ہدایات کا پاس و لحاظ نہیں کیا۔

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُ نَآ
چنانچہ کوچیں کاٹ لیں انھوں نے اونٹنی کی، اور سرکشی کی اپنے پروردگار کے حکم سے، اور بکنے لگے، کہ "اے صالح لاؤ تو جس کا ہم سے
اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۷۷﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا
وعدہ دے رہے ہو، اگر رسول ہو"● تو پکڑا ان کو زلزلہ نے، تو وہ

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۷۸﴾

اپنے گھروں میں اوندھی لاش ہو گئے●

(چنانچہ کوچیں کاٹ لیں انھوں نے اونٹنی کی اور سرکشی کی اپنے پروردگار کے حکم سے اور بکنے لگے کہ اے صالح لاؤ تو جسکا ہم سے وعدہ دے رہے ہو، اگر رسول ہو) یعنی اگر آپ برحق رسولوں میں سے ہیں، تو وہ عذاب لاؤ جس سے ہمیں ڈراتے رہے ہو۔ یہ سب کچھ انھوں نے بطورِ استہزا کہا۔۔۔

(تو پکڑا انکو) اونٹنی کو قتل کرنے کی سزا میں (زلزلہ نے، تو وہ اپنے گھروں میں اوندھی لاش ہو گئے)۔ زلزلہ آنے سے پہلے اونٹنی کو قتل کر دینے کی قوم کی سرکشی کو دیکھا۔۔۔

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ

تو ہٹ گئے ان سے صالح اور کہا کہ "اے قوم! بیشک میں نے تو پہنچا دیا تمہیں اپنے پروردگار کا پیغام

وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۷۹﴾

اور خیر خواہی کی تمہاری۔ لیکن تم اچھا جانتے ہی نہیں خیر خواہوں کو"●

(تو ہٹ گئے) اور کنارہ کش ہو گئے (ان سے صالح اور) ان سے براہِ حسرت (کہا، کہ اے قوم بیشک میں نے تو پہنچا دیا) تھا (تمہیں اپنے پروردگار کا پیغام اور خیر خواہی کی تمہاری، لیکن) تمہارا تو حال ایسا رہا کہ (تم اچھا جانتے ہی نہیں خیر خواہوں کو)۔ وہ خیر خواہ جو مہربانی کی راہ سے تمہیں ایمان کی طرف بلاتے ہیں اور نفس اور شیطان کی اتباع سے منع کرتے ہیں۔

انکے عذاب کی کیفیت یہ تھی کہ ہوا سے بڑے بڑے پتھر برستے جو انکے سروں پر پڑ کر انھیں ریزہ ریزہ کر دیتے۔ جونہی انھوں نے یہ کیفیت دیکھی، تو زمین میں گڑھے کھودے، تاکہ ان گڑھوں میں چھپ جائیں، لیکن وہ ہوا اتنی زوردار تھی کہ زمین کے نیچے زور لگا کر انکے دو دو آدمیوں کو اوپر اٹھا اٹھا کر انکو آپس میں ٹکرا دیتی، پھر انھیں زمین میں اس زور سے پھینکتی کہ زمین میں دھنس جاتے۔ اس حالت کو تمام اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہے اور انکی چیخ و پکار اپنے کانوں سے سنتے رہے، یہاں تک کہ تمام کے تمام فنا و برباد ہو گئے۔

وہ جن جانوروں کے مالک تھے وہ سارے جانور بھی تباہ ہو گئے۔ یہ مال و متاع کی تباہی و بربادی بھی ان پر عذاب کا ایک حصہ تھی، کہ جس پر مغرور تھے اسکا بھی حشر دیکھ لیں۔ بیشک

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے اپنے افعال میں ہزار حکمتیں ہوتی ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ جانوروں کی بربادی سے انکے مالکوں کو عذاب محسوس ہو، مگر جانوروں کیلیئے وہی راحت ہو۔ ھود علیہ السلام اور آپ کے ماننے والے ایک مقام پر محفوظ رہے، جہاں انھیں وہی ہوا ٹھنڈی بھینی بھینی خوشبودار ہوکر پہنچتی۔

وَلُوۡطًا اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهٖۤ اَتَاۡتُوۡنَ الۡفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمۡ بِهَا مِنۡ

اور لوط کو، جبکہ کہا اپنی قوم سے، کہ کیا بے شرمی تم کرتے ہو، جس کو نہیں کیا تم سے پہلے

اَحَدٍ مِّنَ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّكُمۡ لَتَاۡتُوۡنَ الرِّجَالَ شَهۡوَةً مِّنۡ

کسی نے سارے جہان میں ● ارے، تم جاتے ہو مردوں کے پاس شہوت کو

دُوۡنِ النِّسَآءِ ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ مُّسۡرِفُوۡنَ ﴿۸۱﴾

چھوڑ کر عورتوں کو۔ بلکہ تم لوگ بے جا کام کرنے والے ہو●

مذکورہ بالا رسولوں کی طرح ہم نے مبعوث کیا (اور) بھیجا (لوط) ابن ہاران ابن تارح یعنی ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے (کو) اہل مؤتفکات کی طرف۔

یعنی انکی طرف جن کی بستیوں کو اللہ تعالیٰ نے مع انکے بسنے والوں کے الٹ دیا۔ وہ پانچ شہر تھے:۔ ۱۔ سدوما جو سب شہروں میں بڑا تھا۔ ۲۔ عامورہ۔ ۳۔ داوما۔ ۴۔ صلوبورا اور۔ ۵۔ صفودا۔ یا۔ صعودا ہر ہر شہر میں چار چار ہزار آدمی تھے۔ اور حضرت لوط علیہ السلام سدوما میں آئے اور خلق کو خدا کی طرف بلایا اور انتیس ۲۹ برس ان لوگوں میں رہے اور نیک کاموں کا حکم کرتے رہے اور برائیوں سے روکتے رہے۔ انکے برے کاموں میں سے ایک لواطت تھی۔ حق تعالیٰ نے امت مرحومہ کو انکے انجام کار سے خبر دی اور فرمایا اے محبوب یاد کرو تم لوط علیہ السلام کا قصہ!۔۔۔

(جبکہ کہا اپنی قوم سے کہ کیا بے شرمی تم کرتے ہو) یعنی لواطت جیسا قبیح تر کام انجام دیتے ہو۔ یہ کام ایسا قبیح ہے (جسکو نہیں کیا تم سے پہلے کسی نے سارے جہان میں)۔

(ارے) بے وقوفو! اور بے شرمو! (تم جاتے ہو مردوں کے پاس شہوت کو) یعنی مباشرت کی رو سے (چھوڑ کر) ان (عورتوں کو) جو تم پر مباح کی گئیں ہیں۔ تو سمجھ لو کہ تم راہِ حق پر نہیں ہو، (بلکہ تم لوگ بے جا کام کرنے والے ہو)۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوهُمْ مِنْ قَرْيَتِكُمْ

اور نہ تھا ان کی قوم کا جواب، مگر یہ کہ "بولے کہ ان کو اپنی آبادی سے نکال دو،

إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ﴿۸۲﴾

یہ لوگ بڑے پاکیزہ رہتے ہیں"۔

حضرت لوط کے اس کلام کے مقابلہ میں (اور) آپکی اس ہدایت کے تعلق سے (نہ تھا انکی قوم کا جواب، مگر یہ کہ) سدوما کے بعض لوگ دوسرے بعض لوگوں سے (بولے، کہ) لوط، اسکی لڑکیوں، اور انکو، جو اسپر ایمان لائے ہیں۔۔ الغرض۔۔ (ان) سب (کو اپنی آبادی سے نکال دو)، کیونکہ (یہ لوگ بڑے پاکیزہ رہتے ہیں) اور برے کاموں سے پاکی چاہتے ہیں۔ یعنی اس کام میں ہم سے متفق نہیں ہیں۔

حق تعالیٰ نے انکے اس جواب کو ناپسند فرمایا اور ان پر عذاب نازل فرمایا، جسکی تفصیل انشاءاللہ تعالیٰ آگے آتی ہے۔۔۔

پس جب عذاب ہوا۔۔۔

فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ﴿۸۳﴾

تو بچا لیا ہم نے ان کو اور ان کے گھر والوں کو، مگر ان کی عورت کو، وہ بچھڑ جانے والوں سے تھی۔

(تو بچا لیا ہم نے انکو اور انکے گھر والوں) اور ان (کو) جو ایمان لائے تھے (مگر انکی عورت) واعلہ (کو)۔ اسلئے کہ (وہ بچھڑ جانے والوں سے تھی) جس نے شہر سے نکلنے میں حضرت لوط کا ساتھ نہیں دیا اور شہر میں رہ گئی۔ وہ اپنا کفر چھپاتی تھی اور کافروں کو حضرت لوط علیہ السلام سے انکار پر اکساتی تھی، تو اس عورت سمیت انکی قوم کے کافروں پر ہم نے عذاب نازل فرمایا۔۔۔

وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ﴿۸۴﴾ ع ۱۰/۱۷

اور برسایا ہم نے ان پر ایک بارش، تو دیکھ لو کیا کیسا ہوا انجام مجرموں کا۔

(اور برسایا ہم نے ان پر ایک بارش) اور کیا ہلاکت خیز بارش تھی کہ قوم لوط کے سروں پر پتھر

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

برسے اور پھر وہ نیست و نابود ہو گئے۔ (تو دیکھ لو) اے دیکھنے والو! کہ (کیا) اور (کیسا ہوا انجام مجرموں کا) پھر اس سے عبرت حاصل کرلو اور اپنے کو اس جرم سے بچاتے رہو جن پر انکو یہ سزا ملی ہے۔ یونہی ہم نے بھیجا۔۔۔

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ

اور مدین کی طرف ان کی برادری کے شعیب کو، "کہا اے قوم پوجو اللہ کو، نہیں ہے تمہارا کوئی

اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَیْلَ

معبود سوا اسکے، بیشک آگئی تمہارے پاس کھلی نشانی تمہارے پروردگار کی طرف سے، تو ٹھیک رکھو ناپ

وَالْمِیْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ

اور تول کو، اور کم نہ دیا کرو لوگوں کو ان کی چیزیں، اور نہ فساد مچاؤ زمین میں

بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝۸۵

اس کے پرامن ہونے کے بعد۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم مانو●

(اور) مبعوث فرمایا (مدین کی طرف) یعنی ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے مدین کی اولاد کی طرف (انکی برادری کے شعیب) بن یسحر بن مدین (کو)، تو انھوں نے اپنی قوم کو وہی ہدایت فرمائی، جو دوسرے رسولوں نے اپنی اپنی قوموں کو فرمائی تھی۔۔ چنانچہ۔۔ انھوں نے (کہا) کہ (اے) میری (قوم پوجو اللہ) تعالیٰ (کو) اسلئے کہ (نہیں ہے تمہارا کوئی معبود) برحق (سوا اسکے)۔۔ الغرض۔۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں۔ اور اے میری قوم! دیکھو کہ (بیشک آگئی تمہارے پاس کھلی نشانی تمہارے پروردگار کی طرف سے)۔

غور سے دیکھو کہ جب میں اونچے پہاڑ پر چڑھنا چاہتا ہوں، تو پہاڑ اپنا سر جھکا دیتا ہے اور میں بآسانی پہاڑ پر چڑھ جاتا ہوں۔ پہاڑ کی اس خدمت گزاری اور اطاعت سے سبق حاصل کرو اور میری اطاعت کرو اور تم ناپ تول میں جو خیانت کرتے ہو، اس سے باز آؤ۔

اس خیانت کی تفصیل یہ ہے کہ انکی قوم میں ہر ایک کے پاس دو پیمانے اور دو بٹے تھے ایک چھوٹا اور دوسرا اس سے بڑا۔ تو جب وہ کسی کا مال خریدتے، تو بڑا بٹہ استعمال کرتے۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

اور اگر کسی کے ہاتھ بیچتے، تو چھوٹا بٹہ استعمال کرتے۔۔الغرض۔۔کفر کے علاوہ ناپ تول میں بھی خیانت کرتے تھے۔

(تو) انکو حضرت شعیب نے ہدایت فرمائی، کہ (ٹھیک رکھو ناپ اور تول کو) اور درستی اور سچائی کی راہ اختیار کرو۔ (اور کم نہ دیا کرو لوگوں کو انکی چیزیں)۔۔الغرض۔۔خرید و فروخت میں خیانت نہ کرو (اور نہ فساد مچاؤ زمین میں) اپنے کفر اور اپنی خیانت کے سبب سے (اسکے پرامن ہونے کے بعد)۔ اور ظاہر ہے کہ اسکی درستی اور اصلاح انبیاء علیہم السلام کے مبعوث ہونے اور کتابیں نازل ہونے کے سبب سے ہوتی ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ کسی کو فریب دینا اور اسکے ساتھ خیانت کرنا ہی بڑے بڑے فساد کی جڑ ہے۔ اور (یہ) کام جسکا ہم حکم دیتے ہیں (تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم مانو) اور ایمان کی نظر سے دیکھو، تو تم پر ظاہر ہو جائیگا کہ اللہ کے نبی کی ہدایت کو ماننے اور اس پر عمل کرنے ہی سے دونوں جہاں کی بھلائی حاصل ہوتی ہے۔

قوم مدین اگر ایک طرف شہروں میں ناپ تول میں خیانت کرتی تھی، تو دوسری طرف میدانوں میں رہزنی کرتی تھی۔۔نیز۔۔اس قوم کے بعض لوگ ایسا بھی کرتے تھے، کہ ہر راہ کے سرے پر بیٹھ جاتے تھے اور جو کوئی حضرت شعیب کی ملاقات کو جانا چاہتا اُسے ڈراتے دھمکاتے، تو حضرت شعیب نے حکم دیا۔۔۔

وَلَا تَقۡعُدُوۡا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوۡعِدُوۡنَ وَتَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ

اور نہ بیٹھا کرو ہر راستہ میں کہ دھمکی دے رہے ہو اور روکتے ہو اللہ کی راہ سے،

مَنۡ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذۡكُرُوۡۤا اِذۡ كُنۡتُمۡ قَلِيۡلًا فَكَثَّرَكُمۡ

اسے جو مان چکا اس کو، اور تم چاہتے ہو اس میں کجی۔ اور یاد کرو جب کہ تم تھوڑے تھے، پھر بڑھایا تم کو۔

وَانۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُفۡسِدِيۡنَ ﴿۸۶﴾

اور دیکھو کہ کیسا انجام ہوا فسادیوں کا"●

(اور) فرمایا (نہ بیٹھا کرو ہر راستہ میں) جب (کہ دھمکی دے رہے ہو) یعنی ڈرا دھمکا کر انکا مال لوٹ رہے ہو۔۔یا۔۔ڈرا دھمکا کر نبی کے پاس جانے سے باز رکھنا چاہتے ہو، (اور روکتے ہو اللہ)

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

تعالیٰ (کی راہ سے) یعنی صراط مستقیم پر چلنے سے، (اسے جو مان چکا اسکو) یعنی مومنین کو بھی ڈرا دھمکا رہے ہو، تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہ پر چلنا چھوڑ دیں۔ (اور تم) یہ بھی (چاہتے ہو) کہ (اس میں کجی) ظاہر ہو جائے، یعنی تم اسکا بطلان چاہتے ہو۔

اے میری قوم کے لوگو! سمجھ سے کام لو (اور یاد کرو) اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کے اُس احسان کو (جبکہ تم تھوڑے تھے) گنتی میں بھی اور مالداری میں بھی، (پھر بڑھایا تم کو) اللہ تعالیٰ نے تمہارے مال اور اولاد میں برکت عطا فرما کر۔۔ چنانچہ۔۔ مدین نے حضرت لوط کی بیٹی سے نکاح کیا، تو خدا نے انھیں بہت اولاد عنایت کی اور مالدار کر دیا، تو حضرت شعیب نے یہ نعمت انکو یاد دلائی (اور) کہا (دیکھو کہ کیسا انجام ہوا) اگلی امتوں میں سے (فسادیوں کا)، یعنی قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود اور قوم لوط کے حالات اور انکے انجام کو دیکھو اور سبق حاصل کرو۔۔ نیز۔۔ اپنے کو تباہ و برباد ہونے سے بچاؤ۔

مدین میں ایک قوم حضرت شعیب پر ایمان لائی اور ایک دوسری جماعت نے انکار کیا اور یہ بات کہی، کہ قوت و ثروت ہمیں حاصل ہے مومنوں کو نہیں، تو حق ہمارے ہی ساتھ ہے اور اگر مومنوں کے ساتھ ہوتا، تو چاہئے تھا کہ مالداری اور وسعتِ معاش انھیں حاصل ہوتی۔ اس پر حضرت شعیب نے فرمایا۔۔۔

وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِیْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ

"اور اگر تم میں کچھ لوگ مان گئے، جو پیغام لے کر میں بھیجا گیا ہوں، اور کچھ نے نہ مانا،

یُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى یَحْكُمَ اللّٰهُ بَیْنَنَا ۚ وَهُوَ خَیْرُ الْحٰكِمِیْنَ ﴿۸۷﴾

تو ٹھہرو، یہاں تک کہ فیصلہ فرما دے اللہ ہمارے درمیان۔ اور وہ سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے"●

(اور) اپنی قوم پر واضح کیا، کہ (اگر) چہ (تم میں) سے (کچھ لوگ مان گئے) اور ایمان لائے اسپر (جو پیغام لیکر میں بھیجا گیا ہوں اور کچھ نے نہ مانا) اور اپنے کو ایمان سے مشرف نہ کر سکے۔ تو اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے، کہ ان مذکورہ بالا دونوں گروہوں میں حق کون ہے؟ اور باطل کون ہے؟ (تو) اپنے کو حق سمجھنے والو! (ٹھہرو) جلدی مت کرو، بس انتظار کرو (یہاں تک کہ فیصلہ

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

فرمادے اللہ) تعالیٰ (ہمارے درمیان) ہماری قوم کے دونوں گروہوں کے تعلق سے۔۔المختصر۔۔اس تعلق سے جو خدا کا فیصلہ ہوگا، بالکل صحیح (اور) درست ہوگا، کیونکہ (وہ سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے)۔اسکے حکم میں جانبداری اور سستی نہیں۔

بحمدہٖ تعالیٰ آج بتاریخ

۲۴ رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ۔۔مطابق۔۔۱۵ ستمبر ۲۰۰۹ء

بروز سہ شنبہ آٹھویں پارہ کی تفسیر مکمل ہوگئی۔

مولیٰ تعالیٰ پورے قرآن کریم کی تفسیر کرنے کی توفیق

عطا فرمائے اور اپنے فضل وکرم سے اُسے آسان فرمائے،

آمین بحرمة سیدنا محمد ﷺ

ابوالحمزہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی غفرلہ

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

۹

قال الملاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بحمدہٖ تعالیٰ نویں پارہ کی تفسیر آج بتاریخ

۶ شوال المکرم ۱۴۳۰ھ۔۔مطابق۔۔۲۶ ستمبر ۲۰۰۹

بروز شنبہ شروع کردی گئی ہے۔

مولیٰ تعالیٰ تکمیل کی توفیق عطا فرمائے

آمین

ابوالحمزہ سید محمد مدنی اشرفی

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ

کہا چودھریوں نے ان کی قوم کے جو بڑے بنتے تھے، "ہم لوگ ضرور نکال دیں گے تم کو اے شعیب،

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا

اور جو ایمان لائے ہیں تمہارے ساتھ ہماری آبادی سے، یا تم کو گھوم پھر کر آنا ہوگا ہمارے دھرم میں۔"

قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ﴿۸۸﴾

جواب دیا "کیا گو ہم اسے برا جانیں؟"۔۔●۔۔

حضرت شعیب علیہ السلام کے مواعظِ حسنہ سننے کے بعد (کہا چودھریوں نے انکی قوم کے) جنھوں نے سرکشی کی اور (جو بڑے بنتے تھے) اور خدائے وحدہ لاشریک کے حضور میں سر جھکانے اور اسکی عبادت کرنے کو اپنے شایانِ شان نہیں سمجھتے تھے، اور اپنے خودساختہ رسم ورواج کو خدائی قانون و ہدایات سے برتر و بہتر گمان کرتے تھے، تو ایسوں نے حضرت شعیب کو مخاطب بنا کر کہا، کہ (ہم لوگ ضرور نکال دیں گے تم کو اے شعیب)۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا ذکر پہلے اسلئے کیا، کہ آپ ہی اصل ہیں اور آپ پر ایمان لانے والے آپ کی فرع ہیں۔

۔۔الغرض۔۔اے شعیب ہم تم کو (اور جو ایمان لائے ہیں تمہارے ساتھ) ان سب کو، (ہماری بستی (آبادی سے) باہر یعنی شہر بدر کردینگے۔ اسکی ایک وجہ تو یہ ہے کہ ہمارے دلوں میں تمہارے تعلق سے بغض وعداوت ہے، اسکا تقاضا یہی ہے کہ ہم تمہیں اپنی بستی میں رہنے نہ دیں۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو شہر بدر کر کے ہم اپنے علاقوں اور اپنے ہمسایگان کو تم سب کے شرو فساد سے بچانا چاہتے ہیں۔ اسکی پہلی صورت تو یہی ہے کہ ہم تمہیں نکال دیں، (یا) پھر دوسری صورت یہ ہے کہ (تم کو گھوم پھر کر) چار و ناچار (آنا ہوگا ہمارے دھرم میں)۔

کافروں کو اچھی طرح سے معلوم تھا کہ حضرت شعیب بذاتِ خود انکے دھرم میں کبھی رہے ہی نہیں، تو انکے تعلق سے لوٹنے والی بات غیر معقول ہے۔۔لہٰذا۔۔انکے قول کا مطلب صرف یہ نکلتا ہے، کہ اے شعیب! تمہارے ساتھیوں اور تم پر ایمان لانے والوں کو شہر بدری سے اُسی وقت نجات مل سکتی ہے جب وہ اپنے پرانے دھرم کی طرف واپس ہوجائیں، اور آپ چونکہ انکی اصل ہیں، اسلئے آپ کا ذکر بھی انکے ذکر کے ساتھ تغلیباً کر دیا گیا ہے۔ تو

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

انکے لئے جو سزا تجویز کی گئی ہے، انکی اصل ہونے کی وجہ سے، وہ آپکے لئے بھی ہے۔اب اگر وہ شہر بدری سے بچنا چاہتے ہیں، تو اپنے پرانے دھرم کی طرف لوٹ آئیں اور اگر آپ شہر بدری سے بچنا چاہتے ہوں، تو ہمارے شہر میں ہمارے دین و دھرم کے خلاف تبلیغ کرنے سے باز آئیں، بلکہ آپ بھی کفر و شرک اختیار کرلیں۔

۔۔المختصر۔۔'عوذ' کی اسناد درحقیقت آپ کے اتباع کیلئے ہے، آپ کا اسم گرامی تغلیباً لیا گیا ہے۔اسلئے کہ یہ عقیدہ مسلمہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام فریضہ نبوت و رسالت کی ادائیگی کی راہ میں رکاوٹ بننے والے تمام صغائر اور تمام کبائر سے منزہ اور پاک ہیں، چہ جائیکہ انکی طرف کفر کی نسبت کی جائے۔۔الغرض۔۔انکا مقصدِ اصلی یہی تھا کہ حضرت شعیب اور انکا اتباع کرنے والے کفر کو قبول کرلیں۔شہر بدر کرنے اور انھیں اپنے علاقوں سے نکال دینے کا ذکر صرف دھمکی کے طور پر تھا، تاکہ وہ اس دھمکی سے ڈر کر مجبور ہو جائیں۔۔چنانچہ۔۔شعیب علیہ السلام نے انکی دھمکی کا کوئی جواب نہیں دیا، بلکہ 'عوذ' کے سوال پر ارشاد فرمایا۔۔۔

اور (جواب دیا) کہ (کیا گو) اگرچہ (ہم اسے برا جانیں)، یعنی عقل کے اندھو! غور کرو کہ ہم تمہارے دین و دھرم کی طرف کیسے آسکتے ہیں؟ جبکہ ہم سب کا حال یہ ہے کہ ہم تمہارے دھرم سے دلی نفرت رکھتے ہیں۔ویسے بھی غور کرو کہ تمہارے دھرم میں آنے کا مطلب یہی تو ہوگا، کہ ہم اقرار کریں کہ خدا کا شریک ہے؟ اور حال یہ ہے کہ خدا کا کوئی شریک نہیں، تو اس صورت حال میں۔۔۔

قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا

"بیشک ہم نے اللہ پر جھوٹ باندھا اگر گھوم پڑے تمہارے دھرم میں، بعد اس کے کہ بچا رکھا ہے

اللّٰهُ مِنْهَا ۚ وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ۚ

ہم کو اللہ نے اس سے۔ اور ہم لوگوں کا کیا کام کہ گھوم گریں اس میں، مگر یہ کہ اللہ چاہے ہمارا پالنے والا۔

وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۚ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا

ہمارے پروردگار کو ہر چیز کا علم وسیع ہے۔ اللہ ہی پر ہم نے بھروسہ کیا۔ پروردگارا کھول دے ہمارے

وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ﴿٨٩﴾

اور ہماری قوم کے درمیان حق، اور تو بہتر فاتح ہے"●

(بیشک ہم نے اللہ) تعالیٰ (پر جھوٹ باندھا اگر گھوم پڑے تمہارے دھرم میں) اور کفر و شرک

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

کا ارتکاب کر بیٹھے (بعد اسکے کہ بچار کھا ہے ہم کو اللہ) تعالیٰ (نے اس سے)، اور ہمیں نجات بخشی۔۔ الحتصر۔۔کسی بھی غیر خدا کو خدا کا شریک قرار دینا۔۔یا۔۔مشرکین کے باطل نظریات اور خود ساختہ رسم و رواج کو دین خداوندی سمجھنا، ذات الٰہی پر ایک عظیم افتراء اور ایک بہت بڑا جھوٹ ہے۔ اس جرأت و جسارت کی تم ہم سے امید نہ رکھو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے جس نجات کی راہ پر ہمیں پہنچا دیا ہے، اب ہم اس سے پلٹنے والے نہیں۔ (اور) اب (ہم لوگوں کا کیا کام کہ گھوم گریں اس میں) ۔۔الغرض۔۔ ہم سے یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ ایمان کی دولت پالینے کے بعد کفر کے گڈھے میں گر جائیں، (مگر یہ کہ اللہ) تعالیٰ (چاہے) جو (ہمارا پالنے والا) ہے۔ یعنی اگر۔۔بالفرض۔۔ہمارا لوٹنا مشیت الٰہی میں ہو، تو وہ الگ بات ہے، لیکن ہم سے بالا رادہ یہ بالکل محال ہے۔

ویسے بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت ایسا کیوں چاہے گی۔ اسلئے کہ شانِ ربوبیت کا تقاضا یہ ہے کہ اسکے بندوں کے ارتداد کی مشیت نہ ہو، خاص کر ان بندوں کیلئے جنھیں اپنے فضل و کرم سے نجات کی سند بخش دی گئی ہو۔ آیت کریمہ میں **نَجّٰىنَا** کا لفظ واضح طور پر اشارہ فرما رہا ہے، کہ انکا کفر کی طرف لوٹنا اللہ تعالیٰ کی مشیت نہیں۔ اس ارشاد کا یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ اب اگر اللہ تعالیٰ ہمیں رسوا کرنا چاہے، جبھی ہم تمہارے دین کی طرف لوٹ سکتے ہیں اور ہمیں خدائے رحیم و کریم سے یہی امید ہے کہ وہ ہمیں رسوا نہیں فرمائیگا، اور اس نے ایمان کی جو عزت ہمیں بخشی ہے، اسی پر قائم رکھے گا۔۔الحتصر۔۔باطل دین کی طرف پلٹنے کی اب کوئی صورت نہیں رہ گئی۔ اور ایسا کیوں نہ ہو؟۔۔۔

اسلئے کہ (ہمارے پروردگار کو ہر چیز کا علم وسیع ہے) یعنی اسکا علم ما کان و ما یکون کی تمام اشیاء کو محیط ہے۔ من جملہ انکے، بندوں کے احوال و عزائم اور نیات اور پھر انکی شان کے جو امور لائق ہیں سب کو جانتا ہے۔ اس بناء پر محال ہے کہ وہ ہمارے لئے کفر کی طرف لوٹنا چاہے، بعد اسکے کہ اس نے ہمیں تمہاری ملت سے نجات دی۔۔علاوہ ازیں۔۔ہم اسکے ارشاد کے مطابق عمل کر رہے ہیں۔۔چنانچہ۔۔صرف (اللہ) تعالیٰ (ہی پر ہم نے بھروسہ کیا)۔ وہی ہمیں ایمان پر ثابت قدم رکھے گا اور شرارتوں سے بچائیگا۔

حضرت شعیب علیہ السلام کفار کو مذکورہ بالا جواب دے کر معاندین سے اعراض کر کے اللہ تعالیٰ سے مناجات کی طرف متوجہ ہوئے، اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا۔۔۔

کہ (پروردگارا کھول دے ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق)، یعنی انکے اور ہمارے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

مابین فیصلہ فرمادے، اور ایسے دلائل و براہین واضح فرمادے، تاکہ واضح ہوجائے کہ ہم میں حق پر کون ہے؟ اور باطل پر کون ہے؟۔۔الغرض۔۔ہم ہر دو فریقوں کا معاملہ صاف فرمادے۔اسلئے کہ تو ہی تمام مشکلات کا حل فرمانے والا (اور تو) ہی (بہتر فاتح) اور عقدہ کشا (ہے)۔۔نیز۔۔جملہ امور کا فیصلہ فرمانے والا ہے، تو ہمارے مابین بھی فیصلہ فرمادے تاکہ ہمارا انجام بخیر ہو، اور ہماری حقانیت واضح ہوجائے اور انکا انجام بربادی ہو، اور انکا بطلان واضح ہوجائے۔

جب کفر پر بضد ہونے والے لیڈروں نے شعیب علیہ السلام اور انکے پیروکاروں کو ایمان پر ثابت قدم اور پختہ عزم دیکھا، تو انھیں خوف ہوا کہ یہ استقامت اور دین حق کی پختگی دوسرے لوگوں کو بھی انکے دین حق کو قبول کرنے پر مجبور کردیگی، تو انھوں نے اپنی کافر قوم کو شعیب علیہ السلام سے نفرت دلاتے ہوئے قسم کھا کر، تاکیدی طور پر کہا۔۔۔

وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا

اور بولے چودھری لوگ ان کی قوم کے جنھوں نے کفر کیا تھا، "کہ اگر تم لوگ کہا مانا کئے شعیب کا،

إِنَّكُمْ إِذًا لَّخَاسِرُونَ ۝

تو بیشک اس وقت تو تم بھی گھاٹے میں رہوگے"۔

(اور بولے چودھری لوگ انکی قوم کے جنھوں نے کفر کیا تھا کہ اگر تم کہا مانا کئے شعیب کا) اور اپنے دین کو چھوڑ کر انکے دین کو قبول کرلیا، (تو بیشک اس وقت تو تم بھی گھاٹے میں رہوگے)۔یعنی تمہیں دو طرح کا گھاٹا ہوگا، ایک تو یہ ہے کہ تمہیں اپنے آباء و اجداد کا دین چھوڑنا ہوگا، اور دوسرے یہ کہ دنیوی کاروبار میں بھی تمہیں زبردست نقصان اٹھانا پڑیگا، اسلئے کہ حضرت شعیب ناپ تول میں کمی بیشی کی اجازت تمہیں نہیں دینگے اور پھر تمہارا کاروبار اسکے بغیر نہیں چل سکے گا۔۔بنابریں۔۔معاملات کمزور پڑجائینگے تو تمہارا خسارہ ہوگا۔

۔۔المختصر۔۔جب حضرت شعیب کی قوم نے انکی نصیحت نہیں سنی اور کفر و خیانت سے باز نہ آئے۔۔۔

فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ۝ نصف

تو دبوچا ان کو زلزلہ نے، تو رہ گئے اپنے گھر میں منہ کے بل پڑے۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

جنھوں نے جھٹلایا تھا شعیب کو، جیسے بسے ہی نہ تھے اس میں۔ جنھوں نے جھٹلایا

شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۲﴾

شعیب کو وہ لٹ گئے●

(تو دبوچا انکو زلزلے نے)، یعنی ابتداءً انکی زمین کو زلزلہ آیا اور سخت گرمی پھیل گئی اور دوسری جانب ایک بادل نمودار ہوا، اس بادل سے ٹھنڈک لینے کیلئے دوڑ پڑے اور جب سب اسکے نیچے آ گئے، تو وہ بادل برسنے لگا اور اُدھر جبرائیل علیہ السلام نے سخت قسم کی چیخ ماری، (تو) صبح (رہ گئے اپنے) اپنے (گھر) کے قریب اپنے شہر (میں) مذکورہ بالا سایے کے نیچے (منہ کے بل پڑے)، یعنی زمین پر جسم بے جان اوندھے گر پڑے وہ لوگ۔۔۔

(جنھوں نے جھٹلایا تھا شعیب کو جیسے بسے ہی نہ تھے اس میں)۔۔الحاصل۔۔(جنھوں نے جھٹلایا شعیب کو وہ لٹ گئے)۔ دنیا میں جان و مال سے ہاتھ دھولیا اور آخرت میں ثواب سے محروم ہو گئے، بلکہ آخرت کا عذاب اپنے اوپر لازم کرلیا۔۔الختصر۔۔حضرت شعیب نے جب اپنی نافرمان قوم کے اوپر عذاب کے آثار دیکھے، تو اس شہر سے نکل جانے کا ارادہ کیا۔۔۔

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَ

تو شعیب ان سے ہٹ گئے، اور کہا کہ "اے قوم بیشک میں نے تو پہنچا دیا تم کو اپنے پروردگار کے پیغام اور

نَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۹۳﴾ ع

خیر خواہی کی تمہاری۔ پھر میں کس طرح افسوس کروں کافر قوم پر"●

(تو شعیب ان سے ہٹ گئے) اور کافروں سے منہ پھیر لیا (اور) حسرت کی راہ سے (کہا کہ اے قوم بیشک میں نے تو پہنچا دیا تم کو اپنے پروردگار کے پیغام اور خیر خواہی کی تمہاری)۔

یہ بھی ممکن ہے کہ یہ بات حضرت شعیب نے اپنی قوم کے ہلاک ہوجانے کے بعد انکی روحوں کو مخاطب فرما کر کہا ہو۔۔جس طرح۔۔آنحضرت ﷺ نے غزوۂ بدر میں کفار کے مقتول سرداروں سے 'جو ایک کنوئیں میں ڈال دیئے گئے تھے' خطاب فرمایا تھا۔ اسکے بعد حضرت شعیب نے اپنی تسلی کیلئے ارشاد فرمایا، کہ جب میں نے خیر خواہی کا حق ادا کر دیا۔۔تو۔۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

(پھر میں کس طرح افسوس کروں کافر قوم پر) جس نے میری تصدیق نہ کی۔

پھر حق تعالیٰ بعض اگلی امتوں کے قصے اور انبیاء کرام کی تکذیب کی وجہ سے انکے ہلاک ہونے کا حال بیان فرما کر، کفارِ قریش کو دھمکاتا ہے اور خوف دلاتا ہے۔۔۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَۃٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَھْلَھَا بِالْبَاْسَآءِ

اور نہیں بھیجا ہم نے کسی آبادی میں کوئی نبی، مگر یہ کہ گرفتار کیا اس کے رہنے والوں کو ناداری

وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّھُمْ یَضَّرَّعُوْنَ ﴿۹۴﴾

و بیماری میں، کہ وہ گڑگڑائیں●

(اور) فرماتا ہے کہ (نہیں بھیجا ہم نے کسی آبادی میں کوئی نبی، مگر یہ کہ گرفتار کیا اسکے) ان (رہنے والوں کو) جنھوں نے اس پیغمبر کی تکذیب کی ہو (ناداری و بیماری میں)۔ ان پر تنگی، سختی، ناداری اور بیماری وغیرہ اسلئے مسلط کی گئی، تا (کہ وہ گڑگڑائیں) یعنی عاجزی کریں اور نصیحت مان کر اپنے نبی کی تصدیق کریں، تاکہ ان پر سے بلا دفع کردی جائے۔۔۔ اور جب وہ بلا اور زحمت کے سبب سے متنبہ نہ ہوئے، تو ہم نے انھیں مالداری اور راحت میں مبتلا کیا، اور پھر اسطرح انکی آزمائش کی۔۔ چنانچہ۔۔

ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّیِّئَۃِ الْحَسَنَۃَ حَتّٰی عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ

پھر بدل دیا ہم نے خرابی کی جگہ خوبی کو، یہاں تک کہ بھرپور ہوگئے، اور بولے کہ ہوتی رہی ہے ہمارے

اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰھُمْ بَغْتَۃً وَّھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۹۵﴾

باپ دادوں کو بھی ناداری و بیماری، تو پکڑا ہم نے ان کو اچانک، اور وہ بے خبر ہیں●

(پھر) انکے لئے (بدل دیا ہم نے خرابی کی جگہ خوبی کو، یہاں تک کہ بھرپور ہوگئے) یعنی مال وعیال دونوں کی فراوانی ہوگئی۔ ایسی صورت حال میں شکرگزار ہونے کی جگہ وہ ناشکری پر اتر آئے، (اور بولے کہ ہوتی رہی ہے ہمارے باپ دادوں کو بھی ناداری و بیماری)، یعنی اگلے زمانے میں بھی کبھی قحط ہوتا تھا کبھی ارزانی، کبھی صحت ہوتی تھی کبھی بیماری، کبھی غم ہوتا تھا کبھی خوشی۔ یہ کچھ کفر اور ایمان کے سبب سے نہیں ہے، تو ہم جس طریق پر ہیں اسی پر رہتے ہیں۔ جب اس قوم نے ناشکری اور کفر پر

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

مضبوطی اور پائداری اختیار کی، (تو پکڑا ہم نے انکو اچانک اور) اس حال میں کہ (وہ) عذاب نازل ہوجانے سے (بے خبر ہیں)۔ اور یہ حسرت اسکی بہ نسبت بہت بڑی ہے، کہ پہلے سے عذاب کے آثار دیکھ لئے ہوتے، اور سمجھ گئے ہوتے، کہ ہم پر عذاب نازل ہوا چاہتا ہے۔۔۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ

اور اگر آبادیوں والے مان جاتے اور ڈر جاتے، تو ہم کھول دیتے ان پر برکتیں آسمان

وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۶﴾

وزمین کی۔ لیکن انھوں نے جھٹلایا، تو ہم نے گرفتار کرلیا سزا میں جو وہ کمار ہے تھے●

اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۹۷﴾

تو کیا بچاؤ پاگئے آبادیوں والے؟ کہ آجائے ان پر ہمارا عذاب رات کو اور وہ سورہے ہیں●

(اور اگر) کاش ایسا ہوتا، کہ وہ (آبادیوں والے) جن پر عذاب نازل ہوا۔۔یا۔۔مکہ اور اسکے آس پاس کے کفار (مان جاتے)، اپنے پیغمبروں پر ایمان لاتے (اور ڈر جاتے)، یعنی اپنے کو شرک اور نبی کی تکذیب سے بچاتے، (تو ہم کھول دیتے ان پر برکتیں آسمان وزمین کی)۔ آسمان سے رحمت کی بارش برساتے اور زمین کو زرخیز بنادیتے، (لیکن انھوں نے جھٹلایا، تو ہم نے گرفتار کرلیا) ان کو کفر ومعاصی کی (سزا میں، جو وہ کمار ہے تھے)۔

آیت مذکورہ کا یہ بھی معنی بتایا گیا ہے، کہ:

اگر بندے باور کرتے میرے وعدے، اور بچتے میرے حکم کی مخالفت سے، اور ڈرتے میری دھمکی سے، تو انکے دلوں کو اپنے مشاہدے کے نور سے ہم روشنی دیتے، یہ انکے لئے آسمان کی برکت ہوتی۔ اور انکے جوارح واعضاء کو اپنی خدمت سے ہم آراستہ کردیتے، انکے لئے یہ زمین کی برکت ہوتی۔۔۔اے محبوب! انبیاء سابقین کے امتیوں پر انکے کفر ونافرمانی کے سبب جو عذاب الٰہی نازل ہوتے رہے، انکے واقعات سن لینے کے بعد بھی یہ کفار، مکہ وغیرہ کے، کس غفلت میں پڑے ہوئے ہیں، اور کیوں نہیں ان سے سبق حاصل کر کے دین حق کو قبول کر لیتے۔۔۔

(تو کیا بچاؤ پاگئے) مکہ اور اسکے آس پاس کی (آبادیوں والے؟ کہ آجائے ان پر ہمارا عذاب رات کو، اور وہ سورہے ہیں) اور انھیں غفلت کی وجہ سے اس عذاب کا شعور بھی نہ ہو۔۔یونہی۔۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

اَوَ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۸﴾

کیا بچاؤ پاگئے آبادیوں والے؟ کہ آئے ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے اور وہ کھیل میں لگے ہیں●

(کیا بچاؤ پاگئے) مذکورہ بالا (آبادیوں والے، کہ آئے ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے) بوقت چاشت (اور) اس حال میں کہ (وہ کھیل میں لگے ہیں) یعنی فرط غفلت میں منہمک ہیں، کہ اس سے انکا نہ دنیوی فائدہ ہو اور نہ دینی۔۔۔یا۔۔وہ ایسے امور میں مشغول ہیں کہ اُن سے انھیں کسی قسم کا فائدہ نہیں، اسلئے کہ جو آخرت کے معاملہ سے روگرداں ہو کر دنیوی امور میں منہمک ہو جائے، وہ فضول کھیل میں مشغول ہونے والے کی طرح ہے۔

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو پیغمبروں کی تکذیب کرتا ہے اُسے عذاب الٰہی سے بے خوف نہ رہنا چاہئے، کسی وقت بھی وہ عذاب میں ضرور مبتلا ہوگا، دن میں یا رات کو۔ اب اگر کافروں اور نافرمانوں کو رب تعالیٰ کی طرف سے کسی قسم کی عارضی راحت مل جائے، تو وہ یہ نہ سمجھ لیں کہ اب وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے آزاد ہو گئے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ڈھیل ہے جسکا علم بندے کو نہیں ہو پاتا۔۔تو۔۔

اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹۹﴾ ع

کیا مطمئن ہو گئے اللہ کی ڈھیل سے؟ تو اللہ کی ڈھیل سے مطمئن نہیں ہوتے، مگر تباہ ہو جانے والی قوم●

(کیا مطمئن ہو گئے اللہ) تعالیٰ (کی ڈھیل سے)، یعنی اسکی ناگہانی پکڑ سے، (تو) سن لو کہ (اللہ) تعالیٰ (کی ڈھیل سے مطمئن نہیں ہوتے، مگر تباہ ہو جانے والی قوم)۔۔المختصر۔۔مجرم و گنہگار لوگ ہی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف ہوتے ہیں۔ صرف انبیاء کرام ہی ہیں جو ہر وقت خوفزدہ رہتے ہیں، اسی لئے ان سے معاصی کا صدور نہیں ہوتا۔ پہلے والوں کے حالات و واقعات سن کر بعد والوں کو سبق حاصل کرنا چاہئے۔۔تو۔۔

اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَاۤ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ

کیا نہ سوجھا انھیں جو وارث ہوئے زمین کے وہاں والوں کے بعد، کہ اگر ہم چاہیں تو

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

اَصَبۡنٰهُمۡ بِذُنُوۡبِهِمۡ ۚ وَنَطۡبَعُ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ فَهُمۡ لَا يَسۡمَعُوۡنَ ﴿۱۰۰﴾

اور مصیبت ڈال دیں ان کے گناہوں پر۔ اور چھاپ لگا دیں ان کے دلوں پر تو وہ کچھ نہ سنیں●

(کیا نہ سوجھا انھیں جو وارث ہوئے زمین کے، وہاں والوں کے بعد) یعنی ان امتیوں کے بعد جو پہلے اس زمین کے مالک تھے اور پھر عذاب الٰہی نے انھیں فنا و برباد کردیا، تو اس زمین کی وارث انکی بعد میں آنے والی نسل ہوئی، تو ان نسل والوں کو اپنے اجداد اور انکے کفر و معاصی کی وجہ سے ان پر عذاب الٰہی کے واقعات کو معلوم کرنا چاہیے، اور معلوم ہوجانے کے بعد ان سے عبرت حاصل کرکے انکی راہ سے اپنے کو الگ کرلینا چاہیے۔ مگر انکا حال عجیب ہے، کہ پیغمبروں کی زبانی ان سب کی تباہی کے حالات سے باخبر ہونے کے باوجود، یہ انھیں کے طریقے پر چل پڑے ہیں۔

یہ اتنا بھی نہیں سوچتے **(کہ اگر ہم چاہیں تو اور مصیبت ڈالدیں انکے گناہوں پر اور چھاپ لگادیں انکے دلوں پر، تو وہ)** ایسے بہرے ہوجائیں کہ **(کچھ نہ سنیں)** فہم اور عبرت کی رو سے دل پر مہر ہونے کے سبب سے۔ اس واسطے کہ اگر دل کھلا ہوا ہے، تو جو کچھ آدمی سنتا ہے اُسے سمجھ لیتا ہے، تو کلام حق سننے سے دل کا کان فائدہ رکھتا ہے۔ یہ آب و گل کا کان نہیں۔ سن کر قبول کرلینا، یہ دل کے کان کی خصوصیت ہے۔ یہ شہر جو اگلی امتوں کی طرف منسوب تھے، جیسے احقاف، حجر، موتفکات وغیرہ۔۔۔

تِلۡكَ الۡقُرٰى نَقُصُّ عَلَيۡكَ مِنۡ اَنۡۢبَآئِهَا ۚ وَلَقَدۡ جَآءَتۡهُمۡ

یہ آبادیاں ہیں کہ بتاتے ہیں ہم تم کو ان کے واقعات۔ اور بیشک آئے انکے پاس انکے

رُسُلُهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوۡا لِيُؤۡمِنُوۡا بِمَا كَذَّبُوۡا مِنۡ قَبۡلُ ؕ

رسول روشن دلیلوں کے ساتھ۔ تو وہ کبھی نہ ہوا کہ مان جاتے جس کو پہلے جھٹلا چکے تھے۔

كَذٰلِكَ يَطۡبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوۡبِ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۱۰۱﴾

اسی طرح چھاپ لگا دیتا ہے اللہ کافروں کے دل پر●

(یہ) وہ (آبادیاں ہیں کہ بتاتے ہیں ہم تم کو انکے واقعات اور) انکے تعلق سے بعض خبریں، کہ **(بیشک آئے انکے پاس انکے رسول)** یعنی ہود، صالح ولوط اور شعیب علیہم السلام **(روشن دلیلوں کے ساتھ)**، یعنی ایسے معجزات کے ساتھ جن سے انکی رسالت و نبوت کی صداقت کی واضح طور پر تصدیق ہوتی ہے اور جو امتوں کے ایمان کی پختگی کا سبب بنتے ہیں۔ ایسے روشن دلائل کے آجانے کے بعد،

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

اب تو چاہیے تھا کہ وہ انبیاء علیہم السلام پر ایمان لاتے۔
مگر حقیقت (تو) یہ ہے کہ (وہ کبھی نہیں ہوا کہ مان جاتے) اور اپنے رسولوں کے اس پیغام پر ایمان لاتے (جسکو) اُنکے مورثین ان سے (پہلے جھٹلا چکے تھے) اور پھر یہ اُسی تکذیب پر قائم اور اپنے مورثین کی کارکردگی پر راضی رہے۔۔ الحتصر۔ کفر پر مضبوط ہونے اور دلوں پر مہر لگی ہونے کے سبب سے، ان میں ایمان قبول کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رہ گئی۔۔ الحاصل۔۔ جس طرح کی سخت مہریں اگلے کافروں کے دلوں میں تھیں (اسی طرح چھاپ لگا دیتا ہے اللہ) تعالیٰ (کافروں کے دل پر)۔
یہاں کافروں سے مراد بنیادی طور پر وہ کفار قریش ہیں، جنھیں اللہ تعالیٰ نے جان لیا کہ یہ ایمان نہ لائینگے۔

وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

اور نہیں پایا ہم نے ان کے اکثر میں کوئی بات کی پختگی۔ اور ہاں پایا ہم نے ان کے اکثر کو بے کہے والے●

(اور) یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ (نہیں پایا ہم نے ان) اگلی امتوں (کے اکثر میں کوئی بات کی پختگی) یعنی کسی بھی عہد کو پورا کرنے کا مضبوط حوصلہ اور پختہ ارادہ، خواہ وہ عہد میثاق ہو، جسے میثاق کے دن انھوں نے باندھا تھا۔۔ یا۔۔ وہ عہد جو خوف و مضرت کے وقت کرتے تھے، کہ اگر ہم نجات پا جائینگے تو ایمان لائینگے (اور) اسکے برخلاف (ہاں پایا ہم نے انکے اکثر کو بے کہے والے) صرف اپنی من مانی کرنے والے اور اپنے عہد و پیمان کو بآسانی توڑ ڈالنے والے۔۔ بااین ہمہ۔۔ ہمارا فضل عظیم دیکھو ہم نے انکی طرف ہدایت دینے والوں کے بھیجنے کا سلسلہ منقطع نہیں کر دیا۔۔ بلکہ۔۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ

پھر بھیجا ہم نے ان سب کے بعد موسیٰ کو، ہماری نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اسکے گروہ کی طرف، تو انھوں نے

فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۰۳﴾

اندھیر مچایا ان نشانیوں کے ساتھ، تو دیکھو لو کہ کیا ہوا انجام فسادیوں کا●

(پھر بھیجا ہم نے ان سب) مذکورہ بالا پیغمبروں (کے بعد موسیٰ) بن عمران (کو ہماری نشانیوں کے ساتھ) یعنی ان معجزوں کے ساتھ جو ہم نے انھیں عطا کیے تھے (فرعون) یعنی قابوس۔۔ یا۔۔ ولید

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

بن مصعب بن ریان (اور اسکے گروہ) کے بڑے لوگوں (کی طرف)۔

خیال رہے کہ فرعون، شاہِ مصر کا لقب تھا۔۔۔ جیسے کہ قیصر، شاہِ روم کا۔ کسریٰ، شاہِ فارس کا۔ خاقان، شاہِ چین کا۔۔۔ اور تبع، شاہِ یمن کا لقب رہا۔ المختصر۔ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو انکی طرف مبعوث فرمایا۔۔۔

(تو انھوں نے) انکے معجزات کو دیکھنے اور اسکی اعجازی شان کو سمجھ لینے کے باوجود ہٹ دھرمی سے کام لیا اور (اندھیر مچایا ان نشانیوں کے ساتھ) اور انھیں جادو قرار دیکر ان کو حضرت موسیٰ کی رسالت کی دلیل قرار دینے سے انکار کر بیٹھے۔ اور حیرت کی بات تو یہ ہے کہ جن جادوگروں کو انھوں نے حضرت موسیٰ سے مقابلے کیلئے اکٹھا کیا تھا، وہ سب کے سب علانیہ مومن ہو گئے، اسپر بھی فرعونیوں کی آنکھ نہ کھلی اور وہ اپنی کافرانہ ضد پر قائم رہے۔ (تو) اے دیکھنے والو (دیکھ لو کہ کیا ہوا انجام فسادیوں کا)۔ یہی نا، کہ سب کے سب دریا میں غرق کر دیئے گئے۔

اس تعلق سے حضرت موسیٰ کے واقعات کا خلاصہ یہ ہے، کہ حضرت موسیٰ جب مصر سے چلے، تو مدین میں حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس پہنچے اور انکی بیٹی صفورا کو اپنے عقدِ نکاح میں لائے، پھر مصر جانے کا ارادہ کیا، اور اثنائے راہ میں وادیِ ایمن میں پیغمبری کے منصب پر فائز ہوئے، اور عصا اور ید بیضاء کے معجزے کے ساتھ مخصوص ہوئے، اور حق تعالیٰ نے انہیں حکم فرمایا کہ مصر میں جائیں اور فرعون کو راہِ خدا کی طرف بلائیں اور اُسے تکبر اور دعویٰ خدائی سے منع کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے اور ایک مدت کے بعد جب فرعون سے ملاقات ہوئی، تو حضرت موسیٰ نے راہِ خدا کی طرف اُسے بلانا شروع کر دیا۔

وَقَالَ مُوسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾

اور کہا موسیٰ نے "اے فرعون میں رسول ہوں پروردگار عالم کا●

حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ قَدْ جِئْتُكُمْ

میرا فرض ہے کہ نہ بولوں اللہ پر مگر ٹھیک بات۔ بیشک میں آیا ہوں تمہارے پاس

بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۰۵﴾

دلیل کے ساتھ تمہارے پروردگار کی، تو چھوڑ دے میرے ساتھ بنی اسرائیل کو"●

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

(اور کہا موسیٰ نے اے فرعون میں رسول ہوں پروردگار عالم کا)۔ (میرا فرض ہے کہ نہ بولوں اللہ) تعالیٰ (پر مگر ٹھیک) اور سچی (بات)۔ اس صورت میں تیرا بھی یہ فرض بنتا ہے، تو بھی مجھے اللہ تعالیٰ کا رسول مان کر میری تصدیق کر۔ تو یہ غور سن! کہ (بیشک میں آیا ہوں تمہارے پاس دلیل کے ساتھ تمہارے پروردگار کی)۔ یہ کھلا ہوا اور بالکل ظاہر معجزہ میری رسالت کی صحت پر گواہ ہے، تو تم میری رسالت پر ایمان لاؤ اور مجھے اللہ تعالیٰ کا رسول مان کر میری ہدایات پر عمل کرو، اور اپنی کبریائی کے دعوے سے باز آؤ، اور یہ جو تم نے اولادِ یعقوب کو اپنا غلام بنا رکھا ہے ان کو آزاد کردو، تاکہ وہ اپنے آباء واجداد کے وطن، یعنی ارضِ مقدسہ کی طرف واپس ہو جائیں۔۔ الختصر۔۔ جب یہ صورت حال ہے کہ وہ تمہاری غلامی میں رہنا نہیں چاہتے، (تو چھوڑ دے) اور آزاد کر دے (میرے ساتھ بنی اسرائیل) یعنی اولادِ یعقوب (کو)، تاکہ میں انھیں انکے آبائی وطن تک پہنچادوں۔

اس سلسلے میں اولادِ یعقوب کے تعلق سے واقعات کا خلاصہ یہ ہے، کہ جب حضرت یعقوب اپنے بیٹوں اور پوتوں کے ساتھ مصر آئے، تو وہیں رہے اور انکی اولاد بہت ہوئی۔ حضرت یعقوب، حضرت یوسف اور انکے سارے بھائی انتقال فرما گئے اور حضرت یوسف کے دور کا فرعون ملک ریان بھی انتقال کر گیا، تو اسکا بیٹا مصعب تخت نشین ہوا، جو بنی اسرائیل کی عزت اور توقیر کرتا تھا۔ جب اس پر بھی موت طاری ہوگئی، تو حضرت موسیٰ کے زمانے کا فرعون ولید تختِ سلطنت پر بیٹھا۔۔ اور۔۔

اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى۔۔۔ یعنی میں تمہارا بلند و برتر رب ہوں۔

کی آواز بلند کی۔ بنی اسرائیل نے اسکا یہ دعویٰ قبول نہیں کیا، تو فرعون بولا کہ تمہارے باپ ہمارے بزرگوں کے زر خرید غلام تھے، تو تم سب میرے غلام زادے ہو۔۔ چنانچہ۔۔ اسلئے انھیں غلام بنالیا، یہاں تک کہ حضرت موسیٰ مبعوث ہوئے اور یہ بات کہی کہ اے فرعون بنی اسرائیل سے ہاتھ کھینچ، تاکہ اپنے باپ دادوں کے وطنوں میں چلے جائیں۔۔ الختصر۔۔ حضرت موسیٰ کی بات سننے کے بعد۔۔۔

قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۰۶﴾

وہ بولا "کہ اگر کوئی نشانی لے کر آئے ہو، تو اس کو لاؤ، اگر سچے ہو"۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۰۷﴾

تو ڈال دیا اپنے عصا کو، تو اسی وقت وہ صاف اژدہا ہے●

(وہ) یعنی فرعون (بولا کہ) اپنی رسالت کی صداقت کو ثابت کرنے کیلئے (اگر کوئی) معجزہ یعنی (نشانی لے کر آئے ہو، تو اسکو لاؤ) اور ظاہر کر دو (اگر سچے ہو) اس بات میں کہ تم پروردگارِ عالم کے رسول ہو۔ حضرت موسیٰ نے جب فرعون کا یہ مطالبہ سنا۔۔۔

(تو ڈال دیا) اسکے سامنے زمین پر (اپنے عصا کو، تو اسی وقت) سب نے کھلی آنکھوں سے دیکھا کہ (وہ صاف اژدہا ہے)، ایسا کہ کسی کو بھی اسکے اژدہا ہونے میں شک نہ رہا۔ اور وہ بھی ایسا اژدہا کہ اسکے دونوں جبڑوں میں اسی ۸۰ گز کا فاصلہ تھا۔ اژدھے نے نیچے کا لب زمین پر رکھا اور اوپر کا لب فرعون کے محل کے کنگرے پر، اور اسکے تخت کی طرف رخ کیا۔ یہ دیکھ کر اسکے نوکر سب بھاگ گئے اور خود فرعون بھی بھاگا۔ اس بھاگم بھاگ پر تقریباً پچیس ۲۵ ہزار لوگ ہلاک ہو گئے، اور فرعون چلا پڑا کہ اے موسیٰ، میں تجھے اُسی خدا کی قسم دیتا ہوں جسکا تو رسول ہے، کہ اپنا عصا اٹھا لے، میں تجھ پر ایمان لاتا ہوں اور بنی اسرائیل کو بھی تیرے حوالے کر دیتا ہوں۔ حضرت موسیٰ نے اژدھے کی گردن پکڑی، تو وہ وہی عصا ہو گیا۔ فرعون آ کر پھر اپنے تخت پر بیٹھا اور حضرت موسیٰ سے بولا، کہ کیا اسکے سوا کوئی اور معجزہ بھی تو رکھتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا، ہاں! پھر اپنا داہنا ہاتھ گریبان میں بائیں بغل کے نیچے لے گئے۔۔۔

۱۳
ع۹
۲

وَّنَزَعَ یَدَهٗ فَاِذَا هِیَ بَیْضَآءُ لِلنّٰظِرِیْنَ ﴿۱۰۸﴾

اور اپنا ہاتھ نکالا تو خود بخود روشن ہے، ہر دیکھنے والے کی نظر میں●

(اور) پھر جیسے ہی (اپنا ہاتھ نکالا، تو) اس ہاتھ کی یہ شان نظر آئی کہ (خود بخود روشن ہے)، ایسا سفید کہ اسکی سفیدی کمالِ مرتبہ پر تھی اور نہایت نورانیت کے ساتھ (ہر دیکھنے والے کی نظر میں)۔

۔۔اولاً: حضرت موسیٰ نے اپنا داہنا ہاتھ فرعون کو دکھایا پھر گریبان میں ڈال کر نکالا، تو اس قدر سفید نورانی تھا کہ زمین سے آسمان تک اس سے روشن ہو گیا، پھر گریبان میں ڈال کر نکالا تو جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا۔۔ الغرض۔۔ فرعون نے یہ دونوں معجزے دیکھ کر اپنی قوم کے شریف لوگوں کو بلایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے باب میں مشورہ کیا۔۔ تو۔۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۹﴾

بولے چودھری لوگ قوم فرعون کے، "کہ بیشک یہ ضرور جادوگر اور جادو کی وڈیا والے ہیں●

يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ ۚ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۱۱۰﴾

چاہتے ہیں کہ تم کو نکال دیں تمہارے ملک سے، تو کیا مشورہ دیتے ہو"●

(بولے چودھری لوگ قوم فرعون کے، کہ بیشک یہ ضرور جادوگر اور جادو کی وڈیا والے ہیں) اور جادوگری کے فن میں ایسے ماہر ہیں کہ لکڑی کو اژدھا بنادیتے ہیں، اور گندم گوں ہاتھ کو ید بیضاء کر کے نکالتے ہیں، اور یہ (چاہتے ہیں کہ تم کو نکال دیں تمہارے ملک سے) اور پھر مصر کی حکومت بنی اسرائیل کو دیدیں۔ یہ سن کر فرعون نے کہا کہ جب صورت حال یہ ہے (تو کیا مشورہ دیتے ہو) اس تعلق سے؟ اب مجھے کیا تدبیر کرنی چاہئے؟۔۔۔

قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۱۱۱﴾

سب نے کہا "کہ ان کو اور انکے بھائی کو روک لو، اور تمام شہروں میں دوڑ والوں کو بھیج دو●

يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۱۱۲﴾

کہ لے آئیں تمہارے پاس سارے جادوگر منتریوں کو"●

(سب نے کہا کہ ان کو اور انکے بھائی کو روک لو)، یعنی عجلت سے کام نہ لو اور اگر قتل کا ارادہ ہو تو ابھی قتل نہ کرو، بلکہ انھیں قید کرلو کہ کہیں جانہ سکیں، (اور) پھر ایسا کرو کہ مصر کے (تمام شہروں میں دوڑ والوں کو بھیج دو کہ) وہ اکٹھا کر کے جلد از جلد (لے آئیں تمہارے پاس سارے جادوگر منتریوں کو)۔ اسطرح مقابلے کے بعد سب پر ظاہر ہو جائیگا کہ یہ بھی جادوگروں کی طرح ایک جادوگر ہی ہیں۔۔ الغرض۔۔ اس مہم کو انجام دینے میں جلد بازی سے کام نہ لیا جائے۔ اس میں اگر کچھ تاخیر ہو جائے، تو کچھ حرج نہیں۔

اس مقام پر یہ ذہن نشین رہے کہ مصر کا ایک علاقہ تھا جسکو صعید کہا جاتا تھا، جسکی لمبائی پندرہ دن کی راہ تھی، جو بہت سارے شہروں پر مشتمل تھا۔ اس زمانے میں اس خطے میں جادوگروں کے سردار رہا کرتے تھے۔ انھیں میں دو بھائی ایسے تھے، جو جادو میں یکتا تھے اور انھیں فن سحر پر پورا پورا عبور تھا۔ المختصر۔ فرعون نے اپنی قوم کے چودھریوں کے مشورے کو قبول کرتے ہوئے، اس تجویز پر عمل کرنے کا حکم دیدیا۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

۔۔چنانچہ۔۔اس کام کیلئے جس گروہ کو تیار کیا گیا، وہ جادوگروں کو اکٹھا کرکے لانے کیلئے صعید کی طرف نکل گیا اور وہاں کے جادوگروں کو فرعون کا پیغام پہنچایا۔۔چنانچہ۔۔جب مذکورہ بالا دو بھائیوں کے پاس فرعون کا پیغام پہنچا، تو وہ اپنی ماں سے کہنے لگے کہ ہمیں ہمارے باپ کی قبر پر لیجایئے، تاکہ ہم ان سے مشورہ لے لیں۔۔الغرض۔۔دونوں باپ کی قبر پر پہنچ کر عرض کرنے لگے، کہ فرعون کے دربار میں دو ایسے آدمی آئے ہیں جنھوں نے اس پر زمین تنگ کردی ہے، انکے پاس ایک عصا ہے جسے وہ سانپ بنادیتے ہیں، جو شے اسکے آگے آتی ہے اُسے کھا جاتا ہے، بتایئے کہ ہم اسکا مقابلہ کریں۔۔یا۔۔نہ کریں۔قبر سے آوز آئی کہ وہاں پہنچ کر معلوم کرنا، کہ وہ عصا انکی نیند کے وقت بھی اژدھا ہوجاتا ہے۔۔یا۔۔نہیں۔ اگر نیند کے وقت بھی سانپ ہوجاتا ہے، تو سمجھ لو کہ وہ جادو نہیں، اسلئے کہ جادوگر کا جادو خواب کے وقت جاری نہیں ہوسکتا۔

۔۔المختصر۔۔اکٹھا کرنے والوں کی محنت سے مذکورہ بالا دونوں بھائی اپنے شاگردوں اور ساتھیوں کے ساتھ' جن کی تعداد ایک روایت کے حساب سے بارہ[۱۲] ہزار اور ایک دوسری روایت کے حساب سے ستر[۷۰] ہزار تھی' مصر آگئے۔مصر میں آنے کے بعد جب دونوں بھائیوں نے اپنے باپ سے سوال وجواب کی کیفیت اپنے لوگوں سے کہی، تو انھوں نے حضرت موسیٰ کے سونے اور جاگنے اور عصا کے اژدھا ہونے کا حال بذات خود دریافت کیا، تو معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام جب سوتے ہیں، تو عصا اژدھا ہوکر انکی پاسبانی کرتا ہے۔اس بات سے ان جادوگروں کو بڑا تردد ہوا اور انکے دلوں میں دغدغہ پیدا ہوگیا، مگر انھوں نے اس حال کو پوشیدہ رکھا، یہاں تک کہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو بلایا اور یہ بات قرار پائی کہ ساحروں سے مقابلہ کریں۔۔چنانچہ۔۔مقابلے کی مجلس کا انتظام ہوا۔۔۔

وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۳﴾

اور آگئے جادوگر لوگ فرعون کے پاس، بولے "کہ بیشک ہمیں انعام ملے اگر ہم جیت گئے"●

قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ

بولا "ہاں۔اور تم پھر ہمارے مقرب ہو"● بولے "اے موسیٰ یا تم ڈالو

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَاِمَّآ اَنۡ نَّكُوۡنَ نَحۡنُ الۡمُلۡقِيۡنَ﴿۱۱۵﴾

یا یہ ہو کہ ہم ڈالیں"●

(اور آگئے جادوگر لوگ فرعون کے پاس) میدان میں اپنے ساتھ لاٹھیوں اور رسیوں کو لئے ہوئے اور فرعون اپنے تخت پر بخوشی بیٹھا۔۔نیز۔۔مصر کے لوگ تماشہ دیکھنے کیلئے جمع ہو گئے۔ بارہ۱۲ ہزار۔۔یا۔۔ستر۷۰ ہزار ساحروں نے ایک طرف صف باندھی اور حضرت موسیٰ اور ہارون علیہم السلام ایک جانب کھڑے ہوئے۔ جادوگر ادب کے ساتھ پیش آئے اور انبیاء کرام کی بارگاہ میں یہی انکا ادب سے پیش آنا انکے ایمان کی تمہید بن گیا۔۔چنانچہ۔۔بالآخر وہ سب کے سب ایمان والے ہو گئے۔

ابتداءً چونکہ چند کو چھوڑ کر تمام جادوگروں کو اپنی کامیابی کا یقین تھا، تو جب فرعون سے انکا آمنا سامنا ہوا تو (بولے)، کہ ہم اسکے آرزومند ہیں (کہ بیشک ہمیں انعام ملے اگر ہم جیت گئے)۔اس پر فرعون (بولا ہاں) ضرور تمہیں انعام دیا جائیگا (اور) وہ بھی کوئی معمولی انعام نہیں، بلکہ (تم) تو (پھر ہمارے مقرب ہو) جاؤ گے۔ جب چاہنا بے روک ٹوک میرے پاس چلے آنا۔۔المختصر۔۔یہ سب کچھ ہو جانے کے بعد ساحروں کے سردار مؤدبانہ طور پر حضرت موسیٰ سے۔(بولے اے موسیٰ! یا تم ڈالو) اپنا عصا (یا یہ ہو کہ ہم ڈالیں) اپنی رسیاں اور لکڑیاں۔ نبی کی اجازت کا پاس ولحاظ کرنا ظاہر کر رہا ہے، کہ انکی فیروز بختی کے دروازے کھلنے والے ہیں۔انکی اجازت طلبی کے بعد حضرت موسیٰ نے ان سے۔۔۔

قَالَ اَلۡقُوۡا ۚ فَلَمَّاۤ اَلۡقَوۡا سَحَرُوۡۤا اَعۡيُنَ النَّاسِ وَاسۡتَرۡهَبُوۡهُمۡ

کہا، "تم لوگ ڈالو"۔ تو جب ڈالا، جادو کر دیا لوگوں کی آنکھوں کو اور ان سب کو ڈرا دیا،

وَجَآءُوۡ بِسِحۡرٍ عَظِيۡمٍ﴿۱۱۶﴾

اور بڑا جادو کر لائے●

(کہا) کہ اچھا، پہلے (تم لوگ) ہی اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو (ڈالو)، یعنی جو تمہیں کرنا ہو کر لو۔ اگر تم حق پر ہو، جیسا کہ تمہارا گمان ہے۔تمہارے کرتب سے میرا کچھ بگڑنے والا نہیں، بلکہ اس سے میرے معجزے کی شان اور بھی دوبالا ہو جائے گی۔ (تو جب ڈالا)، ایسا لگا کہ (جادو کر دیا) اور ایک خیالی بے حقیقت چیز سے 'جسکی کوئی اصلیت نہیں'، دھوکا دے دیا (لوگوں کی آنکھوں کو اور) اپنے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

اس کرتب سے (ان سب کو ڈرا دیا) اور سارے حاضرین لرزہ براندام ہوگئے۔ انھیں ہر طرف سانپ ہی سانپ نظر آنے لگے۔

حالانکہ صحیح صورت حال یہ تھی کہ انھوں نے بڑی اور موٹی رسیاں جمع کیں اور انکے ساتھ بڑی اور موٹی لکڑیاں بھی، وہ دور سے ایسا محسوس ہوئیں کہ گویا وہ بڑے اور موٹے سانپ ہیں۔ پھر انھوں نے ان رسیوں کو سیاہ تیل سے لتڑ پتڑ کر دیا۔۔ نیز۔۔ لمبی لمبی لکڑیاں اندر سے خالی کر کے سب میں پارہ بھر دیا۔ جب آفتاب کی گرمی ان میں پہنچی تو پارہ ہلا اور رسیاں اور لکڑیاں باہم لپٹنے لگیں۔ چونکہ وہ کثیر تھیں، اسی لئے لوگوں کو محسوس ہوا کہ وہ اپنے اختیار سے متحرک ہو کر ایک دوسرے سے چمٹ رہی ہیں اور گویا وہ میدان سانپوں سے بھر گیا ہے۔ حالانکہ انھوں نے ہاتھ کے کھیل سے ایک کرشمہ دکھایا تھا۔۔ المختصر۔۔ جادوگروں نے انکے ڈرانے پر جتنا زور لگانا تھا لگا دیا۔

(اور) بہ گمان خود (بڑا جادو کر لائے) اور بہت بڑی کرتب بازی کا مظاہرہ کیا۔

وَاَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰى مُوۡسٰۤى اَنۡ اَلۡقِ عَصَاكَ‌ ۚ فَاِذَا هِىَ تَلۡقَفُ مَا يَاۡفِكُوۡنَ‌ ۚ﴿۱۱۷﴾

اور وحی فرمادی ہم نے موسیٰ کی طرف، "کہ ڈال دو اپنا عصا" تو وہ اسی وقت نگلے جا رہا ہے ان کی گڑھنت کو ●

اسکے بعد اجازت دیدی (اور وحی فرمادی ہم نے موسیٰ کی طرف کہ) اب تم بھی (ڈال دو اپنا عصا)۔ جیسے ہی انھوں نے اپنا عصا زمین پر ڈالا (تو وہ) اژدھا بن کر (اسی وقت) صاف دکھائی دیا کہ (نگلے جا رہا ہے انکی گڑھنت کو)۔۔ الغرض۔۔ وہ عصا جادوگروں کی بناوٹی چیز کو نگلنے لگا، یہاں تک کہ جادوگروں کی ساری لاٹھیوں اور رسیوں کو نگل گیا۔ پھر وہ تماشائیوں بلکہ خود جادوگروں کی طرف متوجہ ہو گیا، تو وہ سب ڈر کے مارے بھاگے اور جلدی میں ایک دوسرے پر گرے اور اسطرح ہزاروں کی تعداد میں مر گئے۔

مرنے والوں کی صحیح تعداد کا علم رب علیم وخبیر ہی کو ہے۔ اسکے بعد حضرت موسیٰ نے اسے اپنے ہاتھ میں لے لیا، تو پھر عصا بن گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے اسکی سانپ والی ہیئت کو مٹا دیا۔۔ یا۔۔ اسکے غلیظ اجزاء کو لطیف ترین بنا دیا۔ جادوگروں نے یہ کیفیت دیکھ کر فیصلہ کیا، کہ اگر یہ عصا بھی جادو ہوتا، تو اسکے ختم ہو جانے کے بعد ہماری رسیاں اور ڈنڈے باقی بچ جاتے۔۔ الغرض۔۔ عصائے موسوی کا اپنی حقیقت کو بدل کر حقیقی معنوں میں سانپ ہو جانا

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

اور ہے۔۔اور۔۔جادوگروں کی رسیوں اور لاٹھیوں کا اپنی حقیقت پر رہتے ہوئے سانپ نظر آنا، یہ اور ہے۔ان دونوں میں پہلا معجزہ ہے اور دوسرا کرشمہ اور فریب نظر ہے۔

فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَ

تو حق ہو کر رہا اور ملیامیٹ ہو گیا جو وہ کرتے تھے● تو ہار ہو گئی ان کی وہاں، اور

انْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۱۲۰﴾

پلٹے ذلیل● اور ڈال دیے گئے جادوگر لوگ سجدہ کرتے ہوئے●

(تو) دیکھ لیا کھلی آنکھوں سے دیکھنے والوں نے، کہ (حق ہو کر رہا)۔یعنی حق کی حقانیت ثابت ہو کر رہی۔۔نیز۔۔حضرت موسیٰ اپنے اس دعویٰ میں سچے ثابت ہوگئے، کہ وہ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کے رسول ہیں۔(اور ملیامیٹ ہو گیا) حق کو دبانے کیلئے (جو وہ کرتے تھے)۔۔الغرض۔۔انکا سارا کرتب رسوا ہو گیا۔(تو) واضح طور پر (ہار ہو گئی انکی وہاں)، یعنی تماشہ گاہ میں۔(اور) وہ سب (پلٹے) یعنی ہو گئے (ذلیل) اور متحیر (اور ڈالدیئے گئے جادوگر لوگ) زمین پر حضرت موسیٰ و ہارون کے رب کے حضور (سجدہ کرتے ہوئے)۔حضرت موسیٰ کا معجزہ دیکھنے کے بعد انھوں نے بارگاہ خداوندی میں سربسجود ہونے کی ایسی جلدی کی، کہ لگا جیسے وہ زمین پر منہ کے بل گر پڑے ہوں۔۔یا۔۔ایسا لگا کہ جیسے کسی نے انھیں جبراً گرا دیا ہو، اور ایسا کیوں نہ ہوتا، جبکہ انھیں حق نے حیران کر دیا اور وہ سجدہ کرنے پر مجبور ہو گئے۔۔الغرض۔۔

قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

سب نے کہا، کہ "ہم مان گئے پروردگارِ عالم کو● پروردگار موسیٰ و ہارون کا●

(سب نے) بیک زبان (کہا کہ ہم مان گئے پروردگارِ عالم کو) اور پھر فوراً ہی یہ وضاحت کر دی، کہ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سے ہماری مراد فرعون نہیں ہے، جو خود کو رب العالمین سمجھتا ہے، بلکہ رب سے مراد ہماری وہ ہے، جو (پروردگار) ہے (موسیٰ و ہارون کا) اور جسکی ربوبیت والوہیت کی دعوت حضرت موسیٰ و ہارون پیش کر رہے ہیں۔

حضرت موسیٰ کے ذکر کے بعد فوراً حضرت ہارون کے ذکر میں یہ حکمت ہے، کہ اگر چہ

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

فرعون نے حضرت موسیٰ کی تربیت کی ہے، لیکن حضرت ہارون کبھی بھی اسکے زیر تربیت نہیں رہے۔ تو رَبِّ مُوسٰى وَهٰرُونَ کا اطلاق فرعون پر ظاہری طور پر بھی نہیں ہوسکتا، تو اس سے مراد رب تبارک وتعالیٰ ہی کی ذات ہوگی۔ فرعون اس صورت حال کو دیکھ کر بوکھلا گیا اور اپنے گمانِ فاسد کی بنیاد پر بک جھک کرنے لگا۔۔ چنانچہ۔۔

قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ

بولا فرعون "کہ تم نے مان لیا، اس کے پہلے کہ میں تم کو اجازت دوں؟ بیشک یہ سب ضرور فریب ہی فریب ہے، جو تم نے کر رکھا ہے

فِي الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ لَاُقَطِّعَنَّ

شہر میں، تا کہ نکال دو شہر والوں کو اس سے، تو جلد تم جان لوگے ● ضرور میں کاٹ لوں گا

اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۲۴﴾

تمہارے ایک طرف کے ہاتھ، اور ایک طرف کے پاؤں، پھر تم سب کو سولی دے دوں گا" ●

(بولا فرعون) جادوگروں سے (کہ تم نے مان لیا) اور حضرت موسیٰ کی رسالت اور انکی صداقت پر ایمان لے آئے، اور وہ بھی (اسکے پہلے کہ میں تم کو اجازت دوں)؟ یعنی ایمان لانے میں تم نے بڑی عجلت سے کام لیا اور غور وفکر کیلئے تھوڑا بھی وقت صرف نہیں کیا، تو اس سے اندازہ لگتا ہے کہ (بیشک یہ سب) کچھ (ضرور فریب ہی فریب ہے، جو تم نے کر رکھا ہے شہر میں)۔ لگتا ہے کہ شہر مصر میں جہاں آنے کا وعدہ تھا، وہاں آنے کے قبل ہی تم نے موسیٰ علیہ السلام سے سازش کر کے یہ حیلہ کیا ہے، (تا کہ نکال دو شہر والوں کو اس سے) اور یہ ملک تمہارے اور بنی اسرائیل کے واسطے خاص ہو جائے اور قبطیوں کا یہاں سے قلع قمع ہو جائے۔ (تو) تم کس گمان میں ہو؟ (جلد تم جان لوگے) اپنے اس انجام کو جو تمہاری اس حرکت کا نتیجہ ہے۔

یہ دھمکی تو مجمل تھی، اب اسکی تفصیل کر کے فرعون بولا، کہ۔۔۔

(ضرور میں کاٹ لونگا تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور ایک طرف کے پاؤں، پھر تم سب کو سولی دیدونگا) تا کہ تمہاری فضیحت ہو، اور دوسروں کو عبرت حاصل ہو۔

قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۲۵﴾

سب نے کہا، "کہ بیشک ہم سب اپنے پروردگار کی طرف پھرنے والے ہیں ●

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

(سب) جادوگروں (نے) 'جو کہ اب اہل ایمان تھے' (کہا) اپنے ایمان پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے، (کہ بیشک ہم سب اپنے پروردگار کی طرف پھرنے والے ہیں)۔ یعنی موت ایک دن آئیگی ہی، اب چاہے ابھی آئے۔۔یا۔۔دیر سے، پھر ہمیں تیری زجر و توبیخ کا کیا خطرہ؟ ہمیں اپنے رب کریم کی رحمت اور ثواب پر امید ہے، اسلئے کہ ہمیں مرنے کے بعد اسی کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔ اب اگر تو ہمارے ساتھ اپنی وعید پوری کرے، تو اس سے ہم خوفزدہ نہیں۔

گویا وہ حضرات اسکی وعید سے الٹا خوش ہوئے اور انھیں اللہ تعالیٰ کی زیارت کا شوق پیدا ہو گیا۔ پھر انھوں نے فرعون کو مخاطب کر کے کہا، کہ اے فرعون! آخر ہم نے کون سی غلطی کی۔۔۔

وَمَا تَنْقِمُ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِآيَاتِ رَبِّنَا لَمَّا جَاءَتْنَا ۚ

اور کیا چیز ہماری بری لگی تجھ کو، سوا اسکے کہ ہم نے مان لیا اپنے پروردگار کی نشانیوں کو جب وہ ہمارے سامنے آگئیں۔

رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ ﴿١٢٦﴾ ع ۱۴

پروردگارا انڈیل دے ہم پر صبر کو اور خاتمہ کر ہمارا مسلمان ہی۔

(اور کیا چیز ہماری بری لگی تجھ کو، سوا اسکے کہ ہم نے مان لیا اپنے پروردگار کی نشانیوں کو جب وہ ہمارے سامنے آگئیں) اور ہم نے کھلی آنکھوں سے دیکھ لیا انھیں حضرت موسیٰ کے ہاتھوں پر۔ جادوگروں نے فرعون کو ڈٹ کر جواب دینے کے بعد اپنی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف کر لی اور بارگاہِ خداوندی میں التجا کرتے ہوئے عرض کیا، (پروردگارا انڈیل دے ہم پر صبر کو اور خاتمہ کر ہمارا مسلمان ہی)۔ یعنی جس دولتِ ایمان سے ہمیں نوازا اس پر ثابت قدم رکھ اور ہمیں فرعون کے ڈرانے دھمکانے سے پھر کفر میں مبتلا نہ فرما۔ اور ہمارے سینوں کو صبر سے لبریز فرما دے۔۔۔

جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات دیکھے، یعنی عصا کا اژدھا ہونا اور دستِ مبارک کا ید بیضاء ہونا، تو اسکا خوف بڑھا۔ اسی لئے اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوئی تعرض نہیں کیا اور انھیں انکے اپنے حال پر چھوڑ دیا۔ اس وقت اس سے کہا۔۔۔

وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَتَذَرُ مُوسَىٰ وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا

اور بولے چودھری لوگ قوم فرعون کے، "کہ کیا چھوڑ دو گے موسیٰ اور ان کی قوم کو؟ کہ فساد مچائیں

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

فِی الْاَرْضِ وَیَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ؕ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْیٖ

ملک میں اور چھوڑ دیں تم کو اور تمہارے معبودوں کو۔" بولا "بہت جلد ہم کاٹ کے رکھ دینگے انکے بیٹوں کو اور زندہ

نِسَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾

رکھیں گے لڑکیوں کو، اور بیشک ہم انکے اوپر غالب ہیں"●

(اور بولے چودھری لوگ قوم فرعون کے، کہ کیا چھوڑ دو گے موسیٰ اور انکی قوم کو کہ فساد مچائیں ملک میں) یعنی مصر میں اپنے دین کو رائج کر کے فساد ڈالیں اور یہاں کے تمام لوگوں کو تیری پیروی سے پھیر لیں **(اور چھوڑ دیں تم کو اور تمہارے معبودوں کو)**۔۔الغرض۔۔تیری پرستش اور تیرے معبودوں کی عبادت سے منہ موڑ لیں۔

فرعون تو بذاتِ خود ستارہ پرست تھا، لیکن اس نے اپنے مجسمے تیار کرا کے عوام کو انکی پرستش کا حکم دے رکھا تھا، اور کہا تھا کہ انکی پرستش سے تم میرے قریب ہو جاؤ گے۔ان بتوں کو اس نے چھوٹا رب قرار دیا تھا اور خود کو بڑا رب کہا کرتا تھا۔۔الغرض۔۔فرعون کے ارکانِ سلطنت نے فرعون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور انکی قوم کے قتل کی ترغیب دی، لیکن فرعون قتل کی ہمت نہ کرسکا اس خوف کی وجہ سے، حضرت موسیٰ کے معجزات دیکھنے کے بعد جس نے اسکے دل میں جگہ بنالی تھی۔تو اس نے اپنی خوفزدگی کو چھپاتے ہوئے ایک دوسری راہ نکالی، اور۔۔۔

(بولا کہ بہت جلد ہم کاٹ کر رکھ دینگے انکے بیٹوں کو) تاکہ انکی نسل ہی منقطع ہو جائے، جس طرح اسکے پہلے بھی نجومیوں کی پیش گوئی سننے کے بعد ہم کر چکے ہیں **(اور زندہ رکھیں گے لڑکیوں کو)**، تاکہ وہ جوان ہو کر ہماری خدمت کریں۔۔الغرض۔۔ہم انکے ساتھ وہی کاروائی کرینگے جو موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے وقت پر کی تھی (اور) ہم انھیں بتادینگے **(بیشک ہم انکے اوپر غالب ہیں)** یعنی ہم بدستور غلبہ رکھتے ہیں۔۔نیز۔۔ہم موسیٰ علیہ السلام سے مقابلے میں ہار جانے کے بعد بھی گھبرا نہیں گئے، اور نہ ہی مغلوب ہوئے، بلکہ ہم اب بھی قوت و غلبہ رکھتے ہیں۔۔الغرض۔۔انھیں یہ وہم نہیں ہونا چاہئے، کہ یہ وہی لڑکا ہے، جن کے متعلق کاہنوں اور جادوگروں نے خبر دی تھی، کہ وہ فرعون سے ملک چھین لیگا۔

جب یہ دھمکی بنی اسرائیل نے سنی اور فرعون کی ظاہری شان و شوکت کے سامنے اپنی کمزوری اور اس سے مقابلہ نہ کر سکنے کا احساس کیا تو مضطرب ہو گئے، اور بارگاہِ موسوی میں آکر اپنے اضطراب کا اظہار کیا، تو تسلی دیتے ہوئے، اور انکے حسن انجام کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

قَالَ مُوسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ

کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے "کہ مدد طلب کرو اللہ سے، اور صبر کرو۔ بیشک زمین اللہ کی ہے۔

يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۸﴾

وارث بنا دیتا ہے جسے چاہتا ہے اپنے بندوں سے۔ اور انجام بخیر ڈرنے والوں کیلئے ہے"●

(کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے، کہ مدد طلب کرو اللہ) تعالیٰ (سے) کہ تم سے فرعون کی شرارت دور فرمادے (اور صبر کرو) اس پر جو کچھ وہ تمہارے ساتھ کرے۔ اور یہ اچھی طرح سے جانے رکھو کہ (بیشک) ساری (زمین) جس میں مصر کی زمین بھی ہے (اللہ) تعالیٰ (کی ہے)، وہی اسکا مالک حقیقی ہے۔۔ چنانچہ۔۔ اپنی حکمت کے مطابق اسکا (وارث بنا دیتا ہے جسے چاہتا ہے) اور جب تک کیلئے چاہتا ہے (اپنے بندوں سے)۔ اس کلام میں قبطیوں کے ہلاک ہونے اور انکی ولایت بنی اسرائیل کے تصرف میں آنے کا وعدہ ہے۔ (اور انجام بخیر ڈرنے والوں کیلئے ہے) جو خوف الٰہی کے سایے میں زندگی بسر کرتے ہیں اور اپنے دلوں کو خشیت خداوندی کا شہر بنا رکھا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو عاقبت کی بہتری، فتح و نصرت اور بہشت کے سچے حقدار ہیں۔

یہ کنایہ ہے جس میں بنی اسرائیل کے واسطے خوشخبری ہے، جسے بنی اسرائیل نہ سمجھ سکے اور پھر شکایت شروع کر کے۔۔۔

قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۭ قَالَ عَسٰى

سب نے کہا، کہ "دکھ تو ہمیں دیا گیا آپ کے آنے سے بھی پہلے اور پیچھے"۔ تسکین دی انھوں نے، "کہ قریب ہے کہ

رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ

تمہارا پروردگار تباہ کردے تمہارے دشمن کو، اور تم کو ملک میں حاکم کردے،

فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ ع ۱۵

پھر تم کو مہلت دے، کہ کیا کرتے ہو"●

(سب نے کہا، کہ دکھ تو ہمیں دیا گیا آپ کے آنے سے بھی پہلے اور پیچھے) یعنی قبطی ہمیشہ ہمیں اذیت دیتے رہے۔ ہم جب مدین سے آئے، تو یہ آدھا دن ہم سے خدمت لیتے اور آدھا دن ہمیں چھوڑ دیتے، اور اب حال یہ ہے کہ تمام دن ہم سے کام لیتے ہیں۔۔ یا یہ کہ۔۔ اس سے پہلے ہمارے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

لڑکوں کو مار ڈالتے تھے اور اب بھی چاہتے ہیں کہ اُسی طرح قتل میں مشغول ہوں۔ بنی اسرائیل کی اس گزارش کو سن کر (تسکین دی انھوں نے) ان سبھوں کو اور صاف لفظوں میں فرما دیا (کہ قریب ہے کہ تمہارا پروردگار تباہ کردے تمہارے دشمن کو) یعنی فرعون اور اسکی قوم کا نام ونشان مٹادے۔ (اور پھر انکو ہلاک کردینے کے بعد (تم کو ملک) مصر۔۔یا۔۔ارض مقدسہ (میں حاکم کردے، پھر تم کو مہلت دے کہ کیا کرتے ہو) یعنی خدا کی رحمت، دولت اور راحت کے بعد کیسے عمل کرتے ہو، اور کیا کام کرتے ہو، کفر۔۔یا۔۔شرک، عبادت یا معصیت، تاکہ تمہیں اسکی جزاء۔۔یا۔۔سزادے۔

پھر حق تعالیٰ دشمنوں کو ہلاک کرنے کا وعدہ کرکے، اسکے پہلے جو امور پیش آنے والے تھے اور جو پھر پیش آئے، انھیں بیان فرماتا ہے۔۔۔

وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ

اور بے شک دھرا ہم نے آل فرعون کو برسوں کے قحط، اور پھلوں کی کمی میں،

لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳۰﴾

کہ اب نصیحت پائیں●

(اور) ارشاد فرماتا ہے کہ (بیشک دھرا ہم نے آل فرعون کو برسوں کے قحط اور پھلوں کی کمی میں) ۔۔الغرض۔۔وہ تنگی اور خشک سالی کا شکار ہوئے اور انکے باغوں کی برکتیں اٹھ گئیں۔ اور پھلوں کی پیداوار میں بے حد کمی ہوگئی۔ یہ قحط سالی وغیرہ ان پر اسلئے مسلط کی گئی، تا (کہ اب نصیحت پائیں) اور کفر سے باز آجائیں، مگر وہ متنبہ نہ ہوئے، بلکہ وہ عجیب وغریب سوچ والے ہوگئے۔ اسی لئے۔۔۔

فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ

تو جب آتی ان تک اچھی حالت، تو "کہتے کہ یہ ہمارا حق ہے"۔ اور ان کی مصیبت بنتی کوئی برائی،

يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ

تو بدشگونی بناتے موسیٰ کی، اور جو انکے ساتھ تھے۔ یاد رکھو کہ انکے شگون کی شامت اللہ کے پاس ہے۔

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾

لیکن ان کے اکثر بے علم ہیں●

(تو جب آتی ان تک اچھی حالت، تو کہتے کہ یہ ہمارا حق ہے) اور ہم اسکے مستحق ہیں (اور)

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

اسکے برخلاف جب (انکی مصیبت بنتی کوئی برائی)۔۔مثلاً: قحط اور بلاء وغیرہ، (تو) اسے (بدشگونی بنا
موسیٰ کی، اور) انکی (جو انکے ساتھ تھے)۔۔چنانچہ۔۔وہ کہتے کہ ہم پر یہ نحوست حضرت موسیٰ اور انکی قوم
کی وجہ سے نازل ہوئی۔انکی اس بکواس کو نظر انداز کردو، اور (یادرکھو کہ انکے شگون کی شامت اللہ)
تعالیٰ (کے پاس ہے)۔یعنی انکے خیر و شر کا سبب خدا کے پاس ہے، اور وہ انکے اعمال ہیں جنھیں کرا
کاتبین نے لکھ کر خدا کی بارگاہ میں پیش کردیا اور انکے برے اعمال کی شامت ان تک پہنچی۔(لیکن)
اس حقیقت سے (انکے اکثر) یعنی بہتیرے جاہل قبطی (بے علم ہیں)، اور وہ نہیں جانتے کہ انھیں جو
کچھ مکروھات اور تکلیفیں پہنچتی ہیں، وہ سب انھیں کے برے اعمال کی شامت ہیں۔ان لوگوں نے
ضد اور ہٹ دھرمی کا بدترین مظاہرہ کیا۔۔۔

وَقَالُوا مَهْمَا تَأْتِنَا بِهِ مِنْ آيَةٍ لِتَسْحَرَنَا بِهَا

اور کہنے لگے "کہ کچھ بھی نشانی لاؤ تاکہ اس کا جادو ہم پر چلادو،

فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿١٣٢﴾

تو بھی ہم نہ مانیں گے"●

(اور) حضرت موسیٰ کے معجزات یعنی عصا، ید بیضاء، قحط اور بیماری وغیرہ دیکھ کر ایمان لانے
کی بجائے (کہنے لگے، کہ) اے موسیٰ (کچھ بھی نشانی لاؤ) اور بہ گمانِ خود، کیسا بھی معجزہ دکھاؤ، (تاکہ
اسکا جادو ہم پر چلادو، تو بھی ہم) تم کو اللہ تعالیٰ کا رسول (نہ مانیں گے)، اور تم پر ایمان نہ لائینگے۔

۔۔الختصر۔۔جب قبطی نہایت انکار سے پیش آئے، تو حضرت موسیٰ نے دعا مانگی۔۔۔

'یا اللہ فرعون نے تیری زمین پر قبضہ کر رکھا ہے اور باغی و سرکش ہوگیا ہے اور اسکی قوم بھی
تیرے معاہدے توڑ چکی ہے، اب ایسا معاملہ فرما کہ انکے لئے عذاب بھیج، تاکہ میری قوم
کیلئے نصیحت اور آنے والوں کیلئے عبرت ہو۔'

۔۔۔حضرت موسیٰ کی دعا مستجاب ہوئی، تو فرعونیوں کو مندرجہ ذیل امور میں مبتلا فرمایا

۔۔چنانچہ۔۔ارشاد ہوتا ہے کہ جب فرعونی سرکشی پر اتر آئے۔۔۔

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ آيَاتٍ

تو بھیج دیا ہم نے ان پر طوفان، اور ٹڈی، اور کیڑے، اور مینڈکیں، اور خون، الگ الگ

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

مُفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۱۳۳﴾

معجزے۔۔۔ تو وہ سب بڑا بنا کئے، اور تھے سب مجرم●

(تو بھیج دیا ہے ہم نے ان پر طوفان)۔
ایسا پانی جو انکے ہاں پہنچ کر تمام کو محیط ہو گیا اور انکے مکانوں اور کھیتوں کو گھیر لیا۔ آسمان سے سخت بارش ہوئی۔۔یا۔۔ سیلاب کا زور ہوا۔۔ چنانچہ۔۔ مصر میں ایک ہفتہ دن ورات مسلسل مینھ برسا، اور بادلوں کی تاریکی میں لوگ عاجز رہ گئے اور قبطیوں کے گھروں میں پانی آ گیا۔ عورتیں اور مرد سب کھڑے رہ گئے، اور بچوں کو اونچے پر بٹھا دیا اور جو قبطی اپنے گھر میں بیٹھتا ڈوب جاتا، اور باوصف اسکے کہ بنی اسرائیل کے مکانات قبطیوں کے مکانوں سے ملے ہوئے تھے، مگر بنی اسرائیل کے مکانوں میں ایک قطرہ بھی پانی نہ آیا۔ غرضیکہ سارے قبطی تنگ آ کر فرعون کی طرف رجوع ہوئے اور پھر اُس سے ناامید ہو کر حضرت موسیٰ کی طرف متوجہ ہوئے، کہ اپنے خدا سے درخواست کر، کہ ہم پر سے یہ عذاب دفع کر دے تو ہم اسپر ایمان لے آئینگے۔
جب وہ طوفان حضرت موسیٰ کی دعا سے دفع ہو گیا اور زمین پر سے پانی ہٹ گیا، انکی کھیتیاں ایسی سرسبز و شاداب نظر آئیں، کہ انھوں نے کبھی ویسی دیکھی ہی نہیں، پھر انھوں نے کفرانِ نعمت کیا اور ایمان نہ لائے، بلکہ بولے کہ یہ کھیتیاں خود ہی ایسی ہونا چاہیے تھیں۔ تو حق نے دوسرا عذاب نازل فرمایا۔
(اور ٹڈی) کا لشکر ان پر نازل کر دیا، جنھوں نے انکی بہت ساری مزروعات کو کھا کر انکا صفایا کر دیا۔
پھر حضرت موسیٰ سے پناہ مانگی، کہ یہ بلا ہم پر سے دفع ہو جائے، تو ہم ضرور تیرے خدا پر ایمان لائینگے۔ حضرت موسیٰ میدان میں نکلے اور اپنے عصا سے مشرق اور مغرب کی طرف اشارہ کیا، سب ٹڈیاں اِدھر اُدھر چلی گئیں۔ قبطیوں نے دیکھا کہ انکی مزروعات میں کچھ باقی رہ گیا تھا، تو بولے اسی قدر ہمارے واسطے بہت ہے اور پھر تصدیق نہ کی۔ پھر حق تعالیٰ نے تیسرا عذاب نازل فرمایا۔
(اور) ایسے (کیڑے) بھیجے جو گیہوں سے نکلتا ہے اور بالیوں کو برباد کر دیتا ہے۔۔یا۔۔ ملخ پیادہ کو بھیجا جو ٹڈی کے علاوہ ہے، وہ گندم کی کچی بالی کو کھا جاتا ہے، پھر وہ کھیتی بالی کے بغیر بڑی ہوتی ہے۔۔ چنانچہ۔۔ جو کچھ زراعت باقی تھی، ان سب کا بھی صفایا ہو گیا۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

پھر قبطیوں نے حضرت موسیٰ سے التجاء کی اور ایمان لانے کی شرط پر یہ عذاب بھی دفع ہوا، تو بولے اے موسیٰ ہمیں خوب محقق ہو گیا، کہ فن سحر میں تو بڑا ماہر اور کامل ہے۔۔ الغرض۔۔ پھر وہ ایمان نہ لائے، تو حق تعالیٰ نے چوتھا عذاب نازل فرمایا۔

(اور مینڈکیں) بھیجیں، جوانکے اوڑھنے اور بچھونے میں گھستیں اور انکی دیگوں میں گرتیں۔ یہاں تک کہ وہ مینڈک، جب کوئی بات کرتا تو اسکے منہ میں چلے جاتے۔ پھر قبطیوں نے عاجزی کی اور ایمان کی شرط پر یہ بلا بھی دفع ہوگئی، پھر بھی وہ لوگ اپنے عناد اور تمرد پر قائم رہے، تو ہم نے پانچواں عذاب نازل کیا۔

(اور) آب نیل کو (خون) کر دیا۔ جب بنی اسرائیل پیتے، تو صاف پانی ہوتا، اور جب قبطی پینے کا ارادہ کرتے، تو پانی خون ہو جاتا۔ وہ دریا کے جس کنارے کی طرف جاتے، ہر جگہ انکے لئے یہی صورتِ حال پیش آتی۔ اسوقت بھی عہد کیا اور بلا دفع ہو جانے کے بعد متابعت نہ کی۔

مذکورہ بالا یہ سارے واقعات ہماری قدرت کی نشانیاں تھیں، جو (الگ الگ معجزے) تھے ایک دوسرے سے جدا، یعنی ہر دو آیتوں میں ایک مہینے کی مدت تھی اور ہر نشانی ہفتہ بھر رہتی تھی، (تو وہ سب بڑا بنا کئے) اور احساسِ برتری میں مبتلا رہ کر ایمان سے محروم رہے۔ (اور) ایسا کیوں نہ ہوتا، اسلئے کہ (تھے) وہ (سب) جنم کے (مجرم)، جرائم کا ارتکاب جن کی فطرت میں داخل ہو چکا تھا۔

وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يٰمُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ

اور جب آپڑتا ان پر عذاب، کہتے "کہ اے موسیٰ دعا کرو ہمارے لئے اپنے پروردگار سے، کہ تمہارے پاس اسکا عہد ہے۔

لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۳۴﴾

اگر ہٹا دیا تم نے ہم سے عذاب کو، تو ہم مان ہی جائینگے تم کو، اور ضرور چھوڑ دینگے تمہارے ساتھ بنی اسرائیل کو۔

(اور) کس قدر وہ دیدہ دلیر تھے، کہ (جب آپڑتا ان پر عذاب)، تو (کہتے کہ اے موسیٰ دعا کرو ہمارے لئے اپنے پروردگار سے) کیوں (کہ تمہارے پاس) ہماری طرف سے (اس کا عہد ہے) اور پختہ وعدہ ہے، کہ (اگر ہٹا دیا تم نے ہم سے عذاب کو) اپنی دعاؤں کے ذریعہ، (تو ہم) سچے دل کے ساتھ (مان ہی جائینگے تم کو) اور تمہاری جملہ ہدایات کو، (اور ضرور چھوڑ دینگے تمہارے ساتھ بنی اسرائیل کو)، تا کہ جہاں تمہارا جی چاہے انھیں لے جاؤ۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلَىٰ أَجَلٍ هُم بَالِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنكُثُونَ ﴿۱۳۵﴾

پھر جب ہم نے ہٹادیا ان سے عذاب کو ایسی مدت تک جسکو وہ پائینگے، تو اب وہ عہد توڑ رہے ہیں●

(پھر جب ہم نے) موسیٰ کی دعا سے دفع کردیا اور (ہٹادیا ان سے عذاب کو ایسی مدت تک جسکو وہ پائینگے)، یعنی ہم نے ان سے اس مدت معینہ تک کیلئے عذاب دور کردیا جس مدت تک پہنچنا انکے لئے مقدر تھا، (تو اب وہ) تامل و توقف کے بغیر وعدہ توڑنے پر آگئے۔۔ چنانچہ۔۔ وہ (عہد توڑ رہے ہیں)۔

ہر بار عہد کرنا، پھر بلا تامل اُسے توڑ دینا، یہ انکا ایسا جرم تھا، جس نے انھیں سخت عذاب کا مستحق بنادیا۔ ایسا عذاب جو انھیں فنا اور برباد کردے۔ یہی عدلِ خداوندی کا تقاضا ہے۔۔۔

فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا

پس ہم نے ان سے بدلہ لیا، تو ان کو ڈبو دیا دریا میں، کیونکہ بیشک انھوں نے جھٹلایا تھا ہماری نشانیوں کو،

وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ ﴿۱۳۶﴾

اور اس سے بے خبر تھے●

(پس ہم نے) انصاف کیا اور (ان سے بدلہ لیا، تو انکو ڈبو دیا دریا میں) یعنی مصر کے قریب دریائے قلزم میں انھیں غرق کردیا۔

فرعونیوں کے غرق ہونے کا مختصر قصہ یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا، آپ بنی اسرائیل کو مصر کے باہر لیجائیں۔ اس سے قبل بنی اسرائیل کی عورتوں نے قبطیوں کی عورتوں سے زیور عاریۃً لے رکھے تھے، ان سے کہا کہ ہمیں ایک تقریب میں شمولیت کرنی ہے۔ انھوں نے انھیں اپنے زیور دے دیئے، اچانک حضرت موسیٰ کو مصر سے باہر نکلنے کا حکم ہوا، اور وہ بنی اسرائیل کو رات کے پہلے حصے میں لیکر چل پڑے۔ اسوقت بنی اسرائیل مرد و عورت اور بچے ملاکر تقریباً کل چھ۶ ہزار تھے۔

جب فرعون کو اسکی خبر ہوئی، تو کم و بیش ایک لاکھ دو ہزار کا لشکر لیکر حضرت موسیٰ کے پیچھے لگ گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام دریا تک پہنچ چکے تھے۔ جب آپ نے فرعونی لشکر کو آتے دیکھا، تو دریا پر اپنے عصائے مبارک کو مارا، جس سے دریا میں بارہ۱۲ راستے ہوگئے۔ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے تھے، ہر ہر قبیلے والا الگ الگ ایک ایک راستے میں داخل ہوگیا، اور بخیر و عافیت

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

دریا کے دوسرے کنارے تک پہنچ گیا۔ فرعون اور اسکے لشکریوں نے بھی انکا پیچھا کیا اور انھیں راستوں میں وہ داخل ہوگئے۔ جب سارے فرعونی دریا کے درمیان میں پہنچے، تو اللہ تعالیٰ نے دریا کو حکم دیا، تو جوش میں آکر اس نے فرعون اور اسکے تمام لشکر کو ڈبو دیا۔۔ چنانچہ۔۔ ارشادِ ربانی ہے کہ ہم نے انھیں جو سزا دی اسکے وہ سب مستحق تھے۔۔۔

(کیونکہ بیشک انھوں نے جھٹلایا تھا ہماری نشانیوں کو) یعنی ہم نے جو معجزات نازل فرمائے انکی تکذیب کی، اور ان سے روگردانی کر کے ان میں پورے طور پر غور و فکر نہیں کیا، (اور) اپنی حالت ایسی بنالی، کہ گویا وہ (اس سے بے خبر تھے)، جبھی ان معجزات کو جادوگری سمجھنے اور کہنے لگے۔ اور انکو اللہ تعالیٰ کی نشانی نہ سمجھ سکے۔۔ الحاصل۔۔ ہم نے ان فرعونیوں کو غرق کر دیا۔۔۔

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا

اور مالک بنادیا ہم نے اس قوم کو جو کمزور کردیے گئے تھے، اُس ملک کے پورب و پچھم کا، جس میں

الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ڏ بِمَا

برکت دے رکھی ہے ہم نے۔ اور پورا ہو گیا تمہارے پروردگار کا وعدۂ نیک بنی اسرائیل پر۔۔ جو

صَبَرُوْا ۭ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ﴿۱۳۷﴾ ركوع

انھوں نے صبر کیا۔ اور ڈھا دیا ہم نے جو بناتے تھے فرعون اور اس کی قوم، اور جو چنائی کرتے تھے ●

(اور) پھر (مالک بنادیا ہم نے اس قوم کو جو کمزور کردیے گئے تھے) اور قبطیوں کے ماتحت انکی غلامی میں ذلت کی زندگی گزار رہے تھے۔۔ چنانچہ۔۔ فرعون اور اسکے اتباع کو ہلاک کرنے کے بعد بنی اسرائیل کو وارث کر دیا (اس ملک کے پورب و پچھم کا جس میں برکت دے رکھی ہے ہم نے)، اس میں ارزانی اور کثرتِ محاصل کے سبب سے، اور وہاں انبیاء علیہم السلام کے آنے کے باعث سے۔

تو اے محبوب! دیکھ لو (اور) ظاہر کر دو کہ (پورا ہو گیا تمہارے پروردگار کا وعدۂ نیک بنی اسرائیل پر) ۔ چنانچہ۔ اسی وعدۂ الٰہی کے مطابق بنی اسرائیل کو اپنے دشمنوں پر فتح اور انکے دیار و امصار پر غلبہ اور قبضہ حاصل ہو گیا۔ اور یہ وعدہ وفا ہونا اس سبب سے تھا، (جو انھوں نے) شدتوں اور مصیبتوں میں (صبر کیا)۔

۔۔ الغرض۔۔ اگر ایک طرف ہم نے بنی اسرائیل کو غلبہ و سلطنت بخش کر عزت مرحمت فرمائی، تو دوسری طرف فرعونیوں کو ذلیل و خوار کر دیا، (اور ڈھا دیا ہم نے جو بناتے تھے فرعون اور اسکی قوم) کے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

لوگ (اور جو چنائی کرتے تھے)، بلند و بالا محل بناتے تھے، جیسے ہامان کا محل اور اسکی قوم کے دوسرے لوگوں کے عالیشان مکانات، اور انکے شاندار ایوان۔۔الحتصر۔۔سب کے سب زمیں بوس ہو گئے اور انکا نشان تک باقی نہ رہا۔۔الغرض۔۔فرعون اور آلِ فرعون کو شہر قلزم، جو مصر و مکہ کے درمیان کوہ طور کے قریب واقع ہے، کے کنارے بہنے والے دریا میں غرق کر دیا۔۔۔

وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰی قَوْمٍ یَّعْکُفُوْنَ عَلٰٓی

اور پار کر دیا ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے، تو وہ آئے ایسی قوم پر جو آسن لگائے ہیں

اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا یٰمُوْسَی اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ؕ

اپنے بتوں پر۔ بولے، "اے موسیٰ ہمارا بھی معبود بنا دو جس طرح ان کے معبود ہیں"۔

قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾

جواب دیا، کہ "بے شک تم لوگ جاہل ہو"●

(اور پار کر دیا) یعنی صحت و سلامتی کے ساتھ کنارے لگا دیا (ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے)۔

اس دریا کو حضرت موسیٰ نے عاشورہ کے دن عبور فرمایا، اسی لئے انھوں نے اس دن اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کیلئے روزہ رکھا۔

جب سبھوں نے دریا عبور کر لیا، (تو وہ آئے) گزرے (ایسی قوم پر جو آسن لگائے ہیں اپنے بتوں پر)۔

اس قوم سے یمن کے قبیلہ لخم کی قوم مراد ہے۔۔یا۔۔کنعان کے عمالقہ مراد ہیں، جن کے متعلق حضرت موسیٰ نے جنگ کا حکم فرمایا تھا۔۔یا۔۔ایک قول کے مطابق، وہ کوئی مصری قبیلہ تھا۔۔الغرض۔۔کسی بت پرست قوم کے پاس سے گزر ہوا، جو اپنے بتوں کے اردگرد بیٹھے تھے اور ان کی عبادت میں مواظبت و مداومت رکھتے تھے۔ اس قوم کا حال دیکھ کر بنی اسرائیل کے بعض ناشکرے کہنے لگے، اور۔۔

(بولے، اے موسیٰ ہمارا بھی معبود بنا دو جس طرح انکے معبود ہیں)، یعنی ہمارے لئے اسی طرح کے مجسمے بنا دیجئے، تاکہ ہم انکی پرستش کریں۔

اس قوم کے بت گائے کی شکل کے تھے، یہی واقعہ بنی اسرائیل کی گوسالہ پرستی کا پیش خیمہ بنا۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

بڑے بڑے معجزات اور مفصل آیات کا مشاہدہ کر چکنے کے باوجود انکا یہ غیر دانشمندانہ سوال ایسا تھا جس نے انھیں اس بات کا مستحق بنادیا تھا، کہ انکی ذات کی طرف مطلق جہالت کی صفت کی نسبت کردی جائے، کیونکہ آیاتِ خداوندی کو دیکھ لینے اور معجزات نبوی کو مشاہدہ کرلینے۔۔نیز۔۔نبی کی ہدایات کو جان بوجھ لینے کے بعد، اسطرح کا سوال کوئی جاہل مطلق ہی کرسکتا ہے، اسی لئے حضرت موسیٰ نے انکے اس سوال کا یہ (جواب دیا، کہ بیشک تم لوگ جاہل ہو)۔اور یہ تمہاری نادانی ہے کہ خدا کے سوا کسی اور کی عبادت کا خیال ظاہر کررہے ہو۔تم نے ان بت پرستوں اور انکی بت پرستی کو اچھا کیسے سمجھ لیا۔۔حالانکہ۔۔

إِنَّ هَٰؤُلَاءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيهِ وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٣٩﴾

"یہ لوگ جس میں لگے ہیں وہ برباد کیا ہوا ہے، اور ان کے کرتوت ناحق ہیں۔"

(یہ لوگ جس میں لگے ہیں، وہ برباد کیا ہوا ہے)۔یہ سارے بت پرست ان چیزوں کے ساتھ جس میں وہ پھنسے ہوئے ہیں، ان سب کے مقدر میں بربادی ورسوائی ہے۔ایک وقت آئے گا کہ حق تعالیٰ انکے دین اور انکے خودساختہ آئین کو توڑ دیگا، اور انکے بتوں کو ہمارے ہاتھ سے تڑوائیگا (اور) اچھی طرح جان لو، کہ (انکے کرتوت ناحق ہیں)۔۔الغرض۔۔انکی یہ بت پرستی باطل ہے، جو زائل ہونے والی ہے۔یہ ارشاد فرمانے کے بعد۔۔

قَالَ أَغَيْرَ اللَّهِ أَبْغِيكُمْ إِلَٰهًا وَهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿١٤٠﴾

کہہ دیا، کہ "کیا اللہ کے غیر کو تجویز کروں تمہارا معبود، حالانکہ اس نے تم کو بڑھتی دی اوروں پر۔"

(کہہ دیا کہ کیا اللہ) تعالیٰ (کے غیر کو تجویز کروں تمہارا معبود، حالانکہ اس) رحیم و کریم اور فضل عظیم والے (نے تم کو بڑھتی دی اوروں پر) اور تمہیں تمہارے اپنے عہد والوں پر انواع واقسام کی نعمتوں کے ساتھ خاص کیا، اور جن مصائب وآلام میں تم مبتلا تھے، اس سے نجات عطا فرمائی۔ ارشاد خداوندی ہے۔۔۔

وَإِذْ أَنجَيْنَاكُم مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ ۖ يُقَتِّلُونَ

اور جبکہ بچالیا تھا ہم نے تم کو فرعونیوں سے، تمہیں بری مار ماریں۔ تمہارے بیٹوں کو جان سے مار ڈالیں،

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

۱۹ ع ۱۲

اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۚ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۱۴۱﴾

اور عورتوں کو بچا رکھیں۔ اور اس میں تمہارے پروردگار کی بڑی آزمائش ہے ●

کہ غور کرو (اور) یاد کرو اس وقت کو (جبکہ بچالیا تھا ہم نے تم کو فرعونیوں سے)، جن کا حال یہ تھا کہ (تمہیں بری مار ماریں) اور ذلت و رسوائی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور رکھیں اور تمہارے سامنے اور تمہارے دیکھتے میں (تمہارے بیٹوں کو جان سے مار ڈالیں) تاکہ تمہاری نسل منقطع ہو جائے، (اور عورتوں کو بچا رکھیں) یعنی زندہ چھوڑ دیں انکو اپنی لونڈیاں بنانے کیلئے اور ان سے اپنی خدمت لینے کیلئے ۔۔۔(اور اس) زیادتی اور اس عذاب (میں) درحقیقت (تمہارے پروردگار کی بڑی آزمائش) رہی (ہے)، تاکہ وہ تمہارے صابرین اور شاکرین کو نمایاں فرمادے، اور پھر اس مصیبت سے چھڑالینا تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لئے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔

جب بنی اسرائیل نے دریا سے نجات پائی، تو انھوں نے حضرت موسیٰ کو انکا وعدہ یاد دلایا، اور وہ وعدہ یہ تھا کہ فرعون کے ہلاک ہو جانے کے بعد وہ پروردگار کی جانب سے ایک کتاب لیکر آئینگے، جس میں وہ ساری باتیں ہونگیں جو بنی اسرائیل کو مطلوب ہیں۔ پھر جب بنی اسرائیل نے دریا سے نجات پائی اور فرعون غرق ہو گیا، تو بنی اسرائیل نے وہ کتاب مانگی اور حضرت موسیٰ نے خدا سے اس کتاب کی درخواست کی۔۔ چنانچہ۔۔ ارشادِ خداوندی ہے کہ۔۔۔

وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ

اور ہم نے وعدہ فرمایا موسیٰ سے تیس رات کا، اور مکمل کر دیا میعاد کو دس ملا کر، تو ان کے پروردگار کا پورا وعدہ ہوا

اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ

چالیس رات کا۔ اور کہا موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون کو، "کہ ہمارے جانشین رہنا ہماری قوم میں،

وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴۲﴾

اور اصلاح کرتے رہنا، اور فسادیوں کی راہ نہ چلنا" ●

موسیٰ کی درخواست (اور) انکی طلب پر (ہم نے وعدہ فرمایا موسیٰ سے تیس ۳۰ رات کا)، یعنی اے موسیٰ تم تیس ۳۰ دن روزہ رکھو، پھر طور پر آؤ، تاکہ میں تجھ سے بات کروں۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

چونکہ عرب کے مہینوں کے حساب کا مدار چاند دیکھنے پر ہے اور وہ رات کو دکھائی دیتا ہے، تو حق تعالیٰ نے تاریخ کو رات کے ساتھ مقید کیا۔۔ الختصر۔۔ ماہِ ذیقعدہ کے تیس۳۰ دنوں کا روزہ مکمل کر کے حضرت موسیٰ اکتیسویں دن طور کی طرف چلے، اس حال میں کہ غالباً انہوں نے اپنے طور پر اس دن بھی روزہ رکھ لیا تھا جو انکا اپنا اختیاری اور ذاتی طور پر پسندیدہ عمل تھا اور رب کی طرف سے کوئی ممانعت بھی نہیں تھی۔

اس خیال کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ محققین اصحابِ تفسیر نے کفارے کی وجہ حالتِ صوم میں مسواک استعمال کرنے ہی کو قرار دیا ہے، تو اگر اکتیسویں کو حضرت موسیٰ روزے سے نہیں تھے اور پھر مسواک استعمال فرمائی، تو اسپر مواخذہ فرما کر کفارہ لازم کرنے کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے۔

ویسے ایک امکانی صورت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ تیسویں روزے کے دن ہی میں مسواک کر لی ہو اس خیال سے کہ بارگاہِ الٰہی میں حاضری دینی ہے۔۔ واللہ اعلم بالصواب۔۔ اس صورت میں بھی اکتیسواں دن جو بڑھائے ہوئے دس دنوں کا پہلا دن ہے جو انکے لئے روزے ہی کا دن ہے۔۔ الختصر۔۔ صورت حال کچھ بھی رہی ہو مگر تیس دن ذیقعدہ کے اور دس دن پہلے عشرہ ذی الحجہ کے، یہ کل چالیس دن ہوئے دو بار میں جنکا حضرت کلیم سے وعدہ لیا گیا۔

۔۔ الحاصل ۔۔ حضرت موسیٰ کوہِ طور پر چلے اور چونکہ خدائے تعالیٰ سے ہم کلام ہونا تھا، تو اپنے دہن مبارک کی اندرونی فضا کو کمال درجے کی تطہیر و تنظیف عطا کرنے کے خیال سے، مسواک استعمال کرنے کے سوا، بعض خوشبودار گھاس چبالی اور ہوسکتا ہے کہ اسکا بعض حصہ حلق کے نیچے بھی اتر گیا ہو، تو اس صورت میں روزہ کی حالت میں انھوں نے افطار فرمالیا، اور غالب گمان یہی ہے کہ انھوں نے ایسا بھول کر کیا۔ انھیں اپنا روزہ دار ہونا یاد نہ رہا۔

گو حالتِ صوم میں بھول کر کچھ کھا پی لینے سے روزہ ٹوٹتا نہیں ہے، مگر جنکا رتبہ ہے سوا، انکو سوا مشکل ہے۔ عظیم المرتبت ہستیوں کی گرفت خلافِ اولیٰ کام انجام دینے پر بھی کر لی جاتی ہے، گو وہ خلافِ اولیٰ، فی نفسہٖ خلافِ اولیٰ بھی نہ ہو، بلکہ انکی عظمت شان کے پیش نظر بظاہر اُسے خلافِ اولیٰ کہہ دیا گیا ہو، تو انکے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ کفارہ مقرر فرمایا گیا، کہ دس۱۰ روزے مزید رکھ لیں۔

میں نے دس۱۰ روزوں کے اضافے کے تعلق سے ابھی جو توجیہ پیش کی ہے، یہ کسی کتاب سے منقول نہیں۔ اب اگر یہ صحیح نہیں ہے، تو اس میں میرے اپنے نفس کا دھوکا ہے،

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

جسے اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے معاف فرمائے۔ اور اگر یہ بات صحیح اور شانِ کلیمی کے مناسب ہے، تو یہ صرف خالص فضل خداوندی ہے۔ یہ توجیہہ اس فقیر اشرفی اور گدائے جیلانی کے نزدیک، اُس توجیہہ سے بہتر واولیٰ ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ کفارہ کی وجہ حضرت موسیٰ کا مسواک کرلینا تھا۔ حالانکہ دین الٰہی میں مسواک صرف مسنون ہی نہیں، بلکہ ایسا پسندیدہ عمل ہے کہ آنحضرت کا ارشاد ہے کہ 'اگر مجھے اپنی امت کی مشقت کا خیال نہ ہوتا، تو میں ہر نماز کیلئے مسواک کرنے کو ضروری قرار دے دیتا'۔

اس مقام پر یہ خیال رہے کہ مسواک کا بنیادی کام منہ کو پاک وصاف کردینا ہے، اور دانتوں کو بہت سارے امراض سے بچانا ہے۔۔ نیز۔۔ اس بُو کو ختم کردینا ہے جو منہ میں کسی جسمانی مرض کی وجہ سے پیدا ہوجاتی ہے۔۔ الغرض۔۔ وہ بُو جو روزے دار کے منہ میں روزہ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، اسکو دور کرنا مسواک کا کام نہیں۔ اگر۔۔ بالفرض۔۔ ایسا ہوتا کہ مسواک کرنے سے روزے دار کے منہ کی وہ بُو بھی ختم ہوجاتی ہے، جو صرف روزے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، پھر تو روزے داروں کو مسواک کا استعمال کرنا ہی ممنوع قرار دیدیا جاتا۔ اور جب ایسا نہیں ہے، بلکہ رمضان شریف کا مہینہ ہو۔۔ یا۔۔ کوئی اور مہینہ، روزے کی حالت ہو۔۔ یا۔۔ نہ ہو، ہر حال میں مسواک مسنون ہے اور بڑے ہی فائدے اور فضیلت کی چیز ہے، تو پھر مسواک کرلینے سے کسی گرفت۔۔ یا۔۔ کسی کفارے کا سوال ہی کہاں رہ جاتا ہے۔۔۔ اس مقام پر یہ بھی کہا جاسکتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا حضرت موسیٰ سے تیس ۳۰ دن کا۔۔۔

(اور) پھر اپنی کسی حکمت بالغہ کے تحت (مکمل کردیا میعاد کو دس ۱۰) دن مزید (ملاکر، تو) اس طرح (انکے پروردگار کا پورا وعدہ ہوا چالیس ۴۰ رات) ودن (کا)۔

ان چالیس ۴۰ دنوں میں تیس ۳۰ دن تو وہ تھے، جن دنوں میں حضرت موسیٰ کو روزہ رکھنے اور ان ایام میں عبادت کرنے کا حکم دیا گیا، اور دس ۱۰ دن ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کے وہ تھے، جن دنوں میں تورات نازل کی گئی اور اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ سے ہم کلام ہوا۔۔ یا یہ کہ۔۔ ان چالیس ۴۰ دنوں میں ابتدائی تیس ۳۰ دن حضرت موسیٰ کیلئے ہوں، اور بعد کے دس دن کی مدت ان ستر ۷۰ منتخب اسرائیلیوں کیلئے ہو، جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کوہِ طور پر گئے تھے، جنکا تفصیلی ذکر اسی سورۂ اعراف کی آیت ۱۵۵ میں آئیگا۔

۔۔ الختصر۔۔ جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو طور پر حاضری کا حکم دیا، تو فرمایا کہ اپنی قوم کے دانشمندوں اور برادری کے سرداروں کو ساتھ لائیں، تاکہ موسیٰ علیہ السلام پر جو عنایات

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

ہوں، انکے وہ چشم دید گواہ ہوں، اور پھر واپس آکر اپنی برادری میں گواہی کے طور پر بیان کریں اور حضرت موسیٰ کے رسولِ برحق اور کلیم اللہ ہونے کے تعلق سے انکے علم ویقین اور انکے اطمینان قلبی میں اضافے کا سبب بنیں۔۔ چنانچہ۔۔ موسیٰ علیہ السلام نے انکا انتخاب کرکے اور باقی ماندہ افراد کی ہدایت اور انکی دیکھ ریکھ کے خیال سے اپنے بھائی حضرت ہارون کو اپنا جانشین بنا کر، کوہِ طور کی طرف روانہ ہوگئے۔

(اور) روانہ ہونے سے پہلے (کہا موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون کو کہ ہمارے جانشین رہنا ہماری قوم میں) اور انکے اوامر و نواہی پر انکی نگہداشت فرمانا (اور) انکے، قابل اصلاح امور میں انکی (اصلاح کرتے رہنا)۔۔ نیز۔۔ ایمان، اخلاص اور عبادت پر ثابت قدم رہنے کی تلقین فرماتے رہنا۔

چونکہ حضرت موسیٰ اپنی فراستِ نبوی اور اپنی قوم کے تعلق سے سابقہ تجربات سے بخوبی واقف ہوچکے تھے، کہ ہماری قوم مخالفت کی عادی ہے، اسلئے آپ نے ضرورت محسوس کی کہ بطورِ نصیحت حضرت ہارون کو اس بات کی بھی شدید تاکید کردی جائے۔۔۔

(اور) انھیں ہر طرح سے ہوشیار کردیا جائے۔۔ چنانچہ۔۔ فرمایا کہ (فسادیوں کی راہ نہ چلنا) یعنی ان میں جو فساد پر مجبور کرے۔۔ یا۔۔ اسکی دعوت دے، تو آپ اسکا اتباع نہ کرنا۔

۔۔ الغرض۔۔ آپ بجائے میرے ساتھ چلنے کے، قوم کی نگہبانی کیجئے۔ ذہن نشین رہے کہ حضرت موسیٰ کی یہ ساری ہدایات اور انکے تعلق سے یہ سارے امور اور نصیحتیں سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی مرضی سے تھیں۔ حضرت موسیٰ کے قلب پر ان واردات والہامات کا ورود من جانب اللہ ہوتا رہا، اور آپ اسی کے مطابق ارشاد فرماتے رہے۔۔ الغرض۔۔ نبی کا ہر فعل اور ہر قول امر الٰہی سے ہوتا ہے، جسے یہ قول مسلم ہے اُسے موسیٰ علیہ السلام کا قول وفعل مبنی بر صواب معلوم ہوگا اور انکے مذکورہ بالا معاملے مطابق وموافق محسوس ہونگے۔۔ المختصر۔۔ سننے والو! غور سے سنو۔۔۔

وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ

اور جب آگئے موسیٰ ہمارے وعدہ پر، اور کلام فرمایا ان سے انکے پروردگار نے، عرض کیا "پروردگارا تو اپنے کو مجھے دکھادے، کہ میں تجھے دیکھ لوں"۔

قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ

فرمایا "تم ہرگز دیکھ نہیں سکتے۔ ہاں نگاہ کرو پہاڑ کی طرف، تو اگر ٹھہرا رہا اپنی جگہ، تو جلد تم

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

تَرٰىنِیْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ

مجھے دیکھ لوگے۔" پس جب تجلی فرمائی ان کے پروردگار نے پہاڑ پر، تو کر دیا اس کو ریزہ ریزہ، اور گرے موسیٰ بے خود۔

فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۴۳﴾

پھر جب افاقہ ہوا، تو کہا کہ "پاک ہے تو۔ میری توبہ ہے تیرے یہاں، اور میں پہلا مومن ہوں"●

(اور) یاد رکھو کہ (جب آگئے موسیٰ ہمارے وعدہ پر) یعنی ہمارے مقرر و متعین کردہ کے مطابق چالیسواں یوم مکمل کر کے حاضر ہوئے۔۔ الغرض۔۔ انکا آنا ہمارے مقرر کردہ معیاد سے مخصوص تھا۔۔ چنانچہ۔۔ انکی حاضری کیلئے جو وقت مقرر تھا، اسی وقت پر وہ حاضر ہوگئے (اور) پھر بلا واسطہ و بلا کیف (کلام فرمایا ان سے انکے پروردگار نے) جیسے ملائکہ کرام سے بلا واسطہ اور بلا کیف کلام فرماتا ہے۔

یہ کلام الٰہی ایسی خصوصیت کا حامل تھا، جسکو صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی نے سنا۔ حضرت جبرائیل انکے ساتھ رہنے کے باوجود بھی نہ سن سکے۔ اسلئے انھیں کلیم کے لقب سے ملقب فرمایا۔ ذہن نشین رہے کہ اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیاء کرام کو بھی شرف ہم کلامی سے مشرف فرمایا ہے، لیکن بواسطہ کتاب۔۔ یا۔۔ بوسیلہء ملائکہ۔ گروہ انبیاء سابقین میں صرف حضرت کلیم ہی تھے، جن سے اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ کلام فرمایا۔ یا پھر یہ۔۔ خصوصیت ہمارے نبی آخر الزماں کو حاصل ہوئی۔۔ چنانچہ۔ آپ بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کے شرف سے مشرف ہوئے۔ جب حضرت کلیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے کلام سے محظوظ ہوئے، تو انھیں شوقِ دیدار غالب ہوا، اور سمجھا کہ جس ذاتِ حق کے کلام میں اتنی لذت ہے، پھر اسکے دیدار میں کتنا سرور ہوگا۔

۔۔ بنا بریں۔۔ (عرض کیا پروردگارا، تو اپنے کو مجھے دکھا دے، کہ میں تجھے دیکھ لوں)۔

اس آرزوئے دیدار کی یہ بھی وجہ ہوسکتی ہے، کہ انسان کی فطرت ہے کہ جب کسی بہتر مرتبہ پر کامیاب ہوجاتا ہے، تو اس سے اور بلند و بالا مرتبہ کو حاصل کرنے کا آرزو مند ہوجاتا ہے۔ اسی فطرت پر حضرت موسیٰ علیہ السلام جب ہم کلامی سے مشرف ہوئے، تو انھیں شوق ہوا کہ اس سے ارفع و اعلیٰ مرتبہ، یعنی دیدار سے بھی سرشار ہوں، اسلئے دیکھنے کی آرزو کا اظہار کر بیٹھے۔

یہ بھی امکان ظاہر کیا گیا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام کلامِ حق تعالیٰ سے محظوظ ہوئے، تو پھر ان پر ایسی محویت و استغراق کا عالم طاری ہوگیا، کہ انکے خیال سے یہ بات اتر گئی، کہ وہ اس

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وقت دنیا میں ہیں یا فردوسِ اعلیٰ میں؟ اسلئے عرض کردیا اے میرے پروردگار مجھے اپنے دیدار سے سرشار فرمادے۔۔۔ جواباً رب تعالیٰ نے۔۔۔

ارشاد (فرمایا) کہ (تم) یہاں مجھے (ہرگز دیکھ نہیں سکتے)۔

حضرت کلیم کو بخوبی معلوم تھا کہ یہاں کسی کو دیدارِ الٰہی نہیں ہوسکتا اور کوئی خدا کو نہیں دیکھ سکتا، لیکن انھیں اس بات کا بھی یقین تھا، کہ خدائے عزوجل قادر مطلق ہے، وہ چاہے تو اپنے کو دکھا سکتا ہے۔ حضرت کلیم کے دیدار الٰہی کیلئے اصرار کی بنیاد یہی تھی، کہ اے میرے رب مجھ میں تو یہ طاقت نہیں، کہ میں تجھے دیکھ سکوں، لیکن تجھ میں اتنی قدرت ہے، تو مجھے اپنے کو دکھا سکے اور میرے اندر وہ قوت واستعداد پیدا کردے جسکے سبب سے میں تجھے دیکھ سکوں۔

۔۔الختصر۔۔ حضرت کلیم کی عرض سے یہ تو ظاہر ہوگیا کہ دنیا میں دیدارِ الٰہی عقلاً محال نہیں۔ اگر یہ عقلاً محال ہوتا، تو ایک اولوالعزم رسول ایسی غیر معقول خواہش کیوں کرتا؟ ہاں یہ ضرور ہے، کہ جمالِ باقی کو نگاہِ فانی سے نہیں دیکھا جاسکتا، جب تک کہ خدائے قادر مطلق وہ خاص صلاحیت واستعداد نہ پیدا کردے، جس سے وہ ذاتِ باقی میں فنا ہوکر ایسی بقا حاصل کرلے جسکو پھر فنا نہ ہو۔ جنت میں عام مومنین کو بھی بفضلہٖ تعالیٰ یہ استعداد مرحمت فرمائی جائیگی۔

تو (ہاں) اے موسیٰ! اپنی دیدار کی صلاحیت واستعداد کی معرفت کیلئے (نگاہ کرو) زبیر (پہاڑ کی طرف) جو ولایت مدین کے سب پہاڑوں سے زیادہ بلند ہے اور اس میں تحمل کی قوت بھی بے پناہ ہے، (تو اگر) وہ پہاڑ برقرار و ثابت اور (ٹھہرا رہا اپنی جگہ) پر، (تو جلد تم مجھے دیکھ لوگے) اور تم میں میرے دیدار کی طاقت ہوگی اور اگر اس پہاڑ کو' جو ساری دنیا کے پہاڑوں میں سب سے زیادہ سخت، مضبوط وتوانا اور قوت برداشت رکھنے والا ہے' مجھے دیکھ سکنے کی طاقت نہ ہوئی، تو تو بھی دنیا میں اس کام کی تمنا سے درگزر کر۔

اس ارشاد میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دیکھنے کو پہاڑ کے برقرار رہنے پر معلق کیا ہے، اور پہاڑ کا اپنی جگہ پر برقرار رہنا فی نفسہٖ ممکن ہے، اور جو ممکن پر موقوف ہو، وہ بھی ممکن ہوتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت موسیٰ کا اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ممکن تھا۔

(پس جب تجلی فرمائی انکے پروردگار نے پہاڑ پر) اور اپنے نور۔۔۔یا۔۔۔ اپنے عرش کے نور کو سوئی کے ناکے کے برابر۔۔۔یا۔۔۔ چھنگلی انگلی کی نصف مقدار کے مطابق اس پر ظاہر کیا، (تو کردیا) اپنی اس تجلی سے (اس) پہاڑ (کو ریزہ ریزہ)۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

۔۔الغرض۔۔پہاڑ اپنی اس عظمت وبڑائی کے باوجود پارہ پارہ ہوگیا اور چھ[6] پہاڑ اور اس سے جدا ہوگئے۔تین مدینہ منورہ میں جاپڑے اور تین مکہ معظمہ میں جارہے۔مدینہ منورہ میں پہنچنے والے پہاڑوں کے نام یہ ہیں ﴿۱﴾۔۔احد۔﴿۲﴾۔۔رقان۔﴿۳﴾۔۔رضوی۔ اور مکہ شریف میں پہنچنے والے پہاڑوں کے نام یہ ہیں: ﴿۱﴾۔۔ثور۔﴿۲﴾۔۔ثبیر۔ ﴿۳﴾۔۔حراء۔بعض قول کے مطابق آٹھ[8] ٹکڑے ہوئے،جن میں چار مکہ شریف پہنچے اور چار مدینہ شریف۔مکہ شریف میں پہنچنے والے چوتھے کا نام ثور ہے اور مدینہ شریف میں پہنچنے والے چوتھے کا نام مہراس ہے۔

اس سلسلے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ اس پہاڑ کے تین ٹکڑے ہوئے،ایک زمین میں دھنس گیا اور دوسرا دریاؤں میں ڈوب گیا اور تیسرا اڑ کر عرفات میں پہنچا۔یہی وجہ ہے کہ وہ خوف الٰہی سے ہر کمزور سے کمزورتر ہوگیا۔یہ رہا خدائی نگاہِ عظمت وہیبت کا اثر،جس سے پہاڑ ویران ہوگیا اور اسکے برعکس اسکی نگاہِ لطف وکرم اور نظر رحمت جب انسان کے دل پر پڑتی ہے،تو وہ دل آباد ہوجاتا ہے۔۔المختصر۔۔اللہ تعالیٰ کی ایک صفت کے ایک چھوٹے سے حصے کی تاب نہ لاکر ایک طرف پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا۔۔۔

(اور) دوسری طرف (گرے موسیٰ بےخود)۔

یعنی ازخودرفتہ،اپنے سے بےخبر،مست وسرشار ہوکر،یعنی عقل وہوش کی سلامتی کے باوجود جلال وہیبت الٰہی سے آپ پر ایسی کیفیتِ سرشاری طاری ہوگئی،کہ آپ ازخودرفتہ ہوگئے اور گم کردہ ہوش محسوس ہونے لگے۔یہ وضاحت حضرت مترجم قدس سرہ کے ترجمہ کی رعایت کرتے ہوئے کی گئی ہے۔شاید مترجم علیہ الرحمہ نے 'بےہوش' کی بجائے،'بےخود' کا لفظ اسی لئے استعمال فرمایا ہے،تاکہ ظاہر ہوجائے کہ نبی کے ہوش وحواس ہمیشہ صحیح رہتے ہیں۔

اب اگر کسی حکمتِ بالغہ کے تحت اس پر ایسی کیفیت طاری کردی جائے،کہ وہ گم کردہ ہوش محسوس ہو،تو اس کیفیت کی تعبیر لفظ بےخودی سے زیادہ مناسب لگ رہی ہے۔جبھی تو جیسے ہی اس بےخودی سے افاقہ ہوا،تو حضرت کلیم کی زبان مبارک سے تسبیح ربانی ہی کے کلمات نکلے۔اور توبہ واستغفار ہی کے پھول جھڑے۔۔الغرض۔۔آپ پر بےخودی طاری ہوگئی اور یہ بےخودی جمعرات کی شام سے لیکر جمعہ کی شام تک مسلسل رہی۔اور وہ نویں ذی الحجہ کا دن تھا۔یہاں پر ایک اولوالعزم رسول کے تحمل اور انکی قوت برداشت کا اندازہ لگتا ہے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

کہ جس تجلی سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا، اس تجلی سے حضرت کلیم پر صرف پورے ایک دن کی بے خودی طاری ہوسکی۔

(پھر جب) حضرت موسیٰ کو اپنی اس بے خودی سے (افاقہ ہوا، تو) مشاہدۂ جلوۂ ربانی کی عزت واحترام کے پیش نظر انھوں نے تعظیماً (کہا کہ پاک ہے تو)، یعنی تیری اجازت کے بغیر میرے سوال کرنے سے تیری تنزیہہ ہے۔ اور اجازت کے بغیر سوال کرنے کی جرأت سے میں نے توبہ کی۔۔ الحاصل۔۔ (میری توبہ ہے تیرے یہاں)، یعنی تیرے حضور میں آئندہ اسطرح کا سوال نہ کرنے کا عزم بالجزم پیش کرر ہاہوں۔۔ یا یہ کہ۔۔ میری اس سے توبہ ہے کہ میں نے موعودہ دیدار کا دنیا میں سوال کرلیا (اور) حال یہ ہے کہ تیری عظمت وجلال کا (میں پہلا مومن ہوں)۔

ظاہر ہے کہ نبی کا ایمان امتیوں کے ایمان پر مقدم ہوتا ہے۔۔ یا۔۔ ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ میں سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں اپنے تجربے کی روشنی میں، کہ دنیا میں تیرا دیدار نہیں ہوسکتا۔۔۔ پھر حضرت موسیٰ کے دل کی تسلی کے واسطے اور مقصود سے محروم رہنے میں جو رنج ہوا تھا، اُسے دفع کرنے کے واسطے اللہ تعالیٰ نے۔۔۔

قَالَ يٰمُوْسٰۤى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَبِكَلَامِىْ ۖ

فرمایا "اے موسیٰ بیشک میں نے چن لیا تم کو اوروں سے اپنے پیغاموں اور کلام سے۔

فَخُذْ مَاۤ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾

تو لے لو جو کچھ میں نے تم کو دیا، اور شکرگزار رہو"●

(فرمایا اے موسیٰ) اگرچہ تیرے حال کی درستگی اور تیری ذات کی بقا کے واسطے دیدار سے میں نے تجھے باز رکھا، تو اس پر تو غمگین نہ ہو، کیونکہ (بیشک میں نے چن لیا تم کو اوروں سے) یعنی دوسرے بنی اسرائیلیوں میں سے۔۔ یا۔۔ تمہارے عہد میں موجود لوگوں میں سے (اپنے پیغاموں اور کلام سے)۔ یعنی ہم نے تم کو اپنا رسول بنایا۔۔ نیز۔۔ اپنے سے ہم کلام ہونے کا شرف عطا کیا، (تو لے لو جو کچھ میں نے تم کو) دے (دیا) یعنی امر ونہی کے احکام۔ ان احکام کو لوگوں تک پہنچاتے رہو اور خود اس پر عمل کرتے رہو۔ (اور) میری اس عطا پر (شکرگزار رہو)۔ رسول اللہ ہونا اور پھر کلیم اللہ ہونا، یہ خدائے برتر وبالا کی وہ عظیم نعمتیں ہیں، جن پر تاحیات شکرگزاری لازم وضروری ہے۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِكُلِّ شَيْءٍ

اور لکھ دیا ہم نے انکے لئے تختیوں میں ہر چیز کی نصیحت، اور ہر چیز کی تفصیل۔

فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا

تو اس کو مضبوطی سے لو اور حکم دو اپنی قوم کو کہ اختیار کریں اسکی خوبیوں کو۔

سَأُورِيكُمْ دَارَ الْفَاسِقِينَ ﴿۱۴۵﴾

بہت جلد دکھادوں گا میں تم کو نافرمانوں کے گھر●

(اور لکھ دیا ہم نے)، یعنی قلم نے ہمارے حکم سے۔۔یا۔۔جبرائیل علیہ السلام سے ہم نے کہا، تو انھوں نے قلم ذکر اور نہر النور کی روشنائی سے لکھ دیا (انکے لئے) یعنی حضرت موسیٰ کیلئے زمرد سبز کی تعداد میں سات۔یا۔نو۔یا۔دس۔۔اور۔۔دس۔یا۔بارہ گز طول رکھنے والی (تختیوں میں) دین کے باب میں جن چیزوں کی احتیاج پڑتی ہے (ہر چیز کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل)، یعنی اوامر ونواہی میں سے ہر ایک کی مکمل وضاحت۔ (تو) اے موسیٰ! (اسکو مضبوطی سے لو) اور نیک ارادے سے اپنالو (اور) پھر (حکم دو اپنی قوم کو) تا (کہ) صدق اور عزیمت کے ساتھ (اختیار کریں اسکی خوبیوں کو)۔

اور ظاہر ہے کہ ان میں جو کچھ تھا، وہ سب حَسَن یعنی اچھا ہی تھا۔ ایک قول کے مطابق آیتِ کریمہ میں اَحسن سے عزائم مراد ہیں اور حَسَن رخصتیں ہیں، تو اس صورت میں معنی یہ ہوگا، کہ: اے موسیٰ اپنی قوم کو تو حکم کردے، کہ عزیمت پر عمل کریں اور رخصت پر عمل نہ کریں۔۔یا یہ کہ۔۔فرائض ونوافل، حسن میں سب ہی داخل ہیں، لیکن ان میں فرائض احسن ہیں اسلئے فرائض وواجبات وموکدات کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔

اور اے بنی اسرائیلیو! تم کس خیال میں ہو؟ (بہت جلد دکھادونگا میں تم کو نافرمانوں کے گھر) یعنی انکے رہنے کی جگہ دوزخ کو۔۔یا۔۔تمہیں ولایت شام میں ہم داخل کرینگے اور جن اگلے لوگوں نے ہماری فرمانبرداری نہیں کی ہے، انکے اجڑے ہوئے مکانات تم کو دکھادینگے۔۔یا۔۔ہم تمہیں دکھادینگے مصر میں فرعون اور قبطیوں کے مکان، جو سب کے سب خراب اور ویران ہوگئے۔ ان میں کوئی رہنے والا نہیں رہا، تاکہ ان سے تم عبرت پکڑو۔۔۔

سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ

اور بہت جلد پھیر دوں گا میں اپنی آیتوں کی طرف سے انہیں، جو بڑائی کی ڈینگ لیتے ہیں زمین میں ناحق۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَإِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَإِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ

اور اگر وہ ساری نشانی دیکھ لیں تو بھی نہ مانیں۔ اور اگر راہ ہدایت دیکھیں تو اسے راہ نہ

سَبِيْلًا ۚ وَإِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

بنائیں۔ اور اگر دیکھ پائیں گمراہی کی راہ، تو چل پڑیں۔ یہ اسلئے کہ انھوں نے

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۴۶﴾

جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور اس سے غفلت برتتے تھے●

(اور) بغور سن لو! کہ (بہت جلد پھیر دونگا میں اپنی آیتوں) یعنی قرآن کریم ۔۔یا۔۔ اپنی قدرت کی دلیلوں، جو ملکوں اور ذاتوں میں ہم نے امانت رکھی ہے، کے سمجھنے اور ان میں غور وفکر کرنے (کی طرف سے انھیں، جو بڑائی کی ڈینگ لیتے ہیں زمین میں ناحق)۔ ایسے متکبروں کے دلوں پر، ہم مہر کردیتے ہیں، تاکہ ہماری بات نہ سمجھ سکیں۔

۔۔الغرض۔۔ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں کہ باطل دعوے کرنے والوں کے دلوں کو ان حکمتوں سے سرفراز کرے، جو قرآن میں ہیں۔ اسی لئے ایسوں کے دلوں سے قرآنی حکمتیں قبول کرنے کی قابلیت سلب فرمادی۔ ان متکبرین کی حالت یہ ہے۔۔۔

(اور) انکی ذہنی سوچ ایسی ہے، کہ (اگر) بالفرض (وہ ساری نشانی دیکھ لیں) اور نبی کے سارے معجزات کا مشاہدہ کرلیں ۔۔یا۔۔ ہمارے نازل فرمودہ پیغامات سے باخبر ہوجائیں، (تو بھی نہ مانیں) گے اپنے عناد کی وجہ سے، (اور) یونہی (اگر) یہ مغرورین (راہِ ہدایت دیکھیں، تو) اسی بغض و عناد کے سبب (اسے) اپنے چلنے کی (راہ نہ بنائیں) اور اسکی متابعت نہ کریں (اور) اسکے برخلاف یہ عقل ودانش سے عاری لوگ اور پیکرانِ بغض وعناد (اگر دیکھ پائیں گمراہی کی راہ، تو) بغیر سوچے سمجھے اسی پر (چل پڑیں)۔ ذہن نشین رہے کہ (یہ) یعنی انکے دلوں کو آیتوں کو سمجھنے سے پھیر دینا (اسلئے) اور اس سبب سے ہے، (کہ انھوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو) یعنی ہمارے کلام کو جھوٹ سمجھا۔۔ چنانچہ ۔۔اس میں غور وفکر کرنے سے (اور) اسپر اعتبار کرنے سے بھاگتے تھے، بلکہ (اس سے) مجرمانہ (غفلت برتتے تھے) اور بربنائے عناد، جان بوجھ کر اسکی تکذیب کرتے تھے۔ سنو۔۔۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ

اور جنھوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور آخرت کے ملنے کو، اکارت گئے ان کے سب عمل۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

ع ۱۷ ۷

هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۷﴾

انھیں بدلہ نہ دیا جائے گا، مگر جوان کے کرتوت تھے●

(اور) یاد رکھو کہ (جنھوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور آخرت کے ملنے کو)، یعنی ایک طرف قرآن و معجزات کے منکر ہوئے، اور دوسری طرف آخرت کے ملنے کو بھی جھٹلا دیا، تو (اکارت) ہو (گئے انکے سب عمل) جو اس جہان میں کئے تھے، اسلئے (انھیں) انکے کسی عمل کا نیک (بدلہ نہ دیا جائیگا)۔ وہ کسی نیک اجر کے مستحق ہی کہاں تھے۔ ہاں (مگر) انھیں ضرور ضرور سزا دی جائیگی، بالکل اسکے مطابق (جو انکے کرتوت تھے) اور جو دنیا میں انکی بداعمالیاں تھیں۔

سابقہ آیت میں نافرمانوں کی ذہنی کیفیت کی تصویر کشی کی گئی، کہ وہ راہِ ہدایت کو دیکھ لینے کے بعد بھی اس پر آنے سے گریز کرتے ہیں اور اسکے برخلاف گمراہی کے راستے پر بغیر سوچے سمجھے چل پڑتے ہیں۔۔ بلکہ۔۔ گمراہی کو اپنانے میں کافی عجلت کا مظاہرہ کرتے ہیں، جسکی ایک مثال یہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ کوہِ طور پر چلے گئے، تو انکی قوم نے انکی واپسی کا انتظار نہیں کیا۔۔۔

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ

اور گڑھ لیا قوم موسیٰ نے ان کے بعد اپنے زیوروں سے ایک بچھڑا، مورتی گائے کی طرح بولتی۔

اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۸﴾

وقف لازم

کیا یہ انھوں نے نہ دیکھا؟ کہ وہ نہ ان سے بولے اور نہ راہ بتائے انھیں۔۔ اس کو بنالیا، اور بڑے اندھیر کے لوگ تھے●

(اور گڑھ لیا قوم موسیٰ نے) یعنی موسیٰ بن ظفر سامری نے۔

جسکی قوم گوسالہ پرست تھی اور جو خود اگرچہ اسرائیلی نہیں تھا، لیکن انکا پڑوسی تھا اور فرعونیوں کی طرف سے ہونے والے مصائب و مظالم میں انکا شریک تھا۔۔ چنانچہ۔۔ بنی اسرائیلیوں کے ساتھ وہ بھی ہوگیا اور ان میں شامل ہوگیا۔ وہ سنار کا کام بخوبی جانتا تھا، تو وہ اور اسکے دوسرے معاونین نے۔۔۔

گڑھ لیا (انکے) یعنی حضرت موسیٰ کے طور پر چلے جانے کے (بعد اپنے) ان (زیوروں سے) جنھیں بنی اسرائیل کی عورتوں نے قبطیوں کی عورتوں سے عاریۃً حاصل کئے تھے۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

تو جب وہ دریا کے پار اترے اور قبطی ڈوب گئے تو وہ سارے زیورات انکے پاس رہ گئے، جو حضرت ہارون کے حکم سے اکٹھا کر دیئے گئے، جسے حضرت ہارون نے سامری کے پاس بطور امانت جمع فرمادیا، کہ جب حضرت موسیٰ آئینگے، تو اسکے تعلق سے جو حکم فرمائینگے اس پر عمل کیا جائیگا۔

۔۔المختصر۔۔سامری نے عجلت پسندی سے کام لیا اور بنالیا ان زیورات سے **(ایک بچھڑا)** یعنی **(مورتی گائے کی طرح بولتی)**، یعنی آواز نکالتی تھی گائے کی آواز کی طرح۔

اسکے آواز نکالنے کی وجہ یہ ہے کہ جب فرعون غرق ہونے لگا، تو سامری نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو گھوڑے پر سوار دیکھا تھا اور انکے گھوڑے کی ٹاپ کے نیچے سے مٹھی بھر خاک اٹھا کر اپنے پاس رکھ چھوڑی تھی۔ جب قالب سے ڈھل کر بچھڑے کی صورت نکلی، تو سامری نے اس خاک میں سے تھوڑی سی اسکے منھ میں ڈال دی۔ حق تعالیٰ نے اس خاک کی برکت کو ظاہر فرمادیا اور اُس بچھڑے کو زندہ کر دیا اور اس نے آواز کی۔ جب اس بچھڑے کی آواز بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے کان میں پہنچی، تو اپنی شامتِ نفس سے۔۔یا۔۔سامری کے ورغلانے سے سجدے میں گر پڑی۔ ایسوں کی ناسمجھی کو ظاہر کرنے کیلئے ارشاد فرمایا گیا، کہ۔۔

(کیا) اسکا سجدہ کرنے سے پہلے **(یہ انھوں نے نہ دیکھا)** اور ذرا بھی چشم بصیرت اور فہم و فراست سے کام نہیں لیا، **(کہ وہ نہ ان سے)** حقیقی اور ذاتی صفتِ کلام سے متصف ہوکر **(بولے، اور نہ)** ہی حقیقی اور ذاتی طور پر ہدایت دہندہ ہوکر **(راہ بتائے انھیں)**، تو ان نادانوں نے **(اسکو بنالیا)** اپنا معبود۔ یہ کتنی جہالت کی بات ہے؟ اسلئے کہ معبود تو وہی ہوتا ہے جو اپنی جملہ صفات و کمالات میں مستقل بالذات ہو اور کسی کا محتاج نہ ہو، بلکہ غنی علی الاطلاق ہو۔ مگر ان لوگوں نے یہ سب کچھ نہیں سوچا **(اور)** ذرّہ برابر بھی غور و فکر سے کام نہیں لیا، اور بھلا انھیں اسکی توفیق کیسے ہوتی، اسلئے کہ وہ **(بڑے اندھیر کے لوگ تھے)**۔

یہ کتنے اندھیر کی بات ہے اور کتنا بڑا ظلم صریح ہے کہ جو خدائے وحدہ لاشریک کا حق تھا، یعنی پوجنا، اُسے خود اپنے ہاتھ سے گڑھے ہوئے بچھڑے کو دیدیا۔ کاش یہ سوچتے کہ خود اپنی مصنوع کو پوجنے والا، ان نفوسِ قدسیہ رکھنے والوں کے مقام و مرتبہ تک کیسے پہنچ سکتا ہے، جو سراپا اخلاص ہوکر اپنے صانعِ حقیقی کی عبادت کرتے ہیں۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَلَمَّا سُقِطَ فِیْٓ اَیْدِیْهِمْ وَ رَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا قَالُوْا لَىِٕنْ لَّمْ یَرْحَمْنَا

اور جب اپنے ہاتھوں شرمندگی میں گرے، اور دیکھ لیا کہ بیشک بہک گئے تھے، کہنے لگے، "اگر رحم نہ فرمایا ہم پر ہمارے

رَبُّنَا وَ یَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۱۴۹﴾

پروردگار نے، اور ہم کو بخش نہ دیا، تو ہم دیوالئے ہوگئے"●

بالآخران نادانوں کو ذلت (اور) رسوائی کا چہرہ دیکھنا پڑا۔۔ چنانچہ۔۔ (جب اپنے ہاتھوں شرمندگی میں گرے) یعنی انھیں پشیمانی اسطرح حاصل ہوئی، جیسے کوئی شخص اپنے ہاتھ میں کوئی چیز پاتا ہے۔۔ الختصر۔۔ بچھڑے کی پرستش کرنے والے اسکی پرستش سے پشیمان وشرمندہ ہوئے (اور) صاف طور پر (دیکھ لیا) اوراچھی طرح سے سمجھ لیا، (کہ بیشک) وہ (بہک گئے تھے) تو بکمال ندامت وہ (کہنے لگے) کہ (اگر رحم نہ فرمایا ہم پر ہمارے پروردگار نے) ہماری توبہ قبول فرما کر، (اور ہم کو بخش نہ دیا، تو ہم) ضرور بالضرور (دیوالئے ہوگئے) اورزیاں کاروں اور ہلاک ہونے والوں میں شامل ہوگئے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو طور ہی پر انکی قوم کے بعض لوگوں کے گوسالہ پرستی والے کرتوت سے آگاہ فرمادیا تھا۔۔۔

وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِیْ مِنْۢ

اور جب لوٹے موسیٰ اپنی قوم کی طرف بڑے غصہ میں رنجیدہ، بولے "کہ بری جانشینی کی تم نے میری

بَعْدِیْ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ وَ اَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَ اَخَذَ بِرَاْسِ اَخِیْهِ یَجُرُّهٗۤ

میرے بعد، کیا تم نے حکم پروردگار سے جلد بازی کردی"۔ اور تختیاں ڈال دیں۔ اوراپنے بھائی کا سر پکڑ کر اپنی طرف

اِلَیْهِ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَ كَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ ﳲ

کھینچنے لگے، انھوں نے کہا، کہ "اے میرے ماں جائے، بیشک قوم نے مجھ کو کمزور جانا اور قریب تھا کہ مجھ کو قتل کر ڈالیں،

فَلَا تُشْمِتْ بِیَ الْاَعْدَآءَ وَ لَا تَجْعَلْنِیْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۵۰﴾

تو ہنسنے نہ دیجئے مجھ پر دشمنوں کو، اورنہ مجھ کو ان ظالموں میں شمار کیجئے"●

(اور) انکی عدم موجودگی میں قوم نے جو حرکت کی تھی، اس سے باخبر فرمادیا تھا۔۔ چنانچہ۔۔ طور سے فارغ ہوکر (جب لوٹے موسیٰ اپنی قوم کی طرف بڑے غصہ میں) اور (رنجیدہ) خاطر۔۔ چنانچہ۔۔ اپنی قوم کو مخاطب فرما کر (بولے، کہ بری جانشینی کی تم نے میری میرے بعد) یعنی میری مفارقت کے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

بعد اور طور پر جانے کی وجہ سے تم میں عدم موجودگی کے سبب، ذرا بھی تم لوگوں نے غور و فکر سے کام نہیں لیا، تو (کیا) تمہارے اس عاجلانہ اور غیر عاقلانہ اقدام سے یہ ظاہر نہیں ہوتا، کہ (تم نے حکم پروردگار سے جلد بازی کر دی) اور اتنا بھی صبر نہ کیا کہ میں آؤں اور خدا کا حکم تم کو پہنچاؤں۔

پھر حضرت کلیم نے گوسالہ کو جلا کر اسکی خاک کو سمندر میں ڈلوا دیا اور اسکو نیست و نابود کر دیا۔ اس مقام پر یہ خیال رہے کہ غضب کی دو قسمیں ہیں، ایک 'محمود' ہے اور دوسرا 'مذموم' ہے۔ اگر دین اور حق کی خاطر بندہ غضب میں آئے، تو یہ غضب 'محمود' ہے۔ اور اگر اپنی نفسانی خواہشوں کے پورا نہ ہونے۔۔یا۔۔ناجائز حکم کے نہ ماننے یا اس کی ممانعت کرنے کی وجہ سے غضب میں آئے، تو یہ غضب 'مذموم' ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو غضب میں آئے تھے، وہ ان لوگوں کی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور شرک کی وجہ سے تھا، تو آپکا یہ غضب 'محمود' تھا۔۔الختصر۔۔ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول نے اُس غضب کے روکنے اور انتقام نہ لینے کی ترغیب دی ہے، جو انسان اپنے ذاتی نقصان کی وجہ سے کرتا ہے۔

۔۔الختصر۔۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے شرک کو دیکھا، تو وہ حمیت دین کی وجہ سے سخت غضب میں آگئے، اور انھوں نے اپنے ہاتھوں کو جلد فارغ کرنے کیلئے عجلت سے وہ الواح (اور تختیاں ڈالدیں) یعنی زمین پر رکھ دیں، تا کہ وہ اپنے بھائی کا سر پکڑ سکیں اور انکو اپنے قریب کر کے ان سے معلوم کر سکیں، کہ انھوں نے بنو اسرائیل کو گوسالہ پرستی سے روکنے میں قرار واقعی سختی کیوں نہیں کی؟

چونکہ یہ سب غضبِ محمود کے تحت خالصاً لوجہ اللہ تھا، اسلئے یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں، اور نہ ہی یہ عمل حضرت ہارون کی توہین کی غرض سے کیا گیا۔ اب اگر یہ عجلت زمین پر تختیوں کے رکھنے کی وجہ سے بعض تختیاں ٹوٹ گئیں، تو یہ ایک اتفاقی چیز ہے، جسکے تعلق سے حضرت موسیٰ کو گمان بھی نہیں تھا، کہ ایسا ہو جائیگا۔ ویسے بھی تختیوں کے ٹوٹنے کی بات متفقہ نہیں۔ بہت سارے محققین نے اسکا انکار بھی کیا ہے، اگرچہ بعض کتابوں میں ٹوٹنے کے تعلق سے روایت موجود ہے۔

اور جب اس واقعہ کے ہونے اور نہ ہونے کے تعلق سے خود عظیم المرتبت ائمہ کے نزدیک اتفاقِ رائے نہیں ہے، تو اسکے کسی بھی پہلو کو صحیح ثابت کرنے کیلئے شدت برتنے کی ضرورت نہیں، بلکہ یا تو یہ کیا جائے کہ جس پہلو کو مراد لینے میں [illegible]

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

ظاہر ہوتا ہو، اسی کو اپنا لیا جائے۔۔یا۔۔ ہر ہر پہلو کی ایسی توجیہہ کی جائے جس سے ادب واحترام پر آنچ نہ آئے۔اوپر میں نے اسی خیال کو نصب العین بنا کر تشریح پیش کی ہے۔

۔۔الحاصل۔۔مذکورہ بالا حکمت (اور) مصلحت کے پیش نظر حضرت موسیٰ اپنے غصہ کے دباؤ میں، نہ کہ اہانت کیلئے، (اپنے بھائی کا سر پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگے) اور اپنے قریب کرنے لگے، تاکہ معلوم کر سکیں کہ ایسا کیسے ہو گیا اور قوم کو سمجھانے میں کیا کمی رہ گئی۔جب حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون سے یہ دریافت کیا، تو (انھوں نے کہا کہ اے میرے ماں جائے)،

اگر چہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے حقیقی بھائی تھے، لیکن اس مقام پر انکے دل کو نرم کرنے کیلئے ماں کو یاد کیا، کیونکہ بہ نسبت باپ کے، ماں زیادہ رحیم وشفیق ہوتی ہے۔۔الغرض ۔۔حضرت ہارون نے کہا کہ اے میرے بھائی میں نے انکی تبلیغ وہدایت میں کوئی کوتاہی نہیں کی، اور نہ میری طرف سے انکو سمجھانے میں کسی کمی ہی کا مظاہرہ کیا گیا، بلکہ صورت حال یہ ہو گئی تھی، کہ۔۔۔

(بیشک قوم نے مجھ کو کمزور جانا) اور بے چارہ محسوس کیا اور تنہا پا کر کمزور سمجھا۔(اور) انکی سرکشی یہاں تک بڑھ گئی تھی، کہ (قریب تھا کہ مجھ کو قتل کر ڈالیں) کیونکہ میں انکو گوسالہ پرستی سے منع کرنے میں بے حد مبالغہ اور اصرار کرتا تھا۔اسلئے وہ میرے دشمن ہو گئے، اور میرے قتل کے بارے میں سوچنے لگے۔تو اے میرے بھائی آپ میرے ساتھ ایسا سلوک نہ کریں، جس سے دشمن اپنی کم عقلی کی بنیاد پر میری توہین سمجھنے لگیں اور پھر مذاق اڑائیں۔

(تو) برائے کرم (ہنسنے نہ دیجئے مجھ پر دشمنوں کو) اور انکے دلوں میں میری اہانت کی جو آرزو ہے، اُسے پورا نہ ہونے دیجئے۔(اور نہ مجھ کو ان ظالموں میں شمار کیجئے)۔یعنی میں نے گوسالہ پرستی نہیں کی ہے اور میں اپنی قوم کے شرک سے بری ہوں۔۔۔اپنے بھائی کے معروضات جب سن چکے۔۔۔

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ ۖ

تو کہا موسیٰ نے، کہ "پروردگارا بخش دے مجھے اور میرے بھائی کو اور جگہ دے ہم کو اپنی رحمت میں،

۱۸
ع
۸
وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴿١٥١﴾

اور تو سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے"●

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

(تو کہا موسیٰ نے کہ پروردگارا بخش دے مجھے) اس کام میں جو میں نے اپنے بڑے بھائی کے ساتھ کیا۔۔یا۔۔تختیاں اس تیزی سے زمین پر رکھیں، کہ دیکھنے والوں کو محسوس ہوا کہ میں نے انھیں پھینک دیا (اور) بخش دے (میرے بھائی کو)، اگر اس نے منع کرنے میں کچھ کمی کی ہو، (اور جگہ دے ہم کو اپنی رحمت میں) یعنی دنیا میں اپنی عصمت کی پناہ میں ہمیں داخل کر اور عقبیٰ میں ریاضِ جنت میں، (اور تو سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے) اس واسطے کہ سب کا رحم تیرے ہی رحم کے اثر کے سبب سے ہے، اور تیری ہی نظر رحمت کے باعث سے ہے۔ رہ گئے وہ لوگ جہالت کی وجہ سے۔۔۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ اتَّخَذُوا الۡعِجۡلَ سَیَنَالُہُمۡ غَضَبٌ مِّنۡ رَّبِّہِمۡ وَ ذِلَّۃٌ

بیشک جنھوں نے بنایا تھا بچھڑا کو بہت جلد پہنچے گا ان تک غضب ان کے پروردگار کا، اور رسوائی

فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ؕ وَ کَذٰلِکَ نَجۡزِی الۡمُفۡتَرِیۡنَ ﴿۱۵۲﴾

دنیاوی زندگی میں۔ اور اسی طرح ہم سزا دیتے ہیں گڑھنت والوں کو●

(بیشک جنھوں نے بنایا تھا بچھڑا کو) اپنا خدا اور اپنا معبود، وہ بے فکر نہ رہیں، کہ ان سے کوئی حساب کتاب نہیں ہوگا، اور وہ یونہی آزاد چھوڑ دیئے جائینگے، بلکہ وہ یقین رکھیں کہ (بہت جلد پہنچے گا ان تک غضب، انکے پروردگار کا)۔ اور وہ غصہ وہی تھا جو حق تعالیٰ نے حکم فرمادیا کہ ایک دوسرے کو قتل کر ڈالو (اور) علاوہ ازیں (رسوائی دنیاوی زندگی میں)، بایں طور کہ ماتحت ہو کر جزیہ دیں۔۔یا۔۔جلا وطن کر دیئے جائیں۔ سن لو (اور) یاد رکھو کہ جس طرح ہم نے بچھڑا پوجنے والوں کو سزا دی ہے (اسی طرح ہم سزا دیتے ہیں گڑھنت والوں کو)، یعنی جھوٹ بولنے والوں، خدا پر افتراء کرنے والوں، اور بری اور ناپسندیدہ رسم ورواج ایجاد کرنے والوں کو۔۔۔ اور پھر اپنے اعمالِ بد پر توبہ نہ کرنے والوں کو۔۔۔

وَ الَّذِیۡنَ عَمِلُوا السَّیِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِہَا وَ اٰمَنُوۡۤا ۫

اور جنھوں نے برائیاں کیں اور توبہ کرلی اس کے بعد، اور ایمان لے آئے،

اِنَّ رَبَّکَ مِنۡۢ بَعۡدِہَا لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۵۳﴾

تو بیشک تمہارا پروردگار اس کے بعد غفور رحیم ہے●

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

انکے برخلاف (اور) برعکس (جنھوں نے برائیاں کیں) یعنی گناہِ صغیرہ۔۔یا۔۔کبیرہ کا ارتکاب کیا۔۔یا۔۔کفروشرک کربیٹھے (اور) پھر دل کی سچائی کے ساتھ (توبہ کرلی اسکے بعد) اور عزم بالجزم کرلیا کہ اب ان برائیوں کے قریب نہ جائینگے (اور) پھر خالصاً لوجہ اللہ (ایمان لے آئے) اور اپنے رسول کی جملہ ہدایات کو دل سے قبول کرلیا، اور پھر اس پر ایماندارانہ عمل کرتے رہنے کیلئے اپنے کو پورے طور پر مستعد کرلیا۔۔الغرض۔۔ سچی اور کھری توبہ کرلی، (تو بیشک تمہارا پروردگار) اس کی (اس) توبہ (کے بعد) اس کیلئے (غفور رحیم ہے) یعنی وہ بخشنے والا ہے توبہ کرنے والوں کے گناہ کو، اوران پرانکی توبہ قبول کرنے میں مہربان ہے۔

وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۖ وَفِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى

اور جب تھما موسیٰ کا غضب، تو اٹھالیا تختیوں کو، اوراس کے نوشتہ میں ہدایت

وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

ورحمت ہے انکے لئے، جو اپنے پروردگار سے کانپتے ہیں●

(اور جب تھما موسیٰ کا غضب)

یعنی جب وہ غصہ جاتا رہا، جس غصہ نے حضرت موسیٰ کو اس کام پر ابھارا جوانھوں نے انجام دیا۔ (تواٹھالیا تختیوں کو) جو ڈال دی تھیں۔اسکی تحریر (اور اسکے نوشتہ میں) یعنی اس میں جوان پر لکھا تھا (ہدایت) ہے گمراہی سے (ورحمت ہے) یعنی گناہوں سے پاک ہوجانا ہے، (انکے لئے جو اپنے پروردگار سے کانپتے ہیں) اور ڈرتے ہیں اور کوئی ایسا کام نہیں کرتے، جو رب تبارک وتعالیٰ کی ناراضی کا باعث ہو۔۔المختصر۔۔ان تختیوں کی ہدایات سے فائدہ اٹھانے والے لوگ یہی تقوی شعار لوگ ہیں۔

گوسالہ پرستی کے تعلق سے جو واقعہ اوپر مذکور ہوا، اس سے ظاہر ہوا کہ سارے بنی اسرائیلیوں نے یہ کام نہیں کیا تھا، مگران سب کا قصور یہ تھا، کہ انھوں نے اس کام سے دوسروں کو روکا بھی نہیں تھا۔صرف حضرت ہارون ہی تھے جو شدومد کے ساتھ روکتے رہے، گو قوم نے انکا خیال نہ کیا، مگر وہ خلافتِ موسوی کا حق ادا کرتے رہے۔۔بااین ہمہ۔۔اسرائیلیوں کو اخروی ہلاکت سے بچانے کیلئے حضرت موسیٰ کو رب کریم، صاحب فضل عظیم نے یہ حکم فرمایا کہ بنی اسرائیل میں سے نیک لوگوں کی ایک جماعت اپنے ساتھ طور پر لیجائیں اور وہ لوگ

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وہاں بچھڑے کی پرستش سے عذر کریں، اور توبہ واستغفار پیش کریں۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لوگوں سے یہ بات کہی، تو انھوں نے مان لی۔۔۔

وَاخْتَارَ مُوسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ

اور چنا موسیٰ نے اپنی قوم کے ستر مرد ہمارے وعدہ کیلئے۔ پس جب پڑا انھیں زلزلہ،

قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ ۭ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ

عرض کیا پروردگارا "اگر تو چاہتا تو ان کو پہلے ہی ہلاک کر دیتا اور مجھ کو بھی۔ کیا برباد کرے گا تو ہم کو اس کے بدلے،

السُّفَهَاۗءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ۭ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَاۗءُ وَتَهْدِيْ

جو ہم میں سے بیوقوفوں نے کیا، یہ صرف تیری آزمائش ہے۔ اُس سے جسکی چاہے گمراہی بتادے اور جسکو چاہے راہ

مَنْ تَشَاۗءُ ۭ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ۝۱۵۵

دیدے۔ تو ہمارا مولیٰ ہے، تو ہمیں بخش دے، اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے اچھا بخشنے والا ہے●

(اور) پھر (چنا موسیٰ نے اپنی قوم کے ستر" مرد) جس وقت کا ہم نے وعدہ لیا تھا (ہمارے وعدہ) کے اس وقت (کیلئے)۔

حضرت کلیم کے میقاتِ مناجات وہم کلامی کے بعد، یہ دوسرا میقاتِ توبہ وعذر خواہی طے فرمایا گیا۔۔ چنانچہ۔۔ حضرت موسیٰ سب کو وقت موعود پر حاضر کرانے کیلئے لیکر چل پڑے۔

اس سلسلے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک گروہ نے کہا کہ خدا نے موسیٰ سے کلام نہیں کیا اور جو کچھ تختیوں پر ہے، یہ سب حضرت موسیٰ ہی کا کلام ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ اولادِ یعقوب میں سے بزرگوں کا ایک گروہ اپنے ساتھ لا، کہ وہ میرا کلام سنیں اور اس پر گواہ رہیں۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام ستر" آدمیوں کو اپنے ساتھ لے گئے اور جب طور پر پہنچے تو ابر پیدا ہوا، اور وہ ابر موسیٰ علیہ السلام اور ان لوگوں کے درمیان حائل ہوگیا۔۔ الختصر۔۔ موسیٰ علیہ السلام ابر کے پردے میں آگئے اور انکی قوم کے نیک لوگ سجدے میں گر پڑے۔

حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے کلام کیا اور امر و نہی وعدہ و وعید فرمائے۔ پھر جب ابر کھلا، تو موسیٰ علیہ السلام باہر آئے اور ان لوگوں سے پوچھا کہ تم نے میرے پروردگار کا کلام سنا، وہ بولے کہ ہاں کلام تو سنا، مگر کلام کرنے والا معلوم نہ ہوا۔ ہم تو جب ایمان لائینگے اور

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

اس کلام کو کلام الٰہی باور کرینگے، کہ خدا کو ظاہر میں دیکھیں اور پھر اسکا کلام سنیں۔
یہیں سے فرق ظاہر ہو گیا کہ حضرت موسیٰ کی ہم کلامی کی شان کچھ اور تھی جو انھیں کے ساتھ مخصوص تھی اور جو حضرت کلیم کی عزت واحترام کو نمایاں کرنے کیلئے تھی۔ اسکے برخلاف حق تعالیٰ نے انکی قوم کے منتخب افراد کو جو سنایا، وہ انکے امتحان وآزمائش کے طور پر سنایا۔۔
الحتصر۔۔ جب بنی اسرائیلیوں نے اپنی اس جسارت کا مظاہرہ کیا، تو وہ سزا کے مستحق ہو گئے۔
(**پس جب پڑا انھیں زلزلہ**) کڑک دار بجلی کی آواز سے زمین ہل گئی اور زلزلہ آ گیا۔
اب خواہ وہ بجلی سے جل کر ختم ہو گئے۔۔یا۔۔ مہیب آواز کو سن کر دہل اٹھے اور پھر مر گئے ۔۔یا۔۔ انکے بدن پر ایسا لرزہ چڑھا کہ انکے جوڑ بند ٹوٹنے کے قریب ہو گئے اور حضرت موسیٰ کو اندیشہ لگا کہ کہیں یہ مرنہ جائیں اور بنی اسرائیل مجھ پر انکی موت کا الزام لگائیں۔
۔۔الحتصر۔۔ ان میں سے جو بھی صورت حال ہو، حضرت موسیٰ مضطرب ہو گئے اور دعا مانگنے لگے اور (**عرض کیا پروردگارا اگر تو چاہتا، تو**) انکی گوسالہ پرستی کی وجہ سے (**انکو پہلے ہی ہلاک کر دیتا اور**) قبطی کو مار ڈالنے کے سبب سے (**مجھ کو بھی**) اپنے عتاب کا شکار بنا دیتا۔ مگر تو نے ہم سب پر کرم فرمایا اور ہم کو اپنی مغفرت ورحمت کے سایے میں رکھا۔ تو (**کیا**) اب (**برباد کرے گا تو ہم کو اسکے بدلے جو ہم میں سے بے وقوفوں نے کیا**)۔ ایک طرف تو انھوں نے اپنی بے وقوفی میں بچھڑے کی پرستش کی ۔۔تو۔۔ دوسری طرف اپنی حماقت میں دیدار الٰہی طلب کرنے میں جرأت کی۔
اب دیکھنے کی بات یہ ہے کہ آخر ان دونوں باتوں کا داعیہ انکے دلوں میں کیسے پیدا ہوا؟
حقیقت یہ ہے کہ (**یہ صرف تیری آزمائش ہے**) اپنے بندوں کو جس میں تو مبتلا فرماتا ہے۔ تو نے انھیں اپنا کلام سنایا اور اسکی لذت سے محظوظ کیا، تو انھوں نے دیدار طلب کرنے میں جرأت کی، کہ جب تیرے کلام میں یہ لذت ہے، تو دیدار کا عالم کیا ہوگا؟ ۔۔یونہی۔۔ تو نے بچھڑے میں آواز پیدا کر دی، تو وہ اسکی طرف متوجہ ہو گئے۔ نہ تو ان سے کلام فرماتا، نہ یہ طالب دیدار ہوتے ۔۔یونہی۔۔ نہ تو بچھڑے میں حیات ڈالتا، نہ یہ اسکی طرف جھکتے۔
تو دراصل یہ دونوں چیزیں تیری طرف سے اپنے بندوں کی آزمائش ہیں۔ اور تیری سنت قدیمہ ہے کہ تو بندوں کی آزمائش فرماتا رہتا ہے، اور انکا امتحان لیتا رہتا ہے، تاکہ (**اس سے جسکی چاہے گمراہی بنا دے**) اور اسکی بے راہ روی کو واضح فرمادے (**اور جسکو چاہے راہ دیدے**)۔۔ الغرض۔۔ اسی آزمائش

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

کے ذریعہ جسے چاہتا ہے کہ راہ پائے، اُسے راہ ہدایت تک پہنچادیتا ہے۔(تو ہمارا مولیٰ) مالک ومختار (ہے)، تو جو چاہے کرے۔تو اپنے چاہے پر قدرت والا ہے،(تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما)۔ اور ہم میں جو تیری آزمائش پر صحیح نہیں اترے، انھیں بھی سچی اور کھری توبہ کی توفیق عطا فرما کر اپنے دامن عفو ومغفرت کے سایے میں جگہ عطا فرمادے۔ہمیں تجھی سے مغفرت ورحمت کی امید ہے (اور) ایسا کیوں نہ ہو، اسلئے کہ (تو) ہی (سب سے اچھا بخشنے والا ہے)۔تیرے سوا جتنے عطا کرنے والے ہیں، وہ کسی نہ کسی غرض سے عطا کرتے ہیں، خواہ وہ دنیا کی غرض ہو۔۔یا۔۔آخرت کی، لیکن تو ہی ایک ایسا دینے والا ہے جو ہمیشہ دیتا رہا۔۔آج بھی دے رہا ہے، اور ہمیشہ دیتا رہیگا، مگر اس سے تیری اپنی کوئی غرض وابستہ نہیں۔۔بلکہ۔۔جس کو دیا جو کچھ دیا، جو کچھ دے رہا ہے، اور جو کچھ دیتا رہیگا وہ صرف تیرا فضل وکرم تھا اور ہے۔۔نیز۔۔رہیگا۔

بارگاہِ خداوندی میں حضرت کلیم کی یہ ساری گفتگو اور اپنے مدعا کے اظہار میں بے باکی، نازِ مقام محبوبیت کا مظاہرہ ہے۔عاشقوں کی اسطرح کی جرأت ترکِ ادب نہیں، بلکہ عین ادب ہے۔اسی لئے اسطرح کلام عرض کرنے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی عتاب نازل نہیں ہوا، اور نہ ہی کوئی اصلاح فرمائی گئی۔ایسا لگتا ہے کہ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ نے انھیں چھوٹ دے رکھی ہے، کہ انکے دل میں اپنی قوم کی نجات ومغفرت کے تعلق سے جو نیک جذبات ہیں اسکا کھل کر اظہار کریں۔

حضرت کلیم نے اپنے کلام کے بین السطور سے یہ بھی ظاہر فرمادیا، کہ ہمارا رب کریم ایسا ہرگز نہیں کریگا، کہ وہ بعض جاہلوں اور بیوقوفوں کی جہالت وحماقت پر مبنی انکے فعال کے نتیجے میں پوری قوم کو ہلاک فرمادے۔۔الختصر۔۔حضرت کلیم اپنی قوم کیلئے خصوصی مراعات حاصل کرنے کیلئے، بارگاہِ خداوندی میں دعائیہ کلمات پیش کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں، کہ اے فضل وکرم اور بخشش وعطا والے رب کریم، کرم فرما۔۔۔

وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ قَالَ

اور تقدیر لکھ دے ہماری بھلی اس دنیا میں اور آخرت میں، بیشک ہم نے تیری راہ پائی"۔ فرمایا

عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا

"میرا عذاب! بھیجوں جس پر چاہوں، اور میری رحمت ہر چیز سے وسیع ہے۔تو بہت جلد اسے لکھ دوں گا

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

لِلَّذِیۡنَ یَتَّقُوۡنَ وَ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ بِاٰیٰتِنَا یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۵۶﴾

انکے لئے جوڈریں اور زکوٰۃ دیں اور وہ جو ہماری آیتوں کو مانیں"●

(اور تقدیر لکھ دے ہماری بھلی اس دنیا میں) یعنی اس دنیا میں ہمارے لئے احکام شرعیہ کو آسان فرمادے۔

کیونکہ بنواسرائیل پر بہت مشکل احکام تھے۔ انکی توبہ یہ تھی کہ وہ ایک دوسرے کو قتل کردیں۔ انکو تیمم کی سہولت حاصل نہیں تھی۔ مسجد کے سوا کسی اور جگہ نماز پڑھنے کی اجازت نہیں تھی۔ روزہ کا دورانیہ رات و دن کو محیط تھا۔ مالِ غنیمت حلال نہیں تھا۔ قربانی کو کھانے کی اجازت نہیں تھی۔ کپڑے اور بدن پر جس جگہ نجاست لگ جائے اُسے کاٹنا پڑتا تھا۔ گنہ کار اعضاء کو کاٹنا ضروری تھا۔ قتل خطا اور قتل عمد میں قصاص لازمی تھا، دیت کی رخصت نہیں تھی۔ ہفتہ کے دن شکار کی اجازت نہیں تھی اور بہت سخت احکام تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چاہا کہ دنیا میں انکے لئے یہ احکام شرعیہ آسان ہوجائیں۔ یہ دنیا کی بھلائی تھی۔

تو اے رب کریم! اپنے فضل وکرم سے ہمارے لئے دنیا کی مذکورہ بالا بھلائی لکھ دے **(اور آخرت میں) بھی ہمارے لئے بھلائی مقدر فرمادے۔**

آخرت کی بھلائی یہ تھی کہ کم عمل پر اللہ تعالیٰ زیادہ اجر عطا فرمائے۔ انکو ایک نیکی پر ایک ہی اجر ملتا تھا۔ حضرت موسیٰ چاہتے تھے کہ ایک نیکی پر دس گنا۔۔یا۔۔سات سو گنا اجر عطا کیا جائے۔

مولیٰ تعالیٰ! یہ تیرا فضل وکرم ہی ہے کہ **(بیشک ہم نے تیری راہ پائی)** اور تیری طرف رجوع کیا اور طلب مغفرت ورحمت کیلئے تیری بارگاہِ رحمت میں حاضر ہوگئے۔ ہم اپنی اس غلطی سے بھی توبہ کرتے ہیں کہ ہم نے تیری رؤیت کا مطالبہ کردیا تھا۔ اسکے باوجود تیرے لطف وکرم سے بعید ہے کہ ہماری توبہ قبول نہ ہو۔ اور ہم نے اپنی قوم کیلئے جو بھلائی چاہی وہ ہمیں حاصل نہ ہو۔

لیکن۔۔چونکہ۔۔مذکورہ بالا معنیٰ میں دنیا کی بھلائی اور آخرت کی بھلائی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سیدنا محمد ﷺ کی امت کیلئے مخصوص کردی تھی، اسلئے یہ بھلائی حضرت موسیٰ کی امت کی بجائے، ہمارے نبی ﷺ کی امت کو عطا فرمائی۔

اور حضرت موسیٰ سے **(فرمایا)** کہ اے موسیٰ! تم تو بخوبی واقف ہو، کہ یہ میرا ضابطہ عدل و

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

فضل ہے کہ (میرا عذاب) جسکی صفت یہ ہے کہ اسکو (بھیجوں) اور نازل فرماؤں کافروں میں سے (جس پر چاہوں)، کوئی اس عذاب کو دفع کرنے والا نہیں۔ (اور میری رحمت) امتنانیہ جسکی شان یہ ہے، کہ وہ (ہر چیز سے وسیع ہے)۔ یہ میری رحمت ہی تو ہے جو دنیا میں مومن وکافر، نکوکار وگنہگار سب کو شامل ہے۔ سب کو وجود بخشنے والا میں ہی ہوں۔۔ نیز۔۔ سب کو ہر حال میں روزی دینے والا، پرورش فرمانے والا، میرے سوا کون ہے؟ یہاں تک کہ مخلوقات کے دلوں میں جو ایک دوسرے سے مہربانی کا جذبہ ہے، وہ بھی میرا ہی عطا کردہ ہے۔

اور اگر یوں دیکھا جائے، کہ یہ رحمت تو یہ ہے، کہ علی العموم سب پر اس رحمت کا دروازہ کھلا ہوا ہے، تو بھی ہر ایک پر اس رحمت کا سایہ گستر ہونا صاف نظر آتا ہے۔ کوئی سوال کرے، یا نہ کرے وہ سب کو عطا فرماتا ہے۔ کوئی مستحق ہو یا نہ ہو، وہ سب کو دیتا ہے۔ کسی طرح کی خدمت ودعا سے پہلے وجود کا استحقاق اور پھر فیض وجود کے بعد استفادہ کی لیاقت اور استفاضہ کی قابلیت عطا فرمانا، یہ سب رحمتِ عامہ کی کارفرمائیاں نہیں ہیں، تو اور کیا ہیں؟

اب رہ گئی ہماری وہ رحمتِ خاص جسکو ہم نے خود اپنے ذمہء کرم میں رکھ لیا ہے، تو اگرچہ بندوں کو اس رحمت کا استحقاق بھی ہماری رحمت امتنانیہ ہی کا نتیجہ ہے، لیکن اسکو بندوں ہی کے فائدے کیلئے چند شرطوں کے ساتھ مشروط کر دیا ہے۔ تو اس لحاظ سے اس رحمت کو رحمت خاصہ ومقیدہ بھی کہہ سکتے ہیں جو خاص خاص بندوں ہی کا حصہ ہے۔۔ لہٰذا۔۔ ہماری رحمت عامہ کے جلوؤں کو دیکھ کر شیطان خود کو مستحق رحمت نہ گمان کرنے لگے۔ اسلئے کہ ہماری یہ رحمت انھیں کیلئے ہے، جو اہل تقویٰ ہیں اور شرک وکفر سے بچنے والے ہیں۔

(تو) اس رحمت خاص کا دنیا وآخرت میں استحقاق، (بہت جلد اسے لکھ دونگا) اور مقرر وثابت کر دونگا (انکے لئے جو ڈریں) اللہ تعالیٰ سے اور اپنے کو کفر وشرک سے بچائیں۔ تو اب عزازیل جیسے سرکش اور متمرد کیلئے اس رحمت میں کیا حصہ رہ جاتا ہے؟ یہ تو صرف تقویٰ والوں کا مقدر ہے، جو خدا سے ڈرتے رہیں (اور) سارے فرائض وواجبات کی بجا آوری کے ساتھ ساتھ اس عمل خاص کو انجام دیں جسکی ادا انسان کو شاق محسوس ہوتی ہے، یعنی (زکوٰۃ دیں) جذبہء اخلاص کے ساتھ، (اور) جن کی یہ شان ہو اور (وہ) ایسے ہوں (جو ہماری) نازل فرمودہ (آیتوں کو مانیں)۔

اس مقام پر یہود ونصاریٰ بھی کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائیں اور یہ نہ سوچنے لگیں کہ ہم

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

بھی تو آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور مال کی زکوٰۃ بھی ادا کرتے ہیں، تو ہمارے واسطے بھی یہ رحمت خاص ثابت ہوگی اور ہم بھی اس کے مستحق قرار پائینگے، تو اللہ تعالیٰ نے انکی امید کو منقطع فرمادیا، کہ جس رحمت خاص کا ذکر ہورہا ہے، یہ رحمت امت مرحومہ محمدیہ علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مخصوص ہے۔۔چنانچہ۔۔دنیا وآخرت میں مذکورہ بالا تمام رعایتیں، سہولتیں اور انعامات وعنایتیں ان لوگوں کیلئے مخصوص ہیں۔

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا

جو لوگ پیچھے چلیں اس رسول نبی اُمّی کے، کہ پاتے ہیں جس کو لکھا ہوا

عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ٘ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰىهُمْ

اپنے پاس توریت وانجیل میں، کہ حکم دیں ان کو نیکی کا اور روکیں

عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىٕثَ وَ یَضَعُ عَنْهُمْ

برائی سے، اور حلال کریں انکے لئے پاکیزہ چیزیں، اور حرام کردیں ان پر گندگیوں کو، اور اتار دیں ان سے

اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ١ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ

ان کے بوجھ، اور سارے طوق جو گلے پڑے ہیں۔ تو جو ان کو مان گیا، اور حق تعظیم ادا کیا اور

ع ۱۹ / ۹ **نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ١ۙ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۠ ﴿۱۵۷﴾**

حمایت کی، اور پیروی کی اس نور کی، جو ان کے پاس نازل کی گئی ہے، تو وہی لوگ کامیاب ہیں●

(جو لوگ پیچھے چلیں اس رسول نبی امی) لقب والے (کے)۔سارے انسانوں کا بلکہ ساری مخلوقات کا رسول، جسکا دین آخری دین، جس پر نازل شدہ کتاب آخری کتاب، جسکی نبوت آخری نبوت، جو سارے ادیان وملل کو منسوخ فرمادینے والا ہے، ایسا امی جو ام القریٰ یعنی مکہ مکرمہ میں جلوہ افروز ہوا، ام الکتاب یعنی قرآن کریم کو ساتھ لانے والا۔۔یا۔۔ام الکتاب یعنی لوح محفوظ کے علوم کا جامع، اور ام المکونات یعنی اصل کائنات ہے۔۔الختصر۔۔وہ نبی امی یعنی پیدائشی نبی ہے۔

اور ایسی بات بھی نہیں تھی کہ وہ یہود ونصاریٰ کیلئے غیر معروف تھے، انکی آسمانی کتابوں نے انکو اس نبی کا مکمل تعارف کرادیا تھا۔۔الغرض۔۔انکو بخوبی معلوم ہے (کہ) جس نبی کے اتباع کی بات کی جارہی ہے، یہ وہی ہے، یہ لوگ (پاتے ہیں جس) کے ذکر اور اوصاف حمیدہ (کو لکھا ہوا اپنے پاس موجود کتاب (توریت وانجیل میں)۔واضح طور پر واضح کردیا گیا ہے کہ اس نبی کی شان یہ ہے، (کہ

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

حکم دیں انکو نیکی کا) یعنی توحید اور شرائع اسلامیہ کا، (اور روکیں برائی سے)، یعنی ہر اس عمل سے شریعت اور سنت سے جسکا کوئی تعلق نہیں۔(اور حلال کریں انکے لئے پاکیزہ چیزیں) حالانکہ اسکے قبل انکی شامت اعمال کی وجہ سے ان پر وہ چیزیں حرام تھیں۔۔مثلاً: چربی وغیرہ (اور حرام کردیں ان پر گندگیوں کو) یعنی مردار خون، سؤر کا گوشت ۔۔یا۔۔ مالِ بے مزہ، جیسے رشوت وسود وغیرہ، (اور اتاردیں ان سے انکے بوجھ اور سارے طوق جو گلے پڑے ہیں) یعنی وہ امور شاقہ جوان پر مقرر تھے اُن سے معاف کرادیئے۔

ان امور شاقہ میں سے بعض کا ذکر اوپر کیا جاچکا ہے۔ان تکالیف کو'اصر' اور'اغلال' سے تشبیہ دی گئی ہے۔'اغلال' ہر وہ لوہے کی کڑی جسے ہاتھ کو باندھ کر گردن سے جکڑا جائے اور 'اصر' ہر وہ بوجھ جو انسان پر پڑنے کے بعد اُسے حرکت کرنے سے روک دے۔۔الختصر۔۔ اس رسول نے اپنی امت کو اس بوجھ سے سبکسار کردیا۔۔اور۔۔اور اس قید سے آزاد فرمادیا جس میں سابقہ امتیں مبتلا تھیں۔

(تو) اب بھی (جو) بنی اسرائیلیوں میں سے (انکو مان گیا) اور امی لقب نبی کے دین کو قبول کرلیا اور انکی تعظیم کی، جیسا کہ تعظیم کا حق ہے، یعنی نفاق سے ہٹ کر پورے اخلاص کے ساتھ قبول کیا۔۔الختصر۔۔سراپا خلوص ہوکر ایمان لایا (اور حق تعظیم ادا کیا، اور) دشمنوں۔۔نیز۔۔بدخواہوں کے مقابلے میں انکی مکمل (حمایت کی) اور ہمیشہ انکی یاری اور مددگاری میں لگا رہا (اور پیروی کی اس نور) ہدایت، یعنی قرآن کریم اور دلوں کی روشنی (کی، جو انکے پاس) حضرت جبرائیل کے توسط سے (نازل کی گئی ہے)۔

'انکے پاس' کا لفظ'بقاءِ قرآن' پر دلالت کرتا ہے۔یعنی نازل کیا گیا اور انکے پاس باقی رہیگا، بخلاف لوحوں کے، کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئیں اور ان میں اکثر آسمان پر اٹھالی گئیں، سب باقی نہ رہیں۔قرآن کریم کو نور فرما کر واضح فرمادیا کہ اسکی ہدایتیں نہایت روشن اور ظاہر ہیں، اس واسطے کہ دین ودنیا کے امور قرآن سے مفصل اور ظاہر ہیں۔

(تو وہی لوگ) جو ایمان لائے اور پیغمبر ﷺ کی تعظیم ونصرت اور متابعت کی، حقیقی معنوں میں (کامیاب ہیں)، یعنی عذاب سے فلاح ونجات پانے والے اور رحمت وثواب سے بہرہ ور ہونے والے ہیں۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ میں دنیا اور آخرت کی بھلائی ان لوگوں کیلئے لکھ دونگا، جو اس نبی امی لقب کی پیروی کرینگے جسکو یہ تورات وانجیل میں لکھا پاتے ہیں۔ اب اس اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ یہ بیان فرمارہا ہے کہ جس رسول کی اتباع کرنے کا ہم نے حکم دیا ہے انکی رسالت کی دعوت قیامت تک کے سارے انسانوں کیلئے ہے۔ تو اے رسول آخر الزماں!۔۔۔

قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ جَمِيۡعَاْ ۨالَّذِىۡ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ

پکاردو" کہ اے انسان بیشک! میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف، وہ جس کی آسمانوں اور زمین کی

وَالۡاَرۡضِ‌ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحۡىٖ وَيُمِيۡتُ‌ ۖ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهِ النَّبِىِّ الۡاُمِّىِّ

حکومت ہے۔ نہیں ہے کوئی معبود سوا اسکے، وہی جلائے وہی مارے۔" تو مان جاؤ اللہ کو اور اسکے رسول نبی امی کو،

الَّذِىۡ يُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوۡهُ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ ﴿۱۵۸﴾

جو مانیں اللہ کو اور اس کے کلمات کو، اور غلامی کروان کی، کہ ہدایت پاؤ●

(پکاردو) اور واضح لفظوں میں اعلان کردو (کہ اے انسان!) تو کالا ہو یا گورا، عربی ہو کہ عجمی، شرقی ہو یا غربی، رومی ہو کہ حبشی، (بیشک) اپنی بعثت سے لیکر ہمیشہ ہمیش کیلئے (میں اللہ) تعالیٰ (کا رسول ہوں تم سب کی طرف)۔ ایسا نہیں کہ بعض کی طرف ہوں اور بعض کی طرف نہیں، جس طرح اور رسول تھے۔ اور صرف تمہارا ہی رسول نہیں، بلکہ سارے جنوں کا بھی رسول ہوں۔ میری بعثت جن وانس سبھی کیلئے ہے۔

کچھ بعید نہیں کہ یہاں بھی النَّاسُ میں تغلیباً جن شامل ہوں۔ ویسے بھی النَّاسُ کا ایک معنیٰ 'متحرک' کے بھی ہیں، تو اس معنی میں جن وانس دونوں پر النَّاسُ کا اطلاق کیا جاسکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب ارشاد قرآنی کے مطابق جن وانس صرف عبادت الٰہی کیلئے پیدا کئے گئے ہیں، تو انسانوں کی طرح جن بھی اس بات کے محتاج ہوئے، کہ رضائے الٰہی کے مطابق طریقہ ہائے عبادت اور انکے احکامات کو بتانے کیلئے انکی طرف بھی رسول کی بعثت کی جائے۔ اسلئے فضل خداوندی نے نبی آخر الزماں کو سارے عالم کیلئے نذیر بنا کر، جنوں کی ہدایت کیلئے بھی مبعوث فرمایا۔ ویسے تو جنوں پر بادشاہت بعض انبیاء سابقین کو عطا فرمائی جاچکی تھی، لیکن انکا نبی ورسول ہونا، صرف ہمارے آخری نبی ہی کی خصوصیات میں سے ہے۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

اسلئے سابقہ پیغمبروں میں کوئی بھی انھیں دینی دعوت دینے پر مامور نہیں تھے۔تو گو جنات اور انکے سوا بڑے بڑے شیاطین وعفاریت، اپنے بادشاہ کی خدمت کرتے اور انکے حکم کے پابند رہتے، لیکن کفر ہی پر رہے اور اپنی فطری سرکشی وطغیان سے سر مو نہ ہٹے۔۔۔لفظ **النّاس** کے تعلق سے مذکورہ بالا وضاحت سے قطع نظر نبی کریم کا جن وانس کا رسول ہونا، قرآنی نصوص اور ارشاداتِ رسول سے اس قدر واضح ہے، جس میں کسی طرح کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہ گئی ہے، بلکہ سرکار ﷺ نے 'میں ساری مخلوق کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں' فرما کر، اپنی رسالتِ عامہ وشاملہ کو واضح فرمادیا ہے، جس سے 'نذیراً للعالمین اور رحمۃ للعالمین' میں مذکورہ لفظ 'عالمین' کی معنوی وسعت کا بآسانی اندازہ لگ جاتا ہے۔

۔۔الختصر۔۔اے رسول تم اپنی رسالت عامہ کا اعلان فرمادو اور کھول کر واضح کردو، کہ میں جس ذاتِ کبریاء کا رسول ہوں، (وہ) ہے (جسکی آسمانوں اور زمین کی حکومت) اور بادشاہی (ہے)۔وہی آسمانوں اور زمین میں تدبیر وتصرف فرمانے والا ہے۔(نہیں ہے کوئی معبود) مستحق عبادت (سوا اسکے، وہی جلائے) جسے چاہے جب تک چاہے، اور میعادِ زندگی ختم ہونے پر (وہی مارے) اپنی قضا سے جسکو چاہے۔یا۔مُردوں کو قیامت میں زندہ کرکے اٹھانے اور دنیا میں زندوں کو موت دینے والا وہی ہے۔

تو غور کرو کہ اس قادرِ مطلق، مالکِ کل اور پروردگارِ عالم سے زیادہ کون مستحق ہے جس پر ایمان لایا جائے، اور جسکی پرخلوص اطاعت کی جائے، (تو مان جاوٗ اللہ) تعالیٰ (کو) جسکی شان تم نے سن لی ہے (اور) مان جاوٗ (اس) عظیم المرتبت شانِ کبریائی رکھنے والی ذات (کے) عظیم الشان (رسول) یعنی (نبی امی) لقب والے (کو)، جن کی شان یہ ہے کہ کسی دنیاوی درسگاہِ علمی میں بیٹھے بغیر اور کسی دنیاوی مدرس ومعلم سے کچھ سیکھے بغیر، غیب کی خبریں بتانے والے اور ساری کائنات کو علم وحکمت کی باتیں سکھانے والے ہیں، اور (جو) علم وعرفان کے اس مقام پر ہیں، کہ بے چون وچرا (مانیں اللہ) تعالیٰ (کو اور اسکے) ان (کلمات کو)، جو اس نے انبیاء کرام علیہم السلام پر نازل فرمائے ہیں۔اور ایسا کیوں نہ ہو، اسلئے کہ معرفت تو وہی کراسکتا ہے جو خود بھی پہلے سے عارف ہو۔اسی طرح ایمان کی دعوت دینا اُسی کو زیب دیتا ہے، جو خود بھی ایمان والا ہو۔

چونکہ ایمان اصل الاصول ہے، اسلئے پہلے ایمان لانے کی دعوت دی گئی اور جب تم ایمان لاچکے، تو اب اسکا تقاضا یہ ہے کہ۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

مخلصانہ پیروی کرو (اور) سچی (غلامی کرو)۔۔نیز۔۔والہانہ وفاداری کرتے رہو (انکی) یعنی اس نبی امی لقب کی، تا (کہ ہدایت پاؤ) اور ہمیشہ ہدایت پر قائم رہو۔

اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا تھا کہ اس عظیم رسول نبی امی پر ایمان لانا تمام لوگوں پر واجب ہے اور اگلی آیت میں یہ بتایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں بھی ایک ایسا گروہ تھا، جو حق کے ساتھ ہدایت دیتا تھا اور حق کے ساتھ عدل کرتا تھا۔۔چنانچہ۔۔ ارشاد فرماتا ہے۔۔۔

وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ﴿۱۵۹﴾

اور قوم موسیٰ میں ایک جماعت ہے جو حق کا راستہ بتائیں، اور اس سے حق انصاف کریں●

(اور) ظاہر فرماتا ہے کہ (قوم موسیٰ میں) بھی (ایک جماعت) رہی (ہے، جو حق کا راستہ بتائیں) لوگوں کو (اور اس سے حق انصاف کریں) یعنی ناحق رسی سے بچتے بچاتے رہیں اور کسی پر ظلم و زیادتی کرنے سے پرہیز کریں۔

۔۔الختصر۔۔بنو اسرائیل میں ہر چند کہ زیادہ تر ضدی، ہٹ دھرم اور فساق و فجار تھے، لیکن ہر دور میں انکے اندر چند صالح لوگوں کی بھی ایک جماعت موجود رہی، اگرچہ وہ قلیل ہی رہی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے جہاں جہاں بنو اسرائیل کی عہد شکنیوں اور بداعمالیوں پر شدت کے ساتھ سرزنش کی ہے، وہاں اسکے اندر اس قلیل گروہ کی تعریف و تحسین بھی فرمائی ہے۔ 'حق' اور 'عدل' کے الفاظ میں یہ اشارہ ہے کہ اس قلیل گروہ میں علماء بھی تھے اور قضاۃ بھی، جو دین حق پر قائم تھے اور حق کے ساتھ فیصلے کرتے تھے۔ ان ہی کی نسل سے ہمارے نبی ﷺ کے زمانہ میں حضرت عبداللہ بن سلام اور انکے اصحاب پیدا ہوئے۔ اب آگے بنی اسرائیل کے احوال قدرے تفصیل سے بیان فرمائے گئے ہیں۔۔چنانچہ۔۔ارشاد ہوتا ہے، کہ:

وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى

اور تقسیم کر دیا ہم نے انھیں بارہ قبیلوں پر الگ الگ گروہ، اور وحی بھیجی ہم نے موسیٰ کی طرف

اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ

جب پانی مانگا ان کی قوم نے، "کہ اپنا عصا مارو پتھر پر"، تو پھوٹے اس سے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۖ قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۚ وَظَلَّلْنَا

بارہ چشمے۔ بیشک جان لیا سب لوگوں نے اپنا اپنا گھاٹ۔ اور سایہ ڈال

عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَأَنزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ ۚ كُلُوا مِن

دیا ہم نے ان پر بادل کا، اور اتارا ان پر من وسلویٰ کو" کہ کھاؤ پاکیزہ

طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ۚ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿١٦٠﴾

چیزیں جو ہم نے دی ہیں تم کو"۔ اور انھوں نے ہمارا کچھ نہ بگاڑا لیکن اپنا بگاڑتے تھے●

(اور تقسیم کردیا ہم نے انھیں بارہ قبیلوں پر الگ الگ گروہ)، چونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹوں کی اولاد سے پیدا ہوئے تھے، تو انکو باہم متمیز کردیا کہ ایک دوسرے سے حسد نہ کریں اور ان میں لڑائی جھگڑے اور قتل وغارت کی نوبت نہ آئے۔ انکے لئے اتنا اہتمام کیا گیا کہ ایک ہی گھاٹ پر سب پانی نہ پئیں، کہ کسی طرح آپس میں، تو تو میں میں، کی گنجائش نکل آئے۔۔ چنانچہ۔۔ اولاً انکو مختلف گروہوں میں بانٹ دیا گیا (اور) پھر **(وحی بھیجی ہم نے موسیٰ کی طرف، جب پانی مانگا انکی قوم نے، کہ اپنا عصا مارو)** اس (پتھر پر) جس نے میدان تیہ میں تم سے بات کی تھی، اور عرض کیا تھا کہ اے موسیٰ! مجھے اپنے پاس رکھ لیجئے، میں آپ کے کام آؤنگا۔

۔۔ چنانچہ۔۔ آپ نے اُسے اپنے تھیلے میں رکھ لیا۔ وحی الٰہی کے بعد حضرت موسیٰ نے تھیلے سے اس پتھر کو نکالا اور اس پر اپنا عصا مارا۔

(تو پھوٹے اس سے بارہ چشمے) اور **(بیشک جان لیا سب لوگوں)** یعنی ہر ہر گروہ **(نے اپنا اپنا گھاٹ)**، یعنی پانی پینے کی اپنی اپنی جگہ۔ پھر کسی نے دوسرے کی جگہ کی طرف میل نہیں کیا (اور) انکی راحت وآرام کیلئے **(سایہ ڈال دیا ہم نے ان پر بادل کا)**۔ ایسے طریقے سے کہ دن کو جہاں جاتے بادل انکے سروں پر سایہ کیا کرتے، تاکہ انھیں سورج کی گرمی نہ ستائے اور رات کو وہی بادل نورانی گیس بن جاتے، تاکہ راہ چلتے وقت انھیں تاریکی سے تکلیف نہ ہو۔ اس تکلیف دہ مقام اور حیران کن میدان میں انھیں کھانے کی بھی کوئی دشواری نہیں تھی۔ **(اور اتارا ان پر)** اعلیٰ درجہ کی خوش ذائقہ غذا **(من وسلویٰ کو)**۔

۔۔ چنانچہ۔۔ یہ کھانا حضرت موسیٰ کے لشکر بنی اسرائیل پر جبکہ وہ بھوک سے پریشان تھے شام کے ایک پرخار میدان میں نازل ہوا۔ درختوں پر میٹھی رطوبت جم جاتی، وہ اُسے اکٹھا کر لیتے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

اور بے شمار بٹیروں سے ملتے جلتے پرندے جنگل میں آجاتے، انھیں وہ مار کر بھون لیتے۔ اسطرح ایک میٹھی اور ایک سلونی غذا انکو مل جاتی، اور اس تعلق سے انکو ہدایت یہ تھی۔۔۔

(کہ کھاؤ)۔ یہ (پاکیزہ چیزیں جو ہم نے دی ہیں تم کو) تمہاری کسی محنت ومشقت کے بغیر۔ اور چونکہ یہ تمہاری ضرورت کے مطابق تمہارے لئے کافی ہیں، اسلئے صرف انھیں چیزوں کو کھاؤ اور کسی چیز کو طلب مت کرو، اور نہ ہی ذخیرہ اندوزی کرو۔

مگر انھوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے تجاوز کیا اور منع کرنے کے باوجود کھانے کو ذخیرہ کیا ۔۔یا۔۔ اس وقت میں کھایا جس وقت انھیں کھانے سے منع فرمایا تھا۔۔یا۔۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے ان چیزوں کے علاوہ کھانے پینے کی اور چیزوں کو طلب کیا۔ جو بھی شکل ہو، یہ تو ظاہر ہی ہے کہ جب مکلف وہ کام کرتا ہے جس سے اسکو منع کیا گیا تھا، تو وہ دراصل اپنے اوپر ظلم کرتا ہے۔۔ چنانچہ۔۔ ارشاد فرمایا گیا کہ حکم الٰہی کی بجاآوری نہ کرکے۔۔۔

(اور) نافرمانی کرکے (انھوں نے ہمارا کچھ نہ بگاڑا)۔ وہ ہمارا کیا بگاڑ سکتے تھے، (لیکن) یہ بات بالکل درست ہے کہ وہ (اپنا بگاڑتے تھے) اسلئے کہ انکے اپنے اوپر اس ظلم کا ضرر اور وبال انھیں کسی صورت میں بھی نہیں چھوڑے گا۔۔۔

وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ

اور جب کہا گیا ان کو " کہ اس آبادی میں رہو اور یہاں جہاں چاہو کھاؤ

وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓئٰتِكُمْ

اور زبان سے کہو خطا معاف، اور دروازہ میں داخل ہو سجدہ کرتے ہوئے، تو بخش دینگے ہم تمہاری خطائیں۔

سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۶۱﴾

بہت جلد زیادہ دینگے ہم مخلص بندوں کو" ●

اے محبوب! ان بنی اسرائیلیوں کے تعلق سے اس واقعہ کو یاد کرو (اور) اپنے علم وادراک سے ملاحظہ فرماؤ، (جب کہا گیا) تھا (انکو) اس وقت جبکہ وہ جبارین سے لڑکر ان پر غالب آگئے تھے (کہ اس آبادی) یعنی بیت المقدس ۔۔یا۔۔ اریحا (میں رہو اور) اس بستی کے باغات کے مطاعم وثمرات ۔۔الغرض۔۔ (یہاں) کے میووں اور غلوں کو (جہاں چاہو کھاؤ) تم سے کسی قسم کی مزاحمت نہیں کرونگا۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

(اورزبان سے کہو) کہ ہمارا سوال ہے کہ ہمارے گناہ اور ہماری (خطا معاف) ہو۔

زبان سے معافی چاہو (اور) اس عمل کا مظاہرہ کرو کہ شہر کے (دروازہ میں داخل ہو سجدہ کرتے ہوئے)، یعنی حالت رکوع والی کیفیت کے ساتھ متواضع جھکے ہوئے، شکریہ کے طور پر، کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جنگل کے عذاب سے نجات دی۔

مذکورہ بالا تفسیر اس صورت میں ہے جبکہ قریہ سے مراد اریحا ہو، جس میں باختلاف روایات حضرت موسیٰ باقی بنی اسرائیل۔۔یا۔۔انکی اولاد کو لیکر داخل ہوئے اور اس بستی کو فتح کیا۔۔۔اور اگر قریہ سے مراد 'بیت المقدس' ہے، تو ایک روایت کی روشنی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں یہ لوگ اس میں داخل ہوئے۔۔الحتصر۔۔ان سے کہا گیا تھا کہ جب تم معافی مانگتے ہوئے متواضعانہ انداز سے دروازے میں داخل ہوگے۔۔۔

(تو بخش دینگے ہم تمہاری خطائیں) یعنی تمہاری استغفار اور خضوع سے ہم تمہارے پچھلے گناہ معاف کردینگے۔اور صرف اتنا ہی نہیں کہ انکے گناہوں کو معاف کردینگے، بلکہ اپنے فضل وکرم سے (بہت جلد زیادہ دینگے ہم مخلص بندوں کو)۔انکو مغفرت تو فرمان کی تعمیل سے حاصل ہوگی اور اسکے علاوہ کثیر در کثیر ثواب، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے نصیب ہوگا۔

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ

تو بدل دیا جنھوں نے ان میں سے اندھیر مچایا بات کو اس کے خلاف جو ان کو بتایا گیا تھا، تو بھیج دیا ہم نے ان پر

رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ ع ۲۰

عذاب آسمان سے جو اندھیر کر رہے تھے●

(تو بدل دیا) بنی اسرائیلیوں میں سے ان لوگوں نے (جنھوں نے ان میں سے اندھیر مچایا) اور اپنے اوپر ظلم کر بیٹھے (بات کو اسکے خلاف جو انکو بتایا گیا تھا)۔

۔۔چنانچہ۔۔قول باری تعالیٰ کی حقارت کی نیت سے اور حضرت موسیٰ سے استہزاء وتمسخر کے طور پر، حِطَّةٌ کی جگہ حِنطَةٌ یعنی گیہوں کہتے ہوئے متواضعانہ انداز سے جھک کر چلنے کی بجائے سرین کے بل گھسٹتے ہوئے چلے اور پھر نامناسب خواہشات کے اظہار اور کمینہ پن کی باتوں پر اتر آئے۔۔الحتصر۔۔انھوں نے اپنے طرز عمل کی ہر ہر ادا سے اپنے کو عذاب الٰہی کا مستحق بنالیا۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

(تو) پھر (بھیج دیا ہم نے ان پر) بجلی ۔۔یا۔۔ طاعون کا (عذاب)، جو (آسمان سے) نازل فرمایا گیا انکی سزا میں (جو اندھیر کر رہے تھے) اور حقارت آمیز جملہ بازیوں کا مظاہرہ کر رہے تھے اور گستاخانہ اور باغیانہ طرز عمل پر اتر آئے تھے۔۔۔ یہ بنی اسرائیل اسطرح کی اوچھی حرکتیں برابر کرتے رہے ہیں۔

تو اے محبوب! ان کے تعلق سے آپ کو وحی الٰہی کے ذریعہ جن جن حالات و واقعات کی خبر دی جا چکی ہے، انکی زبان سے بھی اسکا اظہار و اعتراف کرا لیں۔۔یا۔۔ کم از کم انکو اس بات سے باخبر کر دیں، کہ آپ امی ہونے کے باوجود اور کسی مخلوق سے کچھ نہ سیکھنے کے باوجود، انکے حالات سے بالکل واقف ہیں۔ یہ اپنے کسی بھی واقعہ کو آپ کی نگاہِ علم و ادراک سے چھپا نہیں سکتے، اور یہی آپ کے نبی اور آپ کی جملہ ہدایات کے منزل من اللہ ہونے کی روشن دلیل ہے۔ شاید کہ ان حالات کو سن کر ان میں بعض کو ہوش آجائے اور اُسے آپ پر ایمان لانے کی توفیق مل جائے۔ تو اے محبوب! دریافت کرو۔۔۔

وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِىْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ

اور ان سے پوچھو اس آبادی کو دریا کے کنارے کی۔۔۔ جبکہ وہ قانون سے باہر ہو جاتے تھے

فِى السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ

سنیچر میں، جبکہ مچھلیاں آتیں سنیچر کے دن جھنڈ کے جھنڈ تیرتی، اور جس دن سنیچر نہ ہو، تو نہیں آتی تھیں۔

لَا تَاْتِيْهِمْ ۛ كَذٰلِكَ ۛ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾

اسی طرح ہم انھیں آزماتے، کیونکہ وہ نافرمانی کیا کرتے تھے ●

(اور ان سے پوچھو اس آبادی) یعنی ایلہ کے رہنے والوں (کو) کیا پیش آیا اور (دریا) بنام قلزم (کے کنارے کی) اس بستی پر کیا گزری۔ اور قانون الٰہی کا پاس و لحاظ نہ رکھنے کی انھیں کیا سزا ملی؟

انکے لئے ضابطہ بنا دیا گیا تھا کہ وہ سنیچر کے دن عبادت الٰہی کے سوا کوئی دوسرا کام نہ کریں۔ دریا کے کنارے رہنے کی وجہ سے انکے لئے سب سے زیادہ آسان کام مچھلیوں کا شکار ہی تھا۔ اور من جانب اللہ انکی یہ بھی عجیب آزمائش تھی، سنیچر کے دن کے علاوہ انکے سامنے کھل کر مچھلیاں نہیں آتیں، سب شکار ہو جانے کے خوف سے پوشیدہ رہتیں۔ مگر سنیچر

رکوع ۲۱ · معانقہ · الصنف

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

کے دن وہ کھل کر سامنے آجاتیں۔ جب ایلہ والوں نے ہفتہ کے دن بہت مچھلیاں دیکھیں اور شکار کرنا مشکل تھا اور صبر کرنا دشوار ہوا، تو متردّد ہوئے اور انواع واقسام کی تدبیریں اور حیلے پکڑ کر شکار کی راہ ڈھونڈنے لگے۔

آخرانکی رائے میں یہ بات ٹھہری کہ انھوں نے حوض بنائے اور دریا سے ان حوضوں میں نہریں کاٹیں اور ہفتہ کے دن جبکہ مچھلیاں ظاہر ہوتیں، تو ان مچھلیوں کو حوضوں میں ہنکالاتے اور نہروں میں جال گاڑ دیتے، کہ مچھلیاں حوضوں ہی میں رہتیں اور پھر اتوار کے روز مچھلیوں کو پکڑ لیتے۔ کئی بار انھوں نے اسی ترکیب سے شکار کیا اور عذاب کے آثار کچھ نہ ظاہر ہوئے، تو ڈھیٹ ہوکر ہفتہ کے دن کی تعظیم ہی سے درگزر رے۔

تو اے محبوب! دریا کے کنارے مذکورہ بالا بسنے والوں سے انکے حالات پوچھو، کہ انکی بے صبری کا کیا عالم تھا (جبکہ وہ قانون سے باہر ہوجاتے تھے سنیچر میں، جبکہ مچھلیاں آتیں) انکے پاس (سنیچر کے دن جھنڈ کی جھنڈ تیرتی) پانی پر اپنے سر اٹھائے ہوئے۔ (اور جس دن سنیچر نہ ہو، تو نہیں آتی تھیں) ایسی صورت میں سنیچر کے دن کی عظمت کا پاس ولحاظ اور اس دن شکار نہ کرنے کے قانون پر عمل انکے لئے سخت امتحان تھا، جس پر وہ عمل کرنہ سکے۔ بیشک (اسی طرح ہم انھیں آزماتے) یعنی انکے ساتھ ہم آزمانے والوں کا معاملہ کرتے ہیں، (کیونکہ) اپنی نادانی اور سرکشی کے سبب (وہ نافرمانی کیا کرتے تھے)۔

جس شہر کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اس شہر کے رہنے والے تین گروہوں میں منقسم تھے۔ ایک فریق وہ تھا، جو ہفتہ کے دن مچھلیوں کا شکار کرکے اللہ تعالیٰ کی کھلی نافرمانی کرتا تھا۔ اور دوسرا فریق وہ تھا، جو انکو اس نافرمانی سے منع کرتا تھا اور ڈانٹتا تھا۔ اور تیسرا فریق وہ تھا، جو خاموش رہتا تھا۔ نہ خود نافرمانی کرتا تھا اور نہ ہی دوسروں کو نافرمانی سے روکتا تھا۔

نافرمانی سے روکنے والے گروہ سے وہ نیک بخت لوگ مراد ہیں، جنھوں نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر انھیں نصیحت کی۔ اگرچہ انھوں نے اسکی پاداش میں ان نیک بختوں کو بہت ذلیل وخوار کیا، یہاں تک کہ اب وہ ان کی نصیحت سے ناامید ہوگئے اور انھیں یقین ہوگیا کہ یہ ماننے والے نہیں اور نہ ان پر کسی قسم کا وعظ ونصیحت ہی اثر کرتی ہے اور انھوں نے اپنے وعظ ونصیحت کے اثرات ان پر غیر مفید پائے اور سمجھ گئے کہ اب انھیں ہمارا سمجھانا اور ڈرانا بے سود ہے، تو اے محبوب! پوچھ لو۔۔۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَ اِذۡ قَالَتۡ اُمَّۃٌ مِّنۡہُمۡ لِمَ تَعِظُوۡنَ قَوۡمَۨا ۙ اللّٰہُ مُہۡلِکُہُمۡ اَوۡ مُعَذِّبُہُمۡ

اور جب بولا ان کا ایک گروہ "کہ کیوں نصیحت کرتے ہو ان کو، کہ اللہ جن کو تباہ کرنے والا اور

عَذَابًا شَدِیۡدًا ؕ قَالُوۡا مَعۡذِرَۃً اِلٰی رَبِّکُمۡ وَ لَعَلَّہُمۡ یَتَّقُوۡنَ ﴿۱۶۴﴾

سخت عذاب دینے والا ہے"۔ جواب دیا "کہ اپنی معذرت کیلئے پروردگار تمہارے سے، اور یونکہ وہ ڈر جائیں"●

(اور) معلوم کرادو اہل کتاب سے اس واقعہ کی خبر، کہ (جب بولا) اطاعت شعاروں میں سے (انکا ایک گروہ) اپنے دوسرے فرمانبرداری کرنے والے ساتھیوں سے (کہ) برائیوں سے روکنے کے تعلق سے ہمارا جو فرضِ کفایہ تھا وہ ہم ادا کر چکے، تو اب (کیوں نصیحت کرتے ہو انکو کہ اللہ) تعالیٰ (جن کو تباہ کرنے والا) ہے دنیا میں نافرمانی کرنے اور ہفتہ کے دن کی تعظیم ترک کرنے کی وجہ سے، (اور سخت عذاب دینے والا ہے) آخرت میں آتش دوزخ کی شکل میں۔

جس عذاب کا ذکر اس میں ہے، مذکورہ بالا فریقوں میں سے تیسرے فریق پر وہ عذاب نہیں نازل کیا گیا، اسلئے کہ جو فرضِ کفایہ تھا وہ ایک گروہ نے ادا کر دیا، اسی لئے خاموش رہنے والا گروہ بھی عذاب سے بچا رہا۔۔ الختصر۔۔ بعض ساتھیوں نے اپنے دوسرے ساتھیوں سے مذکورہ بالا بات کہی۔۔۔

تو انھوں نے (جواب دیا اپنی معذرت کیلئے پروردگار تمہارے سے) یعنی ہم پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے۔

۔۔ چنانچہ۔۔ ہم انھیں اسلئے نصیحت کرتے ہیں کہ بارگاہِ خداوندی میں انکے تعلق سے ہماری حجت قائم ہو جائے اور انکو باوجود کوشش کے راہ پر نہ لا سکنے میں ہماری معذوری ظاہر ہو جائے۔۔ الحاصل۔۔ ہماری یہ نصیحت ہماری طرف سے بارگاہِ خداوندی میں ایک طرح کی عذر خواہی ہے۔

(اور یوں) پوری امید رکھنی چاہئے (کہ) ان نصیحتوں کو سن کر (وہ ڈر جائیں) اور اپنی حرکتوں کو چھوڑ کر گناہوں سے باز آجائیں اور سچے دل سے توبہ کر لیں۔

فَلَمَّا نَسُوۡا مَا ذُکِّرُوۡا بِہٖۤ اَنۡجَیۡنَا الَّذِیۡنَ یَنۡہَوۡنَ عَنِ السُّوۡٓءِ وَ اَخَذۡنَا

تو جب بھول گئے جس کی نصیحت کی گئی تھی، تو بچا لیا ہم نے انھیں جو روکتے تھے گناہ سے، اور پکڑا ہم نے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿۱۶۵﴾

انھیں جو اندھیر کر چکے تھے، برے عذاب میں، کیونکہ وہ نافرمانی کرتے تھے●

(تو جب بھول گئے جسکی نصیحت کی گئی تھی)، یعنی جتنا نیک لوگوں نے نصیحتیں کیں سب کو پس پشت ڈال دیا۔ جیسے بھولنے والے کے ذہن سے بات بالکل اتر جاتی ہے۔ ایسے ہی وہ واعظوں کی باتوں کو اپنے خیال تک میں نہ لائے اور نصیحت کرنے والوں کے تمام کلمات سے ایسی بے اعتنائی برتی، گویا انھوں نے سنا ہی نہیں۔ (تو بچالیا ہم نے انھیں جو روکتے تھے) برائی اور نافرمانی کے (گناہ سے) یعنی ہم نے انھیں سنیچر کے دن مچھلیوں کا شکار کرنے سے بچالیا اور اس طرح وہ عذاب سے بھی بچالیے گئے۔ (اور) انکے برعکس (پکڑا ہم نے انھیں، جو) ممنوع شکار کرکے (اندھیر کر چکے تھے، برے) اور سخت (عذاب میں، کیونکہ وہ نافرمانی کرتے تھے) اور فرمانبرداری کی راہ سے نکل جاتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے انھیں پہلے معمولی عذاب میں مبتلا کیا، پھر جب وہ اس مہلت سے گمراہی و ضلالت اور سرکشی و بغاوت میں بڑھے، تو انھیں مسخ میں مبتلا کرکے انکی جڑ کاٹ دی۔۔

چنانچہ۔۔فرمایا، کہ۔۔۔

فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خٰسِئِينَ ﴿۱۶۶﴾

پھر جب سرکشی کی جس سے روک دیئے گئے تھے، تو ہم نے انھیں ڈانٹا کہ بندر ہو جاؤ ذلیل●

(پھر جب سرکشی کی جس سے روک دیئے گئے تھے)، وہی کام انجام دینے لگے اور مچھلی کے شکار سے باز نہ آئے، (تو ہم نے انھیں ڈانٹا کہ بندر ہو جاؤ، ذلیل) وخوار۔

۔۔الختصر۔۔منع کرنے والے جب مایوس ہوئے اور سمجھے کہ شکاری لوگ ہماری نصیحت نہ مانیں گے، تو انکے ساتھ ایک جگہ رہنا چھوڑ دیا اور اپنے اور انکے مکانوں کے بیچ میں ایک دیوار کھینچ لی اور اپنے محلہ میں ایک دروازہ قائم کرکے انکے گھروں میں آنے جانے کی راہ بند کر دی۔ ایک دن وہ منع کرنے والے اپنے محلہ سے باہر آئے اور شکاریوں کے محلے سے کوئی نہ نکلا، تو انھوں نے کھوج لگائی، تو سب فاسقوں کو بندر پایا اور ہر بندر اپنے لوگوں کے گرد روتا پھرتا اور انکے کپڑوں سے اپنا منہ رگڑتا۔ تین روز وہ بندر جئے پھر مر گئے۔ اس سلسلے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

میں جمہور کا مسلک یہی ہے، کہ مسخ شدہ انسان تین دن زندہ رہ کر مرجاتا ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ مسخ شدہ مخلوق کی نسل نہیں بڑھاتا۔۔۔

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ

اور جب اعلان عام کردیا تمہارے پروردگار نے، کہ ضرور ان پر بھیجتا رہے گا قیامت تک ایسے کو، جو انھیں برا

سُوْٓءَ الْعَذَابِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖۚ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۷﴾

عذاب دیا کریں۔ بیشک تمہارا پروردگار جلد عذاب والا ہے۔ اور بیشک وہ غفور رحیم ہے●

اے محبوب! یاد کرادو (اور) ظاہر کردو کہ یہ بھی نافرمانوں پر عذاب خداوندی ہی کا ایک حصہ ہے (جب) کہ **(اعلان عام کردیا تمہارے پروردگار نے، کہ ضرور ان)** یہودیوں **(پر بھیجتا رہیگا قیامت تک ایسے کو، جو انھیں برا عذاب دیا کریں)** جیسے قتل، شہر بدر کردینا، مارنا اور جزیہ لینا، وغیرہ۔

۔۔چنانچہ۔۔ بخت نصر بابلی نے انھیں قتل اور قید کرنے میں پیش قدمی کی اور اسکے بعد فارس کے بادشاہ انھیں رنج دیتے رہے اور ان سے خراج لیتے رہے، یہاں کہ خاتم الانبیاء مبعوث ہوئے اور انھیں قتل کرنے کا حکم فرمایا، کہ ایمان لائیں۔۔یا۔۔ جزیہ قبول کریں اور یہ حکم قیامت تک کیلئے باقی ہے۔۔الختصر۔۔ قیامت تک یہود کو عزت و احترام نصیب نہ ہوگا۔ اِدھر اُدھر مارے مارے پھرتے رہیں گے۔ انھیں کہیں بھی اپنے بل بوتے پر قدم جمانے کا موقع نہ مل سکے گا۔ آج بھی فلسطین کی سرزمین پر انکا غاصبانہ قبضہ امریکہ و برطانیہ کے سہارے کے اوپر ہے۔۔باایں ہمہ۔۔ انھیں وہاں بھی سکون و عزت اور بےفکری کا رہنا میسر نہیں۔

(بیشک تمہارا پروردگار) کافروں پر **(جلد عذاب)** فرمانے **(والا ہے)**۔ قیامت کا عذاب تو ہر کافر کیلئے ہے ہی۔ لیکن ان یہودیوں کو دنیا میں بھی ذلت و مسکنت کا عذاب دینے والا ہے۔ **(اور)** ساتھ ہی ساتھ **(بیشک وہ غفور)** بخشنے والا ہے اُسے، جو توبہ کرے اور مغفرت چاہے۔ اور **(رحیم ہے)** ۔۔نیز۔۔ مہربان ہے کہ توبہ کے بعد گناہ پر نہ پکڑے گا۔۔الحاصل۔۔ جب یہودیوں نے حق سے روگردانی کی۔۔۔

وَقَطَّعْنٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ

اور ہم نے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے ان کے زمین میں ٹولی ٹولی۔ بعض تو نیکوکار اور بعض ان سے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

ذٰلِكَ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۶۸﴾

الگ۔ اور آزمایا ہم نے ان کو اچھی نعمتوں اور بری مصیبتوں سے، کہ وہ توبہ کرلیں●

(اور) سرکشی کا مظاہرہ کیا، تو (ہم نے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے انکے زمین میں)۔ اسطرح وہ (ٹولی ٹولی) میں بٹ گئے، تاکہ متحد رہنے سے انکی شان وشوکت نہ بڑھے۔۔ چنانچہ۔۔ اب زمین میں کوئی ایسا خطہ اور کوئی ایسی ولایت نہیں ہے جہاں یہودی نہ ہوں۔ ایسی بات بھی نہیں کہ سارے یہودی خراب ہی ہوں۔ بلکہ ان میں (بعض تو نکوکار) اور شائستہ ہیں، جو حضرت موسیٰ کے دین کے سچے پیروکار ہیں اور انکے حالات میں تغیر وتبدل نے دخل نہیں پایا۔

ان صالحین سے وہ یہود مراد ہیں جو ہمارے پیغمبر پر ایمان لائے۔۔ یا۔۔ وہ یہودی مراد ہیں، جو شب معراج آنحضرت ﷺ پر ایمان لائے تھے۔

(اور بعض ان) صالحین (سے) اپنے ایمان واعمال میں (الگ) رہے اور کفر وفسق کے راستے پر چلتے رہے، اس سے مراد کافر وفاسق لوگ ہیں۔۔ الختصر۔۔ امتحان لیا، (اور آزمایا ہم نے انکو اچھی نعمتوں اور بری مصیبتوں سے) یعنی انکے ساتھ وہ معاملہ کیا، جو آزمائش وامتحان والوں سے کیا جاتا ہے۔ تاکہ لوگوں پر انکی حقیقت ظاہر ہوجائے۔۔ چنانچہ۔۔ کبھی ہم نے انکو بہت مالدار کردیا اور صحت وتندرستی سے نوازا اور کبھی بھوک، فاقہ اور دیگر تکالیف میں مبتلا کردیا، تا (کہ وہ توبہ کرلیں)۔

اسلئے کہ حسنات وسیئات، ہر دونوں اطاعت وفرمانبرداری کی طرف بلاتی ہیں۔ کیونکہ حسنات میں طاعت کی ترغیب اور سیئات میں خوف خدا کی تذکیر ہوتی ہے۔ لیکن حال یہ رہا کہ نعمت میں شکر کرنے کی بجائے، سرکشی وتکبر میں مبتلا ہوگئے۔ اور کہنے لگے کہ 'اللہ تعالیٰ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں'۔ یونہی تکلیف میں صبر کرنا چاہیئے تھا، اسکے بدلے نازیبا باتیں کرنے لگے اور کہنے لگے کہ 'اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بند ہیں'۔۔ الغرض۔۔ یہ امتحان میں پورے نہ اترے۔

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى

پھر ان کے بعد ان کے جانشین آئے ناخلف، کہ کتاب کے وارث ہوئے، لے رہے ہیں اس دنیا کی پونجی،

وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ؕ

اور ڈینگتے ہیں کہ بہت جلد ہم بخشے جائینگے۔ اور اگر آجائے ان کے پاس ایسی ہی اور پونجی تو اسے لے لیں،

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

اَلَمۡ یُؤۡخَذۡ عَلَیۡهِمۡ مِّیۡثَاقُ الۡكِتٰبِ اَنۡ لَّا یَقُوۡلُوۡا عَلَی اللّٰهِ اِلَّا الۡحَقَّ وَ

کیا نہیں لیا گیا تھا ان پر کتاب میں مضبوط عہد؟ کہ نہ بولیں اللہ پر مگر حق، اور

دَرَسُوۡا مَا فِیۡهِ ؕ وَ الدَّارُ الۡاٰخِرَةُ خَیۡرٌ لِّلَّذِیۡنَ یَتَّقُوۡنَ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۶۹﴾

انھوں نے پڑھ لیا ہے جو کچھ اس میں ہے۔ اور دار آخرت بہتر ہے انھیں جو ڈریں۔ تو کیا عقل نہیں رکھتے؟●

(پھر انکے بعد انکے جانشین آئے ناخلف)۔

یہ عہد رسالت کے وہ یہودی تھے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں کے جانشین تھے، لیکن انکی مخالفت کر کے حضور ﷺ کے دشمن ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں زمین پر مختلف علاقوں میں پھیلا دیا، جیسے آج بھی انکی حالت یہ ہے کہ کوئی روس میں دھکے کھا رہا ہے، کوئی امریکہ کی چاپلوسی میں سرمست ہے، اور کوئی برطانیہ کی کاسہ لیسی میں لگا ہوا ہے۔۔ الختصر۔۔ مذکورہ بالا یہ ناخلف وہ تھے۔۔۔

جو (کہ) ان صالحین کے بعد (کتاب) الٰہی (کے وارث ہوئے)، جسے وہ پڑھتے اور اسکے مضامین کو سمجھتے تھے۔ جنھوں نے اپنے باپوں سے اسکا علم حاصل کیا تھا۔ لیکن انکی بدبختی اور بدقسمتی کا عالم یہ رہا، کہ جس کتاب الٰہی کو آخرت میں مغفرت و نجات کے حصول کا ذریعہ بنانا چاہئے تھا اور جسکے ذریعہ اپنی عاقبت سنوارنی چاہئے تھی، اس سے (لے رہے ہیں) وہ صرف (اس دنیا کی) ذلیل (پونجی) یعنی دنیا حاصل کرنے میں لگ گئے۔

اس تعلق سے انکی جسارت کا عالم یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی اس کتاب یعنی توریت میں اپنی مرضی کے مطابق ردوبدل کر ڈالا اور اس میں تحریف کر ڈالی اور انہیں محرف مضامین کو اللہ تعالیٰ کا کلام کہہ کر پیش کرنے لگے۔۔ نیز۔۔ اسکو رشوت حاصل کرنے کا ذریعہ بنا لیا۔

(اور) اس گمان میں رہے کہ ہماری کوئی پکڑ نہ ہوگی۔۔ چنانچہ۔۔ علانیہ (ڈینگتے ہیں کہ بہت جلد ہم بخشے جائینگے) انکا دعویٰ یہ تھا کہ ہمارے دن کے گناہ رات کو، اور رات کے گناہ دن کو بخش دیئے جاتے ہیں۔ اسی خام خیالی کا نتیجہ تھا کہ وہ حرام کاری اور حرام خوری سے باز نہیں آتے تھے۔ (اور) جس چیز کو وہ باطل طریقے سے لے چکے تھے، (اگر آجائے انکے پاس ایسی ہی اور پونجی)، جو حرام ہونے میں پہلی ہی پونجی کی طرح ہو، (تو اسے) بھی (لے لیں)۔۔ الغرض۔۔ حرام کھانے میں پوری بے باکی کا مظاہرہ کریں۔

Marfat.com
https://t.me/nabwilibrary

ان نادانوں کو سوچنا چاہئے تھا، کہ (کیا نہیں لیا گیا تھا ان پر کتاب میں مضبوط عہد، کہ نہ بولیں اللہ) تعالیٰ (پر، مگر حق)۔اللہ تعالیٰ کی طرف سچ بات ہی کی نسبت کریں۔انھوں نے یہ جھوٹ کہا جو دن رات میں اپنی بخشش خدا کی طرف منسوب کی اور انھیں اسکا بخوبی علم ہے، کہ وہ یہ جھوٹ بک رہے ہیں۔اسلئے کہ توریت انکے پاس موجود ہے (اور انھوں نے) اچھی طرح (پڑھ لیا ہے جو کچھ اس میں ہے)۔اس میں مذکورہ بخشش کا کوئی نام ونشان بھی نہیں ہے۔

کیا ان نادانوں نے توریت میں نہیں دیکھا (اور) نہیں پڑھا، کہ دنیا کی فانی لذتوں سے (دارِ آخرت بہتر ہے) جہاں کی نعمتیں برتر و بہتر ولافانی ہیں (انھیں جوڑ دیں)۔یعنی ان لوگوں کیلئے جو حرام کو حلال ٹھہرا لینے اور خدا پر جھوٹ لگانے سے پرہیز کرتے ہیں۔(تو) اے بے عقلی کا کام انجام دینے والو! (کیا) تم (عقل نہیں رکھتے) اور اتنا بھی سمجھ نہیں پا رہے ہو، کہ مالِ دنیا سے عقبیٰ کی نعمت بہتر ہے۔سننے والو! غور سے سنو۔۔۔

وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ

اور جو لوگ تھامے ہیں کتاب کو، اور قائم رکھا نماز کو،

اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۷۰﴾

تو بیشک ہم نہیں ضائع فرماتے نیکوں کے اجر کو●

(اور) یاد رکھو کہ (جو لوگ) حضرت عبد اللہ بن سلام اور انکے اصحاب وغیرہم کی طرح (تھامے ہیں کتاب کو)، یعنی عہد موسوی میں توریت کو اور عہد محمدی میں قرآن کریم کو، (اور قائم رکھا نماز کو) جو افضل العبادات ہے اور دین کا ستون ہے۔

اسلئے خاص طور پر اسکا ذکر فرما دیا گیا، ویسے مقصود تمام عبادتوں اور فرائض الٰہیہ کی حفاظت ہے۔

تو جو تمام دینی فرائض وواجبات کی بجا آوری کرتا رہا اور محرمات شرعیہ کے ارتکاب سے اپنے کو بچاتا رہا، (تو) یہ سن لے! کہ (بیشک ہم نہیں ضائع فرماتے نیکوں کے اجر کو)۔

ذہن نشین رہے کہ کتاب کو مضبوطی سے پکڑنے کا مطلب یہ ہے، کہ اسکو یاد بھی کر لیا جائے اور اس میں تدبر وغور وفکر سے کام لیا جائے اور اسکے احکام پر عمل کرنے میں کوتاہی نہ برتی جائے۔۔۔غور وفکر کے بغیر صرف تلاوت کر لینے سے مضبوطی سے پکڑنے والا تقاضا

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

پورا نہیں ہوتا۔۔۔اسی لئے بنی اسرائیل کے اکثر و بیشتر لوگ تورات کے احکام پر عمل کرنے سے گریز کر رہے تھے۔اسی لئے توریت کے احکام پر عمل کرنے کا عہدان سے خوف وہراس کا ماحول بنا کر لیا گیا، جسکا واقعہ مختصراً یہ ہے۔

جب حضرت موسیٰ بنو اسرائیل کے پاس تورات کی الواح لیکر آئے اور فرمایا کہ ان کو لو، اور انکی اطاعت کا اقرار کرو۔ تو انھوں نے کہا کہ جب تک اللہ تعالیٰ آپ کی طرح ہم سے کلام نہیں کریگا، ہم یہ اقرار نہ کرینگے۔ تو پھر بجلی کی ایک کڑک کے ذریعہ وہ ہلاک کر دیئے گئے اور پھر زندہ کیے گئے۔ حضرت موسیٰ نے ان سے پھر تورات کے قبول کرنے کیلئے فرمایا، انھوں نے پھر انکار کر دیا۔

تب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ فلسطین کے پہاڑوں میں سے ایک فرسخ، یعنی تین میل اور بقول بعض بارہ ۱۲ ہزار گز، تقریباً آٹھ ۸ کلومیٹر لمبے پہاڑ کو اکھاڑ کر سائبان کی طرح ان پر معلق کر دیں۔ انکے پیچھے سمندر تھا اور انکے سامنے سے آگ آرہی تھی۔ ان سے کہا گیا کہ قسم کھا کر اقرار کرو کہ تم تورات کے احکام پر عمل کرو گے، ورنہ یہ پہاڑ تم پر گر جائیگا، تب انھوں نے توریت پر عمل کرنے کا پختہ عہد کیا اور توبہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ میں گر گئے۔ انھوں نے کروٹ کے بل سجدہ کیا تھا اور مارے خوف کے پہاڑ کی طرف دیکھ رہے تھے۔

جب اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا، تو انھوں نے کہا کہ اس سجدہ سے افضل کوئی سجدہ نہیں، جسکو اللہ تعالیٰ نے قبول کیا اور جسکی وجہ سے اپنے بندوں پر رحم فرمایا۔ پھر انھیں یہ حکم دیا گیا کہ وہ کروٹ کے بل ایک شق پر سجدہ کیا کریں۔۔۔تو۔۔اے محبوب! اپنے عہد کے یہودیوں سے انکے مورثین سے تعلق رکھنے والا یہ واقعہ سنا دو۔۔۔

وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَأَنَّهُ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا أَنَّهُ وَاقِعٌۢ بِهِمْ

اور جب ہم نے اٹھا کر دیا پہاڑ کو ان کے سر پر، گویا سائبان ہے، اور وہ سمجھے کہ وہ ان پر گر پڑے گا،

خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ ع ۲۱/۹/۱۱

کہ "لو جو ہم نے تم کو دیا ہے مضبوطی سے، اور یاد رکھو جو اس میں ہے کہ تم اللہ سے ڈرنے لگو"

(اور) ان پر ظاہر کرو کہ (جب ہم نے) فرشتوں کے ذریعہ (اٹھا کر دیا پہاڑ کو انکے سر پر

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

گویا سائبان ہے، اور) اسکے سایہ فگن ہونے کی صورت یہ تھی، کہ (وہ سمجھے کہ وہ ان پر گر پڑیگا) اور اس حال میں ان سے عہد لیا گیا اور کہا گیا (کہ لو جو ہم نے تم کو دیا ہے مضبوطی سے، اور یاد رکھو جو اس میں ہے)، تا (کہ تم اللہ) تعالیٰ (سے ڈرنے لگو) اور اسکے احکام کا دل وجان سے پاس ولحاظ کرنے لگو۔۔۔

رب کریم، صاحب فضل عظیم کے فضل وکرم نے ہمیشہ یہی پسند فرمایا، کہ اسکے بندے راہِ راست پر رہیں اور کبھی انکے ہاتھوں سے ایمان وعمل صالح کا دامن چھوٹنے نہ پائے، اور وہ ہمیشہ صراطِ مستقیم پر چلتے رہیں۔ حضرت کلیم کا مذکورہ بالا واقعہ اور اپنی قوم کو صحیح راستے پر رکھنے کی تدبیریں، یہ سب اسی رحمت خداوندی کے مظاہر ہیں۔ بندوں کی پیدائش کے پہلے ہی سے یہ اہتمام فرمایا گیا، کہ بندے اسکی توحید اور ربوبیت کے انکار کا کوئی بہانہ نہ پاسکیں ۔۔ چنانچہ۔۔اے محبوب! یاد کرو۔۔۔

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ

اور جب لیا تھا تمہارے پروردگار نے اولادِ آدم کی پشت سے ان کی نسل کو، اور انھیں گواہ بنایا تھا

عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى ۛۚ شَهِدْنَا ۛۚ اَنْ تَقُوْلُوْا معانقہ

انھیں پر، "کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟" سب نے کہا تھا، کہ "کیوں نہیں"، "ہم سب گواہ ہیں"، "کہ کہہ ڈالو

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ۝۱۷۲

قیامت کے دن کہ بے شک ہم لوگ اس سے بے خبر تھے۔

(اور) سب پر ظاہر کردو اس واقعہ کو (جب لیا تھا تمہارے پروردگار نے اولادِ آدم کی پشت سے انکی نسل کو اور انھیں گواہ بنایا تھا انھیں پر) یعنی ہر ایک کو خود اپنے اوپر۔۔یا۔۔ ہر ایک کو آپس میں ایک دوسرے پر، (کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ سب نے کہا تھا کہ کیوں نہیں ہم سب گواہ ہیں)۔

یہ میثاق ایک روایت کے مطابق عرفہ کی ایک جانب وادیٔ نعمان میں لیا گیا تھا۔ ایک دوسری روایت کے مطابق، سرزمین ہند میں حضرت آدم کو جہاں اتارا گیا تھا، وہیں یہ میثاق لیا گیا تھا۔ ایک روایت کے مطابق مکہ اور طائف کے درمیان ایک جگہ یہ میثاق لیا گیا تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ حضرت آدم کو جب جنت سے آسمانِ دنیا کی طرف اتارا گیا، تو وہاں ان سے یہ میثاق لیا گیا۔ اس سلسلے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت آدم کی تخلیق کے بعد جنت

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

میں داخل کرنے سے پہلے میثاق کی یہ مجلس آراستہ کی گئی۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس مقام پر یہ ذہن نشین رہے، کہ عرف عام میں 'بنی آدم' نوع بشر کو کہا جاتا ہے۔اس عرفی معنیٰ کا لحاظ کرتے ہوئے حضرت آدم بھی اس میں شامل ہیں۔۔یا۔۔ چونکہ وہ تمام انسانوں کی اصل ہیں اور سب انکی فرع،تو تمام فروع کے ذکر کے بعد انکے الگ سے ذکر کی ضرورت نہ رہی۔۔الحاصل۔۔اس مجلس میثاق میں سب نے اپنے طور پر اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار کر کے اس پر مضبوط قائم رہنے کا وعدہ کیا اور عہد کیا کہ ہم عبودیت معبودِ حقیقی سے مخصوص کرینگے۔اسکے غیر کیلئے عبودیت کا حق نہیں سمجھیں گے۔اسی طرح معبود حقیقی کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کرینگے۔

۔۔الختصر۔۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ۔۔'کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں'۔۔اور تمہارے جملہ امور کا مالک نہیں ہوں،اور علی الاطلاق تربیت میرے قبضہ میں ہے،اس میں کسی اور کا دخل نہیں،کیا اسے تم مانتے ہو۔۔یا۔۔نہیں؟اب انکے جواب کا حاصل یہ ہوگا کہ ہاں ہم اپنے نفوس پر گواہی دیتے ہیں،کہ بیشک تو ہمارا رب کریم ہے اور معبود برحق ہے۔ تیرے سوا نہ کسی کو رب مانیں گے اور نہ معبود۔

لوگو! یہ عہد و پیمان کی محفل اسلیۓ سجائی گئی،تاکہ تم کو اس بات کی گنجائش نہ رہے،(کہ کہہ ڈالو قیامت کے دن،کہ بیشک ہم لوگ اس سے بے خبر تھے)۔غور کرو کہ یوم میثاق کا عہد و قرار بے خبری کا نتیجہ تھا۔۔یا۔۔علم و ادراک اور ہوش و خبر کا؟اس وقت حقائق اس طرح تمہارے سامنے کھل کر آ گئے تھے،کہ ممکن ہی نہیں تھا کہ تم ان سے انکار کر سکو۔تمہارا اس وقت کا عہد و اقرار اضطراری ہی سہی۔۔لیکن ۔۔دنیا میں تمہیں آزاد نہیں چھوڑ دیا گیا اور تم کو خود تمہاری اپنی ذاتی رائے کے حوالے نہیں کر دیا گیا،بلکہ ہر دور میں تمہارے پاس نبی و رسول مبعوث ہوتے رہے،جن کے معجزات انکی نبوت کی روشن دلیل اور واضح برہان تھے،اور انکا بنیادی کام ہی یہی تھا کہ وہ یوم میثاق کا تمہارا عہد و قرار یاد دلاتے رہیں۔۔ چنانچہ۔۔وہ اپنا فریضہ انجام دیتے رہے۔۔لہٰذا۔۔اب تمہارے پاس کوئی عذر نہیں،کہ کہہ سکو کہ ہمیں تو روزِ میثاق کے تعلق سے کچھ معلوم ہی نہیں،کہ ہم نے کب اور کیا عہد و قرار کیا۔۔۔

اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ

یا کہہ ڈالو، کہ شرک تو ہمارے باپ دادوں نے کیا تھا پہلے سے،اور ہم ان کی نسل تھے،ان کے بعد۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ ﴿۱۷۳﴾

تو کیا تو ہم کو ہلاک کرے گا اس جرم سے جو باطل پرستوں نے کیا۔

(یا) یہ (کہہ ڈالو کہ شرک تو ہمارے باپ دادوں نے کیا تھا پہلے سے اور ہم انکی نسل تھے انکے بعد)۔۔الغرض۔۔شرک کا آغاز ہم نے نہیں کیا اور نہ ہی ہم اسکے موجد تھے۔ ہم نے تو اپنے باپ دادوں کو جو کرتے دیکھا وہی کیا۔ تو اصل قصوروار تو وہ ٹھہرے، (تو کیا تو ہم کو ہلاک کردیگا اس جرم کی وجہ) (سے جو باطل پرستوں نے کیا)۔ تمہارا یہ عذر بھی معقول نہیں، اسلئے کہ کیا تمہارے پاس انبیاء کرام نہیں آئے؟ انھوں نے حق و باطل کو واضح نہیں کردیا؟ تمہیں صراط مستقیم پر لانے کی جدوجہد نہیں کی؟ تو تم عقل و شعور رکھتے ہوئے باطل پرستوں ہی کے پیچھے کیوں چلے؟ اور حق پرستوں کی ہدایت کو قبول کرکے انکی پیروی کیوں نہیں کی؟ اے محبوب! بتادو۔۔۔

وَكَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۱۷۴﴾

اور اسی طرح ہم تفصیل بیان کرتے ہیں آیتوں کی، اور کہ وہ توبہ کرلیں۔

(اور) واضح کردو، کہ جس طرح ہم نے عہد و پیمان کا حال بیان کیا ہے، (اسی طرح ہم تفصیل بیان کرتے ہیں آیتوں کی اور) یہ اسلئے تا (کہ وہ) اپنے باطل نظریات واعمال سے سچی اور کھری (توبہ کرلیں)۔۔المختصر۔۔ہم ان پر اپنی قدرت کی نشانیاں اسلئے ظاہر کرتے ہیں، تاکہ وہ اس میں غور و فکر کریں اور اپنے باطل آباء و اجداد کی تقلید سے باز آکر تحقیق حق کی طرف اپنا رخ پھیرلیں۔

آگے کے مضمون میں مقام و حال کی مناسبت سے یہودیوں کو زجر و توبیخ کرنا مطلوب ہے اور انکے علماء کی بے راہ روی کو ظاہر کرنا ہے۔۔چنانچہ۔۔ارشاد فرمایا جاتا ہے، کہ اے محبوب! بیان کردو۔۔۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا

اور پڑھ کر سنادو انھیں واقعہ اس کا جس کو ہم نے دیا تھا آیتیں، پھر وہ ان سے نکل ہی گیا۔

فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ ﴿۱۷۵﴾

تو پیچھا کیا اس کا شیطان نے، تو ٹھہرا گمراہوں سے۔

(اور) (پڑھ کر سنادو انھیں) یعنی ان یہودیوں کو (واقعہ اسکا) یعنی بلعم بن باعورکا، جو علمائے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

یہود میں سے تھا اور (جسکو ہم نے دیا تھا آیتیں)۔

یعنی بعض کتابِ الٰہی کا اور اسم اعظم کا علم، جسکی برکت سے وہ مستجاب الدعوات ہو گیا۔۔ چنانچہ۔۔ حضرت موسیٰ نے جب جبارین سے جنگ کرنے کا قصد کیا اور کنعان سے شام کی طرف روانہ ہوئے، تو جو لوگ اس جنگ کو نہیں چاہتے تھے، تو ان میں سے ایک قوم بلعم کے پاس پہنچی اور درخواست کی کہ وہ حضرت موسیٰ کیلئے بددعا کردے، تاکہ وہ یہ اقدام نہ کرسکیں۔

ابتداءً اس نے حضرت کلیم کی عظمت ونبوت کا پاس ولحاظ کرتے ہوئے اس کام کو انجام دینے سے انکار کیا، لیکن جب قوم کا اصرار بڑھا، یہاں تک کہ قوم نے بلعم کی بیوی کو بھی اس کام کیلئے اپنا ہمنوا کرلیا، تو وہ اصرار کرنے میں ان کی شریک ہوگئی اور اس پر مستزاد یہ ہے، کہ اس بددعا کرنے کیلئے ایک خطیر رقم بطورِ رشوت دینے کیلئے تیار ہوگئے، تو بلعم اس کام کیلئے راضی ہوگیا اور بددعا کرنے کی غرض سے چل پڑا اور جیسے ہی اس نے بددعا کرنے کا ارادہ کیا، قدرت الٰہی سے اسکی زبان لٹک کر سینے تک آگئی اور اس سے اسم اعظم اور جو بعض دیگر آیاتِ الٰہیہ کا علم تھا، وہ سب محو ہوگیا اور اسکی دنیاء وآخرت دونوں برباد ہوگئیں۔

(پھر وہ) اپنی اس اوچھی حرکت کی وجہ سے (ان) کی، یعنی اسم اعظم وغیرہ کی برکتوں (سے نکل ہی گیا، تو) موقع پاکر (پیچھا کیا اسکا شیطان نے)۔۔ الغرض۔۔ پھر شیطان اسکا دوست اور ساتھی ہوگیا اور اسکو اپنی انگلیوں پر نچانے لگا (تو) انجام کار یہ ہوا، کہ وہ (ٹھہرا گمراہوں سے) یہاں تک کہ اسکی موت کفر پر ہوئی۔

ایک قول کی بنیاد پر وہ شخص امیہ بن ابی الصلت تھا، جو آسمانی کتابوں کا مطالعہ کیا کرتا تھا اور جانتا تھا کہ اس زمانہ میں ایک رسول مبعوث ہوگا اور وہ چاہتا تھا، کہ وہ رسول میں ہی ہوں۔ جب جناب رسول اکرم ﷺ مبعوث ہوئے، تو امیہ حسد کی راہ سے کافر ہوگیا اور وہ آیتیں جو اس نے پڑھی تھیں کنارے رکھ دیں، پھر نکل آیا ان آیتوں سے کفر وعناد کے واسطے جس طرح کہ سانپ کینچلی سے نکل آتا ہے، پھر پیچھے پڑا اسکے شیطان۔۔ یا۔۔ اُسے اپنے پیچھے لگالیا۔ پھر ہوگیا وہ آیتیں جاننے والا، گمراہوں میں سے۔۔۔

بعضوں نے کہا ہے کہ وہ شخص ابو عامر راہب تھا، آنحضرت ﷺ نے جسکا لقب فاسق رکھا تھا اور مسجد ضرار بننے میں ساعی تھا۔ اس نے آنحضرت ﷺ کی صفت کتبِ الٰہیہ میں دیکھی اور پہچان کر ایمان لایا، پھر آخر کو انکار کرکے کافر ہوگیا۔۔۔ الحاصل۔۔ وہ شخص جسکے بارے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

میں آیت زیر تفسیر نازل فرمائی گئی ہے، مذکورہ بالا افراد میں سے کوئی بھی ہو۔۔یا۔۔انکے سوا کوئی ہو۔۔۔

وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ

اور اگر ہم چاہتے تو بلند فرمادیتے اس کو ان آیتوں کی بدولت، لیکن وہ تو جھک پڑا پستی کی طرف، اور لگ گیا اپنی خواہش کے پیچھے۔

فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ؕ

تو اسکی مثال ہے جیسے کتے کی طرح، کہ اگر سختی کرو اسپر تو زبان نکالے، ہانپے، اور اگر اسے چھوڑ دو، تو بھی زبان نکالے ہانپے،

ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ

یہ مثال ہے اس قوم کی جس نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو۔

فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾

تو واقعات بیان کردو کہ وہ سوچ سے کام لیں●

(اور) کسی بھی قوم سے ہو (اگر ہم چاہتے، تو بلند فرمادیتے اسکو ان آیتوں کی بدولت) یعنی بہ سبب اُن صحیفوں کی آیتوں کے۔۔یا۔۔جو کلمات اسم اعظم پر شامل تھے انکے سبب سے ہم اُسے مراتب علیہ پر بلند کردیتے۔ وہ مراتب جو ابرار اور نیک لوگوں کے مقامات ہیں، (لیکن وہ تو) پست ہمتی کے سبب (جھک پڑا پستی کی طرف) اور رذالت پر اتر آیا، (اور لگ گیا اپنی خواہش کے پیچھے) رشوت لیکر ۔۔یا۔۔اپنی جورو کی بات مان کر، (تو اسکی مثال) اور ذلت وخرابی کی کیفیت ایسی (ہے جیسے کتے کی طرح، کہ اگر سختی کرو اسپر تو زبان نکالے، ہانپے اور اگر اُسے چھوڑ دو، تو بھی زبان نکالے ہانپے)۔

۔۔الغرض۔۔کتے کو ہنکانا اور نہ ہنکانا یکساں ہے۔ کسی حال میں بھی وہ اپنی عادت نہیں چھوڑتا۔ دونوں صورتوں میں زبان نکال کر ہانپنا ہی اسکا کام ہے۔۔۔بلعم کتے کی ایسی خاصیت والے کا بھی ایسا ہی حال تھا، کہ کسی طرح اپنی برائی سے نہیں پھرا۔ اس نے خواب بھی دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ بنی اسرائیل کیلئے بددعا نہ کرنا، مگر متنبہ نہ ہوا۔

جب حضرت موسیٰ کے لشکر کی طرف بددعا کرنے کو چلا، تو جس دراز گوش پر سوار تھا وہ دراز گوش اس سے بولا، کہ اس راہ سے پھر اور اس کام سے باز آجا، جب بھی اس نے کچھ خیال نہیں کیا۔ کیا خوب کہا ہے کسی عارف کامل نے، کہ:

نامعلوم باد تقدیر کھلتے ہی کیا گل کھلاتی ہے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

۔۔۔اگر فضل وکرم لائے تو بہرام جیسے کافر سے زنار اتروا کر دین حق کا شیدائی بنادے، اور اگر عدل کا ترازو لیکر آئے، تو بلعم بن باعور جیسے ولی کامل سے ایمان بلکہ شرافت انسانی چھین کر کتوں کے ہم پلہ بنادے۔۔الحاصل۔۔کسی کی عقل کو چون وچرا کی طاقت کہاں؟ مطلق فرمان دینے والا تو وہی ہے، جیسا چاہتا ہے حکم فرماتا ہے۔۔۔

یہ مثل جو کہی گئی ہے، (یہ مثال ہے اس قوم کی جس نے) تکبر وانکار کی وجہ سے (جھٹلایا ہماری آیتوں کو)۔

یہاں قوم سے مراد مکہ کے کافر ہیں اور آیتوں سے مراد قرآن کریم ہے۔ یہ بھی ایک قول ہے کہ اس قوم سے یہود مراد ہیں، کہ انھوں نے توریت کی آیتوں کی تکذیب کی اور حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی نعت چھپانے میں مشغول رہے، تو حق تعالیٰ فرماتا ہے، کہ۔۔۔

بلعم کا قصہ انھیں سنادو کہ میری آیتوں سے انکا نکل جانا، میری آیتوں کو ان کے جھٹلانے سے مناسبت رکھتا ہے۔ (تو) اے محبوب! (واقعات بیان کردو) تا (کہ وہ سوچ سے کام لیں)۔۔نیز۔۔ فکر کریں اور فکر کرنے کے سبب نصیحت مانیں۔۔۔ان کافروں کا فعل اتنا برا ہے جسکی وجہ سے انھیں وصف قبیح سے موصوف ہونا پڑا۔۔۔

سَآءَ مَثَلًا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾

بری مثال ہے اس قوم کی جس نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو، اور وہ اپنے ہی لئے اندھیر مچاتے رہے ●

تو کس قدر (بری مثال ہے اس قوم کی جس نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو) جان بوجھ کر ان پر دلیل قائم ہوچکنے کے بعد، (اور) اپنے اس طرز عمل سے (وہ اپنے ہی لئے اندھیر مچاتے رہے) اور اپنی ہی جانوں پر ظلم کرتے رہے۔ انکے ظلم کا وبال انکے سوا کسی اور پر نہ پڑیگا۔

سچ ہے کہ۔۔۔

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾

جسے اللہ ہدایت دے، تو وہ ہدایت پر ہے۔ اور جس کی گمراہی بتادے، تو وہی دیوالئے ہیں ●

(جسے اللہ) تعالیٰ اپنے فضل سے (ہدایت دے، تو وہ ہدایت پر ہے)۔ بس وہی راہ پانے والا ہے۔ (اور) اپنے عدل کے رو سے، (جسکی گمراہی بتادے) ظاہر فرمادے، (تو وہی دیوالئے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

ہیں) اور دونوں جہاں میں نقصان پانے والے ہیں۔

ذہن نشین رہے کہ ہدایت ہو۔۔یا۔۔ضلالت، دونوں میں انسانی عزم وارادہ کا دخل ہے۔ انسان جس چیز کا عزم کرتا ہے، رب تعالیٰ اس میں اسی چیز کی تخلیق فرمادیتا ہے۔ تو بندے کی طرف سے کسب ہے اور رب کی طرف سے تخلیق۔ اسی کسب کی وجہ سے ہدایت کی صورت میں بندہ جزاء، اور گمراہی کی صورت میں سزا، کا مستحق قرار پاتا ہے۔

سابقہ آیات میں گمراہوں کی گمراہی، ظالموں کے ظلم، بدعہدوں کی بدعہدی اور سرکشوں کی سرکشی اور انکے کفر وطغیان کی وضاحت فرمائی اور اب اگلی آیت سے رسول اللہ ﷺ کو تسلی دینا مقصود ہے، گویا کہ یوں کہا گیا کہ اگر یہ ضدی اور معاند مشرکین ایمان نہیں لاتے، اور آپ کی نصیحت کو قبول نہیں کرتے، تو آپ پریشان اور رنجیدہ خاطر نہ ہوں۔ یہ ضدی مشرکین ان لوگوں میں سے ہیں، جن کو انجام کار دوزخ کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔ انکی وجہ سے آپ ملول خاطر نہ ہوں۔ آپ اپنے دینی معاملات میں اور اپنے متبعین کے ساتھ مشغول رہئے، اور انکی پرواہ نہ کیجئے۔۔۔

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ

اور بے شک ہم نے پیدا فرمایا جہنم کیلئے بہتیرے جن وانسان۔ ان کے دل ایسے ہیں جن سے وہ سمجھتے

بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا ۚ

نہیں اور ان کی آنکھیں ایسی ہیں، کہ ان سے دیکھتے نہیں۔ اور ان کے کان ایسے ہیں، کہ جن سے سنتے نہیں۔

أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ﴿١٧٩﴾

وہ ہیں گویا چوپائے، بلکہ وہ زیادہ گئے گزرے۔ وہی لوگ بے خبر محض ہیں●

(اور) سب پر واضح فرمادیجئے کہ (بیشک ہم نے پیدا فرمایا جہنم کیلئے بہتیرے جن وانسان)۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کو علم تھا، کہ انکے اذہان حق کی معرفت کو قبول نہیں کرینگے، اور یہ اپنی آنکھوں سے مخلوقات میں اللہ کی نشانیوں کو نہیں دیکھیں گے، اور اللہ تعالیٰ کی آیات جب تلاوت کی جائینگی، تو یہ انکو غور وفکر سے نہیں سنیں گے۔ کفر پر اصرار اور ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے انکے قلوب ماؤف ہیں اور انکی آنکھوں پر پردے ہیں اور انکے کانوں میں ڈاٹیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی تکذیب میں انتہا کو پہنچ جانے والے یہودیوں کو علم الیقین

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

ہے کہ انکی کتابوں میں جس نبی کی بعثت کا وعدہ کیا گیا ہے، وہ یہی یعنی سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔ چونکہ یہ ان بہت سے لوگوں میں سے ہیں جو ایمان لانے والے نہیں ہیں، گویا کہ انکو پیدا ہی دوزخ کیلئے کیا گیا ہے۔۔۔

اس مقام پر یہ ذہن نشین رہے کہ بنیادی طور پر جن وانس کی تخلیق کا مقصد عبادت الٰہی ہے، مگر اپنی قلبی شقاوت وقساوت اور تمرد وسرکشی کی وجہ سے یہ اپنے کو دوزخ کا مستحق بنا لیتے ہیں اور پھر انکا انجام یہ ہوتا ہے کہ انھیں جہنم رسید کر دیا جاتا ہے، جسکو دیکھ کر ہر ایک اپنے اپنے طور پر یہ سمجھ سکتا ہے کہ گویا اسے دوزخ کیلئے ہی پیدا کیا گیا ہے۔

۔۔الختصر۔۔انکا مقصدِ تخلیق عبادتِ خداوندی ہے، لیکن انکے کفر وشرک کا انجام انھیں دوزخ ہی میں ہمیشہ کیلئے رہنے دینا ہے۔۔الختصر۔۔اللہ تعالیٰ کے علم قدیم میں یہ بات ظاہر ہے کہ وہ زندگی بھر کفر پر اڑے رہیں گے، اور جب موت آئے گی، تو کفر وشرک ہی پر مرینگے، اسلئے کہ۔۔۔

(انکے دل ایسے ہیں جن سے وہ) کچھ (سمجھتے ہی نہیں) یعنی اپنے دلوں کو حق پہچاننے کی طرف بالکل متوجہ نہیں کرتے اور ان آئینوں کو انکار اور غفلت کے زنگار سے صاف کر کے تصدیق اور اقبال کی جلا نہیں دیتے، (اور انکی آنکھیں ایسی ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں) یعنی کسی صورت سے حق چیز دیکھتے ہی نہیں، اور نہ ہی عبرت کی نگاہ سے مخلوقات کو دیکھتے ہیں، (اور انکے کان ایسے ہیں) کہ کسی طرح (جن سے) حق بات (سنتے ہی نہیں)۔۔الغرض۔۔ہوش کے ساتھ قرآن کی آیتیں اور نصیحتیں نہیں سنتے۔

تو جو لوگ اپنے حواس، اسباب تعیش کی طرف متوجہ رکھتے ہیں، انھوں نے لذتِ فانی کو مقصود حیات بنا رکھا ہے۔۔چنانچہ۔۔اسی کے تصور میں گم رہتے ہیں اور اس خیال سے باہر آنا ہی نہیں چاہتے۔ (وہ ہیں گویا چوپائے) جنھیں اپنے کھانے اور سونے کے سوا کسی کی فکر نہیں۔۔چنانچہ۔۔اسی میں ان کی ہمت مصروف رہتی ہے، لذتِ باقی اور نعمتِ دائمی کی طرف انھیں کچھ التفات نہیں۔ (بلکہ وہ) جانوروں سے بھی (زیادہ گئے گزرے)۔ اسلئے کہ جانور کسی تکلیف شرعی کے مکلف نہیں، تو وہ اگر شریعت کی موافقت نہیں کرتے، تو اسکے کسی حکم کی مخالفت بھی نہیں کرتے۔ بیشک (وہی لوگ بے خبر محض ہیں) اور اپنی غفلت میں کامل ہیں۔۔۔

اس مقام پر یہ جاننا بھی فائدے سے خالی نہیں، کہ فرشتے صرف عقل والے ہیں، انکے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

پاس نفس نہیں۔ جانور صرف نفس والے ہیں، انکے پاس عقل نہیں۔ لیکن انسان عقل والا بھی ہے اور نفس والا بھی۔ تو اگر نفس رکھتے ہوئے، انسان صرف عقل ہی کا کام کرے، تو وہ فرشتوں کا مرکزِ نگاہ بن جاتا ہے۔ اور اگر اسکے برعکس وہ عقل رکھتے ہوئے بھی نفس ہی کا تابع ہو جائے، تو وہ جانوروں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ جانور اگر صرف نفس کا کام کرتا ہے تو اسکی وجہ ظاہر ہے کہ اسکو عقل ہے ہی نہیں۔ اب عقل رکھتے ہوئے بھی اگر کوئی خواہشاتِ نفس کا تابع رہے، تو یقیناً وہ جانوروں سے بدتر قرار پائیگا۔۔۔

اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا، کہ بہت سے جنات اور انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ کیلئے پیدا کیا اور اسکی وجہ یہ بیان فرمائی، کہ وہ اللہ کی یاد سے غافل ہیں۔ اور اس آنے والی آیت میں فرمایا 'اور سب سے اچھے نام اللہ ہی کے ہیں، تو انھیں ناموں سے اُسے پکارو'۔ اس میں اس پر تنبیہ فرمائی کہ غفلت اور عذابِ جہنم سے نجات کا طریقہ یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اور اسکو یاد کرو۔

اصحابِ ذوق اور اربابِ مشاہدہ کا وجدان یہ ہے، کہ دل جب اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو اور دنیا اور اسکی دلچسپیوں اور رنگینیوں کی طرف متوجہ ہو، تو وہ حرص کی آگ اور زمہریر کے بعد اور حجاب میں واقع ہو جاتا ہے، اور جب دل میں اللہ کی یاد اور اسکی معرفت ہوتی ہے، تو وہ آفتوں اور مصیبتوں کی آگ اور ناکامی اور نامرادی کے عذاب سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔۔ الحتصر۔۔ اچھی طرح جان لو۔۔۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ

اور اللہ کیلئے ہیں سارے اچھے نام، تو اسے پکارو ان ناموں سے، اور ہٹاؤ انھیں جو کج روی کریں

فِيْۤ اَسْمَآىِٕهٖ ؕ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۰﴾

اس کے ناموں میں۔ بہت جلد سزا دیے جائینگے جو کرتوت کر رکھا تھا●

(اور) ہمیشہ کیلئے یاد رکھو کہ (اللہ) تعالیٰ ہی (کیلئے ہیں سارے اچھے نام، تو اُسے پکارو اور یاد کرتے رہو (ان) ہی (ناموں سے) کسی نام سے، اور ابو جہل ۔۔یا۔۔ اس جیسے کسی بد دماغ کی باتوں پر کان نہ دھرو۔

کہ ایک مرتبہ اس نے کسی اہل ایمان کو یا اللہ اور یا رحمٰن کہتے سن لیا، تو بکنے لگا کہ۔ محمد ﷺ 'اور انکے اصحاب کہنے کو تو یہ کہتے ہیں کہ ہم ایک ہی خدا کی عبادت کرتے ہیں، تو پھر یہ

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

مرد کیوں دو خدا کو یاد کرتا ہے۔۔اس بے عقل کو یہ سمجھ میں نہ آسکا۔۔یا۔۔سمجھ کرنا سمجھی دکھا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ایک ہے، لیکن اسکے اسماء اور صفات کثیر ہیں۔اسماء وصفات کے تعدد سے ذات میں تعدد نہیں پیدا ہوتا ہے۔۔۔

اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء وصفات اپنے اندر اچھا ہی معنی رکھتے ہیں۔گوانکی تعداد متعین نہیں، لیکن ان میں ننانوے ۹۹ نام ایسے ہیں کہ انکی فضیلت حدیث میں وارد ہے، کہ جو کوئی انھیں یاد کرلے وہ جنت میں داخل ہوگا۔انھیں ناموں میں سے اللہ اور رحمٰن بھی ہے۔

اس مقام پر یہ ذہن نشین رہے کہ علماء اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ جن اسماء اور صفات کا اذن شرعی ثابت ہے، انکا اللہ تعالیٰ کی ذات پر اطلاق جائز ہے اور جسکی ممانعت ثابت ہے، انکا اطلاق منع ہے اور جن اسماء کا شریعت میں اذن ہو: نہ ممانعت ہو، انکے اطلاق میں اختلاف ہے، بشرطیکہ وہ ان اسماء میں سے نہ ہوں، جو باقی دوسری لغات میں اللہ تعالیٰ کیلئے عَلَم یعنی بطور نام ہو۔کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر اسماء اعلام کا اطلاق کسی کے نزدیک محل نزاع نہیں۔اسی لئے اللہ تعالیٰ پر خدا کا اطلاق جائز ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ۔۔لہٰذا۔۔اس پر اجماع ہوگیا ہے۔

اب رہ گیا وہ نام جسکے اطلاق میں مذکورہ بالا اختلاف کا اشارہ کیا گیا ہے، اس میں اہل حق کا موقف یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر انکا اطلاق نہ کیا جائے۔اس بات کا پاس و لحاظ تو ہر صورت میں ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے کوئی ایسا نام نہ استعمال کیا جائے، جس میں کوئی معنوی نقص ہو۔ایسا بھی نہ ہو کہ اگر بالفرض اس میں کمال کی صورت بھی ہو، تو دوسری طرف کسی طرح کے نقص کا پہلو بھی نکلتا ہو۔۔المختصر۔۔اپنے معبود برحق کو اچھے ناموں سے یاد کرتے رہو۔

(اور ہٹاؤ انھیں جو کج روی کریں اسکے ناموں میں)۔یعنی ایسوں سے رخ موڑ لو اور انکو توجہ کے قابل نہ سمجھو۔۔نیز۔۔انکی باتوں کو اہمیت نہ دو، جو اللہ تعالیٰ کے نام کے تعلق سے کج فکری اور کج روی کا شکار ہیں۔

جان لو کہ یہ ملحد ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے نام میں بھی الحاد سے کام لیتے ہیں۔عزیز سے عزیٰ، منان سے منات اور اللہ سے لات، یہ خدا کے نام سے بتوں کا نام نکالنا یہ الحاد نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ یونہی کافروں نے اپنے معبودوں کو جو نام دے رکھے ہیں ان میں سے کسی

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

نام سے اپنے معبود برحق کو یاد کرنا بھی الحاد ہی ہے۔ اسی طرح خدائے برحق کو ایسے ناموں سے یاد کرنا جو اسکی شایانِ شان نہیں، بلکہ انسانوں ہی کیلئے وہ مناسب ہیں، یہ طرزِ عمل بھی اسماءِ الٰہیہ کے تعلق سے بے راہ روی ہی ہے۔۔ مثلاً: خدا کو طبیب، رفیق، سخی، منشی خلق کی بجائے صرف منشی، جراح، مدرس، وغیرہ وغیرہ۔

۔۔الحاصل۔۔ ایمان والو! تم ملحدین کی نقل سے بچتے رہو اور ذکرِ الٰہی میں ناموں کے تعلق سے چھوٹی بڑی کسی طرح کی بھی بے راہ روی سے اپنے کو بچاتے رہو، اور یاد رکھو کہ (بہت جلد سزا دیئے جائینگے) سبب اسکے (جو کرتوت کر رکھا تھا)۔

یہ تو رہے وہ لوگ آتش دوزخ کے واسطے جو پیدا کیے گئے، یعنی انجام کار جو دوزخ میں ڈالے جانے کا مستحق قرار پائے۔ اب آؤ انکا ذکر سنو، جن کو اللہ تعالیٰ نے جنت کے واسطے پیدا فرمایا، یعنی جو اپنے نظریات و اعمالِ خیر کے نتیجے میں جنت کے حقدار قرار دیئے گئے۔۔ تو سنو۔۔

وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۸۱﴾ ع۲۲ ۱۰ ۱۲

اور ہم نے جنھیں پیدا کیا ان میں ایک جمہوریت ہے کہ حق بتائیں، اور حق ہی انصاف کریں●

(اور) یاد رکھو کہ (ہم نے جنھیں پیدا کیا ان میں ایک جمہوریت) اور فکر و عمل میں یک جہتی (ہے) انکی شان یہی ہے (کہ حق بتائیں) یعنی سیدھی راہ دکھاتے رہیں، (اور حق ہی انصاف کریں) یعنی وہ حق والے بھی ہیں اور عدل و انصاف والے بھی ہیں۔ وہ اپنے تمام فیصلوں میں حق و راستی کی پوری پاسداری کرتے ہیں اور یہ مہاجرین و انصار اور انکی متابعت کرنے والے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۲﴾

اور جنھوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو، تو بہت جلد تھوڑا تھوڑا کر کے گرائینگے ہم انکو، کہ انھیں خبر ہی نہ ہو●

(اور) انکے برعکس (جنھوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو) اور انکا مذاق اڑایا (تو بہت جلد تھوڑا تھوڑا کر کے گرائینگے ہم ان) کافروں (کو) ہلاکت کے گڑھے میں اور وہ اسطرح، (کہ انھیں خبر ہی نہ ہو) کہ وہ ہلاک ہونے والے ہیں۔ اسکی شکل یہ ہے کہ وہ گناہ کرتے رہیں گے، اسکے باوجود ہم انھیں

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

دنیوی نعمت دیتے رہیں گے، بلکہ وقتاً فوقتاً ان پر نعمتیں اور بھی زیادہ کرتے رہیں گے، تا کہ وہ غفلت میں پڑے رہیں اور گناہ بھی زیادہ کریں یہاں تک کہ وہ عذابِ جہنم کے مستحق ہو جائیں۔

نعمت دینا اور شکر کی توفیق چھین لینا، یہی استدراج ہے، جو انھیں گناہوں میں ملوث رکھتا ہے۔۔الحاصل۔۔ارشادِ خداوندی ہے کہ میں انھیں چھوڑے رکھونگا۔۔۔

وَاُمۡلِیۡ لَهُمۡ ؕ اِنَّ كَيۡدِىۡ مَتِيۡنٌ ﴿۱۸۳﴾

اور انکو مہلت دونگا۔۔ بیشک میری مکر توڑ تدبیر مضبوط ہے●

(اور انکو مہلت دونگا)۔اب اگر اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر اور توبہ واستغفار کر کے ایمان والے نہیں ہو جاتے اور اپنی بے راہ روی پر قائم رہتے ہیں، تو پھر ہم انھیں لے لینگے اپنی پکڑ میں۔ پھر انکا کوئی مکر انکے کام نہ آسکے گا۔ اسلئے کہ (بیشک میری مکر توڑ تدبیر) بہت ہی (مضبوط ہے)۔ میری خفیہ تدبیر پر، کسی کی بھی تدبیر غالب نہیں آسکتی۔

ان کافروں کی عقل ویسے بھی ماری گئی ہے۔غور وفکر کی صحیح راہ سے یہ دور ہٹ چکے ہیں، جبھی تو رسولِ خدا ﷺ کے افعال کی حکمتوں تک ان کے ذہن وفکر کی رسائی نہیں ہوتی۔۔

چنانچہ۔۔ایک رات آنحضرت ﷺ کوہِ صفا پر چڑھ کر قریش میں سے ایک ایک کو خدائے جلیل وجبار کے عذاب سے ڈرا رہے تھے، تو قریش کے سرداروں میں سے ایک نے حضرت صدیق، حضرت فاروق اور حضرت علی مرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو دیکھ کر کہا کہ یہ تمہارا یار دیوانہ ہو گیا ہے کہ تمام رات چلایا کرتا ہے۔ کافروں کی ان جاہلانہ، غیر عاقلانہ باتوں کے جواب میں ارشاد ہوتا ہے۔۔۔

اَوَلَمۡ يَتَفَكَّرُوۡا ٜ مَا بِصَاحِبِهِمۡ مِّنۡ جِنَّةٍ ؕ اِنۡ هُوَ اِلَّا نَذِيۡرٌ مُّبِيۡنٌ ﴿۱۸۴﴾

کیاان لوگوں نے غور نہیں کیا○ کہ انکے ہردم کے ساتھی مالک میں جنون نہیں ہے۔ وہ بس کھلے بندوں ڈرانے والے ہیں●

(کیاان) معاندین (لوگوں نے) اس بات پر (غور نہیں کیا کہ انکے ہردم کے ساتھی مالک میں جنون نہیں ہے)۔ سچی بات صرف یہ ہے، کہ (وہ بس کھلے بندوں ڈرانے والے ہیں) خدا کے عذاب، آخرت کی پکڑ اور دائمی ہلاکت سے۔ اور یہ وہی مردِ عاقل ہے جسے اظہارِ دعوت سے پہلے ہی

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

معاندین امین کہتے تھے۔ تو جب اُسی مردِ عاقل نے راہ حق کی طرف بالاعلان دعوت کرنی شروع کی، تو اسکو دیوانہ کیوں کہتے ہیں؟

اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ

کیا انھوں نے نگاہ نہ کی آسمانوں اور زمین کی مملکت میں، اور جو کچھ پیدا فرمایا اللہ نے

مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ

اپنے چاہے سے۔ اور یہ کہ شاید نزدیک آچکی ہو اُن کی موت،

فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٨٥﴾

تو کس کلام کو اس کے بعد مانیں گے؟●

اس آیت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نبوت کا بیان فرمایا تھا اور چونکہ نبوت کا ثبوت الوہیت کے ثبوت پر موقوف ہے، اسلئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنی الوہیت اور توحید کا بیان فرمایا۔۔ چنانچہ۔۔ ارشاد ہوا کہ۔۔۔

(کیا انھوں نے نگاہ نہ کی آسمانوں اور زمین کی مملکت میں اور جو کچھ پیدا فرمایا اللہ) تعالیٰ (نے اپنے چاہے سے)، تا کہ اس دیکھنے سے اور ان میں غور و فکر کرنے سے صانع کی قدرت کا کمال اور مبدع کی وحدت کا جمال انھیں ظاہر ہو جاتا۔ (اور) ان اندھوں نے (یہ) بھی خیال نہ کیا (کہ شاید نزدیک آچکی ہو انکی موت)۔ اگر انھیں موت ہی کا خیال آجاتا، تو موت کے آنے سے پہلے ایسے کاموں کی پیش قدمی کرتے جو نجاتِ دو جہانی کا موجب اور فلاحِ جاودانی کا سبب ہوتا۔ لیکن انکی بے حسی بتا رہی کہ وہ موت کو بھی بھولے ہوئے ہیں۔ انکو راہِ راست پر لانے کیلئے جو باتیں ان پر اثر انداز ہو سکتی تھیں، ان سے تو وہ پورے طور پر غافل ہیں، (تو) پھر (کس کلام کو اس) کلام الٰہی یعنی قرآن کریم (کے بعد مانیں گے) جس میں دینی اور دنیوی حقیقتیں اور ظاہری باطنی برکتیں جمع ہیں۔

مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۭ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿١٨٦﴾

جس کی گمراہی اللہ بتا دے، تو اس کا ہادی نہیں۔ اور انھیں چھوڑ دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں اندھرایا کریں●

سچ ہے کہ (جسکی گمراہی اللہ) تعالیٰ (بتا دے) اور ظاہر فرما دے، کہ اسکی تقدیر میں گمراہ ہونا

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

ہی ہے، اور اس وجہ سے وہ قرآن پر ایمان نہیں لا رہا ہے، (تو) کوئی بھی (اسکا ہادی نہیں) جسکی ہدایت وہ قبول کر سکے۔ تو اسکو تو گمراہ ہی رہنا ہے (اور) خدا کی بھی یہ سنت ہے کہ انھیں اور ان جیسے سب کو (چھوڑ دیتا ہے کہ) وہ سب (اپنی سرکشی میں اندھرایا کریں) اور گمراہی میں بھٹکتے رہیں۔۔۔

کفار و مشرکین اور یہودیوں کی یہ عجیب روش رہی کہ کافر تو اپنی جہالت میں اور یہودی جان بوجھ لینے کے بعد بھی نبی کریم کی نبوت کو آزمانے کیلئے عجیب و غریب اور غیر ضروری سوال کیا کرتے تھے۔۔ چنانچہ۔۔ یہود نے کہا، اے محمد ﷺ اگر تم پیغمبر ہو، تو ہمیں قیامت کی خبر دو، اس واسطے کہ ہمیں نہیں معلوم کہ قیامت کب آئیگی۔

یہ سوال امتحانی تھا اسلئے کہ وہ اپنی کتابوں سے بخوبی جان چکے تھے کہ قیامت کا علم ان علوم الٰہیہ میں سے ہے، جسکو بتانا کسی بھی نبی کے فریضہ نبوت میں سے نہیں، بلکہ اسکا اچانک آجانا ہی حکمتِ خداوندی کے نزدیک طے ہے۔ تو اگر بالفرض رب قادر مطلق اپنی کسی حکمت۔۔ یا۔۔ نوازش کے تحت کسی رسول و نبی کو قیامت کا وقت بتا بھی دے، جب بھی وہ پیغمبر اس بات پر مامور ہوگا کہ وہ کسی اور کو نہ بتائے، اسلئے کہ رب نے فرمادیا ہے کہ قیامت اچانک آئیگی، تو اب اگر کسی نے اسکو ظاہر کردیا، تو پھر قیامت آنا اچانک نہ رہا، تو یہ سراسر کلامِ الٰہی کی تکذیب ہوئی۔ اور ظاہر ہے کہ اللہ کا پیغمبر اللہ تعالیٰ کے کلام کی تصدیق کیلئے آتا ہے، نہ کہ اسکی تکذیب کیلئے۔۔۔

یہودی اس صورت حال سے بخوبی باخبر تھے اور وہ سوچ رہے تھے کہ اس سوال کے جواب میں پیغمبر اسلام جو بھی صورت اختیار فرمائینگے، اس میں ہمارا ہی فائدہ ہوگا۔ اگر وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اسکا علم نہیں، تو ہم کو اس پروپیگنڈہ کا موقع مل جائیگا کہ یہ کیسے نبی ہیں جنھیں قیامت کے آنے کے وقت کی خبر بھی نہیں اور پھر یہ قیامت سے ڈرا بھی رہے ہیں؟۔۔۔ اور اگر جواب میں کسی وقت کا نام لے لیا، تو پھر ہمیں اور بھی شور مچانے کا موقع مل جائیگا، کہ یہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نہیں ہیں، اسلئے کہ ساری آسمانی کتابیں قیامت کے اچانک آنے ہی کی باتیں کررہی ہیں، انکے اس جواب نے تو سارے انبیاء کرام کی تکذیب کردی ہے اور ساری آسمانی کتابوں کو جھوٹا قرار دیدیا ہے۔۔۔ الختصر۔۔۔ یہودیوں کے سوال کے بعد ارشادِ خداوندی ہوتا ہے، کہ اے محبوب۔۔۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ

تم سے سوال کرتے ہیں قیامت کے بارے میں "کہ کب مقرر ہے"۔ جواب دے دو، کہ اسکا علم میرے پروردگار ہی کو ہے۔

لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ؔؕ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِيْكُمْ

نہ ظاہر کریگا اسکو اسکے وقت پر۔۔۔ مگر وہ گراں گزر رہی ہے آسمانوں اور زمین میں۔ نہ آئے گی تمہارے پاس

اِلَّا بَغْتَةً ؕ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ

مگر اچانک"۔ تم سے پوچھتے ہیں گویا تم کو خود اس کی کاوش ہے۔ جواب دیدو، "کہ اس کا علم اللہ ہی کو ہے"،

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۱۸۷

لیکن بہتیرے لوگ نہیں جانتے●

(تم سے سوال کرتے ہیں قیامت کے بارے میں کہ کب مقرر ہے۔ جواب دیدو کہ اسکا علم میرے پروردگار ہی کو ہے) اللہ تعالیٰ نے اسکو ظاہر فرمانے کی ذمہ داری نہ کسی نبی مرسل کو دی ہے اور نہ ہی کسی ملک مقرب کو، اسی لئے (نہ ظاہر کریگا اسکو اسکے وقت پر، مگر وہ) اللہ تعالیٰ ہی۔ (گراں گزر رہی ہے آسمانوں اور زمین میں) یعنی قیامت کا علم اہل آسمان اور اہل زمین، یعنی ملائکہ وجن وانس، سب پر بھاری ہے اُسکی ہول اور ہیبت کی وجہ سے، گویا اسکے اخفاء میں یہی حکمت ہے۔ تو (نہ آئیگی تمہارے پاس مگر اچانک)، تاکہ تم بےفکر نہ ہوجاؤ، بلکہ طاعات میں لگے رہو اور برائیوں سے بچتے رہو۔ توبہ میں عجلت کرو اور ہر وقت ہوش وگوش کے ساتھ اللہ ورسول کی اطاعت کے کاموں میں لگے رہو۔

اے محبوب! یہ سوال کرنے والے قیامت کے تعلق سے (تم سے پوچھتے ہیں، گویا تم کو خود اسکی کاوش ہے) یعنی انکے سوال کا انداز کچھ ایسا ہے، جیسے کہ خود تم خواہاں ہو اور چاہتے ہو کہ اسکا حال تم سے پوچھا جائے، حالانکہ آپ تو اسطرح کے سوالات کو ناپسند فرماتے ہیں، کہ قیامت کے علم کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ظاہر فرمانے والا ہے۔ جسکا اچانک آنا مقدر ہو، اسکے آنے کے تعلق سے سوال کوئی عاقل کیسے گوارا کرسکتا ہے۔ تو اے محبوب! انکو دوبارہ (جواب دیدو کہ اسکا علم اللہ) تعالیٰ (ہی کو ہے، لیکن بہتیرے لوگ نہیں جانتے) کہ خدائے عزوجل کے سوا کوئی بھی، وقت قیامت کو ظاہر فرمانے والا نہیں۔

اس جواب کو سن کر یہودی اپنا سا منہ لیکر رہ گئے اور انکے سارے منصوبے خاک میں مل گئے۔ یہودیوں کی طرح کفارِ مکہ بھی ازراہِ امتحان۔۔۔یا۔۔۔ازراہِ تمسخر، نبی کریم سے مختلف

وقف منزل
وقف لازم

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

سوالات کرتے رہتے تھے۔۔۔چنانچہ۔۔ایک مرتبہ اہل مکہ نے رسول مقبول سے کہا، کہ اے محمد ﷺ خدا تجھے نرخ کی خبر کیوں نہیں کر دیتا، کہ کب ارزاں ہوگا؟ کب گراں؟ کہ ارزانی میں تو مول لے رکھا کرا اور گرانی میں بیچ ڈالا کرا اور فائدہ اٹھایا کر۔ کتنی گھٹیا سوچ تھی مکہ والوں کی، جو نبی کریم کو ذخیرہ اندوزی اور پھر دوسروں کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے کا مشورہ دے رہے تھے۔ظاہر ہے کہ پیغمبر جس خرابی کو ختم کرنے آیا ہو، تو وہ خود اُسے کیسے اختیار کر سکتا ہے؟

بظاہر سوال کا انداز کچھ بھی ہو، لیکن اسکے باطن میں محمد عربی ﷺ کی نبوت کا انکار تھا۔

سوال کا حاصل یہ نکلتا ہے، کہ اگر آپ نبی ہیں، تو آپ کو غیب کا علم ہونا چاہئے اور آپ کو غیب کا علم ہے کہ نہیں؟ اسکی پہچان یہ ہے کہ آپ کوئی ایسا کام انجام دیں، جس سے آپ کی غیب دانی کی نشاندہی ہو۔۔چنانچہ۔۔کافروں نے وقت سے پہلے ذخیرہ اندوزی کو اپنے طور پر اسکی علامت قرار دیدیا۔اس سوال پر ارشادِ الٰہی ہوا، کہ اے محبوب!۔۔۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ

کہہ دو" کہ نہیں مالک ہوں اپنے نفس ہی کے نفع کا اور نہ ضرر کا، مگر اللہ کے چاہے سے۔اور اگر میں

اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۖۛ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۚۛ

غیب ہی بتایا کرتا تو اکٹھا کر لیتا خوب مال تم لوگوں کا۔اور مجھ کو چھو بھی نہ جاتی تمہاری ایذا۔

اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾

میں تو بس ڈرانے والا، اور خوش خبری سنانے والا ہوں، ان کو جو مانیں"●

(کہہ دو کہ) بذاتِ خود (نہیں مالک ہوں اپنے نفس) اور اپنی ذات (ہی کے نفع کا اور نہ ضرر کا، مگر اللہ) تعالیٰ (کے چاہے سے)۔۔الغرض۔۔جلبِ منفعت اور دفعِ مضرت، دونوں میں کسی پر بھی میرا ذاتی اختیار نہیں، مگر جو کچھ اور جتنا اللہ تعالیٰ چاہے اور مجھے تعلیم کر دے۔تو جب ان دونوں باتوں پر خود اپنے لئے میرا کوئی ذاتی اختیار نہیں، تو پھر میرے لئے دوسروں کو نفع پہنچانے۔۔یا۔۔ان سے تکلیف دور کرنے کا بذاتِ خود کہاں سے اختیار ثابت ہوتا ہے؟

اے کافرو! غور کرو (اور) سوچو کہ (اگر میں غیب ہی بتایا کرتا، تو) اسکے عوض میں (اکٹھا کر لیتا خوب مال تم لوگوں کا)، جس طرح کاہن وغیرہ وقتاً فوقتاً تم لوگوں کو چوستے رہتے ہیں۔اور پھر میرے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

پاس دنیاداروں کی طرح مال کی فراوانی ہوجاتی، (اور مجھ کو چھوبھی نہ جاتی تمہاری) طرف سے کسی طرح کی (ایذاء) اور تکلیف۔ اور میری ایسی حالت نہ ہوتی جسکی تعبیر کم نظر اور بے شعور لوگ تنگدستی اور محتاجی سے کرتے ہیں۔

مترجم علیہ الرحمہ نے اپنے ترجمہ کے ذریعہ ارشادِ الٰہی کی جس توجیہہ کی طرف اشارہ کیا ہے، یہ تفسیر اسی کی روشنی میں کی گئی ہے۔ اس آیت کریمہ کا عام طور پر جو ترجمہ کیا گیا ہے، آگے کی وضاحت اسکی روشنی میں ہے۔۔۔ ذہن نشین رہے کہ آیت کریمہ میں دو باتوں کا خصوصیت سے ذکر ہے، کہ اگر میرے پاس غیب کا علم ہوتا، تو ہر طرح کی منفعت حاصل کرلیتا اور ہر طرح کی مضرت سے اپنے کو بچاکے رکھتا۔

اب سوال یہ ہے کہ جلب منفعت ہو۔۔یا۔۔ دفع مضرت، اسکے لئے کیا صرف علم ہی کافی ہے۔۔یا۔۔ اسکے لئے قدرت واختیار بھی چاہئے؟ ظاہر ہے کہ صرف علم سے نہ کوئی نفع حاصل کیا جاسکتا ہے، اور نہ ہی کسی نقصان سے بچا جاسکتا ہے۔۔ مثلاً: اگر ہم کو اس بات کا صحیح علم ہوجائے، کہ ہمارے شہر پر کوئی بہت بڑی مصیبت آنے والی ہے، جو سارے شہر کو تباہ و برباد کردیگی، لہٰذا تباہی سے بچنے کیلئے شہر سے باہر ہوجانا چاہئے۔ لیکن وقت کی تنگی اور اسباب وذرائع کی عدم موجودگی کی وجہ سے فوراً شہر کے باہر ہوجانا اپنی قدرت واختیار سے باہر ہے، ایسی صورت میں صرف مصیبت کا علم ہم کو تباہی سے بچانے سے قاصر رہا۔

۔۔یونہی۔۔ اگر ہم کو صحیح طور پر علم ہوجائے، کہ فلاں جگہ دفینہ ہے مگر اس پر سخت پہرا ہے۔ ایسی صورت میں اس تک رسائی ہماری قدرت واختیار سے باہر، تو صرف علم کی وجہ سے ہم اس سے کوئی نفع اٹھا نہیں سکتے۔ اس مختصری وضاحت کے بعد یہ بات بخوبی واضح ہوگئی کہ وہی علم جلب منفعت اور دفع مضرت کیلئے مفید ہے، لازمی طور پر جسکے ساتھ قدرت واختیار بھی ہو۔ اور یہ علم وہی ہے جو ذاتی ہو، عطائی نہ ہو۔ اسی علم کی یہ شان ہے، کہ نہ ہی اس سے قدرت واختیار جدا ہے، اور نہ ہی قدرت واختیار سے یہ الگ ہے۔

یہ شان صرف علم الٰہی اور قدرتِ خداوندی ہی کی ہے، جہاں نہ علم سے قدرت واختیار جدا، اور نہ ہی قدرت واختیار سے علم۔ خدا کے سوا کسی کی بھی یہ شان نہیں۔ اگر کسی میں علم ہے، تو قدرت نہیں اور اگر قدرت ہے، تو علم نہیں۔ اور اگر کسی میں دونوں ہوں، تو مستقل نہیں۔۔ المختصر۔۔ کوئی بھی اپنی ذات وصفات میں غنی علی الاطلاق نہیں۔ خدائے وحدہ

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

لاشریک کے سوا کوئی نہیں جو کسی کا محتاج نہ ہو۔

اس بحث کا خلاصہ یہ نکلا کہ نبی کریم اپنی ذات سے جس علم کی نفی فرمارہے ہیں، یہ وہی ذاتی علم ہے جس میں کسی کی عطا کا دخل نہ ہو، اور جسکے لئے قدرتِ ذاتی لازم ہو، جبھی جلب منفعت ودفع مضرت کی صورت نکل سکتی ہے۔

تو اے محبوب! فرمادو کہ اگر ہوتی کوئی ایسی صورتِ حال، کہ میں بے خدا کے بتائے ہوئے بذات خود غیب جانتا اور اسکی لازمی صفت ذاتی قدرت والا ہوتا، تو البتہ اپنی اس ذاتی قدرت سے جو چاہتا حاصل کرلیتا اور کسی طرح کے دکھ، درد اور رنج وتکلیف کو اپنے تک پہنچنے نہیں دیتا۔ تو لوگو! سن لو کہ میں ذاتی علم اور ذاتی قدرت واختیار والا نہیں ہوں۔ میں نے تمہارے سامنے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا ہے، خدائی کا دعوی نہیں کیا ہے، کہ تم مجھ میں خدائی صفات تلاش کرو۔ (میں تو بس) جہنم سے (ڈرانے والا اور) جنت کی (خوشخبری سنانے والا ہوں انکو جو مانیں)۔ گو میری ہدایت سارے انسانوں کیلئے ہے، مگر اس سے فائدہ اٹھانے والے وہی لوگ ہیں جو ایمان والے ہیں۔

اس حساب سے دیکھئے تو یہ ساری ہدایتیں انہیں کیلئے ہیں، یعنی انھیں کیلئے مفید ہیں، جو ماننے والے ہیں۔۔ المختصر۔ 'انذار' سارے مکلفین کیلئے ہے اور 'بشارت' صرف مومنین کیلئے ہے۔ اور جب حقیقت یہ ہے کہ میں ایک بندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں، میرا فریضہء نبوت یہی ہے کہ میں ڈرسناتا ہوں اور خوش خبری دیتا ہوں۔۔ لہٰذا۔۔ جو علوم ان دونوں سے متعلق ہوں، خواہ دینی ہوں یا دنیوی ہر لحاظ سے اسکے تعلق سے مجھ سے سوال کرسکتے ہو۔ اور سن لو کہ جب غیب کوان دونوں سے تعلق نہیں، یا احکام وشرائع سے انھیں کوئی واسطہ نہیں، اسکا مجھ سے سوال نہ کرو۔

قیامت کے متعلق بھی جو علوم متعلقہ اس سے واسطہ رکھتے ہیں انھیں میں تمہیں بتاتا رہتا ہوں، یعنی اسکی ہولناکی کی خبریں اور اس دن میں مجرموں کی سزائیں۔۔ یا۔۔ اسکے وقوع کے متعلق یقین دلانا۔۔ یا۔۔ اسکا قریب ہونا وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام باتیں میرے ذمہ تھیں اور وہ میں نے بتادیں۔ باقی رہا اسکے وقوع کے وقت کا تعین، نہ اسے 'انذار' سے تعلق ہے، نہ میں بتاتا ہوں، بلکہ بتاؤں تو وہ 'انذار' کے خلاف ہے۔ اسلئے مجھ سے اسکا سوال ہی بے سود اور بے محل ہے۔ اسلئے کہ اگر تعین بتادیا جائے، تو پھر کون گناہوں سے بچتا ہے اور کسے توبہ کی طرف توجہ ہوسکتی ہے۔ اور یہ دونوں باتیں نبوت کی اصل غرض وغایت کے منافی ہیں۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

۔۔الحمختصر۔۔سابقہ وضاحت سے بخوبی معلوم ہوگیا، کہ علم ذاتی اور قدرت ذاتی، ازلی ابدی طور پر ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔ان میں سے کوئی بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوسکتا، اور یہ دونوں صفتیں خدائے وحدہ لاشریک ہی کی شایانِ شان ہیں۔خدا کے سوا کسی اور کیلئے انکا حصول عقلاً اور شرعاً ہر طرح سے محال ہے۔غیر خدا کا علم اور اسکی قدرت دونوں ہی عطائی ہیں اور دونوں میں یہ بھی لازم نہیں کہ ہمیشہ ایک ساتھ رہیں۔تو اسکے لئے دونوں ہی صورتیں ممکن ہیں، یعنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ علم تو ہو، مگر حاصل کرنے کی قدرت نہ ہو، اور یہ بھی ممکن ہے مطلوبہ چیز جہاں ہو وہاں سے نکال لینے کی قدرت ہو، مگر یہی معلوم نہ ہو کہ وہ چیز ہے کہاں؟۔۔۔

'اب ایسی صورت حال میں کسی بندے کے عطائی علم اور اسکی عطائی قدرت کا بالکلیہ انکار کر دینا۔۔یا۔۔اعتراف نہ کرنا اور یہ بھی نہ سوچنا کہ بندے کی کوئی بھی صفت ہو اسکا ظہور مشیت خداوندی کا رہین منت ہے'۔کسی اچھی سمجھ والے سے ممکن نہیں۔یاد رہنا چاہئے کہ صفات کا ثبوت اور ہے، اور صفات کا ظہور اور ہے۔عدم ظہور کو عدم ثبوت کی دلیل قرار دینا غایت جہل کی بات ہے۔اور یہ بھی ایک جہالت ہے کہ کسی بندے سے ایسا مطالبہ کرنا جو علم ذاتی اور قدرت ذاتی والے ہی کے تحت قدرت ہو۔

بیشک نبی کریم نے اپنے ارشاد میں جلب منفعت اور دفع مضرت کو جس علم کا مرہونِ منت قرار دیا ہے، وہ وہی علم ذاتی ازلی ابدی ہے، قدرت ذاتی جسکی شریک ہے۔اور یہ اسی ذات عظیم وجلیل کا علم ہے، جو قادر مطلق اور خالق کائنات ہے۔کائنات میں جدھر بھی نظر ڈالئے اسی کی قدرت کاملہ کے جلوے نظر آتے ہیں۔اگر زیادہ نہیں تو کم از کم صرف تخلیق انسانی ہی پر غور کیجئے صاف ظاہر ہوجائیگا، کہ۔۔۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ

وہ اللہ جس نے پیدا فرمایا تم کو ایک جان سے، اور نکالا اُسی جان سے اُس کا جوڑا، تاکہ سکون

اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ

ملے۔تو جب چھا گیا مرد عورت پر، تو وہ حاملہ ہوگئی ہلکی پھلکی، تو چلتی پھرتی رہے اس کو لئے، پھر جب بوجھل پڑی، تو دونوں

دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿١٨٩﴾

نے دعا کی اللہ اپنے پالنے والے سے، کہ "اگر تو نے ہم کو نیک اولاد دی، تو ہم ضرور شکر گزار ہونگے"۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

(وہ) خدائے وحدہ لاشریک یعنی (اللہ) تعالیٰ ہی ہے (جس نے پیدا فرمایا تم کو) حضرت آدم کی (ایک جان) یعنی ایک ذات (سے، اور نکالا اُسی جان) یعنی پیدا کیا اسکے جسم کی پسلی کی کسی ہڈی (سے) حضرت حوا کی شکل میں (اسکا جوڑا، تاکہ سکون ملے)۔ یعنی حضرت آدم اس سے راحت حاصل کریں اور اس سے الفت ومحبت سے پیش آئیں۔

(تو جب چھا گیا مرد عورت پر)، یعنی حضرت آدم نے اسکے ساتھ خلوت اور صحبت کی، (تو وہ حاملہ ہوگئی، ہلکی پھلکی) یعنی ابتداءً رحم میں صرف نطفہ ہلکے پھلکے انداز میں رہا، (تو) ان کو کچھ گرانی محسوس نہیں ہوئی، اور وہ (چلتی پھرتی رہے اسکو لئے)۔۔ چنانچہ۔۔ وہ اس حمل کے ساتھ چلا پھرا کرے۔ (پھر جب بوجھل پڑی) یعنی شکم میں حمل بڑھا اور حضرت حواء کو اسکا بوجھ محسوس ہوا اور ولادت کے قریب ہونے کے آثار نمایاں ہوگئے، (تو دونوں نے دعا کی اللہ) تعالیٰ (اپنے پالنے والے) پروردگار (سے، کہ اگر تو نے ہم کو نیک اولاد دی، تو ہم ضرور شکر گزار ہونگے) تیری اس عطا کردہ نعمت کے۔

حضرت آدم وحواء نے شکر گزاری کی یہ بات اپنی آنے والی پوری نسل کی طرف سے رکھی تھی، گویا اشارہ وکنایہ میں پوری نسل کو برنگ ہدایت وصیت فرمادی تھی، کہ تم بھی ہماری طرح شکر گزار بندے بنے رہنا۔ اور جب اللہ تعالیٰ تمہیں صالح اولاد عطا فرمائے، تو اسکا ضرور شکر ادا کرنا۔ آپ نے صالح کی قید لگا کر اشارہ فرمادیا، کہ آئندہ کی نسل میں غیر صالح افراد بھی ظاہر ہونگے۔

تو اے قریشیو! دیکھو تم بھی اسی نسل سے ہو اور قصی تمہارے مورث ہیں اور انکی زوجہ عربیہ اور قرشیہ ہی تھیں، ہم نے ان دونوں کو ایک دوسرے کے لئے ہمدم ودم ساز اور باعثِ راحت وسکون بنایا۔ ان دونوں نے بھی ولد صالح کیلئے دعا کی تھی، ہم نے اپنے فضل سے یکے بعد دیگرے انھیں چار بیٹوں سے نوازا، مگر انھوں نے ان میں سے کسی کا نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن وغیرہ نہیں رکھا، بلکہ عبدعزی، عبد قصی، عبدمناف اور عبدالدار رکھا۔

۔۔ الحاصل ۔۔ عبدیت کی نسبت خود ذات باری تعالیٰ کی طرف نہیں کی، قصی نے حضرت آدم وحواء کی ہدایت کا خیال نہیں رکھا۔۔۔

فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ

تو جب دیدی انکو نیک اولاد، تو بنانے لگے اس کے شریک اس کے دیئے میں۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۰﴾

تو بہت بلند ہے اللہ ان کے شرک سے●

(تو جب دے دی انکو) یعنی حضرت آدم وحواء کی نسل سے وابستہ دو فرد یعنی قصی اور انکی زوجہ کو انکی دعاؤں کے نتیجے میں (نیک اولاد، تو بنانے لگے اسکے شریک اسکے دیئے) یعنی عطا (میں)۔ اور نام رکھتے وقت عبدیت کی نسبت غیر خدا کی طرف کرنے لگے۔

۔۔الحاصل۔۔ آیت کریمہ کے ظاہر سے جو معلوم ہوتا ہے، کہ 'حضرت آدم وحواء نے شریک بنایا'، یہاں مراد یہ ہے کہ حضرت آدم وحواء کی 'آنے والی اولاد نے شریک بنالیا'، جسکی تشریح اوپر گزری، اسلئے کہ حضرت آدم نبی ورسول تھے جو کفر وشرک کے ارتکاب سے معصوم ہیں، ان سے شرک کا وقوع ہو ہی نہیں سکتا۔ ویسے بھی قرآن کریم میں شرک کے مرتکبین کا ذکر جمع کے صیغے سے کیا ہے، جس سے واضح ہوگیا کہ جن ارتکاب کرنے والوں کی طرف قرآنی اشارہ ہے، وہ کثیر ہیں۔

اس مقام پر یہ ذہن نشین رہے کہ قرآن وحدیث میں عبدیت بمعنی غلام، کی نسبت غیر خدا کی طرف جابجا کی گئی ہے، اسلئے عبدالنبی اور عبدالمصطفیٰ وغیرہ کہنا اگرچہ کفر وحرام نہیں ہے اور نہ ہی مکروہ تحریمی ہے، لیکن اسطرح کا نام رکھنے سے احتراز بہتر ہے، تاکہ کوتاہ نظر اور فہم وادراک سے کورے لوگ جن کو اس میں شرک کا شائبہ نظر آتا ہے، انکی زبان بندی ہوجائے اور انھیں بلاوجہ عام لوگوں کو گمراہ کرنے کا موقع نہ ملے۔

عبد کا ایک معنی عابد کے ہیں اور ایک معنی خادم کے ہیں، تو اگرچہ بولنے والے کا عقیدہ و نظریہ واضح دلیل ہے، کہ وہ اپنے کلام میں عبدالمصطفیٰ سے مصطفیٰ ﷺ کا خادم اور پیروکار ہی مراد لے رہا ہے، لیکن سننے والے مختلف ذہن وفکر اور الگ الگ فکری سطح کے ہوتے ہیں، تو انھیں عبداللہ اور عبدالنبی میں مذکورہ لفظ عبد کی باریکیوں کو سمجھانے سے زیادہ آسان یہ ہے، ایسے لفظ کے استعمال سے احتراز برتا جائے، اور کم فہموں کو اپنی ذات سے بدگمان ہونے کا موقع نہ دیا جائے۔۔۔ اب جو لوگ غیر خدا کی طرف لفظ عبد کی نسبت کریں اور لفظ عبد سے عابد اور پجاری ہی مراد لیں۔۔۔

(تو) وہ سن لیں کہ (بہت بلند) اور بزرگ وبالا۔۔ نیز۔۔ پاک وصاف (ہے اللہ) تعالیٰ (انکے شرک سے)۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

أَيُشْرِكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ﴿١٩١﴾

کیا شریک ٹھہراتے ہیں اسے، جو کچھ بھی پیدا نہ کرے، اور وہ خود پیدا کیے گئے ہوں ●

وَلَا يَسْتَطِيعُونَ لَهُمْ نَصْرًا وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ ﴿١٩٢﴾

وہ شرکاء نہ انکی مدد کرسکیں، اور نہ اپنی مدد کریں ●

یہ بے عقل (کیا شریک ٹھہراتے ہیں) میری عبادت میں (اسے جو کچھ بھی پیدا نہ کرے اور) انکی مجبوری وعاجزی کا حال یہ ہو کہ (وہ خود پیدا کیے گئے ہوں)۔ اور ظاہر ہے کہ جو مخلوق ہو، وہ خالق ہو ہی نہیں سکتا۔۔ نیز۔۔ انکا حال یہ ہو کہ انکے نام نہاد۔۔۔

(وہ شرکاء نہ انکی مدد کرسکیں) یعنی نہ کسی طرح کا نفع پہنچا سکیں اور نہ ہی کسی تکلیف کو دور کرسکیں، (اور نہ) ہی وہ خود (اپنی مدد کریں)، خواہ کوئی انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔۔ یا۔۔ انکو غلاظت آلودہ بنادے۔۔۔ اے مسلمانو! تم ان مشرکین کو پکارو۔۔۔

وَإِنْ تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ لَا يَتَّبِعُوكُمْ ۚ سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ

اور اگر انہیں بلاؤ ہدایت کی طرف، تو تمہارے ساتھ نہ چلیں۔ تمہارے لئے برابر ہے،

أَدَعَوْتُمُوهُمْ أَمْ أَنْتُمْ صَامِتُونَ ﴿١٩٣﴾

خواہ انہیں پکارو، خواہ خاموش رہو ●

(اور اگر انہیں بلاؤ) دین اسلام اور (ہدایت کی طرف، تو تمہارے ساتھ نہ چلیں) مسلمانو! یہ ابوجہل اور اسکے پیچھے چلنے والے کبھی بھی تمہاری دعوتِ حق کو قبول کرنے والے نہیں، یہ ہمیشہ اس سے محروم ہی رہیں گے۔۔ الغرض۔۔ (تمہارے لئے برابر ہے خواہ انہیں پکارو خواہ خاموش رہو)، یہ کافروں کا مخصوص طبقہ راہ پر آنے والا نہیں۔۔ ہاں۔۔ یہ ضرور ہے تمہیں انکو دعوت دینے اور ان تک حق پہنچانے کا ثواب ضرور ملے گا، اور تم اخروی اجر سے محروم نہ ہوگے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ فائدہ بھی کچھ کم نہیں ہے۔

اس آیت میں مسلمانوں کیلئے تسلی ہے کہ وہ اپنا کام کیے جائیں اور دین حق کی دعوت پیش کرتے رہیں۔ اب اگر کوئی نہ مانے، تو اس میں انکا کوئی قصور نہیں، بلکہ نہ ماننے والوں کی بدقسمتی اور بدنصیبی ہے۔ آگے کی آیت میں بتوں کا کمال عجز ظاہر کرنے کیلئے، مشرکین سے کہا جارہا ہے، کہ اے مشرکو!۔۔۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ فَادْعُوهُمْ

بیشک جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر دہائی دیتے ہو، وہ تمہاری طرح سے بندے ہیں،

فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۱۹۴﴾

"لو اب ان کو پکارو" پھر وہ تمہارا جواب دے دیں، اگر تم سچے ہو●

(بیشک جن کی تم اللہ) تعالیٰ (کو چھوڑ کر دہائی دیتے ہو) اور پوجتے ہو، اور تم نے انکا نام اللہ رکھا ہے (وہ تمہاری طرح سے بندے ہیں)، جیسے تم خود مختار نہیں اور تقدیر۔۔نیز۔۔قبضہ، قدرت کے حضور مجبور ولاچار ہو، یہی حال انکا بھی ہے۔ اچھا (لو) تمہیں آزمالو، اور انکی بے کسی اور مجبوری کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ لو، اور (اب انکو پکارو، پھر وہ تمہارا جواب دیدیں) تو پھر تم کیوں نہیں انکو پکارتے اور ان سے اپنی پکار کا جواب حاصل کرتے، (اگر تم سچے ہو) کہ وہ تمہارے خدا ہیں۔ نادانو! خدائے برحق تو وہی ہے جو اپنے بندوں کی دعا قبول کرے، اور اپنے عبادت کرنے والے کی ندا کا جواب دے۔

أَلَهُمْ أَرْجُلٌ يَمْشُونَ بِهَا ۖ أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ يَبْطِشُونَ بِهَا ۖ أَمْ لَهُمْ

کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے چلیں، یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے تھامیں، یا ان کی

أَعْيُنٌ يُبْصِرُونَ بِهَا ۖ أَمْ لَهُمْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۗ قُلِ ادْعُوا

آنکھیں ہیں جن سے دیکھیں، یا ان کے کان ہیں جن سے سنیں۔ للکار دو "کہ بلاؤ

شُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ كِيدُونِ فَلَا تُنْظِرُونِ ﴿۱۹۵﴾

اپنے معبودوں کو، پھر داؤں چلو، مجھ کو مہلت ہی نہ دو●

بے عقلو! بتاؤ (کیا انکے پاؤں ہیں جن سے چلیں، یا انکے ہاتھ ہیں جن سے تھامیں) چیزوں کو، جیسے کہ تم اپنے ہاتھوں سے پکڑتے ہو، (یا انکی آنکھیں ہیں جن سے دیکھیں) جیسے تم دیکھتے ہو، (یا انکے کان ہیں جن سے سنیں) جس طرح تم سنتے ہو، آخر اے مشرکو! تم خود قائل ہو کہ انکے نہ چلنے والے پاؤں ہیں، نہ پکڑنے والے ہاتھ ہیں، نہ دیکھنے والی آنکھیں ہیں اور نہ سننے والے کان ہی ہیں، اسکے برعکس تمہیں سب کچھ حاصل ہیں، تو تم ان پر افضل ہو۔ اور بڑی نادانی ہے کہ افضل اپنے مفضول کی پرستش کرے۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

یہ آیت کریمہ کافروں کی نادانی و جہالت کو اظہر من الشمس کردینے والی ہے۔۔۔کافر جب اس دلیل کے سبب لاجواب اور ساکت ہوئے، تو آنحضرت ﷺ کو اپنے بتوں سے ڈرانے لگے اور بولے، اے محمد ﷺ ہمارے خداؤں کی مذمت نہ کر، کہ مبادا کوئی آفت اور مصیبت تجھے پہنچائیں، تو حق تعالیٰ نے فرمایا، کہ اے محبوب!۔۔۔

(للکار دو) اور کھلے لفظوں میں چیلنج کردو (کہ بلاؤ اپنے معبودوں کو) اور پھر تم اور تمہارے بنائے ہوئے خدا میری عداوت میں ایک دوسرے کے یار و مددگار ہو جاؤ، (پھر داؤں چلو) اور مجھے برائیاں پہنچانے میں جہاں تک ہوسکے کوشش کرو، اور اس کام میں عجلت سے کام لو اور (مجھ کو) کسی طرح کی (مہلت ہی نہ دو)، کہ میں تمہاری خیالی اور مزعومہ آفت سے اپنے بچاؤ کیلئے کچھ کرسکوں۔ نادانو! غور سے سن لو، کہ۔۔۔

إِنَّ وَلِـۧیَ ٱللَّهُ ٱلَّذِی نَزَّلَ ٱلۡكِتَـٰبَ

بیشک میرا مولیٰ اللہ ہے، جس نے اتاری کتاب

وَهُوَ یَتَوَلَّى ٱلصَّـٰلِحِینَ ﴿١٩٦﴾

اور وہ نیکوں کا کارساز ہے●

(بیشک میرا مولیٰ اللہ) تعالیٰ (ہے جس نے اتاری کتاب، اور وہ نیکوں کا کارساز ہے)۔۔ المختصر۔۔میں اپنے خدائے وحدہ لاشریک کی حفاظت اور حمایت پر یقین رکھتا ہوں، اور تمہارے قصد اور مکر سے ہرگز نہیں ڈرتا۔ ساری دنیا میری مخالف ہوجائے، لیکن جب قادرِ مطلق خدائے وحدہ لاشریک میرا نگہبان ہے، تو مجھے کسی کا خوف نہیں۔۔۔

اس سے پہلی آیتوں میں فرمایا تھا کہ بتوں کو حصول نفع اور دفع ضرر میں مطلقاً قدرت نہیں اور اس آیت میں یہ واضح فرمایا، کہ صاحب عقل کو چاہئے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے، جو دین اور دنیا کے منافع پہنچانے کا ولی ہے۔ دین کے منافع اسطرح پہنچائے کہ اس نے یہ کتاب یعنی قرآن مجید کو نازل فرمایا، جس میں معیشت اور آخرت کا مکمل اور جامع نظام ہے۔ اور دنیا کے منافع اسطرح پہنچائے کہ اس نے فرمایا وہ صالحین کا ولی ہے، یعنی نیک لوگوں کا مددگار ہے۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ

اور جن کی دہائی دیتے ہو اللہ کو چھوڑ کر، وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے،

وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ ﴿۱۹۷﴾

اور نہ اپنی مدد کریں"●

اے کافرو! غور سے سنو (اور) یقین رکھو کہ تم (جن کی دہائی دیتے ہو) اور جن کی پرستش کرتے ہو اور انھیں خدا سمجھ کر پکارتے ہو (اللہ) تعالیٰ (کو چھوڑ کر)، اسکے باغی ہو کر، (وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے)۔ وہ تمہاری مدد کیا کریں گے ان میں تو اتنی بھی سکت نہیں (اور نہ) اتنی طاقت ہی ہے کہ خود (اپنی مدد کریں) اے ایمان والو! ان کافروں کا عجیب حال۔۔۔

وَإِنْ تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ لَا يَسْمَعُوا ۖ وَتَرَاهُمْ يَنْظُرُونَ

اور اگر انھیں راہ پر بلاؤ تو نہ سنیں۔ اور تم دیکھو گے کہ وہ تم کو دیکھ رہے ہیں،

إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ﴿۱۹۸﴾

حالانکہ وہ نہیں دیکھتے●

(اور) انکی عجب سمجھ ہے کہ (اگر) تم (انھیں راہ) ہدایت (پر بلاؤ) اور انھیں صراط مستقیم یعنی اس راستے پر آنے کی دعوت دو، جو انبیاء و اولیاء کی راہ ہے، (تو) اسکو قبول کرنے کے خیال سے (نہ سنیں۔ اور) انکا حال ایسا ہے کہ اگر (تم) انکو (دیکھو گے) یہ سوچ کر (کہ وہ تم کو دیکھ رہے ہیں) یعنی بظاہر ایسا لگے گا کہ وہ تم کو دیکھ رہے ہیں (حالانکہ وہ نہیں دیکھتے)۔ ظاہر ہے کہ جب دیدۂ بصیرت اور نگاہِ حقیقت آشنا سے آپ کو نہیں دیکھا، تو انکا ظاہر اُدیکھنا، نہ دیکھنے ہی کی طرح ہے۔

۔۔الغرض۔۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات میں نبوت کے جو دلائل اور نشانیاں رکھی ہیں، جب یہ اسکا اثر قبول نہیں کرتے، تو ایسا ہی ہے کہ گویا وہ آپ کو نہیں دیکھتے۔ یہ تو آپکو عربی، قرشی، ابن عبداللہ، برادرزادۂ ابوطالب اور نبیرہ عبدالمطلب، وغیرہ کی حیثیت سے دیکھ رہے ہیں۔ اگر محمد رسول اللہ سمجھ کر اور تمام دنیوی رشتوں کو بالائے طاق رکھ کر دیکھتے، تو ضرور ایمان قبول کر لیتے ۔۔الغرض۔۔ انکا دیکھنا نتیجہ کے لحاظ سے غیر مفید ہونے میں، نہ دیکھنے ہی کی طرح ہے۔ یہ تو بظاہر بالکل اپنے بتوں کی طرح ہیں، جن کو دیکھو تو ایسا لگتا ہے کہ وہ ہمیں دیکھ رہے ہیں، حالانکہ وہ نہیں دیکھتے۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

سابقہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی اور نیک مسلمانوں کا حامی وناصر ہے اور بت اور اس کے پجاری کسی کو نفع ونقصان پہنچانے پر قادر نہیں ہیں۔اور اب اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے ساتھ سلوک کرنے کا صحیح اور معتدل طریقہ بیان فرمایا ہے، کیونکہ صالح اور نیک ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے ساتھ ساتھ، مخلوق کے ساتھ بھی نیک سلوک کیا جائے۔اور حقوق اللہ اور حقوق العباد، دونوں کی رعایت کی جائے۔تو اے محبوب! حسب معمول۔۔۔

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ (۱۹۹)

معاف کردیا کرو، اور نیکی کا حکم دیتے رہو، اور جاہلوں سے کنارے رہا کرو●

(معاف کردیا کرو) اور اپنے مکارمِ اخلاق کا مظاہرہ کرتے رہو اور لوگوں سے وہی کام لو جو وہ کرسکیں، اور جنکا کرنا ان پر شاق نہ ہو۔۔یا۔۔لوگوں کے ساتھ عفو ودرگزر سے کام لو اور گنہگاروں کو اپنی رحمت سے مایوس نہ کرو (اور نیکی کا حکم دیتے رہو)، یعنی اقوال وافعال کو سدھارنے کی ہدایت کرتے رہو، (اور جاہلوں سے کنارے رہا کرو)۔ان سے غیر مفید بحث وتکرار نہ کرو، بلکہ اپنے کو جاہلانہ روش سے دور رکھو۔لہٰذا جو آپ سے قطع کرے اس سے ملو، جو محروم رکھے اُسے عطا کرو، اور جو ظلم کرے اسکو معاف کردو۔درحقیقت مکارمِ اخلاق کے اصول یہی ہیں۔تو اے محبوب! ایمان والوں کو یہ ساری ہدایتیں فرماتے رہیں۔

سابقہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ جاہلوں سے اعراض کیجئے۔ظاہر ہے کہ جاہلوں کی جفا اور جہالت پر انسان کو طبعی طور پر غصہ آتا ہے، تو اے محبوب! اپنے تمام چاہنے والوں کو آگاہ فرمادیں کہ جاہلوں کی کسی جاہلانہ حرکت پر انھیں غصہ آئے، تو یہ غصہ دراصل شیطانی وسوسہ ہے۔۔۔

وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِؕ

اور اگر شیطان کا کونچا تم میں سے کسی کو کونچے، تو اللہ کی پناہ مانگ لے۔

اِنَّهٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (۲۰۰)

بیشک وہ سننے والا جاننے والا ہے●

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

(اور اگر) یہ صورت پیش آئے کہ (شیطان کا کونچا تم میں سے کسی کو کونچے)، یعنی شیطان تم میں سے کسی کو کسی وسوسے میں مبتلا کر دے، (تو) اسکا علاج یہ ہے کہ وہ (اللہ) تعالیٰ (کی پناہ مانگ لے) شیطان کے شر سے۔ (بیشک وہ سننے والا) ہے جو بات تو زبان سے نکالتا ہے اور (جاننے والا ہے) جو بات تیرے دل میں ہے۔ یادرکھو کہ جو خدا کی پناہ میں آجاتے ہیں اور ہر وقت خشیت الٰہی کے سایے میں رہتے ہیں، انکی شان یہ ہے کہ۔۔۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا

بیشک جو ڈر والے ہیں، جب لگا انھیں کوئی چرکا شیطان کا، چونک اٹھے،

فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴿۲۰۱﴾

فوراً وہ آنکھ والے ہو جاتے ہیں●

(بیشک جو ڈر) نے (والے ہیں) اور تقویٰ کی زندگی گزارنے والے ہیں انکی شان یہ ہے، کہ (جب لگا انھیں کوئی چرکا) وسوسہ کی صورت میں (شیطان کا)، تو وہ چوکنا ہو گئے اور (چونک اٹھے) پھر (فوراً وہ آنکھ والے ہو جاتے ہیں)، صواب کی راہ ان پر واضح ہو جاتی ہے۔۔ چنانچہ۔۔ وہ دل سے شیطانی وسوسوں کو دور کر دیتے ہیں اور راہِ حق پر آجاتے ہیں۔

وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِى الْغَىِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾

اور شیطان کے بھائیوں کو شیاطین کھینچے چلے جاتے ہیں گمراہی میں، پھر تھمتے نہیں●

(اور) اسکے برعکس (شیطان کے بھائیوں) یعنی کافروں (کو شیاطین) انس (کھینچے چلے جاتے ہیں گمراہی میں، پھر تھمتے نہیں)۔ یعنی انکو گمراہ کرنے میں کوئی کور کسر باقی نہیں رکھتے اور دست تصرف ان سے کوتاہ نہیں کرتے، اور انکو اپنی گرفت میں رکھنے کی جدوجہد کرتے رہتے ہیں۔ اس طرح وہ شیاطین جن کی مدد کرتے رہتے ہیں۔

اس سے پہلی آیت میں فرمایا تھا کہ شیاطین انس اور شیاطین جن، لوگوں کو گمراہ کرنے میں کوئی کمی نہیں کرتے۔ اب اگلی آیت میں انکے گمراہ کرنے کی ایک خاص نوع کو بیان فرمایا

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

ہے، کہ وہ بطورِ سرکشی معجزاتِ مخصوصہ طلب کرتے ہیں، جنکا ذکر سورۂ بنی اسرائیل کی آیت ۹۰ اور ۹۳ میں کیا جاچکا ہے۔۔ چنانچہ۔۔ اللہ تعالیٰ کے رسول سے ارشاد فرمایا جارہا ہے، کہ اے محبوب! ذرا ان کافروں کی ضد، ہٹ دھرمی اور بے عقلی دیکھوتو، کہ۔۔۔

وَاِذَا لَمۡ تَاۡتِهِمۡ بِاٰيَةٍ قَالُوۡا لَوۡلَا اجۡتَبَيۡتَهَا ؕ قُلۡ اِنَّمَاۤ اَتَّبِعُ

جب نہ لائے تم ان کے پاس کوئی آیت، تو "بول پڑے کہ خود ہی کیوں نہ بنالیا"۔ جواب دو، "کہ میں صرف

مَا يُوۡحٰۤى اِلَىَّ مِنۡ رَّبِّىۡ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنۡ رَّبِّكُمۡ وَهُدًى

وحی ربانی کی پیروی کرتا ہوں"۔ یہ بصیرت افروز باتیں ہیں تمہارے پروردگار کی طرف سے،

وَّرَحۡمَةٌ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ۝۲۰۳

اور ہدایت ورحمت انکے لئے جو مان جائیں●

(جب نہ لائے تم انکے پاس کوئی) انکی مطلوبہ (آیت، تو بول پڑے) بطور تمسخر واستہزاء، (کہ خود ہی کیوں نہ بنالیا)۔ اگر کبھی آیت قرآنی کے نزول میں تاخیر ہوتی، تو یہی بک دیا کرتے تھے۔ حالانکہ اگر وہ ذرا بھی غور کرتے، تو ان پر واضح ہوجاتا، کہ بیشک یہ رسول سچے رسول ہیں۔ اگر جھوٹے ہوتے، تو کیا عجب وہی کرتے، کفار جسکا مشورہ دے رہے تھے۔

تو اے محبوب! کافروں کو واضح لفظوں میں (جواب) دے (دو، کہ میں صرف وحی ربانی کی پیروی کرتا ہوں)، میں اپنی طرف سے قرآن نہیں بناتا۔ غور کرو کہ جو میری طرف وحی کی جاتی ہے (یہ بصیرت افروز باتیں ہیں تمہارے پروردگار کی طرف سے)، یعنی ایسی دلیلیں ہیں کہ اس سے راہِ حق نظر آتی ہے اور راہِ صواب دریافت ہوجاتی ہے، (اور) ان میں منجانب اللہ (ہدایت ورحمت) ہے (انکے لئے جو مان جائیں) اور خدا اور رسول پر مخلصانہ ایمان لائیں۔

اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی عظمت بیان فرمائی تھی، کہ یہ قرآن تمہارے رب کی طرف سے بصیرت افروز احکام کا مجموعہ ہے اور ایمان لانے والوں کیلئے ہدایت اور رحمت ہے۔ اور اب اگلی آیت میں یہ بتایا جارہا ہے، کہ اسکی عظمت۔۔۔

وَاِذَا قُرِئَ الۡقُرۡاٰنُ فَاسۡتَمِعُوۡا لَهٗ وَاَنۡصِتُوۡا لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ۝۲۰۴

اور جب پڑھا جائے قرآن، "تو اس کو کان لگا کر سنو، اور چپ رہو، کہ رحم کئے جاؤ"●

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

(اور) اسکی شان وشوکت کا یہ تقاضا ہے کہ (جب پڑھا جائے قرآن، تو اسکو کان لگا کر) پوری توجہ کے ساتھ (سنو اور چپ رہو)۔

سننے اور خاموش رہنے کے وجوب کا حکم اس صورت میں ہے، جبکہ نماز میں قرأت کی جاری ہو۔۔لیکن۔۔عموم الفاظ کے پیش نظر، قرآن مجید کا مطلقاً سننا اور خاموش رہنا واجب ہے، خواہ نماز سے خارج ہی کیوں نہ تلاوت کی جارہی ہو۔یہی نقطۂ نظر سب سے زیادہ صحیح ہے۔۔ہاں۔۔اگر کوئی معقول عذر ہو، تو معاف ہے۔ایسی صورت میں جبکہ کوئی سننے سے شرعاً معذور ہو، تو ایسے کے پاس تلاوت کرنے والا ہی گنہگار قرار دیا جائیگا۔

۔۔المختصر۔۔قرآن کی تلاوت نماز میں ہو۔۔یا۔۔خطبہ میں۔۔یا۔۔ان دونوں سے باہر، ہر حال میں اُسے سنو اور خاموش رہو، تا (کہ رحم کئے جاؤ) اور قرآن کریم کے احترام کے اجر وثواب کے مستحق بنادیئے جاؤ۔۔۔

قرآن کریم میں ذکر الٰہی کرنے اور اسکو غور سے سننے کی ہدایت کرنے کے بعد، اب عام طور سے ذکر الٰہی کی ترغیب دی جارہی ہے۔۔۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ

اور یاد کرو اپنے پروردگار کو، اپنے دل میں، گڑگڑا کر، اور ڈر کر، اور چلاہٹ سے،

مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۲۰۵﴾

کم آواز سے، صبح وشام، اور غفلت والوں میں نہ رہا کرو●

(اور) فرمایا جارہا ہے کہ اے محبوب! (یاد کرو اپنے پروردگار کو اپنے دل میں گڑگڑا کر اور ڈر کر) یعنی زاری وعاجزی کے ساتھ، فضل الٰہی سے امید رکھتے ہوئے، اور عدل خداوندی سے ڈرتے ہوئے، (چلاہٹ سے کم آواز سے)، یعنی ایسی آواز سے جو چلاہٹ سے کم ہو اور اُسے چلاہٹ اور شور مچانا نہ کہا جاسکے۔۔الغرض۔۔وہ آہستہ اور بلند آواز کے درمیان ہو (صبح وشام)، کیونکہ یہ دو وقت دن کے اوقات میں زیادہ شرف رکھتے ہیں۔

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ صبح وشام فرما کر، ذکر کی ہمیشگی کی طرف اشارہ کیا جارہا ہو۔

۔۔الغرض۔۔ذکر الٰہی کرتے رہو (اور غفلت والوں میں نہ رہا کرو) یعنی اپنی روش ایسی نہ بناؤ

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

جو ذکر خدا سے غافل رہنے والوں کی روش ہے۔۔۔رہ گئے کفار، جو سب سے بڑے غفلت والے ہیں اور خدا کے سجدے سے سرکشی کرتے ہیں، اور خدا کا سجدہ کرنے سے ازراہِ تکبر تنفر کرتے ہیں، تو اے محبوب! آپ کافروں کی سرکشی سے رنجیدہ خاطر نہ ہوں۔ اگر یہ ہماری بارگاہ میں نہیں جھکتے، تو اس سے ہماری شان وشوکت میں کیا کمی آجاتی ہے۔ اے محبوب! آپ کو تو معلوم ہی ہے، کہ۔۔۔

إِنَّ الَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ

بیشک جو تمہارے پروردگار کے پاس ہیں، نہیں بڑے بنتے اسکے پوجنے سے،

وَيُسَبِّحُونَهُ وَلَهُ يَسْجُدُونَ ۩ ۲۰۶

اور اسکی تسبیح کرتے ہیں اور اسی کا سجدہ کرتے ہیں●

(بیشک جو) ملاءِ اعلیٰ کے ملائکہ **(تمہارے پروردگار کے پاس ہیں)** وہ تو **(نہیں بڑے بنتے اسکے پوجنے سے اور)** یہ سارے بارگاہِ عزت کے مقرب (اس) رب قدیر ہی **(کی تسبیح کرتے ہیں اور اسی کا سجدہ کرتے ہیں)**۔ تو ان نادان کافروں کے سجدہ نہ کرنے سے کیا ہوتا ہے۔

اس آیت میں مشرکوں پر تعریض ہے اور مومنوں کو تنبیہ ہے۔ اسی لئے اس آیت کو پڑھ کر سجدہ کرنا چاہئے۔ قرآن کریم میں چودہ۱۴ سجدۂ تلاوت ہیں، ان چودہ۱۴ کا پہلا یہی ہے۔ سجدۂ تلاوت، پڑھنے والے اور سننے والے پر، خواہ نماز میں۔۔۔یا۔۔۔غیر نماز میں، واجب ہے۔ اُس وقت اگر فوت ہوجائے، تو قضا لازم ہے۔ دراصل اِس سجدہ کو سجدۂ ملائکہ کہا جاتا ہے۔

کیا ہی خوش نصیب ہیں، وہ سجدہ کرنے والے، جو اس خاص سجدے سے خصائص ملکی کا فیض حاصل کرتے ہیں۔۔۔ الغرض۔۔۔ سجدہ ایک خاص اطاعت ہے، بلکہ اِس سجدہ کے تاج سے اہل اخلاص کے سروں کو زیب وزینت ہے۔

بحمدہٖ تعالیٰ، اللہ کے فضل وکرم سے سورۂ اعراف کی تفسیر آج مکمل ہوگئی۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے قرآن کریم کے باقی حصوں کی تفسیر مکمل کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے،

آمین یا مجیب السائلین بحرمۃ حبیبک ونبیک سیدنا محمد ﷺ

۱۲ محرم الحرام ۱۴۳۱ھ ۔۔ مطابق ۔۔ ۳۰ دسمبر ۲۰۰۹ء

بروز چہار شنبہ ۔۔ بوقت ۔۔ پونے ایک بجے دن

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

بحمدہٖ تعالیٰ آج

۱۴ محرم الحرام ۱۴۳۱ھ۔۔مطابق۔۔۳۱ دسمبر ۲۰۰۹ء

بروز پنج شنبہ بوقت دس بجے دن

سورۂ انفال کی تفسیر کا آغاز ہوگیا۔

مولیٰ تعالیٰ اسکی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بحرمة حبيبه ﷺ

سورۃ الانفال

۸ مدنیہ ۸۸ آیات ۷۵ رکوع ۱۰

اس سورۂ مبارکہ کا مختصر تعارف یہ ہے، کہ یہ پوری سورۂ مبارکہ غزوۂ بدر کے معاملات پر نازل فرمائی گئی۔ یہ مدینہ میں نازل ہونے والی دوسری سورت ہے، جو سورۂ بقرہ کے بعد نازل ہوئی۔ جسکی شکل یہ تھی کہ سورۂ بقرہ کے نزول کے درمیان اسکا بھی نزول شروع ہوگیا، لیکن سورۂ بقرہ کے نزول کی تکمیل سے پہلے ہی اسکا نزول مکمل ہوگیا۔ چونکہ سورۂ بقرہ کا نزول شروع ہوجانے کے کافی بعد اسکے نزول کا آغاز ہوا، اسلئے یہ سورۂ بقرہ کے بعد کی سورت قرار پائی۔

چونکہ سورۂ انفال میں صرف ایک قسم کے احکام کثیر ہیں، یعنی مال غنیمت اور جہاد سے متعلق احکام نسبتاً زیادہ اور سورۂ بقرہ میں عبادات اور معاشرتی اور تمدنی مسائل سے متعلق انواع واقسام کے احکام ہیں۔ اسی لئے سورۂ انفال سورۂ بقرہ کی تکمیل سے پہلے ہی مکمل ہوگئی۔ 'نفل' کا معنی مال غنیمت ہے اور کفار سے چھینے ہوئے سامان سے جو چیزیں الگ کرلی جاتی ہیں، انکو بھی 'نفل' کہا جاتا ہے۔ اس سورت میں 'نفل' جس معنی میں استعمال ہوا ہے، وہ ان دونوں معنوں کو شامل ہے، اسلئے کہ سرکارِ رسالت سے دونوں کے تعلق سے سوالات ہوئے اور سرکار نے جو جواب عطا فرمائے، وہ دونوں کو شامل ہے۔

نفل اور غنیمت میں عام خاص مطلق کی نسبت ہے۔ ہر غنیمت نفل ہے لیکن ہر نفل کو غنیمت نہیں کہا گیا، اسلئے کہ مال غنیمت وہی مال ہے جو کافروں سے جہاد کے نتیجے میں

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

حاصل ہوا ہو۔۔الحتصر۔۔ایسی مجاہدانہ، غازیانہ اور سرفروشانہ احکام پر مشتمل سورۂ مبارکہ کو شروع کرتا ہوں۔۔۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نام سے اللہ کے بڑا مہربان بخشنے والا

(نام سے اللہ) تعالیٰ (کے) جو (بڑا مہربان) ہے اپنے سارے بندوں پر، کہ ان سب کو ہدایت ونجات کے راستے کی رہنمائی فرمائی اور انکے لئے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا۔اور مومنین کے گناہوں کو (بخشنے والا) ہے، اور انھیں مالِ غنیمت کا خصوصی عطیہ مرحمت فرمانے والا ہے، اس طور پر کہ مالِ غنیمت کو امت محمدیہ کیلئے حلال فرمادیا ہے۔تو اے محبوب! تمہارے شیدائی لوگ۔۔۔

يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

تم سے پوچھتے ہیں اموالِ غنیمت کے بارے میں، جواب دیدو "کہ اموالِ غنیمت کے مالک اللہ ورسول ہیں"۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۪ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ

تو ڈرتے رہو اللہ کو اور آپس میں صلح رکھا کرو۔ اور کہا مانو اللہ کا

وَرَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ①

اور اس کے رسول کا اگر تم اس کے ماننے والے ہو●

(تم سے پوچھتے ہیں اموال غنیمت کے بارے میں) کہ اس پر جوانوں کا حق ہے۔۔یا۔۔بوڑھوں کا؟ اسکے متولی مہاجرین ہونگے۔۔یا۔۔انصار؟ تو انکو (جواب دیدو کہ اموال غنیمت کے مالک اللہ) تعالیٰ (ورسول) ﷺ (ہیں)۔

اللہ تعالیٰ نے اپنا نام لیکر پہلے اپنی حقیقی ملکیت کا ذکر فرمایا، اور پھر اپنے رسول کو اپنا نائب وخلیفہ ظاہر فرما کر اس تعلق سے فیصلے کا حق، آنحضرت ﷺ کو تفویض فرمادیا، کہ اب جو فیصلہ یہ فرمائینگے، وہ خدائی فیصلہ ہے۔۔لہٰذا۔۔اب رسول کریم کو اختیار ہے، کہ جسے چاہیں گے، جتنا چاہیں گے اور جب چاہیں گے، خدا کے حکم سے عطا فرمادینگے۔

(تو) اے ایمان والو! اس مسئلے میں بحث وتکرار سے باز آؤ اور ہر وقت (ڈرتے رہو اللہ) تعالیٰ (کو، اور) باہم جھگڑا اور نزاع نہ کرو، بلکہ (آپس میں صلح رکھا کرو) اور تم میں آپس میں یاری و

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

غمخواری کا جو نیک جذبہ ہے اسکو برقرار رکھو اور ختم نہ ہونے دو، (اور کہا مانو اللہ) تعالیٰ (کا اور اسکے رسول کا)۔ غنیمتوں وغیرہ کے باب میں جو وہ حکم فرمائیں، اسکے آگے سر تسلیم جھکا دو (اگر تم اسکے ماننے والے ہو) اسواسطے کہ ایمان اور تقویٰ کا یہ مقتضی ہے۔

سابقہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا تھا، کہ اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو بشرطیکہ تم کامل مومن ہو۔ اس آیت کا تقاضہ یہ ہے کہ کمالِ ایمان، کمالِ اطاعت کو مستلزم ہے۔ اور کمال ایمان اس وقت حاصل ہوگا، جب اللہ تعالیٰ کے ذکر سے مسلمان کا دل خوف زدہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی آیات سن کر اسکا ایمان قوی ہو، اور وہ صرف اپنے رب پر توکل کر کے نماز قائم کرے اور صدقہ وخیرات ادا کرے۔ سو ایسے لوگوں کا ہی ایمان کامل ہے اور وہ ہی برحق مومن ہیں۔۔ چنانچہ۔۔ ارشاد ہوتا ہے کہ درحقیقت کامل۔۔۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا

ماننے والے وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا گیا، ڈر گئے ان کے دل، اور جب

تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٢﴾

تلاوت کی گئی ان پر اللہ کی آیتیں، بڑھا دیا ان کے ایمان کو، اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھیں●

الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿٣﴾

جو نماز قائم رکھیں اور جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے اس سے خرچ کریں●

(ماننے والے وہی ہیں) انکے سوا نہیں، (کہ جب) ان کے روبرو (اللہ) تعالیٰ (کا ذکر کیا گیا) تو اس کے جلال کی ہیبت اور اسکی عظمتِ لایزال کے تصور سے۔۔ یا۔۔ اسکے انعام اور افضال کے مقابلے میں، اپنے اعمال کی کمی سے (ڈر گئے انکے دل، اور جب تلاوت کی گئی ان پر اللہ) تعالیٰ (کی قرآنی (آیتیں)، تو (بڑھا دیا) ان آیتوں نے (انکے ایمان کو)۔ اسلئے کہ اس سے پہلے سنی ہوئی آیتوں پر یہ ایمان لا چکے ہیں، تو اب جب ان آیتوں کو سنتے ہیں، تو اس پر بھی ایمان لاتے ہیں اور پھر پہلی آیتوں پر ایمان جب دوسری آیتوں کے ایمان کے ساتھ اکٹھا ہوتا ہے، تو زیادہ ہو جاتا ہے۔۔ الغرض۔۔ اس صورت میں ایمان نسبتاً اور بھی زیادہ قوی اور مضبوط ہو جاتا ہے۔

(اور) ان ایمان والوں کی شان یہ ہے کہ (اپنے پروردگار) ہی (پر بھروسہ رکھیں)، دنیا اور

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

اہل دنیا پر نہیں۔ اسواسطے کہ جو کوئی غلبہ نورانیت حق کے حملوں کے تحت مضمحل اور مقہور ہوا ٔ سے ماسوی اللہ کی پرواہ نہیں رہتی، بلکہ اسکے دیدہ شہود میں غیر حق آتا ہی نہیں۔۔ الغرض۔۔ مومن کامل الایمان وہ لوگ ہیں۔۔۔ (جو) خالصاً لوجہ اللہ (نماز قائم رکھیں) اور تمام آداب وشرائط کے ساتھ اسکو ادا کرتے رہیں، (اور جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے) مقاصدِ خیر میں (اس سے خرچ کریں)۔

أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَّهُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ رَبِّهِمْ

وہی ہیں ٹھیک ماننے والے۔ انھیں کیلئے درجے ہیں ان کے پروردگار کے یہاں۔

وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٤﴾

بخشش ہے اور باعزت رزق ہے●

(وہی ہیں) وہ لوگ جنھوں نے اعمالِ قلب، یعنی خوف وتوکل ویقین کو اعمالِ جوارح، یعنی نماز وزکوٰۃ کے ساتھ اکٹھا کیا، تو پھر وہی ہیں (ٹھیک ماننے والے)، یعنی اپنے ایمان میں راست اور درست۔ (انھیں کیلئے درجے ہیں) یعنی کرامت ومنزلت ہے۔۔یا۔۔ درجاتِ بہشت ہیں (انکے پروردگار کے یہاں) اور (بخشش ہے) انکی تقصیروں کی (اور باعزت رزق ہے)۔ یعنی ایسی پاک روزی جو بغیر محنت حاصل ہو جاتی ہو، اور زوال کے اندیشے اور حساب کے خوف سے خالی رہتی ہو۔۔۔

اس مقام پر یہ ذہن نشین رہے، کہ آپس میں رائے کا اختلاف انسانی فطرت ہے اور اگر یہ اختلاف نیک نیتی پر مبنی ہو، تو باعثِ رحمت بھی ہے۔۔ چنانچہ۔۔ مالِ غنیمت کی تقسیم کے تعلق سے اصحابِ رسول ﷺ میں جو اختلاف ہوا، چونکہ وہ نیک نیتی پر مبنی تھا، اسلئے وہ ہوا بھی اور بآسانی فرمانِ رسول سے ختم بھی ہو گیا۔ تو انکا یہ مالِ غنیمت کی تقسیم میں اختلاف کرنا، بالکل اسی طرح کا اختلاف ہے۔۔۔

كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِن بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا

جس طرح کہ تم کو برآمد کیا تمہارے پروردگار نے تمہارے گھر سے حق کے ساتھ، اور بیشک

مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَارِهُونَ ﴿٥﴾

اہل ایمان کے ایک گروہ کو ناپسند تھا●

(جس طرح) کا اختلاف تم نے پہلے کیا تھا، اس وقت جب (کہ تم کو برآمد کیا تمہارے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

پروردگار نے تمہارے گھر سے) یعنی مدینہ منورہ سے کافروں سے لڑائی کے واسطے (حق) وراستی (کے ساتھ، اور بیشک اہل ایمان کے ایک گروہ کو) کافروں سے جنگ کیلئے مدینے سے بدر کا یہ سفر اپنی بے سروسامانی کی وجہ سے (ناپسند تھا)۔

چونکہ ابتداءً وہ مدینے سے کافروں سے جنگ کے ارادے سے نکلے ہی نہ تھے، اسلئے جنگ کیلئے جو ضروری تیاریاں کرنی چاہیئے تھیں، نہیں کی تھیں۔ وہ تو صرف شام سے واپس ہونے والے تجارتی قافلے پر حملہ کرنے کے خیال سے نکلے تھے، اور اسی حساب سے تیاری کی تھی۔ اسطرح کی تیاری باضابطہ ایک بڑی فوج سے مقابلہ کرنے کیلئے نہیں کی جاتی۔۔ الغرض۔۔ انھیں خود حکم رسول سے کراہت نہ تھی، اور نہ ہی پیغمبر کے حکم سے ذرّہ برابر مخالفت تھی۔۔ ہاں۔۔ صرف اپنی بے سروسامانی کی وجہ سے۔۔۔

یُجَادِلُوْنَكَ فِی الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَیَّنَ كَاَنَّمَا یُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ

وہ الجھتے تھے تم سے امر حق میں بعد اس کے کہ وہ روشن ہو چکا، گویا وہ ہانکے جا رہے ہیں موت کی طرف،

وَهُمْ یَنْظُرُوْنَ ﴿۶﴾

اور وہ دیکھ رہے ہیں ●

(وہ الجھتے تھے تم سے امر حق) یعنی جہاد کیلئے بدر کی طرف رخ کرنے (میں)، یعنی بطورِ خود انھوں نے جو سمجھ رکھا تھا اور جو رائے بنا رکھی تھی، اسکو پیش کرنے میں مبالغہ وصاف گوئی سے کام لیا۔ (بعد اسکے کہ) اے محبوب! تیرے بیان سے جو ہونے والا تھا (وہ روشن ہو چکا) اور انھوں نے یہ بات جان لی کہ دشمن پر فتح پائینگے۔ پیغمبر نے ان پر واضح کر دیا تھا کہ یہ جہاد ان پر واجب ہے، جو تجارتی قافلوں کو لوٹنے سے زیادہ اہم اور نتیجہ خیز ہے۔

ان تمام باتوں کے باوجود جب انکی نظر اس بات پر پڑتی تھی کہ تمام لشکر میں تقریباً تین سو پچاس۔۔ یا۔۔ تین سو تیرہ[۱۳] آدمی تھے، اور ستر[۷۰] اونٹ اور صرف دو[۲] گھوڑے اور محض آٹھ[۸] تلواریں تھیں۔ اور انکے مقابل میں کم وبیش ایک ہزار[۱۰۰۰] افراد، تمام آلات حرب وضرب سے لیس ہو کر اور جنگی ساز وسامان سے آراستہ ہو کر موجود تھے، تو ان میں سے بعض افراد اپنی بے سروسامانی کے سبب شکستہ دل ہو گئے، گو انھوں نے حکم رسول کی جان ودل کے ساتھ پوری تعمیل کیلئے اپنے کو تیار کر لیا، لیکن بشری

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

تقاضے سے انکوایسا لگا (گویا وہ ہانکے جارہے ہیں موت کی طرف، اور وہ) موت کی علامتوں کو اپنی کھلی آنکھوں سے (دیکھ رہے ہیں)۔ اے محبوب! یاد کرو۔۔۔

وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ

اور جب کہ وعدہ فرمارہا ہے تم سے اللہ، دونوں گروہِ دشمن میں سے ایک، کہ وہ تمہارا ہے، اور تمہاری خواہش یہ، کہ بے

ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُحِقَّ الْحَقَّ

خطر گروہ تمہارا ہوجائے۔ اور اللہ کا ارادہ یہ، کہ اپنے حق کلموں کو حق

بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ ۝۷

کردکھائے، اور کافروں کو جڑ سے کاٹ دے●

(اور) سب کو یاد کرادو (جبکہ وعدہ فرمارہا ہے تم سے اللہ) تعالیٰ (دونوں گروہ دشمن میں سے ایک) کا، (کہ وہ تمہارا ہے) یعنی قافلے والے اور مکہ والے، ان دو میں سے ایک پر تمہارا غلبہ ہوجائیگا ۔۔الغرض۔۔ جدھر بھی تم رخ کرو تمہاری فتح یقینی ہے۔ تو اب بتاؤ تم کدھر جانا چاہتے ہو۔ قافلہ پر قبضہ آسان ہے، مگر دین اسلام کے فروغ کیلئے زیادہ سودمند نہیں۔ اسکے برعکس مکی فوج سے مقابلہ دشوار ہے، مگر اعلاءِ کلمۃ الحق کا ثمرہ اُسی سے حاصل ہوتا ہے۔

تمہاری گفتگو (اور) تمہارے اندازِ فکر سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ (تمہاری) قوم کے بعض افراد کی (خواہش یہ) ہے (کہ بے خطر گروہ) جو بے شوکت و بے ہتھیار ہے، پر قبضہ (تمہارا ہوجائے) اور انکا مال واسباب بآسانی تمہارے ہاتھ آجائے۔ یہ تو رہی تمہاری خواہش، (اور) اسکے برخلاف (اللہ) تعالیٰ (کا ارادہ یہ) ہے (کہ اپنے) لوح محفوظ میں محفوظ (حق کلموں کو حق کردکھائے) اور نبی کریم سے فتح کے جو وعدے فرمائے گئے ہیں۔۔یا۔۔ کفار کے قتل اور انکے قید کرنے کی پیغمبر کے ذریعہ جو خبریں دی گئیں ہیں، ان سب کی حقانیت واضح فرمادے، (اور کافروں کو) اس مقابلے کے ذریعہ (جڑ سے کاٹ دے)، اور معاندین کو نیست و نابود کردے۔۔۔

لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۝۸

تاکہ حق کو حق، اور ناحق کو ناحق فرمادے، گو برا مانیں مجرم لوگ●

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

(تاکہ حق کو حق اور ناحق کو ناحق فرمادے)، یعنی دین اسلام کو غالب فرمادے اور اپنے محبوب کو کامیاب فرمائے اور کفر کو نمایاں کردے اور مشرکین کو کمزور و ناتواں کردے، تاکہ وہ اہل حق کے مقابلے میں سر اٹھانے کے لائق نہ رہ جائیں (گو برا مانیں) اور ناپسند کریں (مجرم لوگ)۔ ظاہر ہے کہ کافر کب چاہیں گے کہ وہ ذلیل وخوار ہوں اور اسلام کو غلبہ واستیلاء حاصل ہو۔ مگر ایمان والو! تمہاری تو پہلی خواہش یہی ہونی چاہئے کہ دین واسلام کا بول بالا ہو اور مسلمان قوم ساری قوموں پر غالب وقاہر رہے۔

سابقہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ وہ حق کو ثابت کریگا اور ناحق کو باطل فرمائیگا۔ اب آگے ارشاد فرما رہا ہے، جو لوگ دین حق پر قائم ہیں، جب وہ اللہ تعالیٰ سے کسی مصیبت ۔۔یا۔۔ امتحان کے موقع پر فریاد کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ انکی مدد فرماتا ہے۔۔ چنانچہ۔۔ اے محبوب! یاد کرو اور اپنے صحابہ کو یاد کرادو اس واقعہ کو۔۔۔

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ

جبکہ کہ تم لوگ فریاد کررہے ہو اپنے پروردگار سے، چنانچہ اس نے قبول فرمالی تمہاری، کہ بیشک میں مدد فرمانے والا ہوں

مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ۝

تمہاری ایک ہزار فرشتوں سے لگاتار●

(جبکہ تم لوگ فریاد کررہے ہو اپنے پروردگار سے) اور اپنے رب کی بارگاہ میں عرض کناں ہو اور عرض کررہے ہو، کہ اے فریادیوں کی فریاد کو پہنچنے والے، ہماری فریاد کو پہنچ، اور اے ہمارے رب ہمیں ہمارے دشمن پر فتح عطا فرما اور کامیاب فرما۔

نبی کریم یہ دعا فرمارہے تھے اور سب آمین کہہ کر اس دعا میں شریک تھے۔۔یا۔۔ یہاں فریاد سے مراد نبی کریم کی بارگاہِ خداوندی میں وہ خصوصی عرض ہے، جسے مسلمانوں کی طرف سے ان کے وکیل اور نگہبان ہونے کی حیثیت سے آپ نے پیش فرمائی تھی، 'کہ اے خدا! اگر مومنوں کے اس گروہ کو تو ہلاک کردیگا، تو کوئی نہ ہوگا جو تیری عبادت کرے۔'

(چنانچہ اس نے قبول فرمالی تمہاری) دعا اور وعدہ فرمالیا (کہ بیشک میں مدد فرمانے والا ہوں تمہاری ایک ہزار فرشتوں سے لگاتار) ایک دوسرے کے پیچھے آنے والے۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

یہ ان ہزار فرشتوں کا ذکر ہے جو لشکرِ ملائکہ کے آگے تھے۔۔۔یا۔۔۔انکے افسر و سردار تھے۔ غزوۂ بدر میں جن بعض مقتولین کے قاتل کی نشاندہی نہیں ہو سکی، ممکن ہے انھیں انہی ہزار فرشتوں میں سے کسی نے قتل کر دیا ہو۔ ویسے فرشتے بنیادی طور پر قتال کرنے کیلئے نہیں نازل فرمائے گئے تھے۔ اس پر سورۂ ال عمران میں گفتگو ہو چکی ہے، جہاں تین ہزار اور پانچ ہزار فرشتوں کے بھی نازل ہونے کا ذکر ہے۔۔۔آخر ان فرشتوں کو رب تبارک وتعالیٰ نے کیوں نازل فرمایا؟ تو لوگو! سنو۔۔۔

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَىِٕنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ

اور نہیں کیا یہ اللہ نے، مگر خوش خبری، اور تا کہ اطمینان پا جائیں اس سے تمہارے دل،

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۱۰﴾

ع ۱۵

اور مدد نہیں مگر اللہ کی طرف سے۔ بیشک اللہ غالب ہے حکمت والا ہے●

(اور) یاد رکھو کہ (نہیں کیا یہ اللہ) تعالیٰ (نے) یعنی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نازل نہیں فرمایا (مگر) اسلئے کہ مسلمانوں کو (خوشخبری) حاصل ہو جائے، اور وہ سمجھ لیں کہ انکی فتح یقینی ہے، کیونکہ رب تعالیٰ کی مدد انکے ساتھ ساتھ ہے۔ تو مسلمانو! یہ نوازش اسی لئے (اور) اسی مقصد کیلئے تھی (تا کہ اطمینان پا جائیں اس سے تمہارے دل)۔ خدا نے مدد کا جو وعدہ فرمایا اُسے تم اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ لو، اور تمہاری قلت اور بے سروسامانی کا خوف تمہارے دلوں سے دور ہو جائے، اور تم اچھی طرح سے سمجھ لو، (اور) جان لو کہ (مدد نہیں مگر اللہ) تعالیٰ (کی طرف سے)، یعنی فتح وظفر منجانب اللہ ہے، ملائکہ وغیرہ کے سبب سے نہیں۔ (بیشک اللہ) تعالیٰ (غالب ہے) جو اپنے دوستوں کو فتح دیتا ہے اور (حکمت والا ہے) یعنی کام کو درست فرمانے والا ہے، اور دشمنوں کو مغلوب ومقہور فرمانے والا ہے۔

سابقہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے اجمالی طور پر فرمایا تھا کہ غزوۂ بدر میں صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد تھی۔ اب اللہ تعالیٰ تفصیل سے اس امداد کو بیان فرما رہا ہے۔۔۔چنانچہ۔۔۔پہلی مدد تو اس وقت فرمائی۔۔۔

اِذْ یُغَشِّیْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَیُنَزِّلُ عَلَیْكُمْ مِّنَ

جب کہ چھائے دے رہا ہے اونگھ تم پر اپنی طرف سے امن کیلئے، اور گرا رہا ہے تم پر

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ

آسمان سے پانی، کہ باطہارت کردے تم کواس سے اوردور کردے تم سے شیطان کی ناپاکی،

وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ﴿۱۱﴾

اور تاکہ ڈھارس بندھائے تمہارے دلوں کی، اور تمہیں ثابت قدم کردے ●

(جبکہ چھائے دے رہا ہے اونگھ تم پر اپنی طرف سے امن کیلئے) یعنی مسلمانوں پر غنودگی طاری فرمادی۔

ظاہر ہے کہ غنودگی کے عالم میں انسان بالکل مطمئن ہوجاتا ہے، اور اسکو کسی قسم کا خوف نہیں ہوتا۔ مسلمانوں پر یہ غنودگی اس رات طاری ہوئی، جسکی صبح کوانھیں کفار کے خلاف جنگ کرنا تھا۔ انکی تعداد کم تھی، صبح کو اپنے سے تین گنا لشکر کا سامنا کرنا تھا۔ بظاہر اس فکر اور پریشانی کی وجہ سے انکو نیند نہیں آنی چاہئے تھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے انکے دلوں کو مطمئن اور مضبوط کردیا۔

اگر مسلمان رات جاگ کر گزارتے، تو صبح کو وہ لڑنے کیلئے تازہ دم نہ ہوتے، تو اللہ تعالیٰ نے ان پر احسان فرمایا اور انکی یہ امداد کی کہ ان پر نیند طاری کردی، اسی لئے جمعہ کی صبح کو جس دن جنگ ہونی تھی، وہ بالکل تازہ دم اور جنگ کیلئے تیار تھے۔ اس موقع پر رب کریم اپنی دوسری مدد کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمارہا ہے، کہ اے محبوب! یاد کرو کہ مذکورہ بالا نیند کے سوا تمہیں بارش عطا فرمارہا ہے۔۔۔

(اور گرارہا ہے تم پر آسمان سے پانی، کہ باطہارت کردے تم) میں سے ان (کو) جنھیں غسل جنابت کی ضرورت ہوگئی ہے (اس) پانی (سے، اور دور کردے تم سے شیطان) کے وسوسوں (کی ناپاکی)۔

اسوقت کا قصہ یہ تھا کہ کفارِ قریش نے بدر میں پہلے پہنچ کر پانی پر قبضہ کرلیا تھا اور مسلمان خوفزدہ اور پیاسے تھے اور بعض جنبی تھے، انھیں پینے کیلئے پانی میسر تھا، نہ غسل کیلئے۔۔ علاوہ ازیں۔۔ ریت میں انکے پاؤں دھنس رہے تھے اور ہوا سے ریت اڑ رہی تھی، اور شیطان انکے دل میں وسوسے ڈال رہا تھا، کہ اگر یہ دین سچا ہوتا، تو تم اس مصیبت میں مبتلا نہ ہوتے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بارش نازل فرمائی، جس سے ریت جم گئی اور انکی پیاس بجھ گئی اور انھوں نے غسل کرلیا۔

انھوں نے زمین کو کھود کر ایک حوض بنالیا تھا، جس میں انھوں نے بارش کا پانی اکٹھا کرلیا

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

۔۔الختصر۔۔اس بارش کے ذریعہ انھوں نے غسل کرلیا اوران سے نجاست دور ہوگئی۔۔نیز۔۔
اس سے شیطان کا ڈالا ہوا یہ وسوسہ باطل ہوگیا، کہ اگر تم دین حق پر ہوتے، تو اسطرح پیاسے
اور جنبی نہ رہتے۔اس بارش کے نازل فرمانے کی ایک وجہ یہ بھی تھی۔۔۔

(اور) اس میں یہ حکمت بھی تھی، (تاکہ ڈھارس بندھائے تمہارے دلوں کی) اور تمہارے دلوں کو عنایتِ حضرت باری کی امیدواری سے مربوط کردے، (اور تمہیں ثابت قدم کردے)، یعنی جب ریت کی زمین پر پانی برسا، تو ریت کو جما کر مضبوط کردیا، تو مسلمانوں کے قدم رکھنے کی جگہ مضبوط ہوگئی اور سخت زمین پر کافروں کا پڑاو تھا، وہاں بہت زیادہ کیچڑ ہوگئی۔زمین بدر پر تمہاری یہ ثبات قدمی، میدانِ جنگ میں معرکہ کے وقت تمہاری ثبات قدمی کی تمہید بن گئی۔

اِذْ يُوحِىْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّىْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ

جبکہ پوشیدہ حکم بھیج رہا ہے تمہارا پروردگار فرشتوں کی طرف، کہ بیشک میں تمہارے ساتھ ہوں، تو مضبوط رکھوانکو جوایمان لاچکے،

سَاُلْقِىْ فِىْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ

بہت جلد میں ڈالے دیتا ہوں کافروں کے دلوں میں رُعب، تو مارو گردن سے اوپر،

وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ؕ﴿۱۲﴾

اور مار وان کی ہر ہر پور●

اے محبوب! یاد کرو (جبکہ پوشیدہ حکم بھیج رہا ہے تمہارا پروردگار فرشتوں کی طرف، کہ بیشک میں تمہارے ساتھ ہوں) امداد واعانت میں، (تو) فتح ونصرتِ خداوندی کی خوشخبریوں کے ذریعہ اور انکے لشکر کی افرادی طاقت ان کی نگاہوں میں زیادہ دکھا کر (مضبوط رکھوان کو جو ایمان لاچکے)۔
۔۔چنانچہ۔۔فرشتے مسلمانوں کی صف کے آگے آگے بروایتے آدمیوں کی صورت میں
چلتے اور کہتے جاتے کہ تمہیں خوشخبری ہو، کہ بیشک اللہ تعالیٰ تمہارا حامی وناصر ہے۔۔الختصر۔۔
تمہاری فتح یقینی ہے۔

اے فرشتو! انکو یہ بشارت دیدو، کہ (بہت جلد میں ڈالے دیتا ہوں کافروں کے دلوں میں رعب) اور ان لوگوں کے دلوں میں خوف وڈر جنھوں نے حق چھپایا۔الختصر۔۔ان سب کو مومنین سے ایسا مرعوب کردیا جائیگا، کہ انکے حوصلے پست ہوجائینگے۔اے فرشتو! مومنین کی حوصلہ افزائی اور انکی

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

دلداری کیلئے اور اس حقیقت کو انکا چشم دید بنانے کیلئے، کہ خدائے کریم کی فتح ونصرت انکے ساتھ ہے، تم بھی بعض غیر معروف کافروں کے ساتھ ہی سہی، مسلمانوں کی نظر میں اپنے کوشریک قتال دکھانے کیلئے، کچھ عملی مظاہرہ بھی کرو، (تو مارو) کافروں کو ان کی (گردن سے اوپر اور مارو) یعنی زبردست چوٹ لگاؤ (ان) کے ہاتھوں اور پیروں (کی ہر ہر پور) پر۔
۔۔الختصر۔۔سر سے پیر تک ضرب شدید سے انھیں چور چور کردو۔ گو تمہارا یہ عملی مظاہرہ بعض غیر معروف کفار ہی کے ساتھ ہوگا، لیکن جو مومنین اس منظر کو دیکھیں گے، ان کو اپنی فتح ونصرت اور اپنے ساتھ نصرت الٰہی کی شرکت کا علم الیقین، عین الیقین سے بدل جائیگا۔ اور پھر اس منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے والوں اور انھیں سے انکے چشم دید منظر کو براہِ راست اپنے کانوں سے سننے والوں کے قلبی اطمینان کا عالم یہ ہو جائیگا، کہ شیطان کا کوئی وسوسہ انھیں مضمحل نہ کرسکے گا۔۔۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ

یہ اس لئے کہ انھوں نے مخالفت کی اللہ کی اور اس کے رسول کی اور جو مخالفت کرے اللہ

وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۳﴾

اور اس کے رسول کی، تو اللہ سخت عذاب دینے والا ہے●

(یہ) ضرب شدید انھیں پہنچانا (اسلئے) ضروری ہے، کیوں (کہ انھوں نے مخالفت کی اللہ) تعالیٰ (کی اور اسکے رسول کی، اور) یہ عدلِ خداوندی کا تقاضا اور اسکا ضابطہ ہے، کہ (جو مخالفت کرے اللہ) تعالیٰ (اور اسکے رسول کی، تو اللہ) تعالیٰ اسے (سخت عذاب دینے والا ہے)، دنیا میں گرفتاری اور آخرت میں ذلت وخواری کے ساتھ۔ تو اے کافرو! دنیا میں تمہیں جو۔۔۔

ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۴﴾

یہ شکست کا مزہ تو چکھو، اور بے شک کافروں کیلئے جہنم کا عذاب ہے●

(یہ شکست) دی جارہی ہے، فی الحال اس (کا مزہ تو چکھو)، مگر اس خیال میں نہ رہو کہ سزا اسی پر ختم ہو جائیگی، تو سنو (اور) یاد رکھو کہ (بیشک کافروں کیلئے) اسی پر بس نہیں، بلکہ (جہنم کا عذاب ہے) جس میں وہ ہمیشہ ہمیش کیلئے رہنے والے ہیں۔۔۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

چونکہ کفر و اسلام کی جنگ اور حق و باطل کا تصادم ہمیشہ سے ہوتا رہا ہے اور صبح قیامت تک ہمیشہ ہوتا رہیگا، لہٰذا ضرورت تھی کہ اہل ایمان کیلئے ایک ضابطہ بنادیا جائے، تاکہ جنگ کی حالت پیش آنے کی صورت میں وہ اسپر عمل کریں، اوراس میں رب تعالیٰ کی خوشنودی بھی ہو۔۔ چنانچہ۔۔ارشادفرمایا جارہا ہے، کہ۔۔۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا

اے وہ جو ایمان لاچکے! جب مُڈبھیڑ تمہاری ہو کافروں سے لڑائی میں،

فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ﴿۱۵﴾

تو اُدھر پیٹھ نہ کرو●

(اے وہ جو ایمان لاچکے) اور اللہ و رسول سے مخلصانہ وفاداری واطاعت شعاری کا عہد کرچکے، (جب مُڈبھیڑ تمہاری ہو کافروں سے لڑائی میں، تو اُدھر پیٹھ نہ کرو) یعنی بھاگو نہیں۔

ظاہر ہے کہ بھاگنے کی صورت میں پشت مدمقابل کی طرف ہوجاتی ہے، اسلئے اُدھر پیٹھ نہ کرنے کے حکم میں دراصل انھیں کافروں کو پس پشت رکھ کر فرار ہونے سے روکا گیا ہے۔

وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا

اور جو اس دن پیٹھ پیچھے پھرا، مگر لڑنے ہی کیلئے پیترا بدلتے ہوئے، یا اپنے جتھا میں جا ملنے کیلئے،

اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ

تو بے شک وہ ہوگیا اللہ کے غضب میں، اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶﴾

اور وہ بری جگہ ہے●

(اور) یاد رکھو کہ (جو) کوئی بھی (اس دن) بھاگنے کیلئے (پیٹھ پیچھے پھرا) اور پھرنے کی نیت بھی اچھی اور حسن نہیں تھی۔۔ مثلاً: پھرا تو ضرور، (مگر) بھاگنے کیلئے نہیں، بلکہ (لڑنے ہی کیلئے پیترا بدلتے ہوئے) مدمقابل کو چکمہ دیا، (یا) پھر (اپنے جتھا میں جا ملنے کیلئے) گھوم گیا، تو یہ قابل گرفت نہیں۔ لیکن اگر وہ فرار ہونے کیلئے پھرا، (تو بیشک وہ ہوگیا اللہ) تعالیٰ (کے غضب میں)۔ اسلئے کہ اس نے 'اکبرالکبائر' کا ارتکاب کیا، تو اسکا (اور اس) جیسے (کا ٹھکانہ جہنم ہے)۔۔ الغرض۔۔ اس نے اپنے

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

کو جہنم میں رہنے کا مستحق بنالیا۔ (اور وہ) یعنی جہنم، پھرنے کی بہت (بری جگہ ہے)۔

اس مقام پر یہ بھی ذہن نشین رہے، کہ مذکورہ بالا فرار نہ ہونے کا حکم اسی صورت میں ہے، جبکہ کفار تعداد کے لحاظ سے دوگنے سے زیادہ نہ ہوں۔۔ الغرض۔۔ فوج کے ضعف، قوت اور عدد کی رعایت کی جائیگی۔۔ چنانچہ۔۔ اگر کفار تین گنے زیادہ ہوں، پھر مسلمان ان سے پیٹھ موڑ کے بھاگیں، تو پھر یہ حرام اور ناجائز نہیں ہے۔۔ یونہی۔۔ بعض علماء کے نزدیک اگر کافر فوج کی تعداد ایک سو ہو اور مسلمان بھی ایک سو ہوں، لیکن وہ بہت ہٹے کٹے، قوی اور توانا ہوں، اور مسلمان دبلے پتلے اور کمزور ہوں، تو عدد میں برابر ہونے کے باوجود، مسلمانوں کا ایسے کافروں کے مقابلے سے بھاگنا جائز ہے۔

مگر جمہور کے نزدیک ایک سو مسلمانوں کا، دو سو کافروں سے کسی حال میں بھی بھاگنا جائز نہیں۔ اور اگر کافر دو سو سے زیادہ ہوں، تو ان سے بھاگنا اگرچہ جائز، لیکن صبر و استقامت سے انکے مقابلے پر جمع رہنا اور ڈٹے رہنا احسن اور افضل ہے۔۔۔ غزوۂ موتہ میں تین ہزار مسلمان، دو لاکھ کافروں کے مقابلہ پر تھے۔۔ ایسے ہی۔۔ اندلس میں حضرت طارق بن زیاد نے صرف سترہ سو مسلمانوں کے ساتھ عیسائی حکمران، ذریق کا مقابلہ کیا جو ستر ہزار سواروں کے ساتھ آیا تھا۔ حضرت طارق صبر و استقامت کے ساتھ جنگ کرتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح یاب کیا اور ذریق شکست کھا گیا۔

دراصل حقیقت یہی ہے کہ اہل حق کی کامیابی صرف نصرتِ الٰہی کے سبب سے ہوتی ہے۔ یہ نصرت خداوندی صابرین کے ساتھ ہوتی ہے۔ خود معرکۂ بدر پر گہری نظر ڈالی جائے، تو ایک طرف تین سو تیرہ نفوس قدسیہ والے اور وہ بھی حالتِ بے سروسامانی میں، اور دوسری طرف کم و بیش ایک ہزار افراد جو آلاتِ جنگ کی فراوانی کے ساتھ مقابلے پر آئے۔ انجام یہ ہوا کہ اہل حق کامیاب ہوئے، کفار ذلیل و خوار ہو گئے، جن میں ستّر قتل ہو گئے اور ستّر ہی قید کر لئے گئے۔ کہیں کوئی اس کامیابی کو در حقیقت اہل بدر کا اپنا کارنامہ نہ سمجھنے لگے، اسکے تدارک کیلئے ارشادِ خداوندی ہوا، کہ اے بدر والو! بدر میں جو قتل ہوا ہے۔۔۔

فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۖ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ

تو تم نے ان کو نہیں مارا۔ ہاں اللہ نے انھیں قتل فرمایا۔ اور تم نے خاک نہیں پھینکی جب کہ تم نے پھینکی،

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ط

لیکن اللہ نے پھینکی۔ اورتا کہ جانچ کا انعام دے اس سے ایمان والوں کو اچھے نتیجہ کا۔

اِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۱۷﴾

بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے●

(تو تم نے انکو) اپنی قوت سے (نہیں مارا۔ ہاں اللہ) تعالیٰ (نے) تمہیں نصرت عطا فرمائی اور ملائکہ کی مدد سے تم کو ان پر غالب کردیا، اسطرح خدائے قادرِ مطلق نے (انھیں قتل فرمایا)، یعنی اگرچہ تم نے انھیں ظاہراً قتل کردیا، مگر حقیقتاً انھیں اللہ تعالیٰ ہی نے قتل کیا۔

چونکہ قتل کرنا کوئی اس قدر مستبعد اور محیر العقول کام نہیں تھا، اسلئے عام اصول کے مطابق فرمایا، کہ تم نے حقیقتاً ان کو قتل نہیں کیا، جبکہ تم نے انھیں ظاہراً قتل کیا تھا۔ رہ گیا نبی کریم کا خاک پھینکنا اور اسکا سارے کافروں کی آنکھوں میں پڑ جانا، یہ فعل عام افعالِ بشر کے منافی تھا، اسلئے پہلے اس کی آپ سے مبالغۃً نفی فرمائی اور پھر اسکو حقیقتاً آپ کیلئے ثابت کیا۔ اور چونکہ آپ نے حقیقتاً یہ فعل اللہ ﷻ کی دی ہوئی قدرت سے کیا تھا، اسلئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ خاک پھینکی تھی۔

-- چنانچہ۔۔ ارشاد ہوتا ہے کہ غزوۂ بدر کے موقع پر جب مسلمانوں اور کافروں کی فوجیں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں، تو رسول اللہ ﷺ نے خاک کی ایک مٹھی کافروں کے چہرے پر ماری اور فرمایا، یہ لوگ روسیاہ ہوجائیں، تو وہ خاک سب کافروں کی آنکھوں میں پڑ گئی اور رسول کریم کے اصحاب بڑھ کر انکو قتل کرنے لگے اور گرفتار کرنے لگے۔۔ الغرض۔۔ انکی شکست کا اصل سبب، خاک کی وہ مٹھی تھی جو رسول اللہ ﷺ نے پھینکی تھی۔۔ چنانچہ۔۔ ارشادِ ربانی ہوا۔۔۔

(اور) آیت کریمہ نازل فرمادی گئی، کہ اے محبوب! (تم نے خاک نہیں پھینکی جبکہ تم نے پھینکی، لیکن اللہ) تعالیٰ (نے پھینکی)۔ گوخاک تمہاری مٹھی سے نکلی، لیکن فنا فی اللہ ہونے کے ناطے تمہارے ہاتھ میں قدرت الٰہیہ کے جو جلوے ہیں، اسی قدرتِ خداوندی نے اس ایک مٹھی خاک کو ہر کافر کی آنکھوں تک پہنچادیا۔

اوپر جو کچھ مذکور ہوا، اور خدا نے جو کچھ کیا، اسواسطے کیا کہ دین کو ظاہر کردے (اور تا کہ جانچ

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

کا انعام دے اس سے ایمان والوں کو، اچھے نتیجہ کا)۔۔نیز۔۔عطا فرمائے ایمان والوں کو اپنی طرف سے عطائے جمیل، یعنی غنیمت کے ساتھ ساتھ نصرتِ خاص۔ (بیشک اللہ) تعالیٰ (سننے والا) ہے تمہارا استغاثہ اور تمہاری دعائیں اور (جاننے والا ہے) تمہاری نیتیں لاجرم اس نے تمہاری دعا قبول ہی فرمائی۔

تو یہ ہے کام جو تم نے دیکھا، یعنی یہ ہے تمہارے ساتھ کا معاملہ۔۔تو۔۔

ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۸﴾

تم یہ لو، اور بے شک اللہ کافروں کی چال کو کمزور کردینے والا ہے●

(تم یہ لو) اور اس سے مطلب رکھو۔ اب رہ گیا کفار و مشرکین کے ساتھ سلوک (اور) انکے تعلق سے کارروائی، تو (بیشک اللہ) تعالیٰ (کافروں کی چال کو کمزور کردینے والا ہے) اور انکے مکرو حیلہ کو باطل کردینے والا ہے۔

کافر جب بدر کیلئے مکہ شریف سے نکلے تو حرم کے پردے پکڑ کر بولے، کہ اے اللہ، محمد ﷺ کی قوم کی طرف ہم جاتے ہیں، تو ان دونوں قوموں میں جو ہدایت یافتہ ہوں اور جن کا دین افضل ہو، اور جو تیرا بڑا دوست ہو، اُسے فتح دیدے۔۔۔لڑائی کے دن بھی ابوجہل نے یہی دعا کی تھی، کہ اے اللہ مدد کر دونوں گروہوں میں سے اس ایک گروہ کی جو تجھے بہت دوست ہو، تو حق تعالیٰ اپنے حاکمانہ غلبہ وقوت کو ظاہر فرماتے ہوئے، اہل مکہ سے خطاب فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے، کہ اے کافرو!۔۔۔

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ

اگر تم کافر لوگ حق کی فتح مانگتے تھے، تو بے شک فتح آگئی۔ اور اگر رک جاؤ تو یہ تمہارے لئے

خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ

بہتر ہے۔ اور اگر پھر ایسا کیا، تو ہم پھر یہی کریں گے۔ اور تمہارے کام نہ آئے گا تمہارا جتھا کچھ،

شَيْـًٔا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹﴾ ع ۲/۹ ۱۶

گو اکثریت ہو۔ اور بے شک اللہ ایمان والوں کے ساتھ ہے●

(اگر تم کافر لوگ حق کی فتح مانگتے تھے، تو) اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ لو، کہ (بیشک فتح آگئی)

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

اور اُسی دین کی فتح ہوئی، جو مجھے بہت پیارا ہے۔اب تو خود تم پر تمہارے ہی نظریہ وخیال کے مطابق ظاہر ہو گیا، کہ اسلام ہی خدا کا پسندیدہ دین ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی، تو اے وہ کافرو! جو غزوۂ بدر میں قتل ہونے سے بچ گئے ہو، اپنے ہوش (اور) سمجھ سے کام لیتے ہوئے اب (اگر) تم (رک جاؤ) اور کفر اور عداوتِ رسول سے باز آجاؤ، (تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے) اس جہان کے قتل اور اُس جہان کے عذاب سے۔ (اور اگر پھر) تم نے (ایسا کیا) اور مسلمانوں سے لڑنے کیلئے پلٹ آئے، (تو ہم) بھی (پھر یہی کرینگے) اور مسلمانوں کو فتح ونصرت عطا فرمائینگے (اور) اے کافرو! اس وقت (تمہارے کام نہ آئیگا تمہارا سنگٹھن کچھ، گو اکثریت ہو)۔

اس میں مستقبل میں مسلمانوں سے جنگ کے تعلق سے کافروں کے ہونیوالے عزم وارادہ کی طرف اشارہ بھی ہے اور پھر اسکا انھیں کیا انجام جھیلنا ہوگا، اسکے تعلق سے پیش گوئی بھی ہے۔

۔۔الختصر۔۔اچھی طرح سن لو (اور) یاد رکھو، کہ (بیشک اللہ) تعالیٰ (ایمان والوں کے ساتھ ہے) نصرت فرمانے اور مدد دینے میں۔

سابقہ آیتوں میں غزوۂ بدر اور جہاد کا ذکر آرہا تھا۔اور جہاد میں اپنی جان کو خطرہ میں ڈالنا پڑتا ہے اور اپنے مال کو خرچ کرنا پڑتا ہے، اور یہ دونوں چیزیں انسان پر بہت دشوار ہیں، تو انکے تعلق سے جو حکم ہوگا وہ بھی نفس پر گراں گزرنے والا ہوگا۔اسی لئے اگرچہ نبی کے ہر حکم کی اطاعت واجب ہے، مگر آپ جب جہاد کا حکم دیں تو نفس پر شاق گزرنے کی وجہ سے اس حکم کی تعمیل زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔۔تو۔۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَوَلَّوْا عَنْهُ

اے وہ جو ایمان لا چکے! کہا مانو اللہ کا اور اس کے رسول کا، اور مت پھرو اُس سے

وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۝۲۰

جب کہ تم سن چکے●

(اے وہ جو ایمان لا چکے کہا مانو اللہ) تعالیٰ (کا اور اسکے رسول کا)، وہ خواہ جہاد کا حکم ہو۔۔یا ۔۔کسی اور بات کا۔۔الختصر۔۔کسی بھی صورت میں رسول کریم کے کسی بھی حکم کی مخالفت نہ ہو، اور دل وجان سے اسکی تعمیل میں لگ جاؤ۔اور جان لو کہ رسول کی اطاعت ہی خدا کی اطاعت ہے۔تو اب رسول کی

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

اطاعت سے منہ پھیرنا، خود خدا کی اطاعت سے منہ پھیرنا ہے۔تو جان لو (اور) یادرکھو کہ کسی حال میں بھی (مت پھرو) اور روگردانی نہ کرو (اس سے)، یعنی رسول کریم کی اطاعت سے، (جبکہ تم سن چکے) کہ حکمِ رسول ہی حکمِ خدا ہے، اور اطاعتِ رسول ہی اطاعتِ خدا ہے۔ مسلمانو! غور سے سنو۔۔۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ﴿٢١﴾

اور مت ہوجاؤ اُن کی طرح، جنھوں نے کہا کہ ہم نے سنا، حالانکہ وہ نہیں سنتے●

(اور) ہمیشہ کیلئے یادرکھو کہ تم ہرگز ہرگز (مت ہوجاؤ ان) کافروں۔۔یا۔۔کتابیوں۔۔یا۔۔ منافقوں (کی طرح، جنھوں نے کہا ہم نے سنا، حالانکہ) انکی حالت بتارہی ہے کہ (وہ نہیں سنتے)۔ ایسا سننا جوانکے لئے نفع بخش ہو۔ انکا حال زمین پر چلنے والے جانوروں کی طرح ہے۔۔الغرض۔۔ اگرچہ جان رکھنے کی وجہ سے اور زمین پر چلنے کے سبب، یہ جانور ودابۃ کی جنس میں تو ہوگئے، لیکن نوع انسانی کی خوبیوں سے اپنے کو خالی کرلیا ہے، اسلئے ان میں انسانیت نہیں رہ گئی۔ اور جب ان میں انسانیت نہیں رہ گئی، تو وہ بدترین جانوروں میں شامل ہوگئے۔۔ چنانچہ۔۔

إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٢٢﴾

بے شک جانوروں میں خراب، اللہ کے نزدیک بہرا گونگا ہے، جسے عقل نہیں●

(بیشک جانوروں میں خراب اللہ) تعالیٰ (کے نزدیک بہرا گونگا ہے، جسے عقل نہیں)۔ ایسے بہرے کہ حق سنتے ہی نہیں، ایسے گونگے کہ حق بات کہتے ہی نہیں، اور ایسے بے عقل کہ حق سمجھنے کی صلاحیت کھو بیٹھے ہیں، تو وہ جانور سے بدتر ہیں۔ اسلئے کہ عقل جسکے سبب انسان سب حیوانوں سے افضل ہے، اس سے انھوں نے منہ پھیرلیا ہے اور طبیعت کی پیروی کی طرف دوڑتے ہیں۔ سچ ہے جو علمِ الٰہی میں گونگے بہرے ہیں، انھیں گونگا بہرا ہی رہنا ہے، کیونکہ یہ حقیقت بالکل واضح۔۔۔

وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَأَسْمَعَهُمْ ط

اور اگر اللہ جانتا ان میں کچھ بھی خیر، تو ان کو سننے والا کردیتا۔

وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُعْرِضُونَ ﴿٢٣﴾

اور اگر کان والا کردیتا، تو وہ ضرور پھر جاتے روگردانی کرتے ہوئے●

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

(اور) ظاہر ہے کہ (اگر اللہ) تعالیٰ (جانتا ان میں کچھ بھی خیر) کا مادہ ہے، (تو ان کو سننے والا کر دیتا) اور انھیں سننے کی توفیق عطا فرما دیتا اور وہ ایسی شئے کی توفیق جو انکے لئے فائدہ بخش ہوتی عنایت فرما دیتا، مگر اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے (اور) وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ (اگر) وہ انھیں (کان والا کر دیتا) یعنی ایسا کان دے دیتا، جو سنے اور قبول بھی کرے، (تو) بھی (وہ) اس قبول کر لینے والی حالت پر نہ ٹھہرتے، اور (ضرور) بالضرور (پھر جاتے) حق سے (روگردانی کرتے ہوئے)۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ مکہ معظمہ کے کافر کہتے تھے، کہ اے محمد ﷺ قصی بن کلاب کو ہمارے واسطے زندہ کر دو، وہ متبرک تھا، پھر وہ تیرے صدق پر گواہی دے اور تجھ پر ایمان لائے، تو اس صورت میں ہم بھی ایمان لے آئینگے۔ تو اس پر حق تعالیٰ فرماتا ہے، کہ اگر خدا انکو قصی کا کلام سنا دے، تو بھی وہ ایمان نہ لائینگے۔ جب یہ خدائے عزوجل کی بات نہیں مانتے، تو یہ قصی کی بات کیا مانیں گے۔ یہ سب دفع الوقتی کی باتیں اور حق بات کو نہ ماننے سے گریز کا ایک طریقہ ہے۔

خیر، یہ تو کافروں کا حال رہا، کہ وہ گونگے اور بہروں کی طرح ہو گئے اور اللہ کے رسول کی بات سننے، قبول کرنے، اور آپ کی آواز پر لبیک کہنے کی صلاحیت کھو بیٹھے۔۔ مگر۔۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ

اے وہ جو ایمان لا چکے! اپنی حاضری سے جواب دو اللہ اور رسول کا، جب پکار لیں تم کو رسول، اسکے لئے

لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ

جو تم کو زندہ کر دے۔ اور جان رکھو کہ بے شک اللہ کا درمیان ہے، آدمی اور اسکے قلب کے درمیان،

وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾

اور بیشک اسی کی طرف ہانکے جاؤ گے●

(اے وہ جو ایمان لا چکے) تمہاری شان ہی کچھ اور ہے، تو تم اپنے معمول کے مطابق، جب رسول کریم تمہیں طلب کریں تو بارگاہِ رسول میں تعمیل ارشاد کیلئے حاضر ہو جاؤ اور نبی کریم کی آواز پر لبیک کہنے میں دیری نہ کرو، بلکہ۔۔ (اپنی) فوری (حاضری سے جواب دو اللہ) تعالیٰ (اور رسول کا،

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

جب پکاریں تم کو رسول) اور یقین کرلو، کہ رسول کریم کی آواز پر لبیک کہنا ہی خدا کی پکار پر لبیک کہنا ہے۔ اور بارگاہِ رسول کی حاضری ہی بارگاہِ خداوندی کی حاضری ہے۔۔نیز۔۔رسول کی اطاعت ہی خدا کی اطاعت ہے۔

۔۔الختصر۔۔جب پکاریں تم کو رسول (اسکے لئے جو تم کو زندہ کردے)، تو فوراً حاضر دربار ہو جاؤ۔ یہاں تک کہ اگر حاضر بارگاہ ہونے کا کوئی معقول عذر بھی ہو، جب بھی اسکا خیال نہ کرو۔

جیسے کہ ایک بار ایک موقع پر حضرت ابوسعید بن معلیٰ اور دوسرے موقع پر حضرت ابی بن کعب کو سرکار ﷺ نے ایسے وقت میں طلب فرمایا، کہ دونوں حالت نماز میں تھے، تو انھوں نے سوچا کہ نماز ختم کرلوں پھر حاضر ہو جاؤں۔۔چنانچہ۔۔انھوں نے ایسا ہی کیا اور جب نماز پوری کرلی، تو فوراً حاضر ہو گئے۔ پھر سرکار ﷺ نے جب ان سے حاضری میں دیری کی وجہ دریافت کی، تو دونوں نے نماز میں مشغول رہنے کا عذر پیش کیا، تو سرکار ﷺ نے دونوں سے یہی ارشاد فرمایا، کہ تم نے قرآن کریم کی یہ آیت نہیں دیکھی، کہ۔۔۔

اے ایمان والو! جب تمہیں رسول کریم آواز دیں، تو فوراً بارگاہِ رسول میں حاضر ہو جاؤ۔

۔۔۔تو دونوں حضرات نے اپنی اجتہادی بھول کا اعتراف کیا، اور آئندہ کیلئے ہوشیار ہو گئے۔ یہیں سے یہ مسئلہ واضح ہو گیا، کہ اگر کوئی فرض نماز میں بھی ہو اور اس درمیان میں رسولِ کریم اسکو آواز دیدیں، تو نماز توڑ کر رسول کی بارگاہ میں حاضر ہونا اس پر فرض ہوگا۔ اور اس میں نہ سمجھ میں آنے والی کوئی بات بھی نہیں، اسلئے کہ اسکا یہ عمل خدا کی ایک اطاعت سے خدا ہی کی دوسری اطاعت کی طرف لیجاتا ہے، اور خدا ہی کے حکم پر عمل کراتا ہے۔ ظاہر ہے کہ رسولِ کریم تم کو تمہارے ہی فائدے کیلئے آواز دیتے ہیں، اور جن باتوں کیلئے تمہیں طلب فرماتے ہیں اس میں تمہاری حقیقی زندگی مضمر ہے۔

۔۔مثلاً: علوم دینیہ کیلئے طلب فرمانا، دل کی زندگی اسی سے ہے۔۔یا۔۔عقائد صحیحہ اور اعمال فاضلہ کیلئے طلب کرنا، تو انکے سبب سے جنت میں حیات ابدی حاصل ہوگی۔۔یا۔۔ جہاد کیلئے بلانا، جو تمہاری بقا کا سبب ہے، اسواسطے اگر جہاد نہ کروگے، تو دشمن غلبہ کر کے تم کو ہلاک کردینگے۔۔یا۔۔شہادت کیلئے آمادہ کرنا، کیونکہ خدا کے نزدیک شہید زندہ ہی رہتا ہے ۔۔یا۔۔قرآن شریف کے ارشادات سنانے کیلئے پکارنا، اسلئے کہ قرآن کریم مسلمانوں کے دل کو زندہ فرمانے والا ہے۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

اور اس مقام پر سب سے جامع بات یہ ہے، کہ جس حیات بخش چیز کا ذکر ہو رہا ہے، اس سے مراد 'حق' لے لیا جائے، اور ظاہر ہے کہ حق کو قبول کرنے ہی میں قبول کرنے والے کی حیات ہے۔ اس 'حق' کے دائرے میں وہ ساری باتیں آجاتی ہیں، جنکا الگ الگ اوپر ذکر ہوا، بلکہ نبی کریم جس غرض سے بلائیں اور جس مقصد سے بلائیں، وہ سب حق ہی ہے۔ ویسے بھی حق باطل کے مقابلے میں بولا جاتا ہے، تو ہر ہر باطل کے مقابل میں جو خوبی آئیگی وہ سب حق کے دائرے میں شامل ہو جائیگی۔

۔۔الخضر۔۔اے ایمان والو! نبی کریم اپنے پیش کردہ حیات بخش پیغام کیلئے جب جب تمہیں طلب کریں، بعجلت لبیك وسعدیك کہتے ہوئے، بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو جاؤ (اور جان رکھو کہ بیشک اللہ) تعالیٰ (کا درمیان ہے آدمی اور اسکے قلب کے درمیان)۔ یعنی اللہ تعالیٰ بندوں سے زیادہ انکے دلوں کا مالک ہے، اور جب بندے کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں، تو وہ انکے ارادوں کے درمیان حائل ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر کوئی شخص ایمان لا سکتا ہے، نہ کفر کر سکتا ہے۔ نیک کام کر سکتا ہے اور نہ گناہ کر سکتا ہے۔

۔۔الخضر۔۔اللہ تعالیٰ ہی مقلب القلوب و مصرف الاحوال ہے، جو چاہے، جب چاہے اور جسکے لئے چاہے کرے، تو بارگاہِ رسول میں آپ کی پکار پر بہ عجلت حاضری، یہ بھی اُن فیروز بختوں اور خوش نصیبوں ہی کا حصہ ہے، جو عنایاتِ خداوندی کے سایے میں رہنے والے ہیں۔

وہ خدائے عظیم و جلیل، دنیا میں جسکی مشیت و ارادہ کے تحت رہنا ہی ہے، (اور) آخرت میں بھی (بیشک اسی کی طرف ہانکے جاؤ گے) اور وہ تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دیگا۔

اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اس بات سے ڈرایا تھا کہ بنو آدم اور انکے دلوں کے درمیان اللہ تعالیٰ حائل ہے اور اب اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتنوں، آزمائشوں اور عذاب سے ڈرا رہا ہے، کہ اگر ظالموں پر عذاب نازل ہوا، تو وہ صرف ظالموں تک محدود نہیں رہیگا، بلکہ تم سب پر نازل ہوگا، اور نکوکار اور بدکار سب اسکے شکار ہونگے۔۔ چنانچہ۔۔ فرماتا ہے۔۔۔

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاۤصَّةً ۚ

اور بچو اس شورش سے جو نہیں پہنچتی صرف انھیں کو جنھوں نے اندھیر کیا،

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ ﴿۲۵﴾

اور جان رکھو، کہ بے شک اللہ سخت عذاب فرمانے والا ہے●

(اور بچو اس شورش سے، جو نہیں پہنچتی صرف انھیں کو جنھوں نے اندھیر کیا)۔
اس مقام پر نکوکاروں کو یہ سبق ملتا ہے کہ وہ اپنے درمیان بدکاروں کو نہ رہنے دیں، ورنہ اللہ تعالیٰ سب پر عذاب نازل فرمائیگا۔
(اور جان رکھو کہ بیشک اللہ) تعالیٰ (سخت عذاب فرمانے والا ہے) اس پر جسکے ظلم اور گناہ کا اثر غیر کو پہنچنے والا ہو۔
سابقہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا تھا کہ اسکے رسول کی اطاعت کریں۔
پھر انکو یہ حکم دیا گیا کہ اسکے رسول کی نافرمانی سے اجتناب کریں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو مزید موکد فرمایا ہے۔۔۔

وَاذۡكُرُوۡۤا اِذۡ اَنۡتُمۡ قَلِيۡلٌ مُّسۡتَضۡعَفُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ تَخَافُوۡنَ

اور تم لوگ یاد کرو جب کہ تم تھوڑے، ملک میں کمزور، ڈرتے رہے،

اَنۡ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰٮكُمۡ وَاَيَّدَكُمۡ بِنَصۡرِهٖ وَرَزَقَكُمۡ

کہ کہیں اچک لیں تم کو لوگ، تو ٹھکانہ دیا تم کو اور مضبوط کیا تم کو، اپنی مدد سے، اور روزی فرمائی

مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۲۶﴾

تم کو پاکیزہ چیزیں، کہ تم شکر گزار رہو●

(اور) بتایا کہ اے مہاجرو! (تم لوگ یاد کرو جب کہ تم تھوڑے) تھے (ملک میں کمزور) ہجرت سے پہلے (ڈرتے رہے، کہ کہیں اچک لیں تم کو لوگ) یعنی مکہ والے شہر بدر کردیں۔۔یا یہ کہ۔۔ اگر مکہ سے نکلو گے، تو عرب والے تم پر حملہ آور ہوکر تم کو فنا کردینگے۔ تو اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرو، کہ جب تم پر ایسا خوف وہراس اور ضعف وکمزوری کا عالم ہوا، (تو) اللہ تعالیٰ نے (ٹھکانہ دیا تم کو) مدینہ شریف میں (اور مضبوط کیا تم کو اپنی مدد سے)، یعنی اپنی تائید ویاری ومددگاری سے، جسکا ظہور انصار کی معاونت اور بدر میں ملائکہ کی امداد سے ہوا، (اور روزی فرمائی تم کو پاکیزہ چیزیں)، یعنی پاکیزہ غنیموں سے، جو اگلی امتوں پر حلال نہ تھیں، تا (کہ تم شکر گزار رہو) کر رہو۔۔تو۔۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَخُونُوا۟ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ وَتَخُونُوٓا۟ أَمَٰنَٰتِكُمْ

اے وہ جو ایمان لاچکے! نہ خیانت کرو اللہ کی اور نہ رسول کی، اور نہ خیانت کرو آپس کی امانتوں میں،

وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۲۷﴾

جان بوجھ کر●

(اے وہ جو ایمان لاچکے) تم شکر گزار بندے بنے رہو اور شکر گزاری کیلئے یہ ضروری ہے، کہ (نہ خیانت کرو اللہ) تعالیٰ (کی) فرائض کو ترک کرکے، (اور نہ رسول) ہی (کی) سنت میں تقصیر کرکے۔۔یا یہ کہ۔۔اللہ و رسول کا راز کھول کر اللہ و رسول کی خیانت نہ کرو، یعنی جس بات کو راز میں رکھنے کی ہدایت اللہ و رسول کی جانب سے ملے، اُسے راز ہی میں رکھو اور اشارے و کنایے سے بھی اُسے ظاہر نہ کرو، جس طرح بے خیالی میں حضرت ابولبابہ سے ہوگیا۔

جسکا مختصر واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جب ابولبابہ کو بنی قریظہ کے حصار پر بھیجا اور حصار سے اتر آنے کے باب میں یہود نے ان سے مشورہ کرکے کہا، کہ محمد ﷺ ہمارے ساتھ کیا کرینگے اگر ہم اُتر آئیں۔ حضرت ابولبابہ نے انگلی سے حلق کی طرف اشارہ کیا، یعنی سب کو قتل کرڈالینگے۔ اور یہ کہتے ہی انھیں احساس ہوا، کہ میں نے خیانت کی۔ پس حصار سے اتر کر مسجد نبوی میں آئے اور اپنے تئیں ستون میں باندھ دیا، یہاں تک کہ انکی توبہ قبول ہوگئی اور یہ آیت مذکورہ بالا نازل ہوئی۔

اے ایمان والو! صرف یہی نہیں اللہ و رسول کی خیانت نہ کرو، بلکہ تم پر لازم ہے کہ (نہ خیانت کرو آپس کی امانتوں میں جان بوجھ کر) جبکہ تمہیں معلوم ہے کہ خیانت کرنے کا بڑا وبال ہے اور تمہیں یہ بھی خبر ہے کہ امانت کی حفاظت تم پر واجب ہے۔۔الختصر۔۔اپنے کو ہر طرح کی بددیانتی، لوٹ کھسوٹ، چوری وغبن اور مکر وفریب کے ذریعہ دوسروں کا مال ہڑپ کرلینے سے بچاتے رہو۔ اب اگر تم خیانت کرتے ہو، تو تم صرف اپنے بھائی کے حق میں خائن نہ ہوئے، بلکہ تم اللہ و رسول کے بھی خائن ہوئے، اسلئے کہ تم نے دونوں کی نافرمانی کی اور دونوں کے احکام سے روگردانی کی۔۔سنو۔۔

وَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَٰدُكُمْ فِتْنَةٌ وَأَنَّ ٱللَّهَ

اور جان رکھو کہ تمہارا مال، تمہاری اولاد، فتنہ ہی ہے۔ اور بے شک اللہ

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

ع ۲ ۹ ۱۷

عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ﴿۲۸﴾

کے یہاں بڑا اجر ہے●

(اور) ہمیشہ کیلئے (جان رکھو کہ تمہارا مال) خواہ صحیح طریقے سے حاصل کرو۔۔یا۔۔غلط طریقے سے۔اور (تمہاری اولاد) جن کیلئے تم مال جمع کرنے کی دردِسری مول لیتے ہو، وہ خواہ اچھے ہوں۔۔یا۔۔برے، یہ سب کچھ ہر حال میں (فتنہ ہی ہے)، یعنی خدا کی طرف سے تمہاری آزمائش ہی ہے، تو چاہئے کہ مال اور اولاد کی محبت تمہیں گناہ واقع ہونے میں نہ رکھے۔ ذرا عقل سے کام لو، کہ جب یہ دونوں فتنہ وآزمائش ہیں، تو ان سے محتاط رہنے کی ضرورت ہے؟۔۔یا۔۔انکی محبت میں ہر اچھا برا کام انجام دینے کی؟ اے ایمان والو! سنو (اور) یادرکھو کہ (بیشک اللہ) تعالیٰ (کے یہاں بڑا اجر ہے) تو تم اجر طلب کرنے کی کوشش کرو اور بلاضرورت مال کی جمعیت اور اولاد کی بے جا محبت سے باز آجاؤ اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔۔تو۔۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّ یُكَفِّرْ

اے وہ جو ایمان لاچکے! اگر ڈرا کرو اللہ سے، تو بنادے تمہارے لئے چھانٹنے والا نور، اور کفارہ فرمادے

عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ﴿۲۹﴾

تمہاری جانب سے تمہارے گناہوں کا، اور تمہیں بخش دے۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے●

(اے وہ جو ایمان لاچکے اگر) تم اپنی حالت ایسی بنالو کہ (ڈرا کرو اللہ) تعالیٰ (سے، تو بنادے) گا وہ (تمہارے لئے چھانٹنے والا نور) یعنی ایسی نصرت عطا فرمائیگا، جسکے سبب باطل حق سے جدا ہوجائے۔۔یا۔۔تمہارے دلوں کو ایسی ہدایت کردیگا، کہ اسکی وجہ سے تم بآسانی حق وباطل میں فرق کرلوگے۔۔یا۔۔تم سے تمہارے دین کے مخالفین کو دور فرمادیگا۔۔یا۔۔خطروں والی اور شبہوں والی چیزوں سے نجات حاصل کرنے کی راہ کی ہدایت فرمادیگا۔۔یا۔۔تمہیں ایسا ظہور عطا فرمائیگا جسکے سبب سے تم مشہور ہوجاؤ گے، اور سب طرف تمہارا ہی شہرہ اور تمہارا ہی ذکر خیر ہوگا۔

(اور) مزید برآں وہ رب کریم (کفارہ فرمادے) گا (تمہاری جانب سے تمہارے گناہوں کا) یعنی تمہاری برائیوں کو دور فرمادیگا اور انھیں چھپادیگا (اور تمہیں بخش دے) گا، یعنی تمہاری توبہ کے سبب۔۔یا۔۔اپنی غفاریت کی وجہ سے تمہارے گناہوں سے درگزر کریگا۔ جان لو (اور) یادرکھو کہ بیشک

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

(اللہ) تعالیٰ (بڑے فضل والا ہے)۔

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا، کہ وہ رب کریم ہر حال میں تقویٰ والوں اور ایمان والوں کا حامی و ناصر ہے، اور انھیں دشمنوں کے شر سے بچانے والا اور شر پسندوں کے فتنوں سے دور فرما دینے والا ہے۔ اگلی آیت میں اپنے محبوب کو مخاطب فرما کر اسکی ایک واضح مثال ارشاد فرما رہا ہے۔

اسکا مختصر قصہ یہ ہے کہ جب ہجرت کی اجازت ہوئی اور صحابہ ءکرام نے مدینہ منورہ کا قصد کرلیا اور حضرت صدیق اکبر اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سوا آنحضرت ﷺ کی خدمت میں کوئی نہ رہا، تو قریش اس حال سے متردد ہوکر 'دار الندوہ' میں جمع ہوئے اور ابلیس شیخ نجد کی صورت میں اس مجمع میں داخل ہوا، اور آنحضرت ﷺ کے باب میں مشورہ معلوم کیا۔ ایک کافر بولا کہ محمد ﷺ 'کو ایک گھر میں قید کر دینا چاہیئے اور دروازہ مضبوط بند کر کے پیالے سے کھانا پانی دینا چاہیئے، یہاں تک کہ انھیں موت آجائے۔

ابلیس نے یہ صلاح پسند نہ کی کہ مدینہ کے بہت لوگ ایمان لاچکے ہیں اور انکے یار وہاں جاپہنچے ہیں اور بنی ہاشم بھی اس شہر میں بہت ہیں، سب متفق ہوکر تم سے لڑینگے اور انھیں چھڑا لینگے۔ دوسرا بولا انھیں اس ملک سے نکال دینا چاہیئے، جہاں انکا جی چاہے چلے جائیں۔ ابلیس بولا کہ وہ جہاں جاتے ہیں تو لوگ انکے گرویدہ اور فریفتہ ہوجاتے ہیں تو بہت لوگوں کو فریب دینگے اور پھر آکر تم سے مقاتلہ کرینگے۔

ابوجہل بولا کہ میری رائے یہ ہے کہ قریش اور انکے حلفاء کے ہر قبیلے میں سے ایک ایک آدمی کو چن لیا جائے، جو سب کے سب اکٹھا مل کر ایک ہی ساتھ انھیں قتل کر دیں۔ اسطرح اسکا خون سب قبیلوں میں پھیل جائیگا اور بنی ہاشم سب قبیلوں سے نہیں لڑ سکتے تو ضرور بالضرور دیت پر راضی ہوجائینگے۔ ابلیس بولا کہ یہی رائے درست ہے۔

۔۔چنانچہ۔۔ابوجہل نے ہر قبیلہ سے ایک ایک فرد کو جمع کیا اور طے کر دیا کہ آج ہی رات میں آپ ﷺ 'کو قتل کر دیا جائے۔ جسکی خبر حضرت جبرائیل نے آنحضرت ﷺ تک پہنچادی ۔۔چنانچہ۔۔آپ نے اس رات اپنے بستر شریف پر حضرت علی کو آرام کرنے کی ہدایت فرمادی، اور خود حضرت صدیق اکبر کے ساتھ غار میں تشریف لے گئے۔ ارشادِ الٰہی میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے۔۔۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَ اِذْ یَمْکُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ ؕ

اور جبکہ فریب دیتے رہے تم کو کافر، تاکہ تم کو جیل میں کر دیں یا ختم کر دیں، یا ملک سے نکال دیں، اور وہ اپنا داؤں کھیلتے ہیں

وَ یَمْكُرُوْنَ وَ یَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ ﴿۳۰﴾

اور اللہ داؤں کو توڑتا ہے۔ اور اللہ داؤں کا جواب دینے میں بہتر ہے●

(اور) فرمایا جا رہا ہے کہ اے محبوب! یاد کرو (جبکہ فریب دیتے رہے تم کو کافر) لوگ، یعنی تمہارے قتل کا مکر وفریب سے آلودہ مشورہ کرتے رہے، (تاکہ تم کو جیل میں) قید (کر دیں) یہاں تک کہ اسی میں تمہاری موت آجائے، (یا ختم کر دیں) تاکہ تمہاری دعوت وتبلیغ اور تحریک کا سارا قصہ ہی تمام ہو جائے، (یا) تمہیں ملک بدر کر دیں اور اپنے (ملک سے) باہر (نکال دیں) تاکہ انکے ملک میں آپ کوئی عملی مظاہرہ نہ کر سکیں۔

۔۔الختصر۔۔کفار 'دار الندوہ' میں مشورہ کیلئے جمع ہیں (اور وہ اپنا داؤں کھیلتے ہیں) اور جسکی سمجھ میں جو آرہا ہے، وہ مشورہ دے رہا ہے اور شیطان بھی شیخ نجدی کی صورت میں انکے مشورے میں شریک ہے۔ جس نے سب کی رائے کو مسترد کر کے ابوجہل کی رائے کو پسند کیا اور پھر یہ طے ہو گیا کہ آج رات ہی کو یہ کام انجام دیدینا ہے۔ اُدھر کفار اپنی سازش اور اپنے داؤں پیچ میں لگے ہوئے تھے (اور) اِدھر (اللہ) تعالیٰ انکے (داؤں کو توڑتا ہے)، یعنی انکے مکر کا ایسا جواب عطا فرماتا ہے، جو انکے وہم وگمان سے بھی باہر تھا، جس نے شیطانی اسکیم کو ناکام ونامراد کر دیا۔

(اور) ایسا کیوں نہ ہو اسلئے کہ بیشک (اللہ) تعالیٰ شیطانی (داؤں) پیچ (کا جواب دینے میں) بہت ہی (بہتر ہے)۔

ان کافروں کا بھی عجیب حال تھا کہ جب وہ اپنی مذکورہ بالا سازشوں میں کامیاب نہ ہو سکے بلکہ اپنے مکر کا خود ہی شکار ہوتے گئے اور اعلاءِ کلمۃ الحق کی راہ میں کوئی روڑا نہ ڈال سکے۔ نبی کریم کھلے عام اپنی دعوت پیش کرتے رہے اور لوگ آپ کی دعوت سے متاثر ہو کر جوق در جوق اسلام میں داخل ہوتے گئے، تو کفار بوکھلا گئے۔ یہاں تک کہ نضر بن حارث نے یہ سوچا کہ فارس کے شہروں سے اپنے تجارتی سفر کے دوران رستم اور اسفندیار کے قصے خرید لئے جائیں اور پھر انھیں عربی میں ترجمہ کر کے مکہ والوں کو سنایا جائے، اور انکو یہ سمجھایا جائے کہ محمد ﷺ جو قرآن کریم سناتے ہیں وہ دراصل قصوں اور کہانیوں کی کتاب ہے اور

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

ہم جو فارس کے شہروں سے لائے ہیں، وہ اس سے بہتر قصوں کی کتاب ہے۔
نضر بن حارث کی یہ خام خیالی بھی، سابقہ آیت میں مذکور کافروں کے مکر ہی کا ایک حصہ ہے۔ جب پہلے مکر میں وہ رسوا ہوگئے، تو دوسرے مکر کا دامن تھام لیا اور قرآن کریم کو جھوٹی اور گڑھی ہوئی کہانیوں کی کتاب قرار دینے لگے۔۔ چنانچہ۔۔

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا قَالُوا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا

اور جب پڑھی گئیں ان پر ہماری آیتیں بولے "سن لیا، اگر ہم چاہیں تو

مِثْلَ هَٰذَا ۙ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٣١﴾

ایسا ہی کہہ لیں۔ یہ صرف اگلوں کے قصے ہیں"●

اللہ تعالیٰ صاف (اور) واضح لفظوں میں ارشاد فرماتا ہے، کہ (جب پڑھی گئیں ان پر ہماری آیتیں، بولے سن لیا) ہم نے یہ کلام، (اگر ہم چاہیں تو ایسا ہی کہہ لیں، یہ صرف اگلوں کے قصے ہیں)۔

نضر نے عناداً تو یہ بک دیا اور دعویٰ کر دیا، کہ اگر ہم چاہیں تو ایسا ہی کہہ لیں، مگر مرتے دم تک اس میں، بلکہ آج تک کسی بھی کافر میں جراٴت نہ ہو سکی، کہ اس قرآن کریم کی کسی ایک سورت کا بھی جواب لا سکے۔ کہنے کو تو کہہ دیا، کہ اگر چاہیں تو اسکی مثال لے آئیں، مگر مرتے دم تک چاہ نہ سکے۔ اور نہ کوئی قیامت تک اسطرح کے چاہنے کی جسارت کر سکتا ہے۔۔۔ لگے ہاتھ نادانوں کو بے وقوف بنانے کیلئے نضر اور اسکے موافقین، ایک مکر یہ بھی کھیل گئے۔۔۔

وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ

اور جب انھوں نے دعا کی "کہ خداوندا، اگر یہی حق ہے تیرے یہاں سے،

فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣٢﴾

تو ہم پر برسا دے آسمان سے پتھر، یا دے دے ہم کو دکھ دینے والا عذاب"●

(اور) ایک عجیب فریب آمیز حرکت کی (جب انھوں نے دعا کی، کہ خداوندا اگر یہی حق ہے) یعنی یہ صحیح و درست ہے، کہ یہ قرآن نازل ہوا ہے (تیرے یہاں سے، تو ہم پر برسا دے آسمان سے پتھر) جس طرح اصحاب فیل پر تو نے برسائے تھے، (یا دے دے ہم کو دکھ دینے والا عذاب) جو ہمیں ہلاک کر دے۔ اس دعا سے انکا مقصد یہ ہے کہ وہ لوگوں پر قرآن کے باطل ہونے پر اپنے یقین

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

کو ظاہر کر دیں۔ ان بے خبروں کو کیا خبر کہ تم دعا میں جو چاہتے ہو، رب قدیر اس پر قادر ہے وہ جو چاہے کرے، لیکن اس نے ایک ضابطہ رحمت بنا دیا ہے۔۔۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ

اور اللہ عذاب بھیجنے والا نہیں، جب کہ تم ان میں ہو۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۳۳﴾

اور اللہ عذاب کرنے والا نہیں، جبکہ استغفار والے استغفار کر رہے ہیں●

(اور) فیصلہ فرما دیا ہے، کہ (اللہ) تعالیٰ (عذاب بھیجنے والا نہیں، جبکہ) اے محبوب! (تم ان میں ہو)۔ اگرچہ کفار دعا کر کے وہ عذاب مانگتے ہیں اور جلدی کرتے ہیں۔ سنت الٰہیہ یہ جاری ہے، کہ جب تک پیغمبر اپنی قوم میں رہے، اس وقت تک اسکی پوری قوم کو ہلاک نہیں کرتا، خصوصاً آپ تو اے محبوب! **رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ** ہیں، تو آپ کے ہوتے ہوئے آپ کی پوری قوم کو تباہ کرنا رب تعالیٰ کو منظور نہیں۔ خدائے علیم وقدیر نے جب بھی کسی پیغمبر کی قوم پر عذاب نازل فرمانا چاہا، تو اس پیغمبر کو اسکی قوم سے دور فرما دیا اور الگ کر دیا۔۔۔

اے محبوب! آپ کی شان تو بڑی ہے، اپنے فضل **(اور)** اپنے کرم سے **(اللہ) تعالیٰ** اس وقت بھی ان پر **(عذاب کرنے والا نہیں جبکہ)** ان میں موجود **(استغفار) کرنے (والے)** ایمان والے آپ کے غلام **(استغفار کر رہے ہیں)**۔۔۔یا۔۔۔کفار اسلام میں داخل ہو رہے ہوں۔ یہی اسلام لانا انکا استغفار ہے۔۔۔الختصر۔۔۔کافروں پر عذاب اللہ تعالیٰ خود انکے مطالبے پر نہیں کریگا، بلکہ جب چاہے گا اپنی مرضی سے اپنے مذکورہ بالا ضابطہ عدل ورحمت کے تحت کریگا۔

مذکورہ بالا ارشاد میں رب کریم نے اپنی دو '۲' امانوں کا ذکر فرمایا۔ ایک ہے نبی کریم کا ظاہری وجود مسعود اور دوسری امان ہے استغفار۔ نبی کریم کے رفیق اعلیٰ سے ملنے کے بعد، یہ امان تو اب نہ رہی۔۔۔لیکن۔۔۔دوسری امان قیامت تک کیلئے ہے، اور وہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنا ہے۔ بلفظ دیگر وہ نبی کریم کے غلاموں کا وجود مسعود ہے۔ کوئی زمانہ، نہ ایمان والوں سے خالی ہوگا اور نہ ہی استغفار کرنے والوں سے۔ اور جب ایسی صورت حال ہو جائیگی کہ دنیا میں کوئی ایمان والا ہی نہ رہے، پھر تو قیامت ہوگی۔۔۔یونہی۔۔۔اگر کوئی علاقہ ایمان والوں اور استغفار کرنے والوں سے بالکل خالی ہوگیا، تو پھر اس علاقے والے خدائی امان۔۔۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ

اور انھیں کوئی حق نہیں، کہ اللہ ان پر عذاب نہ فرمائے، جبکہ وہ روکتے ہیں مسجد

الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ

حرام سے اور وہ اس کے اہل نہیں۔ اسکے لئے اہل، صرف اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾

لیکن ان کے زیادہ بے علم ہیں ●

(اور) پناہ کے دائرے سے باہر ہوگئے، جیسے کہ مکہ والے مسلمانوں کے مکہ سے نکل جانے کے بعد، تو اب (انھیں کوئی حق نہیں) پہنچتا (کہ اللہ) تعالیٰ (ان پر عذاب نہ فرمائے)۔ اور وہ بھی اس صورت حال میں (جبکہ وہ) رسول کریم اور مومنین کو (روکتے ہیں مسجد حرام سے، اور) حال یہ ہے کہ (وہ اس) روک لگانے (کے اہل نہیں) انھیں اسکا کوئی اختیار نہیں۔ انکا اپنے لئے مسجد حرام کی تولیت کا دعویٰ باطل ہے۔ اسلئے کہ مسجد حرام اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ (اسکے لئے اہل) اور اسکی نگہبانی وحفاظت و تولیت کے حقدار (صرف اللہ) تعالیٰ (سے ڈرنے والے) اور شرک وکفر سے پرہیز کرنے والے (ہیں، لیکن انکے زیادہ بے علم ہیں) جنھیں خبر ہی نہیں کہ ولایت انکا حق نہیں۔ بیت اللہ کی ولایت کا حق صرف 'اہل اللہ' ہی کو ہے، نہ کہ 'عدو اللہ' یعنی مشرکین کو۔ یہ کفار ومشرکین کہاں سے بیت اللہ کے حقدار ہوگئے، انھیں تو یہ بھی سلیقہ نہیں کہ خدا کے گھر میں خدا کی عبادت کس طرح کرنی چاہئے۔ انھوں نے تو عبادت کو بھی کھیل تماشہ بنالیا ہے۔۔۔

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ؕ

اور نہ تھی ان کی نماز بیت اللہ کے پاس مگر سیٹی، اور تالی۔

فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۵﴾

تو چکھو عذاب، جو کفر کیا کرتے تھے ●

(اور) ایک مذاق ٹھہرالیا ہے۔۔ چنانچہ۔۔ (نہ تھی انکی نماز بیت اللہ کے پاس، مگر سیٹی اور تالی)۔ بعضے کافروں کی عادت یہ تھی مرد اور عورتیں ننگے طواف کرتے اور سیٹیاں اور تالیاں بجاتے۔ اسی کو وہ نماز سمجھتے اور عبادت قرار دیتے۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

(تو) اے کافرو! اپنی ان ناکردنیوں کے نتیجے میں بروز بدر (چکھو) قتل وقید کا (عذاب) اور تیار ہو جاؤ حشر کے دن جہنم کے عذاب کیلئے۔ یہ سب کچھ نتیجہ ہے اسکا، (جو) تم (کفر) اور سرکشی (کیا کرتے تھے)۔

ان کافروں نے غزوۂ بدر کے موقع پر مقابلے کیلئے کافی تیاری کر لی تھی۔۔ چنانچہ۔۔ جب بدر کے ارادے میں کفار، مکہ سے نکلے، تو اس سے پہلے بارہ اشراف عرب کو مقرر کر لیا تھا، جو باری باری لشکریوں کے کھانے پینے کا انتظام کریں۔۔ الغرض۔۔ اشراف میں سے ہر ایک اپنی باری پر اپنے پیسوں سے خرید کر، نو۔ دس اونٹ کاٹتا تھا۔ علاوہ ازیں۔۔ جنگ بدر کے بعد جنگ اُحد کیلئے ابوسفیان نے تقریباً دو ہزار عرب کو مزدوری پر مقرر کیا۔ یہ لوگ اس لشکر کے علاوہ تھے جو خود آیا تھا۔۔ یا۔۔ جس قافلہ کو ابوسفیان بہکا لایا تھا۔ اسکے لوگوں نے اپنے مال کا نفع یعنی پچاس ہزار مثقال سونا لشکر پر خرچ کیا اور جنگ احد میں گئے۔۔ تو۔۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ

بیشک جنھوں نے کفر کیا، خرچ کرتے ہیں اپنے مال کو، تاکہ روک دیں اللہ کی راہ سے۔

فَسَیُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَیْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ یُغْلَبُوْنَ ؕ

تو اب اس کو خرچ کر لیں، پھر ان پر پچھتاوا کریں، پھر ہرا دیئے جائینگے۔۔

وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى جَهَنَّمَ یُحْشَرُوْنَ ﴿۳۶﴾

اور جنھوں نے کفر کیا، جہنم کی طرف ہانکے جائینگے●

(بیشک جنھوں نے کفر کیا خرچ کرتے ہیں اپنے مال کو تاکہ روک دیں) لوگوں کو (اللہ) تعالیٰ (کی راہ سے)، یعنی رسول کریم کی متابعت کرنے سے، (تو اب اسکو خرچ کر لیں) اور اپنے مال و دولت کی طاقت دیکھ لیں، (پھر) اس کے سوا چارۂ کار نہ ہوگا، کہ (ان پر) یعنی سارا مال خرچ ہو جانے پر اور مقصود نہ حاصل ہونے پر (پچھتاوا کریں) اور ہاتھ مل لیں۔ خرچ بہت کچھ کر ڈالا، مگر جس لئے خرچ کیا وہ حاصل نہ ہو سکا۔ اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ (پھر) وہ (ہرا دیئے جائینگے) فتح مکہ کے دن۔

یہ قرآن کریم کا اعجاز ہے کہ قبل وقوع ایک چیز کی خبر دیدی۔

(اور) اب رہ گئے وہ (جنھوں نے کفر کیا)، اور اسی کفر پر تاحیات ثابت رہے، تو وہ سب حشر

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

کے دن (جہنم کی طرف) جانوروں کی طرح (ہانکے جائینگے) اور یہ کافروں کا مغلوب ہونا اسلئے ہے۔

لِيَمِيزَ اللّٰهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ بَعْضَهُ عَلَىٰ

تاکہ الگ کردے اللہ گندے کو ستھرے سے، اور کردے گندے کو تلے اوپر،

بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ جَمِيعًا فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٣٧﴾ ع ۹ / ۱۸

پھر اس سب کا ڈھیر لگادے، پھر اس کو جہنم میں پھینک دے۔ وہی ہیں گھاٹے میں ●

(تاکہ الگ کردے اللہ) تعالیٰ (گندے کو ستھرے سے)، یعنی کفر والے کو ایمان والے سے ممتاز کردے۔ (اور کردے گندے کو تلے اوپر) یعنی سارے کافروں کو اکٹھا کر کے ایک دوسرے پر گرادے، (پھر اس) میں ہر ہر بعض کو جمع کر کے (سب کا ڈھیر لگادے، پھر) ایک ساتھ (اسکو جہنم میں پھینک دے)۔ انکے ساتھ یہ ذلت آمیز سلوک اسلئے ہے، تاکہ وہ اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ (وہی ہیں گھاٹے میں)۔ جان بھی گنوائی، دولت بھی لٹائی، اور سوائے دائمی رسوائی کے، کچھ ہاتھ نہیں لگا۔ ان حالات کو دیکھ کر جواب تک کفر پر ہیں، انھیں ہشیار ہوجانا چاہیئے اور سمجھ سے کام لینا چاہیئے، تو اے محبوب!۔۔۔

قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَنْتَهُوا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ

کہدو کافروں سے، "اگر وہ باز آگئے تو بخش دیا جائے گا ان کا جو کچھ کر گزرے تھے"۔

وَإِنْ يَعُودُوا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْأَوَّلِينَ ﴿٣٨﴾

اور اگر پھر بھی کفر کریں، تو اگلوں کا طریقہ گزر چکا ہے ●

(کہدو کافروں سے) بالخصوص ابوسفیان اور انکے یاروں سے کہ (اگر وہ) اپنی کفریہ حرکتوں سے (باز آگئے) اور دل سے ایمان قبول کرلیا، (تو بخش دیا جائیگا انکا جو کچھ کر گزرے تھے)، یعنی انکے سابقہ گناہ سب کے سب بخش دیئے جائینگے اور ان گناہوں کے تعلق سے ان سے پرسش نہ ہوگی۔ (اور اگر) بالفرض ان میں سے بعض (پھر بھی کفر کریں) اور رسول کریم کی عداوت اور آپ سے جنگ کرنے کو سوچنے لگیں، (تو) انکو سمجھ لینا چاہیئے کہ (اگلوں کا طریقہ گزر چکا ہے)۔ اگلوں کے ساتھ سنت الٰہی یہی رہی ہے، کہ جنھوں نے پیغمبروں پر لشکر کشی کی، وہ بالآخر ہلاک اور تباہ ہوگئے۔ تو پھر انکا بھی وہی حشر ہوگا۔ الختصر۔ اے ایمان والو! جب ایسے شرپسندوں سے سامنا ہو۔۔۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَّيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ

اور قتل کر ڈالو ان کو، یہاں تک کہ نہ رہ جائے کوئی شورش اور ہو جائے دین سارا اللہ کا۔

فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۳۹﴾

تو اگر وہ باز آئے، تو بے شک اللہ جو وہ کرتے ہیں اس کا دیکھنے والا ہے●

(اور) ان سے جنگ کرنا ہی پڑ جائے، تو تم بھی پیچھے مت ہٹو، بلکہ (قتل کر ڈالو انکو یہاں تک کہ نہ رہ جائے کوئی شورش اور ہو جائے دین) سارے کا (سارا اللہ) تعالیٰ (کا)۔ یعنی صرف خدا کی ہی عبادت کی جائے، اور کوئی شورش پسند مشرک اور بت پرست باقی نہ رہے۔ (تو اگر وہ باز آئے) کفر سے ۔۔یا۔۔ مسلمانوں سے لڑنے سے ۔۔یا۔۔ جزیہ قبول کر کے، (تو بیشک اللہ) تعالیٰ (جو وہ کرتے ہیں اسکا دیکھنے والا ہے)، وہ اسکے موافق جزا دیگا۔

وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۭ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۴۰﴾

اور اگر بے رخی برتی، تو جان لو کہ بے شک اللہ تمہارا مولیٰ ہے۔ کیسا اچھا مولیٰ، اور کیسا اچھا مددگار!●

(اور اگر بے رخی برتی)، یعنی حق کو قبول کرنے سے انکار کیا اور لڑائی پر آمادہ نظر آئے، (تو) اے مسلمانو! تم کچھ باک نہ رکھو اور اس سے خوفزدہ نہ ہو، بلکہ (جان لو کہ بیشک اللہ) تعالیٰ (تمہارا مولیٰ) اور مددگار (ہے)۔ اور غور تو کرو، کہ (کیسا اچھا مولیٰ) ہے، جو اپنے دوستوں کو ضائع نہیں چھوڑتا اور انھیں بے یار و مددگار نہیں فرماتا۔ (اور کیسا) ہی (اچھا مددگار) ہے، کہ مسلمانوں کو مشرکوں پر غالب کرتا ہے۔ اور دوستوں کو ہمیشہ عزت و عظمت عطا فرماتا ہے۔

بفضلہ تعالیٰ نویں پارہ کی تفسیر آج بتاریخ
۲۰ محرم الحرام ۱۴۳۱ھ ۔۔مطابق۔۔ ۷ جنوری ۲۰۱۰ء
بروز پنج شنبہ مکمل ہوگئی۔
مولیٰ تعالیٰ باقی پاروں کی تفسیر کو مکمل
کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

آمین یا مجیب السائلین بحرمة حبیبك سیدنا محمد ﷺ الذی توسل به سیدنا آدم علیه السلام فاجبت دعوته برحمتك یاارحم الراحمین۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

تشریحِ لغات

-- ﴿ ا ﴾ --

اِبطال: باطل کرنا۔۔غلط قرار دینا۔۔جھوٹا کرنا۔

اَتباع: پیروی کرنے والے۔۔پیروکار۔

احتراز: پرہیز۔۔کنارہ کشی۔۔اجتناب۔۔علیحدگی۔

احقاق: کسی کا حق قائم یا ثابت کرنا۔۔ثبوت دینا۔

ارتداد: پھر جانا۔۔مرتد ہونا۔۔اسلام چھوڑ دینا۔

ارزانی: کثرت۔۔زیادتی۔۔بہتات۔

ازار: تہبند۔

اِستدراج: خلافِ معمول کام کرنا۔۔خارقِ عادت عمل۔

اِستدعا: خواہش۔۔درخواست۔۔التجا۔

اِستراحت: آرام چاہنا۔۔سکھ۔۔چین۔

اِستعداد: لیاقت۔۔قابلیت۔۔آمادگی۔

اِستفادہ: فائدہ حاصل کرنا۔۔نفع اٹھانا۔

اِستفسار: دریافت کرنا۔۔پوچھنا۔۔پوچھ گچھ۔

اِستماع: غور سے سننا۔

اِستیصال: بیخ کنی۔۔جڑ سے اکھیڑنا۔

اِستیلاء: غالب ہونا۔

اَسلم: نہایت سالم۔۔سب سے بہتر۔

اِشتباہ: گمان۔۔شبہ۔۔شک۔

اِضطرار: بے قراری۔۔بے اختیاری۔۔بے بسی۔

اَغلاق: کلام کو مشکل کرنا۔۔پیچیدہ کرنا۔۔مغلق کرنا۔

اِفتراء: تہمت۔۔بہتان۔۔جھوٹا الزام۔

اَکبر الکبائر: بڑے گناہوں میں کا بڑا گناہ۔

اِلتباس: مشکوک ہونا۔۔شبہ پڑنا۔

اُم الولد: اصطلاحِ فقہ میں وہ لونڈی، جس نے اپنے مالک کے نطفے سے اولاد جنی ہو۔ مالک اولاد کو یا لونڈی کو بیچ نہیں سکتا۔ البتہ آقا کے مرنے کے بعد وہ خود آزاد ہو جاتی ہے۔ترکے میں ورثہ کو نہیں مل سکتی۔

اِمتنانیہ: احسان کرنے والی۔

اِنبساط: خوشی۔۔شادمانی۔۔کھلنا۔۔پھیلنا۔

اِنتساب: لگاؤ۔۔تعلق۔۔واسطہ۔۔رشتہ۔۔منسوب کرنا۔۔نسبت دینا۔

اَنذار: تنبیہ کرنا۔۔آگاہی۔

اِنقضاء: تکمیل۔۔اختتام۔۔مدت پوری ہونا۔گزرنا۔

اوسان: ہوش وحواس۔۔جرأت۔۔ہمت۔۔حوصلہ۔

-- ﴿ ب ﴾ --

بادی: ہوائی۔۔ہوا پیدا کرنے والا۔

باک: خوف۔۔ڈر۔۔اندیشہ۔

بالاستیعاب: اوّل سے آخر تک۔

بالمشافہ: آمنے سامنے۔

بخت: نصیب۔۔بھاگ۔۔قسمت۔

بطلان: تردید۔۔باطل ہونا۔

بعث ونشور: روزِ قیامت۔۔جس روز انسان قبروں سے اٹھائے جائینگے اور پھر پھیلا دیے جائینگے۔

بُعد: دوری۔۔فاصلہ۔۔مسافت۔

بیّنہ: روشن۔۔دلیل۔۔گواہ۔

-- ﴿ پ ﴾ --

پابجولاں: مقید۔۔محبوس۔۔پابہ زنجیر۔

-- ﴿ ت ﴾ --

تحریم: حرام کرنا۔۔ممانعت کرنا۔۔حرمت کرنا۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

تحکم: زبردستی۔۔زبردستی کی حکومت۔

تخصیص: خصوصیت۔

تدبر: دوراندیشی۔۔عاقبت اندیشی۔

تدریجی: درجہ بدرجہ۔۔زینہ بہ زینہ۔۔رفتہ رفتہ۔

تذکیر: یاددلانا۔

ترہیب: ڈرانا۔۔دھمکانا۔۔خوف دلانا۔

تزھد: زھد اختیار کرنا۔

تضرع: رونا۔۔گڑگڑانا۔۔آہ وزاری۔

تضرع وزاری: رونا۔۔گڑگڑانا۔

تعدّد: تعداد میں زیادہ ہونا۔۔بہتات۔۔کثرت۔

تعریض: اعتراض کرنا۔

تعمیم: عام کرنا۔۔عمومیت۔

تعنت: عیب جوئی۔۔نکتہ چینی۔۔بدگوئی۔

تفضیل: ترجیح۔۔فوقیت۔۔فضیلت۔

تقریب فہم: سمجھ کے قریب کرنے کیلئے۔۔
آسانی سے سمجھانے کیلئے۔

تقشف: درویشی۔۔فقیری۔۔سخت زندگی گزارنا۔

تقصیر: کوتاہی۔۔کمی۔۔سہو۔۔بھول چوک۔

تقلیدِ ضالین: گمراہوں اور بھٹکے ہوؤں کی پیروی کرنا۔

تکذیب: جھٹلانا۔۔جھوٹ بولنے کا الزام لگانا۔

تمامی: انجام۔۔تکمیل۔

تمرد: سرکشی۔۔بغاوت۔۔گستاخی۔۔نافرمانی۔

تنزیہہ: پاکی۔۔صفائی۔

تنظیف: پاک ہونا۔۔پاکیزگی۔

تنقیص: نقص نکالنا۔۔کم کرنا۔۔گھٹانا۔۔کمی۔

تہدید: تنبیہ۔۔ڈرانا۔۔دھمکانا۔

تہنیت: مبارک باد دینا۔۔مبارک باد۔

تیرگی: سیاہی۔

--﴿ ٹ ﴾--

ٹیکرا: ٹیلا۔۔پہاڑوں کی ڈھلوان سطح۔

--﴿ ث ﴾--

ثبات: پائیداری۔۔مضبوطی۔۔ثابت قدمی۔

--﴿ ج ﴾--

جفتی: نر اور مادہ کا ملنا۔

جلب منفعت: نفع حاصل کرنا۔

جنبی: وہ آدمی جسے جماع یا احتلام کی وجہ سے غسل کی حاجت ہو۔

--﴿ ح ﴾--

حاجب: پردہ۔

حانث: قسم توڑنے والا۔

حظِ نفس: حیوانی مزہ۔۔بدنی خوشی۔

حَکَم: ثالث۔۔پنچ۔۔فیصلہ کرنے والا۔۔منصف۔

حلت: حلال ہونا۔۔روا ہونا۔۔مباح ہونا۔۔حرمت کی ضد۔

حلفاء﴿حلیف کی جمع﴾: دو فریق جنہوں نے ایک دوسرے کی امداد کا معاہدہ کیا ہو۔

--﴿ خ ﴾--

خدم وحشم: نوکر چاکر وملازمان وخادمین۔

خذلان: مدد نہ کرنا۔۔درماندگی۔

خصائل مرضیہ: بری سیرت۔۔خراب عادات۔

خفیف الحرکاتیوں: اوچھی حرکتیں۔۔کم ظرفی۔

--﴿ د ﴾--

دابّہ: زمین پر چلنے والا جانور۔۔چوپایہ۔

دارالسلام: سلامتی کی جگہ۔۔امن کی جگہ۔۔بہشت۔

داعیہ: خواہش۔۔مرضی۔

درازگوش: لمبے کانوں والا۔۔گدھا۔

درکات﴿درکہ کی جمع﴾: دوزخ کا ایک طبقہ۔

دفع مضرت: ضرر۔۔نقصان۔۔زیاں کو دور کرنا یا ہٹانا۔

دفینہ: دفن کیا ہوا مال۔۔گڑا ہوا خزانہ۔

دوہا: تھن سے دودھ نکالنا۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

دیاروامصار: گھروں اورشہروں۔

-- ﴿ ر ﴾ --

راجح: قابل ترجیح۔۔بہتر۔۔پسندیدہ۔

رفع وثبات: بلندی وثابت قدمی۔

رفیع القدر: اونچی شان والا۔۔بڑی بزرگی والا۔

رکیک: ناچیز۔۔ادنیٰ۔۔گھٹیا۔

روسیاہ: کالے منہ کا۔

-- ﴿ ز ﴾ --

زجروتوبیخ: ڈانٹ ڈپٹ۔۔لعنت ملامت۔۔جھڑکی دھتکار۔

زنگار: زنگ۔۔وہ مسالا جو آئینے کی پشت پر لگاتے ہیں۔

-- ﴿ س ﴾ --

ساعی: کوشش کرنے والا۔۔دوڑدھوپ کرنے والا۔

سبکسار: ہلکا۔

سعید: نیک۔۔بھلا۔۔مبارک۔۔خوش نصیب۔

سماع قبول: ماننے والا سننا۔

سن: عمر۔۔مقدارِعمر۔۔سال۔۔برس۔

سن بلوغت: جوانی کی عمر۔۔سیانا ہونا۔

سہل الحصول: آسانی سے حاصل ہونے والا۔

-- ﴿ ش ﴾ --

شقی: بدبخت۔۔بدنصیب۔

-- ﴿ ص ﴾ --

صامت: چپ۔۔خاموش۔

صانع حقیقی: دنیا بنانے والا،یعنی اللہ تعالیٰ۔

صخرہ: بڑا پتھر۔۔چٹان۔

صراحت: تشریح۔۔وضاحت۔

-- ﴿ ط ﴾ --

طغیان: بڑی زیادتی۔۔ظلم۔۔نافرمانی۔۔سرکشی

-- ﴿ ظ ﴾ --

ظن وتخمین: وہم وگمان واندازہ وانکل۔

-- ﴿ ع ﴾ --

عاجلانہ: جلدبازی سے۔۔جلدی میں۔

عاریتاً: قرضے کےطورپر۔۔مانگ کر۔

عُجب: غرور۔۔تکبر۔۔گھمنڈ۔۔خودبینی۔

عزم بالجزم: مصمم ارادہ۔۔پکاارادہ۔

عزیمت: ارادہ۔۔قصد۔

عفاریت: عفریت کی جمع: دیو۔۔بھوت پریت۔

عِقاب: دکھ۔۔تکلیف۔۔عذاب۔۔سزا۔

عقوبت: دکھ۔۔عذاب۔۔سزا۔۔تکلیف۔

علی الفور: فوری طورپر۔

-- ﴿ غ ﴾ --

غوایت: زیاں کاری وگمراہی۔

غیرمترقبہ: جسکی توقع نہ ہو۔

-- ﴿ ف ﴾ --

فردانیت: یکتاوبےمثل ہونےمیں۔

فرع: شاخ۔۔وہ جسکی اصل کوئی اورچیزہو۔

فروتن: عاجز۔۔مسکین۔۔خاکسار۔

فضیحت: ذلت۔۔بدنامی۔۔رسوائی۔

-- ﴿ ق ﴾ --

قباحت: خرابی۔۔نقص۔۔عیب۔۔برائی۔

قبائح ﴿قبیح کی جمع﴾: برائیاں۔

قبیح: معیوب۔۔برا۔۔نازیبا۔۔شرمناک۔

قدح ﴿مدح کی ضد﴾: اعتراض۔۔برابھلا کہنا۔۔لعنت وملامت کرنا۔

قرص: ٹکیا۔۔گول چیز۔۔گھیرا۔

قساوت: سنگدلی۔۔بےرحمی۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

قصص ﴿قصہ کی جمع﴾: کہانی۔۔داستان۔۔افسانہ۔

-- ﴿ک﴾ --

کثرت محاصل: آمدنی کی زیادتی۔۔نفع کی زیادتی۔
کثیف: دبیز۔۔گاڑھا۔
کور کسر: کمی بیشی۔
کینچل: سانپ کی سفید جھلی جو اسکے جسم سے اترتی ہے اور سانپ اس سے باہر آجاتا ہے۔

-- ﴿گ﴾ --

گراں بار: بھاری۔۔بوجھ سے لدا ہوا۔
گندم گوں: گندمی رنگ کا۔۔سانولا۔
گوسالہ: گائے کا ایک سالہ بچہ۔۔بچھڑا۔

-- ﴿ل﴾ --

لایزال: لازوال۔۔جسے کبھی فنا نہ ہو۔۔ابدی۔
لرزہ براندام: وہ جس پر کپکپی طاری ہو۔۔کانپنے والا۔
لواطت: اغلام۔۔لڑکوں کے ساتھ بدفعلی۔

-- ﴿م﴾ --

ماذون الشفاعہ: جسکو شفاعت کی اجازت دیدی گئی ہو۔
مُبدِع: نئی چیز پیدا کرنیوالا۔۔بے مادّہ بنانیوالا۔۔اللہ تعالیٰ۔
مبرم: مضبوط۔۔مستحکم۔۔نہ ٹلنے والی۔
متابعت: پیروی۔۔فرمانبرداری۔۔اطاعت۔
متانت: سنجیدگی۔۔پختگی۔۔خیالات کی آراستگی اور درستی۔
متبعین: اتباع کرنے والے۔۔پیروی کرنے والے۔۔ پیچھے چلنے والے۔
متردد: تردد کرنے والا۔۔پریشان۔۔مضطرب۔۔ پس وپیش کرنے والا۔
متصرف: قبضہ کرنے والا۔۔قابض۔
متمرد: تمرد کرنے والا۔۔سرکشی کرنے والا۔۔نافرمان۔۔ سرکش۔۔باغی۔

متمیز: الگ ہونے والا۔۔جدا۔
متواضعانہ: تواضع کرنے والا۔۔عاجزی کرنے والا۔
مجتمع: اکٹھا۔۔جمع کیا ہوا۔
محارم ربانیہ: اللہ کی طرف سے حرام کی گئی چیزیں یا باتیں۔
محرف: تحریف کیا گیا۔۔مطلب سے پھیرا ہوا۔۔بدلا ہوا۔
محزون: غمگین۔۔رنجیدہ۔۔مغموم۔۔دلگیر۔۔ملول۔
محل نزاع: بحث وتکرار کا موقع۔۔تنازعہ کا موقع۔
محیر العقول: عقل کو حیرانی میں ڈالنے والا۔۔ تعجب میں ڈالنے والا۔۔عجیب وغریب۔
مداومت: ہیشگی۔۔قیام۔۔ثبات۔۔دوام۔
مدبر: وہ غلام جسکی آزادی کو مالک اپنی موت سے متعلق کرے مدبر کہلاتا ہے۔مدبر نہ تو بک سکتا ہے اور نہ ہی ہبہ کیا جاسکتا ہے، البتہ مالک کا اس سے خدمت لینا جائز ہے۔
مذبوح: ذبح کیا گیا۔
مذموم: برا۔۔خراب۔۔قبیح۔
مربوب: جسکی پرورش کی جائے۔۔پروردہ۔۔بندہ۔۔مملوک۔
مرجع: لوٹنے کی جگہ۔۔رجوع کرنے کی جگہ۔
مرزوق: رزق دیا گیا۔۔جسکو رزق دیا جاتا ہے۔
مزروعات: کھیتی۔۔کھیت میں بوئی ہوئی چیزیں۔
مزعومہ: گمان کیا ہوا۔۔زعم کیا ہوا۔
مستبعد: دور از قیاس۔۔دشوار۔
مستجاب الدعوات: جسکی دعائیں قبول ہوں۔۔جسکی دعائیں درگاہِ الٰہی میں شرف قبولیت پائیں۔
مستزاد: بڑھایا گیا۔۔زیادہ کیا گیا۔
مستغنی: بے پرواہ۔
مستلزم: کوئی کام اپنے اوپر لازم کرنے والا۔۔لازمی ہو جانا۔
مستمر: ہمیشہ رہنے والا۔۔دائم۔۔مستقل۔
مستولی: غالب۔۔چھا جانے والا۔۔قابو میں رکھنے والا۔
مسدود: رکا ہوا۔
مسموع: سنا گیا۔۔قبول کیا گیا۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

مشروع: شرع کے موافق۔۔جائز کیا گیا۔
مصاحبین ﴿مصاحب کی جمع﴾: ساتھی۔۔ہم نشین۔۔ہم صحبت۔
مصادیق: وہ شئے جن پر کسی معنی کا اطلاق ہو۔
مصنوع: صنعت کیا ہوا۔۔بنایا ہوا۔
مضرت: ضرر۔۔نقصان۔۔زیاں۔
مضمحل: اداس۔۔دلگیر۔۔رنجیدہ۔۔مغموم۔
مضمر: پوشیدہ۔۔مخفی۔
مطاعم وثمرات: کھانے کی چیزیں وپھل وغیرہ۔
معارضہ: جھگڑا۔۔ٹنٹا۔۔مناقشہ۔
معاند: عناد رکھنے والا۔۔دشمن۔۔مخالف۔
معاندین: عناد رکھنے والے۔۔دشمن۔۔مخالفین۔
معتوب: جس پر عتاب کیا جائے۔
مغضوب: غضب کیا گیا۔۔جس پر غصہ یا عتاب ہو۔
مفاتیح الغیب: غیب کی کنجیاں۔
مفارقت: جدائی۔۔فرقت۔۔علیحدگی۔
مفتری: افتراء پرداز۔۔الزام لگانے والا۔۔بہتان لگانے والا۔
مفضول: فضیلت دیا گیا شخص۔۔فضیلت دی گئی چیز۔
مفقود: کھوئی ہوئی۔۔غائب۔۔ناپید۔۔ندارد۔
مقتضاء: تقاضا کیا گیا۔۔چاہا گیا۔
مقتضی: جسکا تقاضا کیا گیا۔
مقر: معترف۔۔اعتراف کرنے والا۔۔اقرار کرنے والا۔
مقصور: کم کیا گیا۔۔چھوٹا کیا گیا۔
مقہور: قہر کیا گیا۔۔جس پر غصہ ہو۔
مکابرہ: غرور۔۔گھمنڈ۔۔مقابلہ۔
مکاتب: وہ غلام جسے کچھ معاوضہ لیکر آزاد کر دیا گیا ہو۔
مکارم خصال: خوبیاں۔۔محاسن۔۔اچھے اوصاف۔۔
قابل تعریف کام۔
مکلف: تکلیف دیا گیا۔
ملل ﴿ملت کی جمع﴾: مذاہب۔۔ادیان۔
ملول خاطر: اداس۔۔رنجیدہ۔۔غمگین۔
منتہی: نتیجہ۔۔انجام۔

منصوص: کمال تحقیق کو پہنچا ہوا۔۔قرآن مجید کی وہ آیت
جو قابل تاویل نہ ہو، بالکل ظاہر ہو۔
منعم حقیقی: حقیقی نعمت دینے والا، یعنی اللہ تعالیٰ۔
منفعل: نادم۔۔شرمندہ۔۔شرمسار۔
منقاد: تابع فرمان۔۔فرمانبردار۔
مواظبت: ایک کام ہمیشہ کئے جانا۔۔کام میں لگے رہنا۔
موضع: جگہ۔
موعود: وعدہ کیا گیا۔
مؤکد: تاکید کیا گیا۔
مہیب: خوفناک۔۔خطرناک۔۔ڈراونا۔۔بھیانک۔

-- ﴿ ن ﴾ --

نجس العین: وہ چیز جو کلیۃً نجس ہو۔۔جسکا کھانا، پینا، چھونا،
لگانا ممنوع اور ناجائز ہو۔
نزاع: فساد۔۔تکرار۔۔تنازعہ۔
نزع روح: روح کا نکلنا۔۔جاں کنی۔۔دم ٹوٹنا۔
نفخہ اولیٰ: پہلی صور جو پھونکی جائیگی قیامت کے دن۔
نقض: توڑنا۔۔پھوڑنا۔۔بگاڑنا۔

-- ﴿ ہ ﴾ --

ہزیمت: شکست۔۔ہار۔
ہیئت کذائیہ: موجودہ حالت۔۔جیسی کہ حالت ہے۔

-- ﴿ ی ﴾ --

یمین: قسم۔۔حلف۔
یمین لغو: جھوٹی قسم۔

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

ہماری دوسری مطبوعات:

اردو ترجمۂ قرآن بنام 'معارف القرآن'

مترجم: مخدوم الملۃ علامہ سید محمد اشرفی جیلانی المعروف بہ حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ

قرآن کریم کا اردو زبان میں نہایت ہی آسان، سلیس اور انوکھا ترجمہ جسکا مطالعہ کرنے سے قرآنِ کریم کا مفہوم دل و دماغ میں اترتا چلا جاتا ہے۔ مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ نے اس ترجمہ کا شروع کا حصہ دیکھ کر فرمایا،

'شہزادے، آپ اردو میں قرآن لکھ رہے ہو۔۔۔'

'مسئلہ قیام وسلام اور محفل میلاد' ﴿۶۴ صفحات﴾

تالیف: مخدوم الملۃ علامہ سید محمد اشرفی جیلانی المعروف بہ حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ

'الاربعین الاشرفی فی تفہیم الحدیث النبوی ﷺ' ﴿۷۰۴ صفحات﴾

شارح: حضور شیخ الاسلام والمسلمین، حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی، جیلانی مدظلہ العالی

'محبت رسول ﷺ روح ایمان' ﴿۹۵ صفحات﴾

('حدیث محبت' کی عالمانہ، فاضلانہ اور محققانہ تشریح)

شارح: حضور شیخ الاسلام والمسلمین، حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی، جیلانی مدظلہ العالی

'تعلیم دین وتصدیق جبرائیل امین' ﴿۱۱۰ صفحات﴾

('حدیث جبرائیل' کی فاضلانہ تشریح)

شارح: حضور شیخ الاسلام والمسلمین، حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی، جیلانی مدظلہ العالی

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

'مقالاتِ شیخ الاسلام' ﴿۱۴۰ صفحات﴾

تصنیف: حضور شیخ الاسلام والمسلمین، حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی، جیلانی مدظلہ العالی

'اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ' ﴿۳۲ صفحات﴾
'حدیث نیت' کی محققانہ تشریح'

شارح: حضور شیخ الاسلام والمسلمین، حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی، جیلانی مدظلہ العالی

'نظریۂ ختم نبوت اور تحذیر الناس' ﴿۴۶ صفحات﴾

مصنف: حضور شیخ الاسلام والمسلمین، حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی، جیلانی مدظلہ العالی

'فریضۂ دعوت وتبلیغ' ﴿۳۶ صفحات﴾

مصنف: حضور شیخ الاسلام والمسلمین، حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی، جیلانی مدظلہ العالی

'دین کامل' ﴿۳۲ صفحات﴾

مصنف: حضور شیخ الاسلام والمسلمین، حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی، جیلانی مدظلہ العالی

مزید براں ادارے کے اشاعتی پروگرام میں مندرجہ ذیل کتابیں شامل ہیں۔

☆۔۔۔معارف القرآن کا گجراتی اور ہندی میں علیحدہ علیحدہ ترجمہ۔۔۔☆

☆۔۔۔معارف القرآن کا تفصیلی تقابلی جائزہ۔۔۔☆

☆۔۔۔مضامین معارف القرآن۔۔۔☆

☆۔۔۔تفسیر اشرفی کا گجراتی میں ترجمہ۔۔۔☆

☆۔۔۔حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ کی دیگر تصنیفات۔۔۔☆

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

تصدیق نامہ

میں نے گلوبل اسلامک مشن، انک، نیویارک، یو ایس اے کی کتاب، بنام:

سید التفاسیر المعروف بہ تفسیر اشرفی ﴿جلد سوئم﴾

کی طباعت کے وقت اسکے ہر صفحہ کو حرفاً حرفاً بغور پڑھا ہے۔

تصدیق کی جاتی ہے کہ اس میں موجود قرآن کریم کی آیاتِ کریمہ اور احادیث شریفہ کے الفاظ اور اعراب دونوں بالکل صحیح ہیں۔ اور میرا یہ سرٹیفکیٹ درستگی اور اغلاط سے پاک ہونے کا ہے۔ دورانِ طباعت اگر کوئی زیر، زبر، پیش، جزم، تشدید یا نقطہ چھپائی میں خراب ہو جائے تو اسکا متن کتابت کی صحت سے تعلق نہیں ہے۔۔۔ علاوہ ازیں ۔۔۔ کتاب ھٰذا میں کوئی مضمون ملک و ملت کے خلاف نہیں ہے۔

فقط

المصدق

سید محمد عظمت علی نوری
ریسرچ و رجسٹریشن آفیسر
(محکمہ اوقاف سندھ) کراچی

سید محمد عظمت علی نوری
ریسرچ و رجسٹریشن آفیسر
(محکمہ اوقاف، سندھ) کراچی

https://t.me/nabwilibrary Marfat.com

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور کراچی پاکستان

https://t.me/nabwilibrary
Marfat.com